تواریخ قدیم آریہ ورت

ٹھاکر نگینہ رام پرمار

کتب خانہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

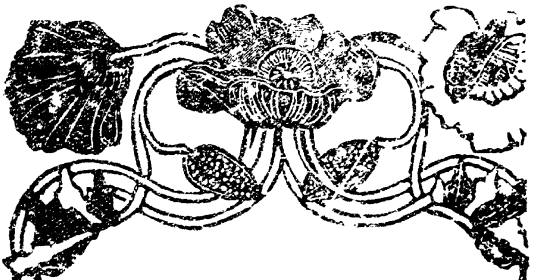

تواریخ قدیم آریہ ورت

جلد اول

ہندوستان کے قدیم تواریخی واقعات کا آئینہ۔ جملہ اقوام عالم کی سرگذشت
کا خزینہ اور قدیم آریوں کے عروج و کمال کی منہ بولتی تصویر

مصنفہ
ٹھاکر نگینہ رام پرمار پانشہ ریاست کپورتھلہ

بانڈہ پریس جالندھر شہر میں باہتمام لالہ کیشب چندر بانڈہ بی اے چھپی اور مصنف نے شائع کیا۔

بار اول ۱۹۲۲ قیمت دس روپیہ آٹھ آنہ

فہرست مضامین

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۱	تمہید	۱۴۳	امراوتی کی ماتحت ریاستیں
۱۹	دیباچہ علم تواریخ کی سرگذشت	۱۴۶	دیوا سر سنگرام
۲۴	سمتوں کا بیان	[illegible]	برہم یگ کے تواریخی واقعات
۳۱	یدھشٹری سمت کی تحقیقات	۱۵۳	برہمشتی۔ آریوں کی سب سے پہلی سلطنت
۵۳	دنیا کی قدامت	۱۵۷	مہیشمتی (کوروکشیتر)
۷۰	انسان کا اصلی وطن	۱۶۷	زمانہ شجاعت کے تواریخی واقعات
۹۶	دنیا کی پیدائش		
۱۰۰	دیوتاؤں کا زمانہ کومار سرشٹی	۱۷۱	سلطنت اجودھیا
۱۰۳	دنیا کی ابتدائی قومیں	۱۸۵	ہستناپور
۱۱۴	دیوتاؤں کا نظام حکومت	۱۹۶	گجرات (کاٹھیاواڑ)
۱۱۸	منووتی۔ دیوتاؤں کی تعلیمی اور روحانی سلطنت	۲۰۵	متھلاپوری
۱۳۵	وشنوپوری " " جنگی سلطنت	۲۱۰	مگدھ
۱۳۶	کیلاش پوری " " "	۲۱۸	کاشی
۱۳۸	امراوتی " مذہبی و سیاسی سلطنت		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۲ م	نادون	۷۳ م	سنگھ پور
۴ م	چمبہ	۷۴ م	کبیر گرام
۷ م	بندرالنہ	۷۵ م	ہریانہ
۸ م	بھونی	۷۸ م	فرید کوٹ
۹ م	سکیت	۸۱ م	پٹیالہ
۱۲ م	منڈی	۸۲ م	جیند
۱۴ م	کشتواڑ	۸۷ م	مانجھ
۱۵ م	جُبّل	۸۹ م	کپورتھلہ
۱۷ م	مبلوگ	۹۷ م	جمون
۱۹ م	بگھاٹ	۵۰۸	کشمیر
۲۲ م	گڈھی مانسوال	۵۴۹	یارقند (ترکستان
۲۴ م	نورپور	۵۷۲	سارن پور
۲۸ م	چنبنی	۵۷۲	دارد الجبیار
۴۰ م	بلاسپور	۵۸۰	باختر (ترکستان
۴۹ م	بسوہلی	۵۹۶	افغانستان
۱۴ م	بھڈوال	۶۱۴	پراگ جیوتش پور (چین
۲۲ م	بھدرواہ	۶۲۱	ایشیائی روم
۴۳ م	لاہور	۶۳۴	عرب
۵۶ م	جیسلمیر	۶۴۶	مصر
۶۹ م	راہوں	۶۵۴	غونت پور (جنوبی افریقہ)
۷۰ م	سرسور (ناہن)		

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ	مضمون
۲۲۰	بنگال	۲۹۷	بوندی
۲۲۶	شورسین	۳۰۳	کوٹہ
۲۲۸	ہیشتی (دکن)	۳۰۴	جھالاواڑ
۲۳۲	تترپوری	۳۰۵	جے پور
۲۴۳	رتن پور	۳۱۶	الور
۲۴۴	کلنگ	۳۱۹	اودے پور
۲۴۵	اڑیسہ	۳۳۸	ڈونگر پور
۲۴۷	راج سندری	۳۴۰	بانسواڑہ
۲۴۸	کلہیان	۳۴۱	پرتاب گڈھ
۲۴۹	متھرا	۳۴۲	جودھ پور
۲۴۵	نرور	۳۵۵	بیکانیر
۲۵۲	اجین	۳۶۱	کشن گڈھ
۲۶۱	بھدرا (کپل ستو)	۳۶۷	سروہی
۲۶۵	الوڑہ	۳۶۹	بیجولیاں
۲۶۶	چندیری	۳۷۱	نرسنگھ گڈھ
۲۶۹	قنوج	۳۷۶	دھار
۲۷۲	دہلی	۳۸۰	کانگڑہ
۲۸۴	کاوتی	۳۹۵	جسوان
۲۹۴	سانبھر	۳۹۷	گلیر
۲۹۲	اجمیر	۴۰۰	سیبہ
۲۹۶	رنتھمبور	۴۰۱	دانتارپور

اوم

تمہید

دنیا کی قدیم تواریخ پر جو تاریکی کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ وہ اہل بصیرت کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ صرف ہندوستان ہی موقوف نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر ایک ملک اور قوم کے سابقہ حالات اور گذشتہ واقعات ظلمات کی قیامت خیز تاریکی کے اندر پنہاں ہو رہے ہیں۔

تین سو برس کا عرصہ گذرا۔ جب ممالک یورپ کے عالمان باکمال اور فاضلان ذی وقار کے دل میں روئے زمین کی موجودہ اقوام کے منبع ومخرج کی تحقیقات اور زمانہ گذشتہ کے واقعات و حالات کی دریافت کا شوق پیدا ہُوا۔ انہوں نے اعلیٰ پیمانہ پر بڑی بڑی سوسائٹیاں قائم کیں جو اپنی شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں تار پود کی طرح پھیل گئیں۔ اور علم تواریخ کی تحقیق و تجسس کا کام وسیع پیمانہ پر شروع کر دیا گیا۔ گذشتہ تین صدیوں کے اندر معاملہ فہم اور نکتہ رس فاضلان یورپ نے دنیا کے ہر ایک ملک کا قدیم لٹریچر مہیا کر کے اس کے مطالب اور معانی تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہر ایک مذہب کے عقائد اور اسرار معانی کی عقدہ کشائی کے لئے عقل لڑائی ہر ایک قوم کی زبانی کہانیوں اور پرانی روایتوں کو جمع کر کے ان سے مفید مطالب نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی۔ آثار قدیمہ کی کھوج کے لئے دشوار گذار پہاڑوں اور تپتی دوپہر بیابانوں کے سفر کی تکالیف کو برداشت کیا۔ اور پرانے کھنڈرات کو کھود کر حالات ماضیہ کی صداقتوں

بنا کی ہے۔
چونکہ ان سکوں اور کتبوں پر سال سمت درج نہیں۔ اور اگر لکھے ہیں تو اس زمانہ کی طرز تحریر کو نہ سمجھنے کے باعث زمانہ حال کے مورخوں نے واقعات کو ترتیب دینے میں بڑی بڑی لغزشیں کھائی ہیں۔ ایشیائی ممالک کی موجودہ سوشل اور پولیٹکل حالت اور آج سے اڑھائی ہزار برس پیشتر کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ اس زمانہ میں افغانستان کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے ابھی تک کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ اور ایشیائی قوموں کے تعلقات ایسے کشیدہ نہ تھے۔ جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اہل ترکستان کی وساطت سے چین اور ہندوستان کے باشندوں میں باہمی ربط وضبط قائم اور سلسلہ آمد و رفت جاری تھا۔ چین۔ یارقند۔ باختر۔ قندہار غزنی۔ کشمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ اور پریاگ کے راجگان تعلقات رشتہ داری کے وسیلہ سے باہم اوت پروت ہو رہے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ چین اور ہندوستان کے ان تواریخی واقعات میں جو زخم چشم زمانہ سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ بہت بڑی حد تک مطابقت پائی جاتی ہے۔ برخلاف اسکے زمانہ حال کے مورخوں کی تحقیقات اور دونوں ملکوں کے سرمایۂ معلومات میں بعد المشرقین کی تفاوت دکھائی دیتا ہے۔ ہر ایک واقعہ کا زمانہ قائم کرنے میں زمانہ حال کے مورخوں نے ایک ہزار سال کا فرق ڈال دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک نئے محقق کے لئے بہت کچھ الجھن کا سامان پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس میں کلام نہیں ہے۔ کہ ان مورخوں نے سال سمت قائم کرنے میں زیادہ تر قیاس سے کام لیا ہے۔
وسطی زمانہ کی مذکورہ بالا ایشیائی اقوام کے علاوہ مصری۔ یونانی اور آریہ تین قومیں اور بھی ہیں۔ جو اپنی قدامت کی دعوے دار ہیں

کی جستجو میں عرقریزی کی۔ مختلف اقوام عالم کی زبانوں کے لب و لہجہ اور الفاظ کے مخرج کی پڑتال کرتے ہوئے دنیا بھر کی لغاتوں کی ورق گردانی کی۔ تمام قوموں کے رسم و رواج اوضاع و اطوار۔ عادات و خصائل کی باہمی مطابقت اور بناوٹ جسمانی و خط و خال کی مشابہت سے ان کے اصلی سرچشمہ کا سراغ لگانے کے واسطے حتی الوسع سعی و کوشش کی۔

لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ ممالک یورپ کے فاضلوں کی مذکورہ بالا تمام جدوجہد سے وہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا جسکی ابتدا میں توقع کی گئی تھی ابھی تک قدیم زمانہ کی مسلسل اور معتبر تواریخ عالم کا کوئی ایسا نسخہ حوالہ قلم نہیں ہوسکا جسکو قدیم تواریخی واقعات کا آئینہ اور اقوام عالم کی پرانی سرگذشت کا خزینہ کیا جاسکے اور نہ ہی مستقبل میں ترتیب دئے جانیکی کوئی امید ابھی تک پیدا ہوئی ہے۔

تاہم اس امر میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ محققین علم تواریخ کی لگاتار کوششوں سے چند قوموں کے متعلق آج سے آٹھ ہزار سال پیشتر تک کے واقعات پر کافی روشنی پڑ گئی ہے۔ اور انہوں نے وثوق کیساتھ اس امر کو پبلک کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ کہ زمانہ حال کی یورپ کی بڑی بڑی قومیں وسط ایشیا کی ان انسانی نسلوں کی بقائے یادگار ہیں۔ جنہوں نے مسیح سے پانچ چھ صدی پہلے بحر الکاہل کے سواحل سے لیکر یورپ کے انتہائے مغرب تک اپنی فتوحات ملکی کے ذریعے بال و پر پھیلائے ہوئے تھے۔ اور وہ قومیں اس زمانہ میں ہُون۔ شک جیتی۔ اسی۔ کماری اور نکاری وغیرہ وغیرہ ناموں سے شہرت پذیر ہورہی تھیں۔ لیکن ان ایشیائی اقوام کے مسلسل حالات اور واقعات تواریخی تا حال چشم زمانہ سے اوجھل پڑے ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ چند بادشاہوں کے سکے اور کتبے دستیاب ہوئے ہیں۔ یا ہُون قوم کے چند مشاہیر کی قبریں جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ میں ملی ہیں۔ جن کی بنا پر انہوں نے اس زمانہ کے تواریخی واقعات ترتیب دینے کی کوشش

اٹھایا۔ وہ لوگ گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور گھاس پھوس کی چھونپڑیاں بناکر رہنے لگے۔ اور ان گروہوں میں جنگلوں کی ملکیت کے متعلق باہم لڑائیاں ہونے لگیں۔ تو انہوں نے لوہے اور تانبے کے بھدے ہتھیار بنانے شروع کئے۔ جن سے وہ اپنے دشمنوں کو بھی مارتے تھے۔ اور خوراک کے لئے جانوروں کا بھی شکار کرتے تھے۔ اس زمانے میں وہ لوگ سانپ وغیرہ موذی جانوروں۔ پیپل وغیرہ بڑے بڑے درختوں اور سانڈ وغیرہ کی پوجا کرنے لگے۔ اس کو مورخوں نے وحشت کا زمانہ قرار دیا ہے۔

بعد ازاں تہذیب ایک قدم اور بڑھی۔ اور وہ لوگ مردوں کی روحوں کو پوجنے لگے۔ ان کو خیال پیدا ہوا کہ ہم میں سے جو لوگ مرجاتے ہیں۔ ان کی روحیں کرہ ہوائی میں گھومتی رہتی ہیں۔ اور خاص خاص جگہ اپنا قیام بھی کرتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم نہیں ہیں۔ اس لئے وہ خوراک حاصل نہیں کرسکتیں۔ لیکن انہیں بھوک ضرور ستاتی ہے۔ اور خوراک حاصل کرنے کے لئے وہ روحیں اپنے پسماندگاں کو تکلیف دیتی ہیں۔ اس لئے مرغے۔ بکرے اور بھینسے کی قربانی دینے لگے۔ تاکہ روحوں کو ان کی سن بھاتی خوراک خون کی بھینٹ مل جائے۔ اور وہ ہمیں ایذا نہ پہنچائیں۔ اس وقت انہوں نے مردوں کو دفن کرنا شروع کیا۔

مسیح سے دو ہزار برس پہلے ترکستان میں آریہ قوم پیدا ہوئی اور وہ سورج۔ چاند بارش۔ بجلی وغیرہ عنصروں اور مظہرات قدرت کو دیوتا مان کر ان کی پرستش کرنے لگی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ دیوتا انسان کے روزانہ کاروبار میں امداد بھی کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ہنہ برسانے وبائی امراض کے دور کرنے اور دولت و حشمت کی ترقی کے لئے آریہ لوگ اپنے دیوتاؤں سے مدد کی التجا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے

اور اپنی پرانی عظمت اور شان و شوکت پر فخر کرتی ہیں۔ ان میں سے مصری اپنا قدیم لٹریچر ضائع کر چکے۔ ان کے ملک میں کچھ مینار اور پرانے زمانہ کی قبریں پائی جاتی ہیں۔ جن کے ذریعے سے اس قوم کی قدیم عظمت اور پرانی شان و شوکت کا پتہ ملتا ہے۔ اور یونان و ہندوستان کا قدیم علمی و ادبی ذخیرہ جو حوادث زمانہ سے محفوظ رہ گیا ہے۔ اس کی طرز تحریر ایسی مہمل اور راز سربستہ کی طرح نہاں ہے کہ زمانہ حال کے مورخوں کے لئے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کچھ بھی مدد نہیں کر سکتا۔ اس لئے موجودہ زمانہ کے مورخوں نے پانچ سو سال قبل مسیح سے تین ہزار قبل مسیح تک کے جو تواریخی حالات زیب قلم کئے ہیں۔ ان کی بنیاد سراسر قیاس اور فرضی تصویروں پر قائم کی گئی ہے۔ اس زمانہ کے ذرائع معلومات کا بہت بڑا حصہ وہ گیت ہیں۔ جو اُن کے خیال میں قدیم لوگ گایا کرتے تھے۔ اور زمانہ متوسط کے شاعروں نے انہیں اپنی کتابوں میں قلمبند کر دیا تھا۔ ان اقتباسات کی بنا پر اس زمانہ کے انسانوں کے طرز معاشرت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

زمانہ حال کے مورخوں کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے۔ کہ مسیح سے تین ہزار برس پہلے اس زمین پر بالکل جنگلی اور وحشی لوگ آباد تھے۔ وہ جانوروں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ وہ رہنے کے لئے گھر بناتے تھے۔ اور نہ بدن پر کپڑا پہنتے تھے۔ جانوروں میں اور ان میں کسی طرح کا بھی فرق نہ تھا۔ پھر ان کو کچھ ہوش آئی۔ تو ستر پوشی کے لئے درختوں کی چھال اور پتوں سے کام لینا شروع کیا۔ اور پتھروں سے جانوروں کو مار کر ان کا گوشت کھانے لگے۔ اس کو مورخوں نے پتھر کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اسکے بعد تہذیب نے دوسرا قدم

لطیف تھیں۔ ان کی زبان شستہ۔ خیالات پاکیزہ۔ اور چلن نہایت ہی مقدس تھے۔ وغیرہ

ان متضاد بیانات کو پڑھکر معمولی عقل کا آدمی تذبذب میں پڑ جاتا ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس کو سچا سمجھے اور کس کو جھوٹا۔ اس تذبذب نے ہر ایک قدیم قوم کے فاضلوں کو اپنے قومی اور مذہبی ادبی ذخیرہ سے دل برداشتہ کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ اس قیمتی سرمایہ سے کوئی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

واسکوڈی گاما کی کوشش سے اہل یورپ کی آمد و رفت کیلئے جب ہندوستان کا دروازہ کھل گیا۔ تو ممالک یورپ کے فاضل بہت بڑی تعداد میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کو بہت کچھ توقع تھی کہ ہندوستان ایک قدیم ملک ہے۔ اسکا تمدن اور تہذیب سوشل قوانین اور جملہ علوم و فنون بیرونی اثرات سے تا حال بالکل محفوظ ہیں۔ سنسکرت علم ادب کی پڑتال کرنے سے ہمیں اس قدر با افراط مصالحہ مل جائیگا۔ جو تواریخ دنیا کا ابتدائی ڈھانچہ تیار کرنے اور اسے درجہ تکمیل تک پہنچانے میں پوری پوری مدد دیگا۔ چنانچہ اس خیال کے زیر اثر انہوں نے سنسکرت لٹریچر کی ورق گردانی شروع کی۔ آثار قدیمہ کی کھوج کرکے کتبہ جات کو جمع کیا۔ اور ان کے مطالب و معانی تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ عقل لڑائی۔ زبانی روایتوں کو جمع کیا اور ایسے ہی اور بہت سے ذرائع تحقیقات کو کام میں لاکر سنسکرت لٹریچر میں سے قدیم تواریخ عالم کے منتشر شدہ اجزا کو چُن چُن کر انہیں سلک ترتیب میں منسلک کرنے کی کوشش کی۔

لیکن افسوس۔ کہ انہیں اپنے مقصد اور مدعا میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان کے دماغ ابتدائی کوشش [illegible] ایسے الجھ گئے۔ کہ

جانوروں کو پالنا اور کھیتی باڑی کرنا شروع کیا۔ زرخیز زمینوں کی تلاش کرتی ہوئی ان کی نسلیں مشرق میں خلیج بنگالہ اور مغرب میں برطانیہ تک پھیل گئیں۔ آریوں نے گاؤں آباد کئے۔ شہر بسائے۔ مختلف ملکوں میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرلیں۔ اس کو آریوں کا زمانہ کہتے ہیں مسیح سے ایک ہزار برس پہلے ترکستان میں ہون۔ شک۔ سکھین وغیرہ قومیں پیدا ہوئیں۔ جن کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ انہوں نے ایشیا اور یورپ میں پھیل کر بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ تہذیب اور شائستگی پھیلائی۔ علم و ہنر کی اشاعت کی۔ مختلف مذہب جاری کئے۔ اور آج تک ان کی اولاد روئے زمین پر برسر اقتدار ہے۔ اس کو تاریخی زمانہ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

برخلاف اس کے جب ہم ہندوستان۔ چین۔ اور یونان کے قدیم علم ادب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ امر صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے کہ مسیح سے تین ہزار برس پہلے روئے زمین کے تمام ملکوں میں تہذیب اور شائستگی کا آفتاب میں نصف النہار پر پہنچا ہوا تھا۔ مختلف علوم و فنون اپنی پوری کمالیت کا درجہ حاصل کر چکے تھے۔ اس زمانے کے لوگ بڑے بڑے عالیشان محل تعمیر کرتے تھے۔ شہروں میں بڑی رونق تھی۔ سلطنتوں کا نظم و نسق بالکل مکمل اور آجکل کی نسبت بدرجہ غایت بہتر تھا۔ دولت و ثروت کی فراوانی تھی۔ سطح عالم رشک گلشن و گلزار بنا ہوا تھا۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قائم تھیں۔ ان کا بندوبست نہایت اعلیٰ اور ہر پہلو سے مکمل تھا وہ لوگ توپیں بناتے تھے۔ اور ایسے ایسے اسلحہ جات جنگ رکھتے تھے۔ کہ آجکل کے ہتھیار ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ وہ گیسوں اور بجلی سے کام لیتے تھے۔ سمندروں میں جہازرانی کرتے تھے۔ اور آسمان پر ایروپلین اڑاتے تھے۔ ان کی اخلاقی اور ذہنی قوتیں ہماری نسبت بدرجہا زیادہ

ابتدائی کوشش کی ناکامیابی نے قدیم ہندوستانی کی سلسلہ تواریخ قلمبند کرنے کے متعلق یورپین فاضلوں کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ہندو قوم کے لٹریچر سے تواریخ وبیا کی ترتیب کے لئے مصالحہ ملنا تو ایک طرف رہا۔ اس ملک کی اپنی تواریخ بھی تیار نہ ہوسکی۔ اور قریباً تیس سو سال کی لگاتار محنت۔ عرقریزی اور دماغ سوزی رائیگاں ثابت ہوئی

لیکن یورپین فاضلوں کے مایوسانہ خیالات کے زیر اثر دل برداشتہ ہوجانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہمارا دعوے ہے۔ کہ سنسکرت علم ادب میں اتنا بافراط مصالحہ موجود ہے۔ جسکی مدد سے نہ صرف ہندوستان بلکہ روئے زمین کے ہر ایک ملک اور دنیا کی ہر ایک قوم کی ہر ایک زمانہ کی سوشل۔ سیاسی اور مذہبی حالتوں کا راز صاف طور پر منکشف ہوجاتا ہے۔ قدیم زمانہ کے آریہ تاجداروں کے شجرات حسب ونسب نہ صرف پرانوں میں ہی مرقوم ہیں۔ بلکہ بھاٹوں کی بہیوں اور موجودہ ریاستوں کے کتب خانوں میں بھی موجود پائے جاتے ہیں۔ اور ان کتبہ جات سے جو محکمہ آرکیالوجی کی کوششوں سے مختلف مقامات سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان کی بخوبی تصدیق ہو لی جاتی ہے۔ نیز واقعات تواریخی کے تفصیلی حالات کی بھی کمی نہیں ہے۔ اس قدر بافراط مصالحہ کی موجودگی میں صحیح اور درست شجرات حسب ونسب ترتیب نہ دئے جاسکیں۔ اسکے کیا معنی۔ ضروری ہے۔ کہ عمل میں غلطی ہوگی۔ اور غلط کوششیں خواہ وہ کیسی ہی محنت۔ استقلال اور احتیاط کے ساتھ کی جائیں۔ کبھی بار ور نہیں ہوسکتیں۔ ہمارا خیال یہ ہے۔ کہ یورپین فاضلوں نے زمانہ کے تعین میں بہت بڑی غلطی کھائی ہے۔ اور جب تک وہ اپنے اس خیال کو کہ دنیا کی پیدائش کو سات ہزار سال کا عرصہ گذرا ترکنے کرینگے کسی صورت میں بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ حالانکہ ممالک

سلسلہ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ہندوستان کی قدیم زمانہ کی مسلسل تواریخ قلمبند کرنے کی متواتر کوشش کی۔ اور ہر ایک کوشش میں خواہ وہ کیسی ہی دانائی کے ساتھ شروع کی گئی۔ اور بڑی محنت اور استقلال کے ساتھ کی جاتی رہی۔ لیکن سوائے مایوسی اور ناکامیابی کے کچھ حاصل نہ ہوا اور ناکامیاب محققوں نے آخر اپنا فیصلہ دے دیا۔ کہ اب اس کام کی تکمیل کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ وہ قوم جس نے اپنے زمانہ عروج میں مختلف علوم و فنون کو ایجاد کر کے حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ درجہ تکمیل تک پہنچایا۔ ہمیشہ بغیر تواریخ کے ہی رہیگی۔ اور ہندوستان کے قدیم تواریخی واقعات ہمارے لئے ایسے ہی رہینگے۔ جیسے ایک کتاب جو سات مہریں لگا کر بند کی گئی ہو۔ اور وہ مہریں کبھی نہ ٹوٹینگی۔

یورپین فاضلوں نے سب سے پہلے اپنی تمام کوششیں ہندوستان کے مختلف حصوں۔ ریاستوں اور قدیم سلطنتوں کے تاجداروں کی صحیح فہرستیں مرتب کرنے میں صرف کیں۔ سر ولیم جونز اور ان کے ساتھیوں نے پورانوں کی متواتر چھان بین کی اور کئی دفعہ ایسے نسب نامے ترتیب دیئے گئے۔ لیکن جب ایک ریاست کے نسب نامہ کی دوسرے کے ساتھ مطابقت نہ پائی گئی۔ تو تمام کے تمام کم و بیش غلط اور فضول قرار دیکر نظر انداز کر دیئے گئے۔ بعد ازاں کئی اور محققوں نے بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ مسٹر ایچ۔ ایچ۔ ولسن نے ہندوستان کے بہت سے قدیم حکمران خاندانوں کے شجرات حسب و نسب اور تاجداروں کی فہرستیں مرتب کر کے مورخوں کے سامنے رکھیں۔ لیکن دوسرے فاضلوں نے وہ سب کی سب غلط قرار دیں۔ صحیح اور درست شجرات حسب و نسب کی عدم موجودگی میں کسی ملک کے مسلسل تواریخی واقعات قلمبند کرنا ایک ناممکن امر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس

آریہ ورت کے قدیم وقائع نگاروں نے اپنی تحریرات میں زمانہ کا تعین جس ترتیب کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے سے ہی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ برخلاف اسکے زمانہ حال کے مورخ اس طویل زمانہ کے تواریخی واقعات سات ہزار سال کے اندر محدود کر کے ان کے سلسلہ ترتیب اور مطابقت کی امید رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے۔ غلط کوششیں کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں ہمیشہ سیدھے رستہ پر چلتا ہوا مسافر منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔

آریہ ورت اور یونان کے قدیم علم ادب میں بیان کیا گیا ہے کہ روئے زمین کی تمام قدیم قومیں دیوتاؤں کی اولاد میں سے تھیں اور دیوتا قوم کا مسکن ایشیا کی اس سرزمین میں تھا۔ جو ہندوستان تبت اور کشمیر کے مابین واقع ہے۔ اس ملک میں دیوتاؤں کی ۱۱ مشہور دار حکومتیں تھیں۔ اور وہاں مقیم ہو کر اس قوم کے تاجدار روئے زمین کے تمام ملکوں پر جہانبانی کرتے تھے۔ ان تاجداروں کے واقعات عہد۔ ان کے نظم و نسق کے طریقے۔ جنگ و جدل کے واقعات ان کے سوشل۔ مذہبی اور سیاسی ضابطے اور تہذیب و تمدن کے حالات سنسکرت علم ادب میں تفصیل و وضاحت کے ساتھ زیب قلم کئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ زمانہ حال کے مورخ ان دیوتاؤں کو فرضی ہستیاں اور ان کے واقعات تواریخی کو خوش اعتقاد بزرگوں کی خیالی اور من گھڑت کہانیاں قرار دیکر علم تواریخ کا خون کر رہے ہیں۔

ویدک سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر آریہ قوم پیدا ہوئی۔ سمیرو پربت سے نقل مکان کر کے اس قوم نے تمام براعظموں میں پھیل کر عظیم الشان سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ ملک آباد کئے۔ شہر بسائے

یورپ کے سائنس دانوں نے دلائل قاطع اور براہین ساطع کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا کی پیدائش کو ڈیڑھ ارب سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اور یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے۔ ان کے ویدک سمت کی میعاد اس کے قریب قریب ہے۔ زمانۂ حال کے مورخ ڈیڑھ ارب سے زیادہ عرصہ کے واقعات تواریخی کو سات ہزار سال کے اندر محدود کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مطابقت کیسے قائم رہ سکتی ہے۔ جو سامان بیس لاکھ مکعب فٹ کمرہ کے اندر سمایا ہوا ہے۔ جب اسکو صرف سات مکعب فٹ کمرہ کے اندر ٹھونسنا چاہیں۔ تو اس کا قرینہ قائم رہنا تو ایک طرف رہا۔ وہ تو اس میں سما بھی نہیں سکیگا۔ یہ ایک صریحی غلطی ہے۔ جس کی وجہ سے یورپین مورخ آریہ ورت کے قدیم تواریخی واقعات کو ترتیب دینے اور انہیں مسلسل طور پر بیان کرنے میں گذشتہ تین صدیوں سے ناکامیاب چلے آتے ہیں۔

ویدک سمت جو ہر ایک ہندو گھرانے میں رسم ورواج کی ادائیگی کے موقعہ پر سنکلپ کے نام سے دوہرایا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام موجودہ سمتوں سے پرانا ہے۔ اور اس کا شمار ایک ارب ستانوے کروڑ چھیالیس لاکھ ستر ہزار اور چوبیس برس تک پہنچتا ہے۔ اور آریہ ورت کے قدیم وقائع نگاروں نے اس طویل زمانہ کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

(۱) ویوتاؤں کا زمانہ = ۱۰۰۰۰

(۲) برہم یگ (زمانہ علم) = ۱۸۵۴۱۴۰۰۰

(۳) کشتریگ (زمانہ شجاعت) = ۱۲۰۵۲۸۰۰۰

(۴) موجودہ زمانہ کل یگ = ۵۰۲۴

میزان کل = ۱۹۷۲۹۴۷۰۲۴ برس

ویوسوت منو نے سمیرو پربت سے اتر کر شمالی ہند میں اجودھیا کی عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں اجودھیا سے نکلکر کشتریوں کی مختلف قوموں نے تمام براعظموں اور دیش دیشانتروں میں پھیل کر بڑی بڑی بادشاہتیں قائم کیں۔ ان سلطنتوں کے نام اور محل وقوع۔ ان کی ابتدا کا زمانہ عروج وزوال اور خاتمہ۔ ان کے تاجداروں کے نسب نامے۔ ان کے عہد کے تواریخی واقعات۔ ان کے نظم ونسق کے طریقے۔ مختلف قوموں کے باہمی تعلقات۔ ربط وضبط اور ان کی جنگ وجدل کے حالات تفصیل وضاحت کے ساتھ پورانوں میں معرض تحریر میں لائے گئے ہیں۔ پورانوں کے ان کوائف سے دنیا بھر کی ہر ایک قوم کی ملکی۔ مجلسی۔ معاشرتی تعلیمی اور سیاسی حالت کا صحیح صحیح فوٹو ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور کسی قسم کے بھی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی زمانہ شجاعت کی تواریخ بعض پہلوؤں سے زمانہ حال کی تواریخوں سے زیادہ واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ کشتریگ کا خاتمہ اس وقت ہوا۔ جب ہستناپور کا مہاراجہ یدھشٹر سلطنت ترک کر کے کوہ ہمالیہ کی طرف چلا گیا۔ اور مغربی ایشیا میں ایک تباہ کن طوفان آیا۔ جسے طوفان نوح کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ پورانوں میں بیان کردہ واقعات تواریخی کا خاتمہ طوفان نوح تک ہی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ہندوؤں کی یہ متبرک کتب قریباً اسی زمانہ میں تصنیف ہوئیں۔ طوفان سے پہلے کے تواریخی واقعات عالم سوائے پورانوں کے اور کسی ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دنیا میں نہ کوئی اس وقت کی قوم ہے۔ اور نہ ہی سوائے ہندوستان کے کسی اور ملک میں ان ایام کا لٹریچر ہی پایا جاتا ہے۔ اس لئے ۳۱۰۱ برس قبل مسیح سے

اور اپنا نظم و نسق مکمل کیا۔ تواریخ دنیا کے دوسرے دور کا نام برہم یگ قرار دینے کی دو وجوہات معلوم ہوئی ہیں اول یہ کہ اس زمانہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں میں سری برہماجی کی اولاد برسر حکومت رہی اور سمیرو پربت کی چوٹی پر منو دتی نامی دارالحکومت سے نقل مکان کے دنیا کی بڑی بڑی قومیں دیار و امصار میں پھیل کر عظیم الشان سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ وہ زمانہ مختلف علوم و فنون کی ایجاد و اشاعت اور زہد و ریاضت کا مانا گیا ہے۔ اس دور کا خاتمہ اس وقت ہوا۔ جب چھ منونتر گذر گئے۔ اور مہادیو دکش پرجاپتی کی سرکہ آرائیوں میں واقعہ ہوئی قتل و خونریزی سے اور اس کے اثر سے پیدا شدہ امراض وبال کے ہاتھوں بے شمار مخلوقات لقمہ ہنگ اجل ہوئی۔ برہم یگ کے خاتمہ کو بھی قریباً بارہ کروڑ برس کا عرصہ گزر گیا۔ اس لئے بمرور زمانہ کے باعث اس زمانہ کے تاجداروں کے سب نام اور واقعات عہد مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ لیکن خوشی کا مقام ہے۔ کہ برہم یگ کے حکمراں خاندانوں کے نام آریہ ورت کے وقائع نویسوں نے اپنی یادداشت سے نہیں بھلائے۔ اور اس زمانہ کی دو مشہور سلطنتوں بدھشتی اور ہیشیمتی کے تاجداروں کا مختصر سا کرسی نامہ اور اُن کے تاجداروں کے عہد کے چند مشہور واقعات کا تذکرہ پورانوں میں موجود ہے جس سے اس زمانہ کی تہذیب و شائستگی بنی نوع انسان کی جسمانی اخلاقی اور ذہنی حالتوں اور مختلف ملکوں کی مذہبی اور سیاسی کیفیتوں کا تمام راز طشت از بام ہو جاتا ہے۔

ویدک سمت کے ایک ارب پچاسی کروڑ اکتالیس لاکھ اور چوالیس ہزار برس گذرنے پر کشتر یگ یعنی زمانہ شجاعت کا آغاز ہوا۔ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب وکش یگیہ کے خونریز واقعہ کے بعد مہاراجہ

نیز ہر ایک زمانہ کے بنی نوع انسان کے طرز معاشرت کا صحیح حال معلوم ہو سکے۔ اور اس میں فرضی تصوریوں اور وہم و گمان کا مطلق دخل نہ ہو۔

چھبیس سال کا عرصہ ہوا۔ جب میں نے قدیم زمانہ کے حالات اور واقعات تواریخی کی تحقیقات کا آغاز کیا تھا۔ اس عرصہ کی لگاتار محنت سے ظلمات کی قیامت خیز تاریکی میں جو آبجیات کی چند بوندیں حاصل کی ہیں۔ انکو پبلک کے روبرو پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ تواریخ واقعات گذشتہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس لئے ہر ایک مورخ کے لئے لازم آتا ہے۔ کہ جو حالات وہ اپنی کتاب میں قلمبند کرے۔ وہ اسکے آنکھوں دیکھے ہوں۔ یا ان مورخوں کی تحریرات کے حوالہ سے زیب قلم کئے جاویں۔ جن کی نظروں کے سامنے وہ واقعات گذرے ہو۔ اسکے بغیر کوئی تواریخ معتبر نہیں کہی جا سکتی۔ اس کتاب کی ترتیب میں میں اُس اصول پر پورے طور پر کاربند رہا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا واقعہ قلمبند نہیں کیا ہے۔ جس کے ثبوت میں دس بیس شہادتیں موجود نہ ہوں۔ اور جسکی صداقت میں مجھے ذرا بھی شک رہا ہو۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی تحقیقات سے یہ امر پایۂ تصدیق تک پہنچ گیا ہے۔ کہ پانچ چھصدی قبل مسیح سے پہلے زمانہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں میں محض ہندو قوم ہی آباد تھی۔ چنانچہ یورپ افریقہ اور امریکہ تک کے متعدد مقامات میں جو پرانے کھنڈرات کی کھدائی کی گئی ہے۔ وہاں ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں دستیاب ہوئیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ قدیم الایام میں وہاں ہندو بستے تھے۔ اس لئے تین ہزار سال قبل مسیح سے پہلے زمانہ کی تواریخ میں نے سنسکرت لٹریچر سے اخذ کی ہے۔

تین ہزار سال قبل مسیح سے پانچ سو سال قبل مسیح تک کے درمیانی

پیشتر کے حالات اور واقعات معلوم کرنے کے واسطے مورخوں کی محض پورانوں کا ہی سہارا لینا چاہیئے۔

تواریخ دنیا کا چوتھا دور طوفان نوح سے شروع ہوتا ہے اور اس کو ہندوستان کے وقائع نویس کل یک کازغانہ کہتے ہیں زمانہ شجاعت کی سلطنتوں کے مفصل حالات اگرچہ پورانوں میں موجود نہیں۔ لیکن شجرات حسب و نسب مکمل نہیں ہیں۔ ہر ایک حکومت کے صرف مشہور تاجداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن زمانہ کل یگ کی سلطنتوں کے کرسی نامے مکمل صورت میں پائے جاتے ہیں۔ سکے اور کتبے بھی ملتے ہیں۔ تواریخی کتب بھی موجود ہیں۔ قریباً ہر ایک زمانہ کا لٹریچر بھی ہر ایک ملک میں کم و بیش پایا جاتا ہے۔ اور ان سب ذرائع تحقیقات کی تصدیق کے اور بھی بہت سے رسائل موجود ہیں۔ ان ذرائع معلومات کی امداد سے طوفان نوح سے بعد کے زمانہ کی تواریخ نہایت عمدگی کے ساتھ ترتیب دی جا سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یورپین محقق ہر ایک ممکن ذریعہ سے اپنی تحقیقات میں کام لے رہے ہیں۔ لیکن محض اس غلطی کی وجہ سے کہ وہ طوفان نوح سے پہلے کے واقعات کو بعد از طوفاں کے حالات میں خلط ملط کر کے الجھن کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ اور محض اس وجہ سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔

ان حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ قدیم زمانہ کی ایک ایسی مسلسل اور مفید تواریخ مرتب کی جائے جس میں دنیا کی موجودہ اقوام کا درمیانی زمانہ کی ایشیائی اقوام کے ساتھ اور ایشیائی اقوام کا ان تقدس مآب شخصیتوں کے ساتھ سلسلہ حسب و نسب ملتا ہو۔ جن کی اولاد سے یہ دنیا آباد ہو رہی ہے

کتابیں اس علم کے متعلق ہر ایک ملک میں موجود ہیں ان کی مدد سے تواریخی سلسلہ میں نے زمانہ حال تک ملا دیا ہے۔

طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات تواریخی کا زمانہ قائم کرنے میں میں نے علم جیولوجی کی کتابوں سے بہت مدد لی ہے۔ پورانوں میں بیان کئے ہوئے واقعات کے سنہ نہیں آئے۔ لیکن ان میں ستاروں کی راشیوں اور نکشتروں میں قیام کا وقت بتلایا ہے۔ اور جیوتش کے قاعدہ کے مطابق حساب کرنے سے پورا پورا سال سنہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ مذہبی۔ علمی۔ ادبی۔ سیاسی لٹریچر سے بہت سے واقعات تواریخی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان تمام ذرائع تحقیقات کو کام میں لاکر اپنی تحقیقات کو درجہ تکمیل تک نہیں پہنچایا ہے۔

یہ کتاب دنیا کے تمام ملکوں اور جملہ اقوام عالم کے سابقہ حالات اور گذشتہ واقعات کی ایک نقشی تصویر ہے۔ اس کے مطالعہ سے بنی نوع انسان کے ہر ایک زمانہ کے حالات اور ہر ایک قوم کی سرگذشت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس لئے یہ کتاب دیگر تواریخی کتب کی نسبت زیادہ مسلسل۔ معتبر اور مکمل کہی جا سکتی ہے۔ حالات ماضیہ پر روشنی ڈالنے میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اگرچہ میں نے ہر ایک واقعہ کو مختصر عبارت میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ تو بھی تواریخی مصالحہ کی افراط کے باعث یہ کتاب بہت زیادہ ضخیم ہو گئی ہے۔ اور میں نے اسے متعدد جلدوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ان میں سے یہ پہلی جلد ہدیہ ناظرین ہے۔ اس میں روئے زمین کی ان تمام سلطنتوں اور ریاستوں کے مکمل شجرات حسب و نسب اور ان کے عروج و زوال کا خاکہ دیا گیا ہے جو آغاز آفرینش سے لے کر آج تک دنیا کے مختلف حصوں میں قائم ہوئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام راج بنش قرار دیا گیا ہے۔

زمانہ کے تواریخی واقعات ترتیب دینے میں مجھے بڑی دقت پیش آئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں دنیا کی قوموں اور حکومتوں میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہُوا۔ اور ایشیا کی تواریخ میں یہ زمانہ پُرآشوب گذرا ہے آج ایک خاندان ترکستان میں برسرحکومت ہے۔ تو کل ہم اُسے مشرقی بنگال میں دیکھتے ہیں۔ مگدھ کے تاجدار یونان میں اور ایران کے حکمران خاندان ہندوستان کے انتہائے جنوب میں برسراقتدار پائے جاتے ہیں۔ ایسی تبدیلیاں کثیر تعداد میں واقعہ ہوئیں۔ نیز ایک مرکزی طاقت کے نہ رہنے سے ہندوستان اور ایشیا میں بہت بڑی بے چینی رہی۔ علاوہ ازیں بودھ مت کے عروج کی وجہ سے ہندو لٹریچر درہم برہم ہوگیا۔ چوتھے افغانستان اور صوبہ سرحدی کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے قابو پالیا۔ اور اس وجہ سے چین۔ ہندوستان۔ ایران اور ترکستان جیسے مہذب ملکوں کے تعلقات منقطع ہوگئے۔ ان وجوہات سے تین ہزار سال قبل مسیح اور بعد از ولادت مسیح کے واقعات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس سلسلہ حسب و نسب کے قائم کرنے میں مجھے بڑی مشکل پیش آئی۔ لیکن بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ میں نے ان تمام رکاوٹوں کو دور کیا۔ جو میری تحقیقات کے راستہ میں حائل ہوئیں۔ اس میں مجھے راجپوتوں کی خاندانی بنشاولیوں سے بہت مدد ملی جو مسلسل طور پر راج گھرانوں میں موجود ہیں۔ چین۔ ترکستان۔ اور یونان کے سیاحوں کے سفرناموں سے ان کی صحت کی پڑتال کی۔ ممالک ملحقہ کی تواریخی کتب اور سنسکرت کی نظم کی کتابوں سے ان کی تصدیق کرلی۔ جب ہر ایک پہلو سے اطمینان ہوگیا۔ تب میں نے کسی واقعہ کو اس کتاب میں درج کیا۔ تاریخی زمانہ کی بہت سی

دیباچہ

علم تواریخ کی سرگذشت

آریہ قوم کے فاضل قدیم الایام سے ہی علم تواریخ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ جنگ مہابھارت سے پہلے زمانہ میں تو اس فلسفہ کی اتنی عزت تھی۔ کہ کوئی شخص درحقیقت عالم و فاضل کہلانے کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جب تک کہ وہ اس علم سے کما حقہٗ واقفیت حاصل نہ کرلے گروکلوں میں اس کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی بڑے بڑے یگیوں میں۔ نمی دانا وی کی تقریبوں میں گھروں اور بازاروں میں اس کی کتھا ہوتی تھی۔ اور قدیم زمانہ کے آریہ اس کا پڑھنا اور سننا اپنا فرض مقدم خیال کرتے تھے۔

طوفان نوح سے پہلے زمانہ میں ہندوستان میں اس علم کے متعلق جو کتابیں لکھی گئیں۔ وہ دو قسم پر منقسم تھیں۔ اول قسم کو اتہاس کہتے تھے۔ اور دوسری کو پوران۔ اتہاس میں واقعات گذشتہ کو سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور پوران میں کسی خاص مضمون کی اشاعت کی سرگذشت بیان کی جاتی ہے۔ چونکہ ہندوستان کی تواریخ ایک دو ہزار برس کی سرگذشت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں لاکھوں کروڑوں سال کے واقعات اور حالات کا اندراج ہوتا تھا۔ اس لئے زمانہ قدیم کے استاد جب اپنے شاگردوں کو کسی مضمون کی تعلیم دیتے اور انہیں تمثیلات و تشبیہات تلاش کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

اس پہلی جلد کے بھی دو حصے کئے گئے ہیں۔ ایک میں ہندوستان کے تواریخی واقعات ہیں۔ اور دوسرے میں دیگر ممالک عالم کے۔ یہ راج بنش نامی پہلی جلد قدیم تواریخ دنیا کا خلاصہ ہے۔ اور باقی جلدوں میں ان تمام سلطنتوں کے تفصیلی حالات معرض تحریر میں لائے گئے ہیں ان کے مطالعہ سے دنیا کی تمام قدیم وجدید قوموں کی اصلیت کا راز منکشف ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک ملک کی سرگذشت کا خوبصورت آئینہ کے سامنے پھرنے لگتا ہے۔ میں نے تاریخ دنیا کے ابتدائی زمانہ کی ان تمام قوموں کی اصلیت کا انکشاف کرنے کی کوشش کی ہے جنہیں زمانہ حال کے فاضل کچھ اور کا اور سمجھکر نظر انداز کر رہے تھے۔ اور ان ابتدائی واقعات تواریخی کی عدم موجودگی میں اقوام عالم کی سرگذشت کی صورت میں بھی مسلسل طور پر بیان نہیں کی جا سکتی۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات تواریخی پورانوں اور دیگر سنسکرت لٹریچر میں منتشر صورت میں موجود ہیں۔ اور ایک عرصہ سے اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ کہ ان بکھرے ہوئے بیانات کو اکٹھا کرکے سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ بیان کیا جائے۔ لیکن کسی فاضل کو بھی اس اہم کام کے سرانجام دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جہانتک ہو سکا۔ میں نے پورانوں کی چھان بین کی کوشش کی ہے۔ اور ایک عمدہ گلدستہ تیار کرکے محققوں کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ جو کام مشکل سمجھا گیا تھا۔ اپنی عقل وہمت کے مطابق میں نے اسے سرانجام کر دیا ہے۔ قدیم تہذیب کے شیدائی۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کتاب کی ذیر ہدایت اصلی اور سچے واقعات کی تحقیقات کے لئے سنسکرت لٹریچر کی تحقیق وتدقیق میں مصروف ہوں اور اپنے سرمایہ معلومات سے آئیوالی نسلوں کو فیض وبرکت پہنچانے کا موجب ثابت ہوں۔ تواریخی تحقیقات کا میدان بڑا وسیع ہے۔ اور ہزاروں نوجوان اس میں خاطر خواہ کام کر سکتے ہیں۔ فقط۔ (نگینہ رام پرمار)

مباحثہ کے بعد ان کا اختصار کیا۔ اور ایک جلد مرتب کر کے دنیا بھر میں اس کی اشاعت کی۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس علم کی اشاعت کے مستقل بندوبست کے لئے سوت اور ماگدھ دو قوموں کا یہ قومی پیشہ مقرر کیا۔ کہ وہ نسلاً بعد نسلاً اور بطناً اور بطناً صرف اسی علم کی دنیا میں اشاعت کریں۔ چنانچہ ان قوموں کے گذارہ کے لئے پرتھو نے سوت کو تیلنگ کا ملک اور ماگدھ کو مگدھ کا علاقہ جاگیر میں دے دیا۔ سوت اور ماگدھ سال کے آٹھ مہینے ملک کے اندر دورہ کر کے اس علم کی اشاعت کرتے اور چار مہینے اپنے گھروں میں رہتے ان قوموں کے علاوہ گروکلوں میں بھی حسب دستور اس علم کی تعلیم دیجاتی رہی۔ مہاراجہ پرتھو کی اس کوشش سے علم تواریخ کی اشاعت کا مستقل بندوبست ہوگیا۔ صرف تواریخی کتب کی صحت اور تکمیل کا کام باقی رہ گیا اور اس کے واسطے مختلف وقتوں میں ایسے ایسے فاضل پیدا ہوتے رہے۔ جو اس ضرورت کو پورا کرتے رہے۔

مہاراجہ اکشور کو کے عہد حکومت مہدے سے لے کر طوفان نوح کے زمانہ تک ہندوستان میں حسب ذیل فاضل پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں دنیا بھر کی تواریخی کتب کو جمع کر کے صحت۔ اصلاح اور ترمیم و تجدید کے بعد ایک ایک مکمل کتاب اہل عالم کے روبرو پیش کی۔ ان کے نام نامی یہ ہیں۔

۱۔ پرجاپتی	۷۔ وششٹ
۲۔ شکر	۸۔ سارسوت
۳۔ برہسپتی	۹۔ تردھاما
۴۔ سوتا	۱۰۔ تربرکھ
۵۔ ہریتو	۱۱۔ بھرودواج
۶۔ گھوا	۱۲۔ انتر کش

تو بڑی مشکل ہوتی تھی۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے پہلے ہی اس علم کو دو شاخوں میں تقسیم کر دیا۔ تاکہ جس کو واقعات گذشتہ سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ دیکھنے مطلوب ہوں وہ اتہاس کو پڑھے اور جس نے کسی خاص مضمون کی اشاعت کی سرگذشت سے معلومات حاصل کرنا ہو۔ وہ پوران کا مطالعہ کرے۔

بنا میں سب سے پہلے دیوتاؤں کی تعلیمی اور روحانی سلطنت منو وتا کے گدی نشین سری برہماجی نے اس علم کی بنیاد رکھی۔ اور اس فلسفہ پر دو ضخیم کتابیں تصنیف کیں۔ ایک اتہاس کی برہم سنگھتا اور دوسری مہاپوران برہماجی کے جانشین ان کتابوں میں اپنے اپنے عہد کے واقعات کا اضافہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سرشٹی سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر جب آریہ قوم نے ہندوستان آباد کیا۔ تو ان دونوں کتابوں کی ضخامت ایک ارب شلوک تک پہنچ گئی۔ اور آریوں کے سب سے پہلے حکمران سوبھو منو نے ان کی نقل طلب کی۔ تو سری برہماجی نے ان کتابوں کا خلاصہ اور اختصار کرکے چار لاکھ شلوک کی ایک سنگھتا بنائی اور برہمتی پوری میں سوبھو منو کے پاس ارسال کی۔ اور انہوں نے اسکی کاپیاں گرد کلوں کے آچاریوں میں تقسیم کر دیں۔ وہ آچاریہ ان میں اپنے اپنے عہد کے واقعات کا اندراج کرتے رہے۔

مدت مدید اور عرصہ بعید تک علم تواریخ کی اشاعت کا یہی طریقہ دنیا میں جاری رہا۔ بعد ازاں مہشمتی شہر کے فرمانروا مہاراجہ پرتھو نے تمام دنیا کو فتح کرکے چکروتی راج قائم کیا۔ تو اس نے علوم وفنون کی اشاعت کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ علم تواریخ کی تحقیقات اور اشاعت کے واسطے اس علم کے فاضلوں کی ایک انجمن اس نے اپنی دارالحکومت میں بنائی۔ اس نے تمام گرد کلوں سے تواریخی کتب فراہم کرکے بحث و

اسکے قدیم جغرافیہ و دنیا پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ان کتابوں میں دنیا کی ریاستوں کے محل وقوع ملکوں کی حدود اور جغرافیائی حالت عمدہ طریق سے بیان کی گئی ہے۔

مہابھارت کے علاوہ مہرشی کرشن دویپائن پوران سنگھتا نامی ایک کتاب لکھی اور اپنے شاگرد رومہرشن کو پڑھائی۔ جو سوت قوم سے تھا۔ رومہرشن نے پوران سنگھتا جسکو اباب اپنے گروسے پڑھکر اپنے چھ شاگردوں کو اسکی تعلیم دی۔ جن کے نام یہ تھے۔ سومتی۔ اگنی بڑچا۔ مترایو۔ ستیش پاین وکرت برن۔ ساوارنی۔ ان شاگردوں نے اس پوران سنگھتا کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور پھر ان کے شاگرد نسلاً بعد نسلاً اپنے اپنے چیلوں کو پڑھاتے رہے۔ بہت عرصہ بعد ان چار سنگھتاؤں کی ۱۸ سنگھتا بن گئیں۔ جنکو آجکل ۱۸ پوران کہتے ہیں۔

یہ پوران طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات عالم پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک قیمتی ذخیرہ ہیں۔ اور ان سے [illegible] ہندو قوم کے رسم درواج۔ اوضاع و اطوار اور مذہبی حالت کا صحیح صحیح نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پوران آریہ قوم کی مذہبی تواریخ ہے۔ اور طوفان نوح سے پہلے زمانہ میں آریہ قوم تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے پورانوں میں دنیا کے تمام ملکوں کے واقعات زیب قلم کئے گئے ہیں۔ دنیا کی قدیم تواریخ کی عدم موجودگی میں یہ سرمایہ بڑے کام کی چیز ہے۔ ان سے روئے زمین کی تمام قدیم حکومتوں کے مسلسل شجرات حسب و نسب اور طریق نظم و نسق اچھی طرح سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ یورپین عالموں اور بعض ہندوستانی فاضلوں نے ان کے متعلق نفرت اور حقارت کا ایک عام جذبہ پبلک میں پیدا کر دیا ہے۔ اس لئے محققوں نے ان سے فائدہ اٹھانے کی ابھی تک کوشش نہیں کی۔

۱۳	دھوم	۲۳-	سوم پشپائن
۱۴	تریارنیہ	۲۴-	نرن بندو
۱۵	دھنکھ	۲۴-	بھارگو
۱۶	دیرگھانتھی	۲۵-	شکتی
۱۷	برتی	۲۶-	جاتوکرن
۱۸	اتری	۲۷-	بالمیک
۱۹	گوتم	۲۹	کرشن دویپائن
۲۰	اتم ہریاتا	۲۹-	جیمنی
۲۱	ہینو باج شروا	۳۰-	گرگ

ان فاضلوں نے اپنے اپنے زمانہ میں بہت سی کتب تصنیف کیں ان میں سے صرف بالمیک کرشن دویپائن جیمنی اور گرگ کی تصانیف باقی رہ گئی ہیں۔ باقی مصنفوں کی کتابوں کو زمانہ کی نظر کھا گئی۔ بالمیک نے اجودھیا کے فرمانروا سری رام چندر جی کے واقعات عہد قلمبند کئے اور اس کتاب سے اس زمانہ کی دنیا کی اخلاقی۔ اور سیاسی حالت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ کرشن دویپائن نے مہابھارت تصنیف کی۔ جس میں مہاراجہ یدھشٹر کے واقعات زندگی زیب قلم کئے ہیں جیمنی نے یدھشٹر کی فتوحات عالم کے ان . . . تصنیفات سے طوفان نوح سے بڑھ سو برس پہلے کے واقعات عالم بالترتیب اور مسلسل طور پر معلوم ہو جاتے ہیں۔ اگر ان تینوں کتابوں کو ملا کر پڑھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے تمام ممالک میں کون کون سی ریاستیں قائم تھیں۔ وہ کس کس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہاں کون کون فرمانروا حکومت کرتے تھے۔ ان ریاستوں کے تعلقات باہمی کس قسم کے تھے وغیرہ ماسوائے

لیکر ایک ارب پچاسی کروڑ اکتالیس لاکھ اور چوالیس ہزار سال تک کے زمانہ کو برہم یگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب سری برہما جی نے سمیرو پربت کی چوٹی پر منو دتی نامی تعلیمی اور روحانی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ویدک سمت کے نام پر بھی مشہور رہا۔

(۳) **کشتر یگ** :- برہم یگ کے خاتمہ پر کشتر یگ کا آغاز ہوا۔ اسکی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب ویوسوت منو نے شمالی ہند میں شہر اجودھیا آباد کرکے سورج بنسی خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی اس دور کو شروع ہوئے آج سمت ۱۹۸۰ بکرمی میں ۱۲ کروڑ ۵ لاکھ ۳۲ ہزار چوبیس برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۴) **چینی سمت** :- کشتر یگ کے آغاز میں ویوسوت منو اور ان کی اجودھیا کی بیٹی ایلا نے سلطنت پریاگ کی بنیاد ڈالی۔ ایلا کے بیٹے پرورروا کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مہاراجہ ایو پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ ایو کے بیٹے رچی نے سلطنت چین کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت سے چینی سمت کا آغاز ہوا۔ اہل چین بیان کرتے ہیں۔ کہ چین کے پہلے بادشاہ سے جکم کنوشش کے زمانہ تک جو مسیح سے پانچ سو برس پہلے ہوا۔ نو کروڑ ساٹھ لاکھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ آریہ ورت کی تاریخ کے مطابق مہاراجہ ایو فرمانروائے پریاگ اور بانی سلطنت چین کو گذرے تقریباً نو کروڑ ساٹھ لاکھ دو ہزار چار سو تیئس برس ہوتے ہیں۔

(۵) **خطائی سمت** :- اہل خطا بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی سلطنت کی بنیاد رکھی جانے سے اب تک ۹۶۰۲۸۸۸۴ برس ہوتے ہیں

(۶) **پارسی سمت** :- پارسیک خاندان کے پہلے بادشاہ نے

عثمان نوح کے ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں مختلف وقتوں میں کئی ایک مورخ پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے ملک کی تواریخیں لکھیں۔ چونکہ اس کتاب میں ہر ایک موقعہ پر ان تواریخی کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں انکی توضیح کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

سمتوں کا بیان

چونکہ اس تواریخ میں مختلف سمتوں کا ذکر ہر موقعہ پر آئیگا۔ اور واقعات تواریخی کا زمانہ سمجھنے کے لئے ان کا معلوم ہونا از بس ضروری ہے۔ اس لئے ان تمام سمتوں کو جو آج تک دنیا میں جاری ہوئے اور ان میں سے جس قدر ہم کو معلوم ہو سکے۔ ان سب کا مختصر تذکرہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بکرمی سمت ۱۹۸۰ اور ۱۹۲۴ء کے مطابق کرکے ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

(۱) **سرشٹی سمت**:۔ اس کو ویدک سمت بھی کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق دنیا کی پیدائش کے دن سے اس کا آغاز ہوا۔ جنگ مہابھارت سے پہلے زمانہ کے سنسکرت لٹریچر میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ نجوم کی کتابوں میں عام طور پر مستعمل ہوا ہے ہندو قوم میں اب بھی رسم ورواج کی ادائیگی کے موقعہ پر صرف یہی ایک سمت استعمال کیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر ملک کے ہر حصہ میں اس کو سنکلپ کہتے ہیں۔ اس کا شمار آج کل ۱۹۷۶۷۷۰۲۴ بکرمی ہے۔

(۲) **برہم یگ**:۔ آریہ ورتھ کے قدیم لٹریچر میں سرشٹی سمت کی ابتدا سے

کوہ ارارات پر ٹھہری۔ اس وقت سے نوح کا سمت شمار کیا جاتا ہے۔ ایشیا کے مغربی ممالک کی مسلسل تواریخ کی عدم موجودگی کے باعث اس سمت کے متعلق مورخوں کی آرا میں بہت سارا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف مورخ مسیح سے ۱۶۵۶ برس ۲۱۱۴ برس ۲۳۴۸ برس ۳۰۰۴ برس ۳۳۳۸ برس پہلے ہونا بتلاتے ہیں۔ ہندوستان کی مسلسل تواریخ کے مطابق اور علم نجوم کی شہادتوں کے بموجب اس کا صحیح زمانہ ۳۱۴۰ برس قبل مسیح ہے۔ جس کو ۵۰۶۲ برس کا عرصہ ہوا۔

(۱۳) **کل یگی سمت** :- یدھشٹری سمت ۷۵ میں کاتک کے کرشن پکش کی نوی کو سوموار کے دن کل یگ کا آغاز ہوا۔ جسکو آج ۵۰۲۴ برس ہوتے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ سمت زیادہ برتا جاتا ہے۔

(۱۴) **لوکک سمت** :- اس کو سپت رشی سمت۔ شاستر سمت اور کچا سمت بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ کے پہاڑوں میں اس کا زیادہ رواج رہا ہے۔ اور سنسکرت کتابوں میں کہیں کہیں برتا گیا ہے۔ یہ سمت صرف ایک صدی کا ہے۔ یعنی سو سال ختم ہو جانے پر پھر ایک سے شمار کرتے ہیں۔ علم نجوم پر اس کی بنیاد قائم ہے۔ سپت رشی ستاروں کا نام ہے۔ جو سب سے زیادہ سست رفتار ہیں۔ یعنی سو سال میں ایک نکشتر کو طے کرتے ہیں۔ چونکہ نکشتروں کی تعداد ۲۷ ہے۔ اس لئے ۲۷۰۰ سال میں یہ ایک چکر کو ختم کرتے ہیں۔

(۱۵) **ابراہیمی سمت** :- حضرت ابراہیم مسیح سے ۱۹۲۱ برس پہلے پیدا ہوئے۔ اس وقت سے یہ سمت شمار کیا جاتا ہے۔ جو آج کل ۳۸۴۴ ہے۔

(۱۶) **سپارٹا سمت** :- یہ سمت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع

ایران میں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے پارسی سمت شروع ہوا۔ جسکو آج ۱۸۹۸۹۳ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے نام پر اس ملک کا نام پارسیک پارس یا فارس مشہور ہوا۔

(۷) **کالڈیا سمت** :۔ کلدانی بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی سلطنت کی بنیاد رکھی جانے سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس گذرے ہیں۔

(۸) **مصری سمت** :۔ مصر کی قدیم تواریخی کتب میں لکھا ہے۔ کہ سکندر اعظم شاہ یونان سے ۲۵۳۰۰ برس پہلے بادشاہ مصر تخت نشین ہوا۔ اور اس وقت سے مصری سمت کا آغاز ہوا۔ جس کو آج ۲۷۵۷ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۹) **تلکھ سمت** :۔ مسیح سے ۳۰۸۹ برس پہلے ہندوستان میں تلکھ سمت شروع ہوا۔ مہاراجہ یدھشٹر کے عہد تک عموماً ہندوستان میں یہی سمت جاری رہا۔ بعض سنسکرت کتابوں میں اس کا استعمال پایا گیا ہے۔

(۱۰) **عبرانی سمت** :۔ جب مغربی ایشیاء میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مسیح سے ۴۰۰۰ برس پہلے دنیا پیدا ہوئی۔ تو اس خیال کے ساتھ ہی اس کے ماننے والوں نے سال شمار کرکے عبرانی سمت جاری کرلیا۔ جو آج کل ۵۹۲۷ ہے۔

(۱۱) **یدھشٹری سمت** :۔ جنگ مہابھارت کے بعد جب مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہوا۔ تو اس نے اپنا سمت چلایا۔ اور بکرماجیت کے عہد تک عام طور پر استعمال ہوتا رہا۔ اس کو جاری ہوئے ۵۰۹۹ برس ہوتے ہیں۔

(۱۲) **نوح کا سمت** :۔ طوفان کے بعد جب نوح کی کشتی

چارسال بعد یہ سمت جاری ہُوا۔ جو آجکل ۱۹۲۳ ہے۔

(۲۵) **شاکا شالیاہن**:۔ بکرمی سمت ۱۳۵ میں مہاراجہ شالیاہن نے ایرانیوں کو شکست دیکر اس سمت کو جاری کیا۔ جو آج ۱۸۴۵ ہے۔

(۲۶) **کلچوری سمت**:۔ اس کو چیدی سمت بھی کہتے ہیں۔ مسیح سے ۲۵۰ برس بعد شروع ہُوا۔ جو آج ۱۶۷۳ ہے۔

(۲۷) **گپت سمت**:۔ اس کو دلبھی سمت بھی کہتے ہیں۔ قنوج کے راجہ چندر گپت نے سمت ۳۷۵ بکرمی میں دلبھی پور کو فتح کرکے چیت شدی ۱ ایکم کو اتوار کے دن یہ سمت جاری کیا۔ جو آج ۱۶۰۴ ہے۔

(۲۸) **ہجری سمت**:۔ ۶۲۲ء میں جب حضرت محمد صاحب نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی۔ تب سے اس سمت کی ابتدا ہوئی جو آج ۱۳۴۱ ہے۔

(۲۹) **ہرش سمت**:۔ تھانیسر کے راجہ ہرش وردھن نے ۶۰۶ء میں جاری کیا۔ اور آج کل ۱۳۱۷ ہے۔

(۳۰) **لچھمن سین سمت**:۔ ۱۱۷۶ء میں راجہ لچھمن سین نے جاری کیا۔ جس کو آج ۱۳۰۶ سال ہوتے ہیں۔

(۳۱) **بنگالی سمت**:۔ ۶۰۵ء میں بنگال میں شروع ہُوا۔ جسکو ۱۲۱۸ سال سال ہوتے ہیں۔

(۳۲) **نیوار سمت**:۔ ۸۸۰ء میں شروع ہُوا۔

(۳۳) **سنگہ سمت**:۔ ۱۱۱۴ء میں شروع ہُوا

(۳۴) **نانک سمت**:۔ ۱۴۶۹ء میں سکھوں کا پہلا گرو نانک دیو پیدا ہُوا۔ تب سے اس سمت کا شمار کیا جاتا ہے۔

ہُوا۔ جو مسیح سے ۱۶۰۴ برس پہلے رکھی گئی۔ اور جس کو ۶۲۷۲ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۱۷) **موسوی سمت** :۔ حضرت موسیٰ مسیح سے ۱۵۷۲ برس پہلے پیدا ہوئے۔ جس کو ۳۴۹۶ برس ہوتے ہیں۔ یہودیوں کی تواریخ میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔

(۱۸) **بدھ سمت** :۔ بدھ کی عمر کے پچاسویں سال سے یہ سمت شروع ہُوا جو آج کل ۳۴۵۵ ہے۔

(۱۹) **داؤدی سمت** :۔ داؤد بادشاہ کو عیسائی۔ یہودی اور مسلمان پیغمبر مانتے ہیں۔ اسکے سال جلوس سے جو مسیح سے ۱۰۴۵ سال پہلے واقعہ ہُوا۔ اس سمت کا شمار کیا جاتا ہے۔ جو آجکل ۲۹۵۸ ہے۔

(۲۰) **یونانی سمت** :۔ اولمپیا کے اکھاڑہ کے پہلے تماشہ سے جو مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے واقعہ ہُوا۔ یونانی سمت شروع ہُوا جسکو آج ۲۶۹۹ برس ہوتے ہیں۔

(۲۱) **رومی سمت** :۔ اٹلی کے دارالخلافہ شہر روم کی بنیاد بادشاہ رومس نے مسیح سے ۷۵۴ برس پہلے ڈالی۔ تب سے سمت شمار کیا جاتا ہے۔

(۲۲) **نابوصاری سمت** :۔ بابل کے پہلے بادشاہ کے سال جلوس سے جو ۷۴۷ برس قبل مسیح واقعہ ہُوا۔ اس سمت کا آغاز ہُوا جو آجکل ۲۶۷۰ سال ہے۔

(۲۳) **بکرمی سمت** :۔ اجین کے مہاراجہ بکرماجیت نے روم کے بادشاہ جولیس قیصر کو شکست دیکر مسیح سے ۵۷ سال پہلے یہ سمت جاری کیا۔ جو ۱۹۸۰ ہے۔

(۲۴) **عیسوی سمت** :۔ بکرمی سمت ۷۸ میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے

(۱۸)	داؤدی سمت	۲۹۵۸
(۱۹)	یونانی ″	۲۶۹۹
(۲۰)	رومی ″	۲۶۷۶
(۲۱)	نابوحاری ″	۲۶۷۰
(۲۲)	بکرمی ″	۱۹۸۰
(۲۳)	عیسوی ″	۱۹۲۴
(۲۴)	شاکا ″	۱۸۴۵
(۲۵)	کلچوری ″	۱۶۷۳
(۲۶)	گپت ″	۱۶۰۲
(۲۷)	ہجری ″	۱۳۴۱
(۲۸)	ہرش ″	۱۳۱۷
(۲۹)	سین ″	۱۳۰۶
(۳۰)	بنگالی ″	۱۲۱۸
(۳۱)	نیوار ″	۱۰۴۴
(۳۲)	سنگہ ″	۸۰۹
(۳۳)	نانک ″	۴۵۴
(۳۴)	الہی ″	۴۷۰
(۳۵)	دیانندی ″	۱۴۰

بدھشٹری سمت کی تحقیقات

آریہ ورت کے تواریخی واقعات کے زمانہ کا وارد مدار بدھشٹری سمت پر منحصر ہے۔ اس لئے محققین علم تواریخ کے خیالات

(۳۵) **الٰہی سمت** :- ۱۵۵۳ء میں اکبر بادشاہ نے جاری کیا۔

(۳۶) **دیانندی سمت** :- آریہ سماج کے بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کی موت کے وقت سے جو کاتک بدی اماوس سمت ۱۹۴۰ بکرمی کو واقعہ ہوئی۔ اس سمت کا آغاز ہوا۔

جدول سمت ہائے رائج الوقت مطابق ۱۹۲۳ء

(۱)	مشرشٹی سمت	۱۹۷۶۷۷۰۲۴
(۲)	ویوسوت ″	۱۲۰۵۴۳۰۲۴
(۳)	چینی ″	۹۶۰۰۳۲۴۳
(۴)	خطائی ″	۸۸۸۴۰۲۹۶
(۵)	پارسی ″	۱۸۹۸۹۳
(۶)	کالڈیا ″	۱۵ ۱۹۲۳
(۷)	مصری ″	۲۷۵۷۷
(۸)	مکھ ″	۶۸۳۱
(۹)	ہرانی ″	۵۹۲۷
(۱۰)	یدشٹری ″	۵۰۹۹
(۱۱)	نوح ″	۵۰۶۳
(۱۲)	کل یگی ″	۵۰۲۴
(۱۳)	لوکگ ″	۹۹
(۱۴)	ابراہیمی ″	۳۸۴۴
(۱۵)	سپارٹا ″	۳۶۲۷
(۱۶)	موسوی ″	۳۴۹۶
(۱۶)	بدھ ″	۳۴۵۵

۶۵۳ برس گذرنے پر مہابھارت کی لڑائی ہوئی۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے بھی اس رائے کو درست تسلیم کیا ہے۔ اس حساب سے یدھشٹری سمت ۲۴۴۸ سال قبل مسیح شروع ہوا۔

(۸) علامہ عصر منشی ابوالفضل اپنی کتاب اکبرنامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یدھشٹر کی تخت نشینی کل یگ کے پہلے سال ہوئی۔ مصنف غیاث اللغات کی بھی یہی رائے ہے۔ اس حساب سے یہ سمت ۳۱۰۱ برس قبل مسیح شروع ہوا۔

(۹) منشی محمد دین فوق تاریخ کشمیر میں رقم طراز ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کل یگ سے ۲۰ سال پہلے تخت نشین ہوا۔ اس لئے یدھشٹری سمت ۳۱۲۱ سال قبل مسیح جاری ہوا۔

(۱۰) سوامی دیانند سرسوتی نے رسالہ موہن چندر کا ہریشچندر کا کے حوالہ سے دلی کے راجاؤں کی جو فہرست ستیارتھ پرکاش میں لکھی ہے۔ اس کے برسوں کو چوڑنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سمت یدھشٹری ۳۱۶۳ برس قبل مسیح جاری ہوا۔ یدھشٹری سمت کے متعلق یہ آج تک کی تحقیقات کا لب لباب ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلی اور آخری رائے میں ۱۹۸۴ برس کا تفاوت ہے۔ اور یہ تفاوت معمولی نہیں ہے۔ ویدک دھرم کے ماننے والے سب کے سب اس امر پر متفق الرائے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت کل یگ میں نہیں۔ بلکہ دواپر یگ میں واقعہ ہوئی تھی۔ سری کرشن جی کا اوتار دواپر یگ میں ہوا۔ بعد از جنگ مہابھارت یدھشٹر دواپر یگ میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ کل یگ کی ابتدا سے کئی سال پہلے وہ راج پاٹ چھوڑ کر ہمالیہ کی طرف چلا گیا۔ اور کل یگ کا دور اس کے جانشین پریکشت کے عہد حکومت میں شروع ہوا۔ ہمارا خیال یہ ہے۔

یہ سوال بہت کچھہ اہمیت رکھتا ہے۔ سمت بکرمی کے اجرا سے پہلے ہندوستان میں یدھشٹری سمت جاری تھا۔ اس لئے جب تک اس سمت کی بابت قطعی فیصلہ نہ ہوجائے۔ کہ جسکو ہر فرقہ کے عالم بلاشک و شبہ تسلیم کرلیں۔ تب تک سمت بکرمی کے نفاذ سے پہلے کے تواریخی واقعات کا زمانہ قائم کرنے میں محققین علم تواریخ الجھن میں پڑے رہینگے۔ اس سمت کے متعلق علم تواریخ کے عالموں کی آرا میں بہت سا فرق پایا جاتا ہے۔

(۱) انگلینڈ کے پرانے جیوتشی بیٹلی صاحب نے علم نجوم کے حساب سے لکھا ہے۔ کہ عیسیٰ کی پیدائش سے ۱۱۷۹ برس پہلے یدھشٹر کا سمت شروع ہوا۔ اور یہی رائے مشہور تاریخ نویس کرنل میجر ٹاڈ کی ہے۔

(۲) ڈاکٹر ہملٹن۔ لوچ ڈیکن پربت۔ اور ڈاکٹر ہنٹر کی یہ رائے ہے۔ کہ یدھشٹر کا سمت مسیح سے بارہ سو سال پہلے جاری ہوا۔

(۳) بابو رامیش چندر دت کے حساب کے مطابق گونرو راول فرمانروائے کشمیر ۱۲۶۰ برس قبل مسیح ہوا۔ اور وہ یدھشٹر کا ہمعصر تھا

(۴) میجر ولفورڈ صاحب بتلاتے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت مسیح سے ۱۳۷۰ برس پہلے واقعہ ہوئی۔

(۵) مسٹر کول براک دو مختلف طریقوں سے بحث کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ مہابھارت کی لڑائی مسیح سے ۱۴ سو سال پہلے ہوئی۔ مسٹر ایچ ایچ ولسن نے بھی اس رائے کو درست تسلیم کیا ہے

(۶) آنریبل مسٹر انفسٹن صاحب اپنی تاریخ ہند میں رقمطراز ہیں۔ کہ ۱۴۵۰ برس قبل مسیح یدھشٹری سمت شروع ہوا۔

(۷) پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی نے لکھا ہے۔ کہ کل یگ کے

ان نکشتروں کے نام یہ ہیں۔

(۱)	رشونی	(۱۵)	سواتی
(۲)	بھرنی	(۱۶)	بشاکھا
(۳)	کرتکا	(۱۷)	انوراوھا
(۴)	روہنی	(۱۸)	جیشٹھا
(۵)	سرگشرا	(۱۹)	مول
(۶)	آردرا	(۲۰)	پلدیاکھاڑ
(۷)	پنربسو	(۲۱)	انتراکھاڑ
(۸)	پشیہ	(۲۲)	شرون
(۹)	اشلیکھا	(۲۳)	دھنشٹا
(۱۰)	مگھا	(۲۴)	شت بھکھا
(۱۱)	پوریاپھالگنی	(۲۵)	پو. بابھا درو پد
(۱۲)	انتراپھالگنی	(۲۶)	انترابھا درو پد
(۱۳)	ہست	(۲۷)	ریوتی
(۱۴)	چترا		

ان کے علاوہ ابھی جت نام اٹھائیواں نکشتر اور بھی ہے۔ لیکن سوائے خاص حالتوں کے وہ جیوتش کے حساب میں بہت کم آتا ہے آریہ ورت کی موجودہ جنتریوں میں سپت رشیوں کے چار کا رواج بالکل متروک ہو گیا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ آج سمنشا بکرمی میں سپت رشی کس نکشتر پر ہیں۔ اور کتنے سالوں سے اس پر مقیم ہیں تو جنگ مہابھارت کا زمانہ دریافت کر لینا بالکل سہل ہو جائیگا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ علم جیوتش کا کوئی فاضل گنت کی رو سے تحقیق کر کے بتلائے اور رات کے وقت آسمان پر اسی نکشتر میں دکھا دیوے۔

کہ سمت یدھشٹری کا آغاز ۵ ہزار برس قبل از کل یگ یا ۳۱۷۶ برس قبل از مسیح شروع ہوا۔ اور اسکے ثبوت میں مندرجہ ذیل شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) **سپت رشی سمت**:۔ سریمد بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ جب مہاراجہ یدھشٹر بعد از جنگ مہابھارت تخت نشین ہوئے۔ اس وقت سپت رشی نکھا نکشتر میں تھے۔ اور جب راجہ پریکشت کو سکھدیو نے بھاگوت سنائی یعنی اُن کی زندگی کے آخری ایام میں بھی سپت رشی نکھا نکشتر پر ہی تھے۔ مہاراجہ یدھشٹر نے ۳۶ سال ۵ مہینے ۲۵ دن حکومت کی اور پریکشت نے ۶۰ سال ان دونوں تاجداروں کے دوران حکومت میں سپت رشیوں نے نکھا نکشتر میں ہی دن گذارے اس لئے اگر معلوم ہو جائے۔ کہ سپت رشی کس نکشتر پر آج کل ہیں۔ تو اس نکشتر سے حساب شمار کر کے سپت رشیوں کے نکھا نکشتر میں قیام کا وقت معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور وہی زمانہ یدھشٹر کے دوران حکومت کا ہے۔

سپت رشی سمت کو لوکک سمت۔ شاستر سمت۔ پہاڑی سمت اور کچا سمت بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ کے پہاڑی علاقہ جات میں یہ سمت مروج ہے۔ اور بہت سی پرانی تحریرات میں بھی اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ سپت رشی سات ستاروں کا نام ہے۔ جو اشوی سے لیکر ریوتی تک ۲۷ نکشتروں کو ۲۷۰۰ سال میں طے کرتے ہیں یعنی ایک نکشتر پر سو سال رہتے ہیں۔ ہندوستان کے جیوتشیوں نے جس طرح سے آسمان کو ۱۲ حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کا نام راس یا برج قرار دیا ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے آسمان کو ۲۷ حصوں پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کا نام نکشتر رکھا ہوا ہے

دیکھتے ہیں۔ تو اس سال شاستر سمت کا آغاز ضرور پایا جاتا ہے۔ مثلاً ۷۵ سال دواپر یگ ۳۱۰۱ سال آغاز کل یگ سے سن عیسوی کے آغاز کے درمیان کے + ۸۲۴ = کل میزان ۰۰۰ ۴ سال آئی ہے یعنی مگھا سے شروع کرکے ۴ نکشتر گذرے اور اکتالیسویں وشٹا میں داخل ہوئے۔

(۴) پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی لکھتا ہے۔ کہ آج شاکا سمت ۱۰۷۰ میں لوکک سمت ۴۴ ہے۔ اور کلہن نے یہ لکھا۔ کہ کس نکشتر کے ۴۴ سال ہیں۔ لیکن حساب سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ ۷۵ + ۴۴ + ۳۰۴۴ قبل بکرم + ۱۳۵ بکرم اور شالباہن کے درمیان کے + ۱۰۷۰ = ۴۴۲۲ کو سو پر تقسیم کیا۔ تو مگھا سے شروع کرکے ۲۲ نکشتروں سے گذر کر اس وقت سیت رشی اترا بھادرو پد پر ۲۲ سال سے مقیم تھے۔

(۵) سمت ۱۴۸۶ بکرمی میں ترگرت (کانگڑہ) کے راجہ مگھ چند کے پوتے اور کرم چند کے بیٹے راجہ سنسار چند کے عہد میں راگھو چینن نے بھوانی جوالا مکھی کا ستوتر ایک پتھر پر کندہ کرایا تھا۔ اس پر لوکک سمت ۵ درج ہے۔ اس کی پڑتال کے لئے ۷۵ + ۴۴ + ۳۰۴۴ + ۱۴۸۶ = ۶۰۵ کو سو پر تقسیم کریں۔ تو ٹھیک پانچ باقی رہ جاتے ہیں۔ جو سپت رشیوں نے بھرنی نکشتر میں گزارے۔

(۶) سمت ۸۶۱ بکرمی میں کانگڑہ کے راجہ جے چند اور کیر گرام کے راجہ لکشمن چند کے عہد میں بھرنگ کے بیٹے رام نے دو کتبے نصب کرائے۔ جو کہ اب بیجناتھ سے دستیاب ہوئے ہیں ایک پر لوکک سمت ۸۰ درج ہے۔ اور دوسرے پر شاکا سمت ۹۲۶ لکھا ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۳۵ + ۹۲۶ = ۹۸۰ برس ہوتے ہیں۔ یعنی سپت رشیوں نے مگھا سے چلکر ۹ نکشتر طے کئے اور پچاسویں شرون نکشتر میں

پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر۔ پنڈت گردھاری لال چوتشی لاہور۔ اور کئی محققوں نے سپت رشی سمت کے حساب کے مطابق یدھشٹری سمت کے اجرا کی صحیح تاریخ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے ان کے بیانات کی مطابقت پرانی تحریرات سے نہیں ہوئی۔ ان قدیم تحریرات اور کتبہ جات کی مطابقت صرف اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ جب ہم ۷۵ برس قبل از کل یگ سپت رشیوں کا مگھا نکشتر میں داخل ہونا قرار دیں۔ جب ہم اسکے مطابق تاریخ ہند کے واقعات کے سنوں کی پڑتال کرتے ہیں۔ تو حساب بالکل درست آتا ہے۔ تمام تحریرات مطابقت کھاتی ہیں۔ اور ایک سال کا بھی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ہم چند شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ۷۵ برس قبل از کل یگ چیت شدی ایکم کے دن سپت رشی مگھا نکشتر میں داخل ہوئے۔

(۲) یورپین محققوں میں سے سب سے پہلے پروفیسر بوہلر نے برہمنان کشمیر کی موجودہ روایات نیز اور شہادتوں کی بنا پر یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ یدھشٹر سمت کا آغاز چیت شدی ایکم سمت ۲۵ کل یگی ختم شدہ یا سمت ۲۶ غروع سے ہوا۔ پروفیسر بوہلر نے یہ نہیں لکھا کہ اس سال سپت رشی کس نکشتر میں داخل ہوئے۔ لیکن حساب سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس روز پورا بھالگنی میں داخل ہوئے تھے سپت رشیوں نے ۷۵ سال دو اپر یگ کے اور ۲۵ سال کل یگ کے مگھا نکشتر میں گزارے۔

(۳) بابو شام سندر داس بی۔ اے پراچین لیکھاولی میں لکھتے ہیں۔ کہ ۸۲۲ء میں شالیواہن سمت شروع ہوا۔ لیکن یہ نہیں لکھا۔ کہ اس سال سپت رشی کس نکشتر میں داخل ہوئے۔ لیکن جب ہم حساب سے

محققوں نے اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ سب کے سب غلطی پر ہیں

۱۲۔ طوفانِ نوح کی اصلیت ۔ یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں

کی مذہبی کتابوں میں طوفانِ نوح کے واقعہ کو بڑے زور دار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کی کسی قوم کے علم ادب میں اس کا تذکرہ نہیں پایا جاتا۔ جیسے کہ ابو القاسم فرشتہ اپنی تواریخ میں لکھتا ہے کہ "ہندو کتب تواریخ و قصص میں کہ ہندو نزد شے گویند۔ کہ طوفان نوح بہلاکت ما نرسیدہ" قدیم کتب میں اس کا ذکر نہ پایا جانے کی وجہ سے دیگر اقوام کے فاضل طوفان نوح کے واقعہ پر بڑے بڑے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا جواب یہودی۔ عیسائی اور مسلمان کبھی نہیں دے سکتے۔ لیکن اس کی اصلیت کو سمجھنے کی فریقین نے کبھی کوشش نہیں کی۔ اور اس پر ہندوؤں کے علم ادب میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ حضرت نوح کا طوفان عالمگیر نہ تھا۔ بلکہ ملکی تھا۔ اور صرف عرب۔ روم اور یونان میں ہی آیا تھا۔ جو یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذاہب کے پیدائشی ملک ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی مذہبی کتابوں میں تو اس واقعہ کو زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کے باقی ممالک کے متعلق اس واقعہ سے محض بے خبر ہیں۔

یورپین لوگوں کے مطالعہ سے نہ صرف طوفان کی ہی تصدیق ہوتی ہے بلکہ اسکی اصلیت کی تمام راز داشت از بام ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس طوفان سے کس کس ملک کو کتنا کتنا نقصان پہنچا نیز یہ کہ اس طوفان کی صحیح تاریخ کیا ہے۔

وشنو پران کے پانچویں انش کے ۳۰ ویں ادھیائے میں لکھا ہے۔ کہ جب سری کرشن جی کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی۔ تو انہوں نے

۸۰ برس سے مقیم ہیں

(۷) بابو شام سندر داس بی۔ اے۔ پراچین لیکھاولی میں لکھتے ہیں۔ کہ سمت ۱۶۸۱ بکرمی میں لوکک سمت شروع ہؤا۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۶۸۱ = ۴۸۰۰ کو سوبر تقسیم کیا۔ تو سپت رشیوں نے مگھا سے چلکر ۴۸ نکشتر طے کئے۔ اور انچاسویں روہنی میں داخل ہوئے۔

(۸) کانگڑہ کے راجہ ابھے چند اور گچھو راجپوتوں نے مل کر کانگڑہ کے بازار میں جین مورتی استھاپن کرتے وقت سمت ۱۸۱۱ میں جو کتبہ نصب کیا۔ اس پر لوکک سمت ۳۰ ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۸۱۱ = ۴۹۳۰ کو سوپر تقسیم کیا۔ تو باقی ۳۰ بچتے ہیں۔ اور یہ وہ سال ہیں۔ جو مرگشر انگشتر میں سپت رشیوں کے ہیں۔

(۹) سمت ۱۹۱۵ میں چنہ کے راجہ شری سنگھ دیو نے ایک تانبہ کا پٹہ لکھا۔ اس پر لوکک سمت ۳۴ درج ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۹۱۵ = ۵۰۳۴ کو سوپر تقسیم کیا۔ تو باقی ۳۴ سال رہ جاتے ہیں جو سپت رشیوں نے آردرا نکشتر میں گذارے ہیں۔

(۱۰) اسی راجہ شری سنگھ دیو والی چنہ کا ایک کتبہ سمت ۱۹۱۷ بکرمی کا لکھا ہؤا ہے۔ جس پر شاستر سمت ۳۶ درج ہے۔

مذکورہ الصدر چند شہادتوں سے جو محققوں کو اب تک دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ امر روز روشن کی طرح عیان ہو جاتا ہے۔ کہ ان تمام کتبہ جات کی مطابقت صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے۔ جبکہ ہم ۷۵ برس قبل از کل یک سپت رشیوں کا مگھا نکشتر میں داخل ہونا تسلیم کریں۔ اسلئے علم نجوم کی اس سب سے زبردست شہادت کی بنا پر ہم بلا خوف تردید کہ سکتے ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کا سمت ۷۵ برس قبل از کل یگ شروع ہؤا۔ اور اس سمت کے متعلق مذکورہ بالا سطور میں چن یورپین اور ہندوستانی

غرق ہوجائیگا۔ تمہارے جانے کے بعد ہم بھی اس قالب عنصری کو چھوڑ دینگے
وارک وہاں سے چلا۔ فوراً دوارکا پہنچا اور راجہ اگرسین کو اطلاع
دیکر ہستناپور کی طرف روانہ ہوگیا۔ مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں پیش ہوکر
پیغام دیا۔ کہ ارجن کو سری کرشن جی نے یاد فرمایا ہے۔ یدھشٹر نے
وجہ پوچھی۔ تو وارک خاموش رہا۔ اس کے چہرہ پر اداسی چھا رہی تھی
یدھشٹر نے اسکی یہ حالت دیکھ کر کہا۔ تمہارے چہرہ سے اچھے آثار
دکھائی نہیں دیتے۔ کہو۔ خیر تو ہے۔ سری کرشن جی اور بلرام
اچھے ہیں؟ اور سب جادو بنسی بخیریت ہیں؟ یہ سنکر دوارک کا دل
امنڈ آیا۔ اس کی زبان رک گئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا
بہ نکلی۔ اور ایک لفظ بھی منہ سے نہ بول سکا۔

مہاراجہ یدھشٹر نے ارجن سے کہا۔ اے بیر۔ ان دو مہینوں
میں کثرت سے بے موسم آندھیاں آئیں۔ اور اتنے جھکڑ چلے۔ کہ دنیا
حیران رہ گئی۔ روز روشن میں چاند کے گرد کئی دن تک ہالہ دکھائی
دیا۔ آفتاب کے گرد کالے کالے گنبد نظر آتے رہے۔ ان حالات
کو دیکھکر ہمارے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہورہے ہیں۔ ہمارا
ماتھا ٹھنک رہا ہے۔ کہ دیکھیں۔ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے
تم جلد دوارکا پہنچو۔ سری کرشن جی نے بے مطلب یاد نہیں کیا۔ اور وارک
کی خاموشی بھی کچھ معنی رکھتی ہے۔

ارجن دوارکا میں پہنچا۔ تو نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ ضروری کاروبار
سے فارغ ہوکر دربار میں گیا۔ موسم کی بے اعتدالیوں اور سمندر کی
حالت دیکھکر اہل دربار سے کہا۔ آج سے ساتویں روز سمندر میں طوفان
آئیگا۔ اور دوارکا شہر غرق ہوجائیگا۔ اس خبر کو شہر میں مشتہر کردو۔ تاکہ سب
لوگ اپنا اپنا اسباب اٹھالے جائیں۔ شہر خالی کردیں اور کسی کا نقصان

پر تھوی اور انتر کش (ارض وسما) میں بہت اتپات (علامات نحس) دیکھنے پر غور کرنے سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ اب وہ وقت قریب آپہنچا ہے جب دوارکاپوری جیسا خوبصورت شہر برباد ہو جائیگا۔ اور جادو بنس کی تباہی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے جادو خاندان کے سرتاج بہادروں کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا۔ کہ زمین و آسمان میں بہت سے اس قسم کے اپنات دکھائی دیتے ہیں۔ جن کا نتیجہ مخلوقات کے لئے از حد منحوس اور خوفناک ہوگا۔ ان کی شانتی کے لئے تم سب پربھاس تیرتھ کو چلو۔ اس پر تمام جادو بنسی تیرتھ جاترا کی تیاریاں کرنے لگے۔ لیکن اودھو نے دل میں خیال کیا۔ کہ تیرتھ جاترا کرنے سے اتپاتوں کی شانتی تو کیا ہوگی بلکہ جادو بنسیوں کو ان کی تباہی کے لئے سری کرشن جی تیرتھ پر لے جا رہے ہیں۔ اس نے سری کرشن جی سے استدعا کی۔ کہ جادو بنس کی تباہی کا وقت آگیا ہے۔ میرے لئے اب کیا ارشاد ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ تمام جادو بنسیوں میں صرف تم ہی ہو۔ جسے روشن ضمیری حاصل ہے۔ تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ اب تم گندھ مادوں پربت پر بدری نارائن کو چلے جاؤ۔ اور اپنی زندگی کے باقی دن عالم مراقبہ میں گزارو۔ جادو بنسیوں پر آنے والی تباہی کے بعد ہم بھی اپنے اس فانی عنصری کو چھوڑ دینگے۔ اور ہمارے بعد شہر دوارکا سمندر کے طوفان میں غرقاب ہو جائیگا۔ سری کرشن جی کو آداب بجا لا کر اودھو نرائن آشرم کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور جادو بنسی پربھاس تیرتھ پر جا کر آپسمیں لڑے۔ اور خانہ جنگی سے ہی سب کے سب تباہ ہوگئے۔

سری کرشن جی نے وارک سے کہا۔ تم دوارکا کو جاؤ۔ بسدیو اور اگرسین کو اطلاع کردو۔ پھر ہستناپور جا کر ارجن کو لے آنا۔ وہ بچوں اور عورتوں کو یہاں سے لے جائیگا۔ کیونکہ شہر دوارکا سمندر میں

کسی اور حصہ پر بھی طوفان کا اثر پہنچا ہو۔

قیاس سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ طوفان بحرہ قلزم اور بحرہ عرب کے مقام اتصال پر آیا تھا۔ اس لئے ان دونو سمندروں کے ساحل پر واقعہ شہروں کا نقصان ہوا ہوگا۔ اور عرب کی تمام سرزمین طوفان کے پانی میں غرق ہو گئی ہو گی۔ کیونکہ اس ملک کی حالت کا بغور مطالعہ کرنے سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اول یہ کہ اس ملک کی زمین ریتلی ہے۔ اور یہ سیلاب کا بدیہی ثبوت ہے۔ دوسرے ملک عرب بالکل بنجر اور بے آباد ہے۔ حالانکہ سمندر کے ساحل پر واقعہ ہونے کی وجہ سے اس ملک کی زمین زرخیز ہونی چاہیئے تھی۔ تیسرے تمام ممالک متصلہ کی نسبت عرب میں آبادی بہت کم ہے۔ اور خانہ بدوش قومیں زیادہ آباد رہی ہیں۔ شاید طوفان کا خوف بہت مدت تک لوگوں کے دل سے دور نہ ہوا ہوگا۔ اور اس لئے کسی کو جم کر بسنے کی جرأت نہ ہوئی ہو گی۔ چوتھے ملک عرب میں پانچ ہزار برس سے پرانا کوئی شہر نہیں ہے۔ وغیرہ۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ طوفان نوح کی صحیح تاریخ کیا ہے۔

(۱) بعض عالموں کا خیال ہے۔ کہ نوح کا طوفان مسیح سے ۶۶۵۶ برس پہلے آیا۔

(۲) منتخب تواریخ کا مصنف بیان کرتا ہے۔ کہ یہ طوفان مسیح سے ۲۱۱۴ برس پہلے آیا۔

(۳) یہودی کہتے ہیں۔ کہ طوفان نوح ۲۳۴۸ برس قبل مسیح آیا

(۴) کرنیل جیمز ٹاڈ مسیح سے ۳۰۰۴ برس پہلے بتلاتے ہیں

(۵) مصنف لغات فیروزی رقم طراز ہے۔ کہ طوفان نوح مسیح سے ۳۳۳۸ برس پہلے آیا۔

نہ ہو۔ جانے ہم منادی کرادی گئی۔ اور اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی تمام شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ تمام اہل شہر اپنا اپنا اسباب اٹھوانے لگے۔

سات دن میں طوفان آیا۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں جو لائق آفرینش کے تھیں۔ اور جن پر کروڑوں روپیہ صرف ہوا تھا دیکھتے دیکھتے زمین میں بیٹھ گئیں۔ اور ارجن سری کرشن جی کے قبائل کو لے ہستناپور کی طرف واپس چلا آیا۔ مہاراجہ یدھشٹر کو اطلاع دی ہوں سے اسی وقت حکم دیا۔ کہ ہستناپور میں پرکشت کی اور متھرا میں سری کرشن جی کے پڑپوتے بجر ناتھ کی تاج پوشی کی رسم ادا کردو ہم بھی سلطنت کو ترک کرکے دیوبوک کو جائینگے۔ جب اس جہان میں سری کرشن جی نہیں رہے تو ہمیں جہانبانی اور ملکداری سے کیا حاصل چنانچہ دونوں شاہزادوں کی تخت نشینی کی رسم ادا کی اور عنان حکومت ان کے ہاتھ میں دیکر چیلا کنڈی بھگوں اور دروپدی کو ہمراہ لیا۔ اور شمال کی طرف چل کھڑے ہوئے۔

اب ہم یہ فیصلہ کرسکتے ہیں۔ کہ طوفان نوح کے واقعہ کی شہادت اس سے زیادہ مستند اور کیا ہو سکتی ہے۔ کرنیل جیمز ٹاڈ مورخ راجستھان ہوی سے بڑھ کر کوئی طوفان نوح قرار دے کر سخت غلطیوں کا شکار ہوئے ہیں۔ جو طوفان نوح کے زمانہ میں کروڑوں سال کا تفاوت بتاتے ہیں۔ ان تاریخ کے مورخ ان تواریخی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ جو فریب اسی زمانہ میں زیب قلم کی گئی ہیں جن سے جغرافیہ اور شعر پوروں کے مطالعہ سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ طوفان عام دنیا میں نہیں آیا۔ بلکہ خاص تھا۔ کیونکہ سنسکرت لٹریچر سے شہر دوارکا کی غرقابی سے حادثہ تو ملتے ہیں۔ لیکن ایک بھی ایسی شہادت موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ امر ثابت ہو سکے۔ کہ ہندوستان کے

پرتھی راج تک ۱۳۸ تاجداروں نے ۳۱۷۶ + ۱۱۹۲ = ۴۳۶۸ برس حکومت کی۔ اس لئے ایک راجہ کی مدت حکومت ۳۰ سال ۴ ماہ آتی ہے۔

(۲) سری کرشن جی ہمعصر یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ ویری نشان صاحب بہادر موجودہ حکمران جیسلمیر تک جادو بنسیوں کی ۱۲۹ پشتوں نے ۳۱۷۶ + ۱۹۲۰ = ۵۰۹۶ برس حکومت کی اور ہر ایک پشت کا پرتہ ۳۴ سال ۲ مہینے ۱۹ دن آتا ہے۔

(۳) مہاراجہ مہاگورم فرمانروائے نروور ہمعصر یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ سوائی مادھوسنگھ صاحب بہادر موجودہ فرمانروائے جے پور تک کچھواہوں کی ۱۷۰ پشتوں نے ۵۰۹۶ برس راج کیا۔ ایک تاجدار کی مدت حکومت ۲۹ سال ۹ ماہ ۱۸ دن آتی ہے۔

(۴) مہاراجہ ہندوالی اجین ہمعصر یدھشٹر سے لے کر راؤ کرشن سنگھ صاحب موجودہ حکمران بیجولیاں تک پرمار خاندان کی ۱۶۳ پشتوں نے ۵۰۹۶ سال مسلسل طور پر حکومت کی۔ ایک راجہ کی اوسط مدت حکومت ۲۷ سال ۴ مہینے ۲۴ دن آتی ہے۔

(۵) مہاراجہ باسدیو پونڈرک ہمعصر یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ گھمیر سنگھ صاحب بہادر موجودہ حکمران بوندی تک چوہانوں کی ۱۶۳ پشتوں نے ۵۰۹۶ برس حکومت کی

(۶) مہاراجہ بال گوندوالی کشمیر ہمعصر یدھشٹر سے لے آخری ہندو راجہ سہدیو تک جو ۱۳۴۱ء میں معزول کیا گیا۔ کشمیر میں ۱۶۶ تاجداروں نے ۵۰۴۷ سال حکومت کی اور ہر ایک راجہ کی اوسط مدت حکومت ۳۰ سال ۲ ماہ ۱۶ دن آتی ہے۔

(۷) مہاراجہ سرام چند والی کانگڑہ ہمعصر یدھشٹر سے لے کر

لیکن یہ سب بیانات فرضی اور قیاسی تھیوریوں کی بنا پر مبنی ہیں لیکن علم جیوتش کی شہادتوں کی رو سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے تخت نشین ہوا۔ اور ۳۶ سال ۸ ماہ اور ۲۵ دن اس نے حکومت کی۔ ارجن کی زبانی جادو بنسیوں کی تباہی اور شہر دوارکا کی غرقابی کا حال سنتے ہی اس نے سلطنت ترک کر دی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ مسیح سے ۳۱۳۹ سال ۳ ماہ اور ۵ دن پہلے مہاراجہ یدھشٹر نے راج پاٹ چھوڑا اور اس سے قریباً ایک ماہ پہلے طوفان آیا۔ اس لئے طوفان نوح کی صحیح تاریخ مسیح سے ۳۱۳۹ برس اور چار ماہ پہلے قرار دی جا سکتی ہے۔ اس میں دنوں کا فرق ہو تو ہو۔ مہینوں اور سالوں کا فرق نہیں ہے۔ مہاراجہ یدھشٹر نے ۲۵ پوہ کو حکومت ترک کی اس سے کاتک اور مگھ ان دو مہینوں میں طوفان آیا تھا۔

(۳) **اوسط مدت سلطنت**:۔ یورپین مورخ ہندوستان کے تواریخی واقعات کی تحقیقات کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو عموماً قیاس سے تیس چالیس سال فی پشت اوسط فرض کر کے ہر ایک خاندان کی مدت سلطنت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ محض واقعات آریہ دیت کے متعلق ہی استعمال کرتے ہیں۔ اپنی تواریخ اور نسب ناموں میں اس قاعدہ کو عمل میں نہیں لاتے۔ خیر انہیں کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق اب ہم سمت یدھشٹری کی بابت دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہر ایک پشت کی نسبت مدت سلطنت کا پرتہ کیا پڑتا ہے۔

(۱) مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کی تخت نشینی مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے ہوئی۔ اور دہلی کا آخری ہندو راجہ پرتھوی راج چوہان ۱۱۹۲ء میں معزول ہوا۔ یدھشٹر سے

(۳) مسٹر ولسن۔ کول بروک راجہ رام موہن رائے۔ پنڈت جے نرائن ترک پنچانن اور پنڈت یا جنیشر شاستری کی یہ رائے ہے کہ سوامی شنکر اچاریہ ۸۸۸ء میں ہوئے۔

(۴) ایک اور مورخ لکھتا ہے۔ کہ بدھ دھرم کا زوال ۴۰۰ برس قبل مسیح شروع ہوا۔ اور بدھ مت کو نقصان پہنچانے والے سب سے پہلے یہی مہاتما ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا زمانہ بھی وہی سمجھنا چاہیئے

(۵) پارسیوں کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو شنکر آچاریہ نامی ایک سادھو آریہ دھرم کا وعظ کر رہا تھا۔ اور سکندر نے ۳۲۷ برس قبل مسیح ہندوستان پر حملہ کیا۔ اس لئے سوامی جی کا زمانہ بھی وہی سمجھنا چاہیئے۔ سوامی دیانند سرسوتی کی بھی یہی رائے ہے

سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ کی بابت یہ آج تک کی تحقیقات کا لب لباب ہے۔ ہمارے خیال میں یہ سب باتیں درست بھی ہیں۔ اور غلط بھی۔ درست اس لئے ہیں۔ کہ سب سے پہلے سوامی شنکر آچاریہ نے اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے ہندوستان میں چار مٹھ قائم کئے۔ ان چاروں گدیوں پر جو سوامی جی کے چیلے سلاً بعد نسلاً گدی نشین ہوتے رہے۔ وہ سب اسی نام سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ یعنی سب شنکر آچاریہ ہی کہلاتے رہے اور سب کے سب اپنے مذہب کی اشاعت کرتے رہے۔ اس لئے مذکورالصدر مورخوں نے جو سمت دئے ہیں۔ اس وقت ان گدیوں پر چیلے موجود تھے۔ اس طرح سے سب کا بیان صحیح ہے۔ اور غلط اس وجہ سے ہے۔ کہ ان مورخوں نے جو سمت دیا ہے۔ اس وقت کے شنکر آچاریہ کو ہی سب سے پہلا شنکر آچاریہ سمجھ لیا ہے۔ اب ہم کو دیکھنا چاہیئے

راجہ جے چند صاحب موجودہ حکمران جموں تک کٹوچ راجپوتوں کی ۲۵ پشتوں نے ۹۶۰ سال حکومت کی۔ ہر ایک تاجدار کی مدت حکومت ۲۰ سال ۲ مہینے ۲۰ دن آتی ہے۔

(۸) مہاراجہ پورن کرن سوردث۔ جنگان جموں سے مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر موجودہ فرمانروائے کشمیر تک جموال راجپوتوں کی ۱۲۵ پشتوں نے ۹۶۰ سال حکومت کی۔ ایک پشت کا پرتہ ۲۰ سال ۸ ماہ ۱۲ دن آتا ہے۔

مذکورہ الصدر چند شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کی تخت نشینی سے لیکر زمانہ حال تک راجپوتوں کے مسلسل تاجداروں کی اوسط مدت حکومت زیادہ سے زیادہ ۲۰ سال ۸ ماہ اور ۱۲ دن آتی ہے۔ اور کرنیل جیمز ٹاڈ کی رائے میں ۲۲ سال کا پرتہ بھی ناممکنات سے نہیں۔ اس لئے یدھشٹری سمت کا نفاذ مسیح سے ۳۱۷۶ سال پہلے قرار دینے میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا۔ اور اس پہلو سے بھی کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) **سوامی شنکر آچاریہ کا زمانہ**:۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے کے کسی بھی تاریخی واقعہ کو لیں زمانہ حال کے مورخ اسکے زمانہ کو کچھ کا کچھ بتاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تواریخ کا ایک نکتہ بھی صحیح باور نہیں کرتے۔ یہی حال ہندوستان کی تواریخ میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والے بھگوان بھاش کار سوامی شنکر آچاریہ کے متعلق سمجھنا چاہیے۔

(۱) بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ ۱۱۲۱ء میں ہوئے ہیں۔

(۲) مسٹر رومیش چندر دت کہتے ہیں۔ کہ سوامی جی ۱۱۷۱ء میں ہوئے

(۱۳)	پرماتھی	(۳۶)	شبھ کرت
(۱۴)	بکرم	(۳۷)	شودھن
(۱۵)	برکھ	(۳۸)	کرودھن
(۱۶)	چتربھانو	(۳۹)	وشوربسو
(۱۷)	سوبھانو	(۴۰)	پرابھو
(۱۸)	تارن	(۴۱)	بلونگ
(۱۹)	پارتھو	(۴۲)	کیلک
(۲۰)	بیہ	(۴۳)	سومیہ
(۲۱)	سرب جت	(۴۴)	سادھارن
(۲۲)	سرب دھارن	(۴۵)	برودھ کرت
(۲۳)	برودھی	(۴۶)	پرودھاری
(۲۴)	وکرت	(۴۷)	پرمادی
(۲۵)	سور	(۴۸)	آنند
(۲۶)	نندن	(۴۹)	درکشش
(۲۷)	بجے	(۵۰)	نل
(۲۸)	جے	(۵۱)	بنگل
(۲۹)	من متھ	(۵۲)	کال یکت
(۳۰)	درمکھ	(۵۳)	سدھارتھ
(۳۱)	ہیم نب	(۵۴)	رُدر
(۳۲)	ولنب	(۵۵)	ورمتی
(۳۳)	وکاری	(۵۶)	وندھی
(۳۴)	سروری	(۵۷)	رومدرکاری
(۳۵)	پلو	(۵۸)	اکت آکش

کہ سب سے پہلے شنکر آچاریہ کب ہوئے۔

(۱) سورت میں سوامی شنکر آچاریہ کے مذہب کے پیرو کار دو عالموں میں بحث ہوئی۔ اس بحث میں دوارکا کے مندر سے ایک پٹہ پیش کیا گیا۔ اس پر سمت ۲۶۶۳ کل یگی لکھا ہوا تھا۔ دیکھو اخبار نور افشان مطبوعہ ۵ مئی ۱۸۸۷ء اس سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے مذہب کا ثبوت مسیح سے ۴۳۸ برس پہلے تک ملتا ہے۔ اور سوامی جی اس سے بھی پہلے ہوئے تھے۔

(۲) سنسکرت کی مشہور کتاب شورہیسہ۔ انش ۹۔ ادھیائے ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ کل یگ کے دو ہزار برس گذرنے پر تیسرے ہزار کی پہلی صدی میں سوامی جی پیدا ہوئے۔

(۳) بال مرگانک شیکھ میں لکھا ہے۔ کہ سوامی جی بھاو نام سمت میں پیدا ہوئے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ کل یگ سمت کے تیسرے ہزار برس کی پہلی صدی میں بھاو سمت کب تھا۔

علم جیوتش کے مطابق ساٹھ سمتوں کا ایک چکر ہے۔ یہ ساٹھ سمت باترتیب گذرتے ہیں۔ ایک دو ختم ہونے پر پھر دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دور کے بعد دور جاری رہتے ہیں۔ وہ ساٹھ سمت یہ ہیں۔

(۱)	پربھو	(۷)	شری مکھ
(۲)	وبھو	(۸)	بھاو
(۳)	شکل	(۹)	یُوَد
(۴)	پرمود	(۱۰)	دھاتو
(۵)	پرجاپتی	(۱۱)	ایشور
(۶)	انگرہ	(۱۲)	بہودھانیہ

۲۱۵۷ - ۲۰۸۲ = ۷۵ سال قبل از کل یگ اور ۳۱۷۰ برس قبل مسیح
یدھشٹری سمت کا نفاذ ہوا۔ اور یہ حساب سپت رشی سمت کے عین مطابق
ہے ایک سال کا بھی فرق نہیں پڑتا۔

مہاتما بدھ کا زمانہ:- مذکورہ بالا سطور میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ
سوامی شنکر آچاریہ سمت ۲۰۸۲ کل یگی میں یعنی ۱۰۱۹ سال قبل مسیح پیدا ہوئے
جس کو آج ۹۲۳ء میں ۲۹۴۲ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اور یورپین
مورخوں کی تحقیقات کے بموجب مہاتما بدھ ۵۵۷ برس قبل مسیح پیدا ہوئے
اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس حالت میں ابھی بدھ پیدا ہی نہیں ہوا
تھا۔ اور نہ ہی اسکے مذہب کا کہیں نام و نشان تھا۔ تو اسکے مذہب کی
تردید کرنے کے لئے سوامی شنکر آچاریہ ۴۶۲ برس پہلے ہی پیدا ہو گئے
لیکن ہم بتلاتے ہیں۔ کہ یورپین مورخوں کا قائم کردہ مہاتما بدھ کا سمت
بھی اور سمتوں کی طرح بالکل غلط اور خلاف واقعات ہے۔

یورپین مورخوں میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ مہاتما بدھ ۵۵۷ برس
پہلے پیدا ہوا۔ مسٹر ماجسب کہتے ہیں۔ کہ وہ ۵۴۳ برس قبل مسیح
فوت ہوا۔ چونکہ ان کی ۸۰ برس کی عمر ہوئی۔ اس لئے وہ
۶۲۳ برس قبل مسیح پیدا ہوئے۔ لنکا کے بودھ مت کے عالموں
کی بھی یہی رائے ہے۔ لیکن بدھ کی پیدائش کا زمانہ جس نے قرار دیا
اس نے یہی لکھا ہے۔ کہ یہ صحیح نہ ہونا چاہئے۔ ایسی حالت میں ان
سب قیاس اور وہم و خیال پر مبنی تھیوریوں کو نظر انداز کر کے ہم کو
سنسکرت لٹریچر کی ہی پڑتال کرنی چاہئے۔

تمام عالموں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کشمیر کے مہاراجہ کنشک
نے بدھ مت کے اصولوں کی صحت اور اصلاح کے لئے ایک مجلس
منعقد کی۔ اور اس نے ۱۷۴۹ کل یگی سے سمت ۱۸۰۹ کل یگی تک

(۵۹) کردوھن (۶۰) کشٹے

آج سمت ۱۹۸۲ مطابق سمت ۵۰۲۶ کل یگی کو ایشور سمت ہی
اب اگر ہم حساب کرتے ہوئے زمانہ گذشتہ کی طرف جائیں۔ تو آج سے
تین ہزار برس پہلے یعنی سمت ۲۰۲۶ کل یگی میں بھی یہی ایشور سمت
ہوگا۔ ان تین ہزار برسوں میں ساٹھ سمتوں کے پچاس چکر گذر چکے ہیں
اس کے چار سال پہلے سمت کل یگی میں بھاو سمت تھا۔ اور اس سے
ساٹھ سال بعد سمت ۲۰۸۲ میں بھی بھاو سمت تھا۔ اس لئے بال مرگانک
شیکھ کی تحریر کے مطابق سوامی شنکر آچاریہ سمت ۲۰۲۲ کل یگی میں
پیدا ہوئے یا سمت ۲۰۸۲ کل یگی میں۔

(۴) مہاراجہ بدھشٹر کے سمت سے پہلے ہندوستان میں تکھ سمت
جاری تھا۔ اور وہ کل یگ سے ۱۸۰۷ برس پہلے شروع ہوا۔ بال
مرگانک شیکھ کا مصنف تکھ سمت کا حوالہ دیتا ہوا رقم طراز ہے۔ کہ
تکھ سمت ۳۸۸۹ میں جب کہ بھاو سمت تھا۔ نیک ساعت میں شوکرد
... کے گھر سوامی شنکر آچاریہ پیدا ہوئے۔ چونکہ تکھ سمت کل یگ سے
۱۸۰۷ برس پہلے شروع ہوا۔ اس لئے ۳۸۸۹ - ۱۸۰۷ = ۲۰۸۲
برس کل یگ کے گذرنے پر سوامی جی پیدا ہوئے۔

(۵) پنڈت جوالا پرشاد شرما اور پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے سوامی
شنکر آچاریہ کی پیدائش کے متعلق انہیں کے ایک شاگرد کا شلوک
لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ یدھشٹری سمت ۲۱۵۷ میں وشوجیت نامی
اور امبکا دیوی ماتا کے گھر دنیا کی بھلائی کرنے والے شنکر سوامی
پیدا ہوئے۔ جو جگت گرو یعنی استاد عالم کہلائے۔ مذکورہ الصدر
شہادتوں میں سوامی جی کی پیدائش کا سال تکھ سمت ۳۸۸۹۔
یدھشٹری سمت ۲۱۵۷ اور کل یگی سمت ۲۰۸۲ ہے اس لئے

کہ لداخ واقعہ ملک تبت کے باشندے ۹۰ فیصدی سے زیادہ بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔ وہاں ایک مندر ہمیس کا گپنا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ مندر بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں سالانہ میلا ہوتا ہے جس میں چین اور تبت کے بدھ مذہب کے عالم جمع ہوتے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں وہاں کے ایک پجاری نے ایک پاتھی پڑھ کر سنائی۔ جس میں بدھ کے حالات لکھے ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مہاتما بدھ مسیح سے قریباً سولہ سو برس پہلے پیدا ہوئے۔ اس پجاری نے یہ بھی بتلایا۔ کہ بدھ مذہب چین میں ۱۴۰۰ برس قبل مسیح سے جاری ہے۔ میں نے اس معاملہ میں اس سے بحث کی۔ تو پجاری نے اور بھی کئی کئی کتابیں پیش کیں چنانچہ میں نے کلہن اور رتناکر کی کتابوں سے ملا۔ تو بالکل ٹھیک معلوم ہوا اور ماننا پڑا۔ کہ بمقابلہ یورپین تحقیقات کے ان کا قول صحیح ہے۔ کیونکہ مسلسل تواریخ کی عدم موجودگی کی وجہ سے مشرقی معاملات کی نسبت یورپین مورخوں نے زیادہ تر قیاس سے کام لیا ہے۔ اور ان کا یہ قیاس صحیح واقعات کی موجودگی میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

دنیا کی قدامت

دنیا کب پیدا ہوئی۔ اس کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا۔ اور کب تک زندہ رہیگی۔ ان سوالات کے متعلق مختلف مذاہب کے علما کی آرا میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور مختلف علوم کے فاضل بھی اپنی اپنی جداگانہ آرا کا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ علم تواریخ میں یہ سوال خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے جملہ خیالات کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

حکومت کی۔ یہ امر پنڈت کلہن کی راج ترنگنی سے ثابت ہوتا ہے مہاراجہ کنشک کے زمانہ کے سکے بھی یورپین مورخ ایچین میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور بعض تو اسکو بکرماجیت سے بھی بعد بتلاتے ہیں۔ لیکن گوجر دیش بھویا دلی سے جو ایک ایسے مصنف نے لکھی۔ جس کا کلہن کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ راج ترنگنی کے بیان کی تائید ہوتی ہے گوجر دیش بھویا دلی میں لکھا ہے۔ کہ کنشک نے سمت ۱۸۵ کل یگی میں گجرات کاٹھیاوار فتح کیا۔ اور سمت ۱۸۹ کل یگی یعنی کنشک کی موت تک یہ علاقہ اسکی سلطنت کا ایک صوبہ رہا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بدھ مذہب سمت ۱۷۳۹ کل یگی یعنی ۱۳۶۲ قبل مسیح سے بہت عرصہ پہلے ہندوستان میں پھیل چکا تھا۔

(۳) سمت ۱۸۹ کل یگی یعنی ۱۲۹۲ قبل مسیح میں کنشک کے مرنے پر اس کا بیٹا ابھیمنیو کشمیر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں ناگ ارجن بودھ اور چندر آچاریہ کے زیر دست مباحثے ہوئے اور سدھ ناگ ارجن مہاتما بدھ کا تیرھواں جانشین تھا۔ اس سے بدھ کے زمانہ کی بابت اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۴) کلہن لکھتا ہے۔ کہ مہاراجہ کنشک کے عہد حکومت میں بدھ کو نروان حاصل کئے ۱۵۰ برس گذر چکے تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مہاتما بدھ نے ۱۷۴۹ - ۱۵۰ = ۱۵۹۹ کل یگی سمت میں نروان حاصل کیا۔ چونکہ ان کی عمر ۸۰ برس کی ہوئی۔ اس لئے ۱۵۹۹ - ۸۰ = ۱۵۱۹ کل یگی سمت میں وہ پیدا ہوئے۔ اور انکی عمر کے پچاسویں سال سے بدھ سمت جاری ہوا۔ اس لئے ۱۵۱۹ - ۳۱۰۱ = ۱۵۶۹ ۱۵۴۲ قبل مسیح میں بدھ سمت شروع ہوا۔

(۴) راج ترنگنی کے اردو مترجم ٹھاکر اپھر چند صاحب رقمطراز ہیں

یہ بات کہ مسلمان علماء حضرت آدم سے بہت عرصہ پہلے دنیا کی پیدائش کو تسلیم کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل شہادتوں سے واضح ہو جاتی ہے۔

(۱) نظام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے۔ کہ دوم فلک ثواب کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مدکوز اند۔ و آں حرکت میکند از مغرب بہ مشرق دورہ او بقول قدماسی و شش ہزار سال تمام کند۔

(۲) مصر میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھکر کہا۔ کہ یہ مکان قبل از وجود آدم پچیس ہزار سال بنا تھا۔

(۳) تواریخ خواجگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے ایک سو آدم پیدا ہو چکے ہیں۔ ان کی اولاد اور خادم مدتوں دنیا میں رہے۔

(۴) مورخ ابوالقاسم فرشتہ اپنی تواریخ میں لکھتا ہے۔ "کہ در یکے از کتب معتبرہ بنظر در آمدہ کہ شخصے از صاحب سونی باماوان العرش پرسید۔ کہ یا امیر المومنین پیش از آدم بسہ ہزار سال کہ بود آں حضرت جواب دادند۔ کہ آدم۔ چوں این معنی سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد۔ و سر در پیش افگند۔ شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار مے پرسیدی کہ پیش از آدم کہ بود میگفتم آدم۔ ازیں جا کہ گئی عالم استنباط میتواں کرد۔ و اقوال بندیاں را محض توہمات نمے تواں شمرد۔

انتھراپالوجی :- ایک انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اس بات کا جواب بائبل سے حاصل ہو سکتا ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت آدم حوا پہلے مرد و عورت تھے۔ جن کو خدا نے بنایا اور مسلمہ نسخہ بائبل میں ان کے بنانے کی تاریخ زمانہ

عیسائیوں کے خیالات:۔ عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے دنیا پیدا ہوئی۔ خدا نے پانچ دن میں سورج۔ چاند۔ ستارے اور زمین بنائی چھٹے دن حضرت آدم کو پیدا کیا۔ ان کی نسل بہت بڑھی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں دیار و امصار آباد ہو گئے۔

دنیا کی پیدائش کو جب ایک ہزار سال گذر گئے۔ تو لوگوں کے منکرانہ و ملحدانہ خیالات کو دیکھ کر خدا نے تمام دنیا پانی میں غرق کر دی۔ سیلاب کا پانی سب جگہ پھر گیا۔ اور کوئی جاندار زندہ نہ رہا ایک سال ۱۰ دن تک سیلاب پھرتا رہا۔ حضرت نوح کو بذریعہ الہام پہلے ہی اس طوفان کا علم ہو گیا تھا۔ انہوں نے ایک کشتی بنائی۔ جس میں وہ خود بمعہ اپنے تین بیٹوں کے سوار ہو گئے۔ اور بقائے نسل کے لئے جانوروں کی ہر ایک جنس کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لیا۔ جب طوفان کا زور کم ہوا۔ تو کشتی کوہ ارادوٹ پر ٹھہر گئی۔ بعد ازاں زمین خشک ہوتی گئی۔ انسانی آبادی بڑھنی شروع ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ تمام ممالک عالم آباد ہو گئے۔

مسلمانوں کا اعتقاد:۔ علمائے اسلام بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت آدم سے پانچ دن پہلے دنیا پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ بہت مدت پہلے اس کی پیدائش وقوع میں آئی تھی۔ ان کی کتابوں میں زمانہ کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔ کہ حضرت آدم سے کتنی مدت پہلے دنیا کا آغاز ہوا۔ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے اس دنیا میں جن آباد تھے۔ خدا کی قدرت سے جنوں کی نسل تباہ ہو گئی۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ تب خدا نے حضرت آدم و حوا کو پیدا کیا اس سے بعد کے حالات میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا اتفاق رائے ہے۔

اس بیان بالا سے زیادہ اور بھی پرے جا سکتی ہے۔ یا انسان کی عقل اس سے زیادہ کوئی اور بھی بیہودہ دلیل پیدا کر سکتی ہے (اینڈ جینیس ری سس)

جیالوجی:- ماہران جیالوجی نے لکھا ہے۔ کہ ہر صدی میں ایک تہ بالو پتھر۔ چونہ۔ کیچڑ کی جمتی ہے۔ زمین کے کھودنے سے جس تہ کے نیچے سے انسان کی ہڈی برآمد ہوئی ہے۔ اس کا جمنا تیس ہزار سال پہلے قرار دیا گیا ہے۔ (مظہر المضامین)

(۲) نیو آئرلینڈ میں جو کھدائیاں [illegible] ہوئی ہیں اور پبلک ورکس کے ذریعہ سے جو کھدائیاں ہوئی ہیں۔ نیز [illegible] کے حصص میں جو امتحانات ہوئے ہیں۔ جہاں کہ اس ملک [illegible] کا گراؤ زیادہ ہے۔ کم از کم دس عدد سرو کے جنگل جو ایک دوسرے سے آبی پودوں (مسنوں) سے منقسم ہیں [illegible] اور وہ ایک دوسرے پر سمت [illegible] ڈاکٹر بے نٹ وڈ [illegible] کی عمر کم از کم ایک [illegible] میں انسانی ہڈیاں جنگل [illegible] ہوتا ہے۔ کہ اس دریائے ڈیلٹا میں [illegible] ہزار برس سے زیادہ عرصہ گذرا کہ یہاں نسل انسانی زندہ تھی۔ (ٹائپس)

(۳) علم جیالوجی کے ماہر پروفیسر ڈریپر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ سکاٹ لینڈ کے پرانے [illegible] انسان کی ہڈی معہ ہاتھی کے مفاصل کے ملی ہے۔ جس کی [illegible] سے عمدہ حساب سے ان کی موجودگی کا زمانہ دو لاکھ چالیس ہزار سال قائم ہوتا ہے۔ جو کہ سب سے کم زمانہ انسانی نسل کا ہم قائم کر سکتے ہیں۔ (تھیاسوفسٹ)

حال سے ۶ ہزار سال پہلے ہے۔ دوسری طرف سائنس نہایت واضح دلائل اور پرزور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتی ہے۔ کہ انسان دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے۔ اور تصدیق کرتا ہے کہ جہاں تک آدمی کا ہم تواریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں۔ ان کو جدا جدا گروہوں میں پاتے ہیں۔ اور مختلف شکلوں میں دیکھتے ہیں۔ اسکو بہت عرصہ گذرا اور ساتھ ہی سائنس یہ بھی بتلاتا ہے۔ کہ مختلف موجودہ قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر [illegible] فرماتے ہیں۔ کہ اتفاقیہ اختلاف یا خصوصیت جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہے۔ اور جس سے کہ نئی نسلیں بن جاتی ہیں۔ اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہیے۔ مثلاً افریقہ کے حبشی کسی اور نسل کی شاخ نہیں ہیں۔ جو کہ رفتہ رفتہ سیاہ ہو گئے۔ اور آب و ہوا کی تاثیر [illegible] صورت میں فرق آگیا۔ بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک [illegible] زمانہ سے اصلی چھوٹے حبشی یا [illegible] اور [illegible] والدین [illegible] کل [illegible] کی [illegible] اسی طرح امریکہ میں [illegible] اصلی باشندے ایسے [illegible] ہیں۔ اور جن کی بابت ہم کو یقین ہے کہ ابراہیم کے وقت سے پہلے وہ ٹیلے بناتے تھے۔ ایک ایسی نسل کی اولاد ہیں۔ جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہو گئی۔ اسی طرح قدیم چین۔ ہندوستان۔ آسٹریلیا اور اوشینیا والے تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب سے ہیں۔ اور سب آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا انسان کی زود الاعتقادی

کپتان ایلیٹ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پتھر بن گئی ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ امریکہ میں بہت قدیم زمانہ سے انسان کی ہستی پائی جاتی ہے۔ اور انسان کے پیدا ہونے سے پہلے بیشمار حیرانی نسلیں معدوم ہو چکی تھیں۔ (ٹائمس)

(۷) کالش صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے۔ چھ ہزار برس سے اب تک دنیا میں کوئی عالمگیر طوفان نہیں آیا۔

(۸) سر چارلس لائل صاحب بہادر کی رائے ہے۔ کہ بارہ ہزار سال کے اندر اٹلانٹا کے جنگلی قطعہ پر کوئی غارت گر طوفان واقع نہیں ہوا۔ اور آورنی کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم جانوروں کی ہڈیاں ہیں۔ اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

علم ہیئت (۱) ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلائل سے چھ ہزار برس سے دنیا کی پیدائش ماننے والوں کے بیانات کی تردید میں علم جیالوجی اور اسٹرانومی سے نہایت عمدہ مستند اور معتبر شہادتیں پیش کرکے اور سلسلہ تحقیقات تیس ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے۔ کہ اگر کوئی ان کی تردید کر دے۔ تو میں اور ثبوت دونگا۔ (فیبا سوفسٹ)

(۲) پروفیسر ایس نیو کومب فرماتے ہیں۔ کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات اگنے کے قابل ہوئی۔ اس زمانہ سے اب تک دو کروڑ سال گذرے ہیں (پاپولر اسٹرانومی)

(۳) پروفیسر ہل نار صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب زمین سرد ہو کر

(۴) جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں۔ جس میں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور ان میں جن جن حیوانات و نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ وہ آگے پیچھے پیدا ہو کر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر اس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کریں۔ تو ہم کو لامحالہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا کو پیدا ہوئے کم از کم تیس لاکھ برس کا عرصہ ہوا ہوگا۔ (باغبان)

(۵) بہت کم شخص ہیں۔ جو اس بات کا دعوے کرتے ہیں۔ کہ دنیا کی پیدائش کل چھ ہزار برس گذرے کہ ہوئی تھی۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ خدا نے سب کو ۶ دن میں بنایا۔ اور آدم کو چھٹے دن۔ تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی۔ یہ بیان کرنا کہ دنیا کو پیدا ہوئے ۶ ہزار برس ہوئے۔ بالکل لغو ہے۔ جب کہ یہ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس چاہیئے۔ اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں ہندوستان کے دریاؤں کے بڑے بڑے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں۔ مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو مادہ کے اکٹھا ہو جانے سے ایک بڑی مقدار میں بن گیا ہے۔ جو بہتا بھی رہتا ہے اور جمع بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور پچھلے تین سال میں ذرا بھی بڑھا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ فیروز کے زمانہ میں اس ڈیلٹا پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے قدیمی شہر بڑی آبادی کے ساتھ بستے تھے۔ جن کی تہذیب کے لئے اس تاریخ سے پہلے اسی قدر زمانہ چاہیئے۔ جو حضرت نوح یا حضرت آدم سے منسوب کیا گیا ہے۔ (ٹائپس روف میں کاینڈ)

(۶) ڈاکٹر بے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹاز کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جھیل لیگور سنٹا کے کنارے پر

آباد چلی آتی ہے۔

(۱) درہمیں ایام خبر رسید۔ کہ مردم غیرات و نارویں کہ ممالک سرحد ہندوستان است قلادہ مسلمانی در گردن نیفگندہ اند۔ و سر از اطاعت تقیات و شرح محمدی پیچیدہ پیشتر بت پرستہ اند۔ سلطان با لشکر جمع آوردہ و از قسم درد و گرد آہنگر۔ و دستگیر آنہا جمع کثیر اسیر و گرفتہ روانہ آں دیار نہاد بہجت قصد غیرات کردہ۔ صنمخانہ ساختہ۔ کہ الحال باقی ہے سنہ سرو مابین ہندو ترکستان میوہ کثیر دارد۔ چوں حکم آنجا الطاف کردہ سہ متوطنان آں دیار اسلام آوردہ سلطان حاجب علی بن ارسلان حاجب را بہ تسخیر نارویں فرستاد۔ او رفتہ آں جا را بفتوح گردانید۔ چنانچہ بروہ و اموال بے شمار بدست افتاد۔ چوں بت خانہ بزرگ را کہ در آں جا بود۔ شکستند۔ سنگے منقوش از آں جا بیروں آمد۔ کہ بہ اعتقاد ایشان از بنائے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطاں در آں جا رفتہ قلعہ ساخت۔ (تاریخ گزیدہ ذکر محمود)

(۲) در تواریخ چین نوشتہ۔ کہ پیشتر از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک و شائستہ قدمائے ایشاں بجائے آوردند (تاریخ چین)

(۳) در تواریخ چین مسطور است۔ کہ صنعت و عمل ابریشم دو ہزار شش صد و سی و شش سال قبل از تولد عیسیٰ متعارف بود

(تاریخ چین مولفہ پادری ایمسوس)

(۴) بعض مورخوں کا خیال ہے۔ کہ فوہی کے بعد چین میں پندرہ خاندان تخت نشین ہوئے۔ اور زمانہ سب کی حکومتوں کا ۱۸ ہزار سال تھا۔

(تاریخ چین)

(۵) اہل چین بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے پہلے بادشاہ سے ان کے قانون بنانے والے حکیم کنفوشش تک جو مسیح سے پانچ سو سال پہلے گذرا ہے

نباتات اگنے کے قابل ہوئی۔ اس زمانہ سے اب تک دو کروڑ سال گذرے ہیں۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۴) پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے موجودہ حالت تک پہنچنے کے واسطے سات کروڑ سال ہونے چاہئے (کلائمیٹ ان ٹائم)

(۵) سر ولیم تامس صاحب کہتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات اگنے کے قابل ہونے سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہیں۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۶) ایک اور فاضل میتھ دان کہتا ہے۔ کہ ابتدا سے جب تک نباتات زندہ باقی رہیں۔ آدمیوں کے پیدا ہونے تک تیس ہزار سال گذرے تھے۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۷) پروفیسر ہکساف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کو دو ہزار درجہ گرمی سے دو سو درجہ کی گرمی تک پہنچنے میں ۳۵ کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم زمانہ نہیں ہو سکتا۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۸) پروفیسر ہکسلے صاحب نے شنکے میں بیان کیا۔ کہ جیالوجیکل سوسائٹی کے اجلاس میں ایک لکچر کے دوران میں کہا۔ کہ پچیس کروڑ سال گذرے ہیں۔ جب یورپ میں نباتات اگنی شروع ہوئی۔

(۹) پروفیسر ہکسلے صاحب نے فاضلانہ تحقیقات سے یہ امر بایۂ تصدیق تک پہنچایا ہے۔ کہ جب سے دنیا میں نباتات اگنی شروع ہوئی۔ اسوقت سے لیکر آج تک ایک ارب سال گذرے ہیں۔ (ورلڈز لائف)

تواریخی شہادتیں:۔ اب ہم مختلف ملکوں اور قوموں کی قدیم تواریخوں میں سے چند شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت نوح اور حضرت آدم سے بہت عرصہ پہلے سے یہ دنیا

منتخب کئے ہوئے بادشاہوں کا زمانہ = ۷۲۳۰ سال

مصر بالا اور پایاں میں نسلی بادشاہ = ۵۱۴۳ ،

۴۲۳۷۳ ،

(۱۲) مصر کے مقدس دفتروں کے محافظ اور یونانی فنون کے بہایت ماہر مین تھان نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے۔ اس میں درج ہے۔ کہ اول دیوتاؤں اور اسکے بعد دلاوروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی۔ دلاوروں کے بعد اور آدمی مصر کے حاکم ہوئے۔ جن کی مین تھان نے تیس پشتیں بیان کی ہیں۔ مرکیورس کی تحریریں اور تمام قدیم تواریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں مین تھان کی تواریخ کے ماخذ ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جائے۔ تو ان سے لیکر سکندر اعظم کے عہد تک ۵۳۰۰ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے مصر کی قدامت کا آج سے ۲۸ ہزار برس پہلے تک پتہ ملتا ہے۔

(۱۳) علاوہ اس کے اریٹوس تھیبس کی تواریخ میں جسکو ٹولیمی ریورجی ٹس نے سکندریہ میں بلایا تھا۔ تھیبس کے ۳۸ بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔ اور تمام مورخ مینس کو مصر کا سب سے پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں۔ اس نے اس ملک میں دیوتاؤں کی پرستش کا رواج دیا۔ اور یگیہ کی رسمیں بارہ کیں۔ (تواریخ مصر)

(۱۴) ایک محقق کہتا ہے۔ کہ مصر کا وہ بت جو طوفان نوح سے پانچ ہزار برس پہلے کا ہے۔ ہم کو اس زمانہ کا حال صاف طور پر بتلاتا ہے۔ جب کہ اگر بائبل سچی ہے۔ تو حضرت آدم زندہ تھے۔ مگر تاہم اس سے بہت عرصہ پہلے ہم مصر میں بادشاہوں کو طاقتور اور حکومت کرتے ہوئے پاتے ہیں۔

نو کروڑ ساٹھ لاکھ سال گذرے تھے (تاریخ بدیع ہندوستان)

(۶) نفائس الفنون۔ تاریخ خطائی اور اکبرنامہ میں لکھا ہے۔ کہ ابتدائی انسانی پیدائش سے ۷۳۵ء تک ۸۸۸۳ دن اور ۹۷۹۰ سال ہوئے۔ مدت ان کی دس ہزار سال ہے۔ اس حساب سے ۸۸۸۳ × دس ہزار + ۹۷۹۰ سال = ۸ کروڑ ۸۸ لاکھ ۴۰ ہزار ۳۶۲ سال ہوئے

(۷) اہل کالدیا بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس گذرے (تاریخ بدیع ہندوستان)

(۸) سکندر نے بعد فتح بابل کے جو قیدی یونان بھیجے۔ وہ ڈیڑھ لاکھ برس تک اپنے تواریخی واقعات کا ثبوت دیتے تھے۔

(۹) یونان کے حکیم یوزاسپ کا بیان ہے۔ کہ ایک لاکھ اسی ہزار برس قبل از طوفان نوح ایجاد عام ہوا۔ اور اس وقت سے دنیا میں انسان آباد ہیں۔

(۱۰) مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یونان کا نامور حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ برس پہلے ہوا ہے۔ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔ کہ دس ہزار سال کا عرصہ گذرا جب مصر میں مصوری اور سنگتراشی عمدہ رونق پر تھی۔

(۱۱) اس مسئلہ کی تشریح کہ حضرت آدم سے پہلے بہت مدت انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔ بیرن بنس صاحب کی کرونالوجی میں کی گئی ہے۔ صاحب موصوف انسان کی ہستی قبل از بائیس ہزار سال فرض کرکے اور نیلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل تاریخیں پیش کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں جمہوری سلطنت رہی = ۱۰۰۰۰ سال

اگر میری بات کا پرمان مانا جائے تو میں سوال کرتا ہوں۔ کہ دنیا کی تواریخ میں کون وقت ملک مصر کے آباد ہونے اور مینس کے راج کی بنیاد رکھی جانے کا تھا۔ وہ مورخ بھی جنہوں نے اس امر میں پوری پوری تحقیقات کی ہے مینس سے لیکر فرعون تک منتھوں کے شاہی خاندان کے دور حکومت کا وقت بتلانے میں پس و پیش کرتے ہیں۔ جو لوگ اس تواریخی معاملہ میں بہت زیادہ واقف کار ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ منتھوں کا خاندان مسیح سے پانچ چھ ہزار برس پہلے مصر میں حکومت کرتا تھا۔ اس سے آگے اہل مغرب کی عقل کام نہیں کرتی مصر کا ملک ترقی تہذیب میں اتنا بڑھا ہوا تھا۔ کہ اس کے متعلق مورخ رین رقمطراز ہے۔ کہ مصر کے زمانہ ترقی کی تلاش کرنے میں سر پھرا جاتا ہے۔ اور ہرگس مورخ لکھتا ہے۔ کہ وہ ست یگ۔ تریتا و دیوتاؤں کے وقت کا بسا ہوا ہے۔

جب یہ بات ہے۔ تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ زمانہ حال کے مورخوں نے مصر کے آباد ہونے کا جو وقت قرار دیا ہے۔ دراصل وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ کسی کو اس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور اس میں کسی امر کا اعتراض نہیں۔ کہ مصر کی تہذیب و تعلیم سب سے پرانی ہے۔ اور ثبوت ملتے ہیں۔ کہ آٹھ ہزار سال گذرے۔ جب مصر کا ملک انتظام۔ مذہب۔ قانون۔ سیاست۔ رسم و رواج اور تعلیم و تعلم وغیرہ میں اچھی طرح ترقی کئے ہوئے تھا۔

اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ آریہ ورت کو کیوں مصر سے قدیم تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ہمارا خیال یہ ہے۔ کہ ہندوستان مصر سے بہت قدیم ہے۔ میرا یہ کہنا پہلے تو جھوٹا معلوم ہوگا۔ اور اس کا سبب صرف یہ ہے۔ کہ آٹھ ہزار برس تک اس ملک کی تواریخ مسلسل طور پر معلوم نہیں ہوئی ہے۔ اس سے میرا مدعا یہ ہے۔ کہ اہل مغرب کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہندوستان کے

(۱۵) ہیروڈوٹس کی ایک فہرست میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں کے صندوق موجود ہیں کے کرتوں کے مطابق کے مستیاب ہوئے ہیں۔ جو قبل از وجود آدم گذر چکے ہیں۔

(۱۶) سپ۔ سی۔ ا۔ ں بیان کرتا ہے۔ کہ چار ہزار سال گذرے جب مصر کے بادشاہوں خاندان کا خاتمہ ہو گیا۔

(۱۷) ہیروڈوٹس مورخ مشہور لکھتا ہے۔ کہ ہم کو مصر کے قدیمی بتوں میں ہیرا ہستیاں شہد دستیاب ہوئی ہیں۔ جو پانچویں خاندان کی ایک قبر سے نکالے گئے ہیں۔ یہ بت پانچ ہزار برس کے پرانے ہیں۔ اور زمانہ حال کے نیگرو (رک ں) کے بالکل مشابہ ہیں۔ ربتی نے اس ست کی رنگت کو تمام رکھا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے بنانے سے پہلے۔ اس فن کی ترقی کا زمانہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ طوفان نوح کے زمانہ سے بہت پہلے کا ہے۔ (پلاٹن کی آئی کونوگریفی)

(۱۸) مصری چوتھے خاندان کے بھی بنیاد قبریں اور بت پائے گئے ہیں۔ جو سپ سی ایس کے بیان کے مطابق ۳۴۲۶ برس قبل مسیح شروع ہوا تھا۔

(۱۹) لنڈن مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں۔ جو ۴۳۰۰ برس قبل مسیح سے بہت قدیم ہیں۔

(۲۰) کرنیل سکاوٹ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بائبل کے لکھے جانے یہودیوں کی قوم کے پیدا ہونے۔ بابل کی بنیاد رکھی جانے مصر کے مقبروں اور عالیشان بناروں کے بننے۔ بلکہ اس سمت سے بھی ۵۷۰۰ سال پہلے جسکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں۔ آریہ قوم اعلیٰ ترقی اور تہذیب پر پہنچی ہوئی تھی۔ اپنی زبان اور گرامر کو ایسا سدھارے ہوئے تھی۔ کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہوا۔

ہمالیہ پربت کا ایک حصہ ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ہندوستان ملک مصر سے بہت قدیم ہے۔ اور اہل مصر کی بنا تجھوں ہے۔

(۲۱) اوراق گذشتہ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ طوفان نوح مہاراجہ یدھشٹر والی ہستناپور کے ملک میں آیا۔ وہ طوفان عالمگیر نہ تھا۔ بلکہ محض ملک عرب میں آیا تھا۔ اس سے جو مورخ اہل ہند کو حضرت نوح کی اولاد میں سے بیان کرتے ہیں۔ غلطی پر ہیں۔ ہندوستان کے قدیم شاہی خاندان جو مہاراجہ یدھشٹر سے اب تک سلسلہ وار حکومت کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ حضرت نوح یا حضرت آدم سے پہلے سے ہندوستان میں موجود

(۲۲) مہاراجہ یدھشٹر بعصر نوح سے آٹھ لاکھ چوہتر ہزار برس پہلے سری رام چندر جی اجودھیا کے حکمران ہوئے۔ ان کے ہم عصر بالمیک رشی نے رامائن کی کتاب لکھی۔ مسٹر ولسن صاحب ہیپس ہارلیگ لکھتے ہیں۔ کہ رامائن اور ایسی جیسی کتابوں کی بابت ہمیں بے خبار ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی پورانے زمانہ کی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح سے شہر بمبئی کے کسی گھر میں ہم گھسے۔ ویسے ہی ہم ان میں گھسے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی تازہ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر مہابھارت کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ جو اس زمانہ کو یاد دلاتے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ واقعات [illegible] اور ہمارے باپ دادوں کے بیچ کے بہم بھارت اور رامائن کے شہزادوں میں زمانوں کا سمندر حائل ہے۔

(۲۳) ہندوستان کے برہمن جو چار یگ ٹھہراتے ہیں۔ ان میں سے موجودہ یگ کا نام کل یگ ہے۔ جو ہندو کہتے ہیں۔ کہ یہ پانچ ہزار سال سے جاری ہے۔ اس کی کل میعاد ۴ لاکھ ۳۲ ہزار سال ہے۔ اس سے پہلا دواپر یگ تھا۔ جسکی میعاد ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس کی ہے۔ دواپر سے

برہمنوں میں کال نردیں دویا چلی آتی ہے۔ اور کوئی شخص آجتک قابل اعتبار دلائل سے یہ امر ثابت نہیں کرسکا۔ کہ برہمنوں کی یہ کال نردین دویا غلط ہے۔ زمانہ حال سے کچھ عرصہ پہلے اہل یورپ کو آریہ ورت کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ اب یہ یقین کیا گیا ہے۔ کہ آٹھ ہزار برس سے بھی بہت عرصہ پہلے آریہ ورت سے کچھ لوگ اپنا ملک چھوڑ کر وہاں جا بسے۔ جسے اب مصر کہتے ہیں۔

مورخ برگس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے۔ اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ کہ ملک مصر کے آباد کنندگان کا اصلی وطن ہندوستان تھا۔ کاپجن جس کی یہ شاخ جسکو رنڈو جرمنک خاندان والوں سے بہت تعلق ہے۔ ایشیا کے بڑے براعظم سے آکر اور خانقاہ سویز کو عبور کرکے دریائے نیل کے کنارے پر آباد ہوئی اور یہ سفر اس زمانہ میں ہوا جس کا زمانہ حال کے مورخوں کو کچھ پتہ نہیں لگا۔

مصر کی تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ سپت نامی ایک مقدس زمین سے آئے۔ جس کی نسبت اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ہند کے بڑے سمندر کے ساحل پر کہیں واقعہ ہے۔ اس سرزمین کو مصری لوگ اپنے دیوتاؤں کی پرانی جگہ بتلاتے ہیں۔ اور اس کو وہ اپنی زبان میں پان ٹرکتے تھے۔ اب مختلف شہادتوں سے ظاہر ہوگیا ہے۔ کہ وہ زمین کوہ سینا نہیں ہے۔ بلکہ دارالبحری انتھان میں رانی ہتشاپ کی قبر کے پتھروں اور تحریروں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ زمین بھارت ورش ہی ہے۔

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنے اہل وطن سے پیوار کرتے رہے۔ انکی تحریروں میں بہت سے راجاؤں۔ پھلوں۔ پھولوں۔ سواسوں اور ایسی بیش قیمت لکڑیوں کا نام لکھا ہے۔ جو سوائے ہندوستان کے دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ہوتیں۔ اور تحریروں میں بہت جگہ سنگلاپ کا نام آتا ہے جو

موجودہ کلپ کا نام باراہ کلپ ہے۔

(۲۷) ایک کلپ کو ۴ حصوں پر منقسم کرکے ہندوؤں نے ان کا نام منونتر قرار دیا ہے۔ ایک منونتر میں ۷۱ چترگیاں دور یا زمانے ہوتے ہیں۔ اور ایک زمانہ میں چار یگ گذرتے ہیں

(۲۸) موجودہ بارہ کلپ کے چودہ منونتروں میں سے چھ گذر چکے ہیں جن کے نام یہ تھے۔ سوائمبھو۔ سوارو چش۔ اتم۔ تامس۔ ریوت۔ جاکشش۔ اور اب ساتواں ویوسوت منونتر گذر رہا ہے۔ اس ساتویں منونتر کی ۷۱ چترگیوں میں سے ۲۷ دور یا زمانے گذر گئے۔ اور ۲۸ ویں دور کے ست۔ ترتیا۔ اور دواپر یہ تین یگ سالم گذر گئے چوتھا کل یگ شروع ہے۔ سمت بکرمی کے نفاذ تک ۳۰۴۴ برس اور عیسوی سن کے آغاز تک ۱۰۱۳ برس گذرا تھا۔ اب سمت ۱۹۸۰ بکرمی میں کل یگ ۵۰۷۴ برس گذارا ہے۔ اس لئے اہل ہند کے علم ہیئت کے بموجب شمار کرنے سے دنیا کی عمر معلوم ہو جاتی ہے۔ یہی سرشٹی سمت ہے جو شادی کی تقریبوں میں ہر ایک ہندو گھرانے میں روزمرہ پڑھا جاتا ہے۔ آغاز آفرینش سے ہی برہمن اسے پڑھتے چلے آتے ہیں۔ اور اس کو وہ لوگ اپنی اصطلاح میں سنکلپ کہتے ہیں

(۲۹) ایک منونتر کے آغاز میں ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس سندھی کے ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک دور کا زمانہ ۴۳ لاکھ ۲۰ ہزار کو ۷۱ میں ضرب دے کر اس میں ۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس سندھی کے جمع کئے۔ تو ۳۰ کروڑ ۸۴ لاکھ ۴۸ ہزار برس ایک منونتر کی میعاد ہوئی۔ اسکو ۱۴ سے ضرب کیا۔ جو چھ منونتر گذرے ہیں۔ ان کی کل میعاد ایک ارب ۵۵ کروڑ ۶۰ لاکھ ۸ ہزار سال ہوئے۔ اس میں ساتویں منونتر کی ۷۱ چترگیوں میں ۲۷ گذری ہوئی کی میعاد اور اٹھائیسویں کے

پہلے تریتا یگ تھا۔ اور اسکی میعاد کل یگ سے تین گنا تھی۔ تریتا سے پہلے ست یگ تھا۔ اور وہ کل یگ سے چار گنا تھا۔ چاروں یگ ملاکر ان کی میعاد تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی ہے۔ یہ ایک دور یا زمانہ ہے شاستروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے ہزار دور یا زمانے گذرتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ سب دور ستاروں کی حرکتوں سے علاقہ رکھتے ہیں۔ زمینی واردانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندو ہندسوں نے حساب کیا۔ کہ جب یگ پورے ہو جاتے ہیں۔ تو ستارے کسی خاص طور پر ممتاز ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے ان یگوں کو دنیا کی تاریخ قرار دیا ہے۔ (تاریخ ہند)

(۲۴) ہندوؤں نے کل یگ کی جو تعداد لکھی ہے۔ وہ ان قوموں کی صحیح مان سکتے ہیں (تواریخ ہند)

(۲۵) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تواریخ ہند میں رقم طراز ہیں۔ کہ جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے۔ یہ علم ہیئت کے اصول پر قائم ہے۔ نوڈر اور ایپائرز کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت اہل ہند کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے۔ ایک دن برہما کا ہے۔ نوڈز طریق الشمس کے دائرہ کے ان نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں۔ جہاں کسی سیارہ کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے۔ یعنی راس اور ذنب۔ ایپائرز سیارہ کی گردش کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں۔ کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے۔ اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی اوج حقیقی

(۲۶) ہندوؤں کے علم ہیئت کے موجب برہم دن میں یعنی ۴ ارب ۳۲ کروڑ برس تک دنیا قائم رہتی ہے۔ اور اتنا ہی عرصہ یعنی برہما جی کی رات میں قیامت رہتی ہے۔ اور یہ دور بینی دنیا کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد دنیا میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ اور برہم دن کو کلپ بھی کہتے ہیں

(۴) ایک اور گروہ ایشیا کوچک کو انسان کا اصلی وطن بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مختلف وقتوں میں انسانی جماعتیں یہاں سے نکل کر دنیا میں پھیل گئیں۔

(۵) چند محققوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ انسان پہلے پہل قطب جنوبی میں پیدا ہوا۔ اس کی نسل وہاں سے نکل کر دنیا کے باقی حصوں میں آباد ہو گئی

یہ سب خیالات جو انسان کے اصلی وطن کے متعلق زمانہ حال کے عالموں نے ظاہر کئے ہیں۔ ان کی وجوہات ابھی تک کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذریں جن کی بنا پر انہوں نے یہ رائے قائم کی ہے۔ اس لئے ان کے حسن و قبح کے متعلق کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ البتہ جن فاضلوں کا یہ خیال نکلا ہے۔ کہ انسان کی پہلی نسل وسط ایشیا میں پیدا ہوئی۔ ان کی دلائل صاف اور واضح ہیں۔ انہوں نے بنی نوع انسان کی جسمانی بناوٹ کے اختلافات پر اپنی رائے قائم کی ہے۔

بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم: یورپین فاضلوں نے جسمانی بناوٹ۔ خط و خال اور رنگت کے اختلافات سے بنی نوع انسان کو تین جماعتوں میں منقسم کیا ہے۔ منگولین۔ کاکیشیائی اور حبشی

(۱) منگولین کا رنگ زرد سرخی مائل۔ آنکھیں اور ہونٹ اوپر کی طرف کو جھکے ہوئے ہوتے ہیں

(۲) کاکیشیائی یا آریوں کا رنگ سفید۔ سرخ و سفیدی۔ آنکھیں اور ہونٹ سیدھے ہوتے ہیں

(۳) حبشیوں کا رنگ سیاہ۔ سر گھنگریالے اور گھونگر والے۔ آنکھیں اور ہونٹ نیچے کی طرف کو جھکے ہوئے ترچھے ہوتے ہیں۔

چین۔ جاپان۔ تبت اور جزیرہ نما ہند چینی کے باشندے منگولین نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ سب ملک ایک جگہ ملحقہ طور پر آباد ہیں اس لئے قیاس کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب قومیں جو ان ممالک میں آباد ہیں

تین یگیوں کی سالم میعاد اور موجودہ کل یگ کے ۵۰۲۴ برس جمع کئے۔ تو کل میعاد ایک ارب ۹۷ کروڑ ۱۰ لاکھ ۴۹ ہزار ۲۲ برس ہوتی ہے۔ یہ سرشٹی سمت ہے۔ اور یہی دنیا کی عمر ہے۔

انسان کا اصلی وطن

روئے زمین پر سب سے پہلا انسان کہاں پیدا ہوا۔ علم تواریخ میں یہ ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ بنی انسان کی سرگذشت بیان کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کسی خاص جگہ یا خطہ میں انسان کی پیدائش اولین واقعہ ہونا قرار دے کر پھر وہاں سے مختلف قوموں کے نقل مکان کر کے دیار و امصار میں پھیل کر آباد ہونے کے واقعات پر روشنی ڈالی جائے اس لئے تواریخ دنیا سے محقق ایک عرصہ سے انسان کے اصلی وطن کی تلاش میں مصروف چلے آتے ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکی۔ کہ جسکو سب کے سب فاضل اتفاق رائے سے تسلیم کریں اور عالموں کی آرا میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

عالموں کے خیالات (۱) یورپین مورخوں کا سب سے پہلا خیال یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی پہلی نسل وسط ایشیا میں پیدا ہوئی۔ وہاں سے نکل کر مختلف وقتوں میں روئے زمین پر پھیل گئی۔ یہ خیال بہت پرانا ہے۔ اور اب بھی غلبہ رائے اسی کے حق میں ہے۔

(۲) دوسرا گروہ انسان کا اصلی وطن سکنڈی نیویا میں بتلایا ہے۔ جو یورپ کے شمال مغرب میں واقع ہے اور سویڈن ناروے کے نام سے مشہور ہے

(۳) تیسری جماعت یہ کہتی ہے۔ کہ دنیا کا سب سے پہلا انسان یورپ کے جنوب مشرق میں پیدا ہوا۔ اس کی اولاد ایشیا اور یورپ میں دونوں طرف ایک ساتھ پھیل گئی۔ بعد ازاں افریقہ اور امریکہ کے براعظم آباد ہوئے۔

افریقہ حبشی نسل کی قوموں کا اصلی وطن قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور یہ امر بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ تمام حبشی اقوام اپنی ابتدائی پیدائش میں ایک جوڑے سے پیدا ہوئی ہونگی۔

لیکن جو ہات مندرجہ بالا یورپین محققوں کا خیال ہے۔ کہ تمام انسانی نسلیں اور قومیں جو فی زمانہ روئے زمین کے مختلف ممالک میں آباد اور سکونت پذیر ہیں۔ اپنی ابتدائی پیدائش میں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں جیسا کہ دنیا کے بعض مذاہب کے فاضلوں کا خیال ہے۔ بلکہ بنی نوع انسان کی جسمانی بناوٹ۔ رنگت اور خط و خال کی بنا پر ہر ایک محقق اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جملہ انسانی قومیں تین جوڑوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اگر ان تین جوڑوں کی پیدائش ایک ہی خطۂ زمین میں واقعہ ہوئی ہوگی۔ تو جہاں منگولین اور آریہ نسل کے ممالک کی سرحد ملتی ہے۔ وہاں ابتدائی پیدائش تسلیم کرنی پڑیگی۔ یا وہ جگہ جہاں آریہ اور حبشی نسل کی قوموں کے ممالک کی سرحد ملتی ہے۔ اور یہ مقام صرف وہی قرار دئے جاسکتے ہیں جہاں شمالی مشرقی افریقہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصر اور حبش کا ملنے چونکہ بناوٹ جسمانی کے لحاظ سے آریہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ کسی زمانہ میں ایشیا سے ہی نقل مکان کرکے افریقہ میں آباد ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے حبشیوں کو مصر یا ایشیا کوچک سے خارج کرکے ان کے مقبوضات پر قبضہ جمایا ہوگا۔ اور مصر یا ایشیا کوچک حبشیوں کی اصل جنم بھومی ہے۔

اس قرار داد میں ایک نقص ہے۔ وہ یہ کہ اگر ہم وسط ایشیا میں منگولیوں اور آریوں کے ممالک کی کسی سرحد کو انسان کی جنم بھومی قرار دیں تو حبشیوں کی پیدائش ناممکن ہوگی اور اگر ایشیا کوچک کو انسان کا اصلی وطن قرار دیں تو منگولیں کی پیدائش کے متعلق اعتراض پیدا ہوگا۔ اور دنیا میں ایسی کوئی جگہ معلوم نہیں ہوتی۔ جہاں ان تینوں نسلوں کے ممالک کی حدود ملتی ہوں۔ یہ سوال ابھی تک حل نہیں ہوا۔ اور یورپین محقق تحقیقات میں

ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہیں اور ممکن ہے۔ کہ یہ ایک جوڑے سے پیدا ہوئی ہیں۔ ان ممالک کے علاوہ دنیا کے دوسرے حصوں میں اگر ایسے لوگ آباد ہوں۔ جنکی بناوٹ جسمانی۔ اور خط وخال منگولین سے ملتے جلتے ہوں۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سب لوگ کسی نامعلوم زمانہ میں انہیں ممالک سے نقل مکان کر کے گئے ہونگے۔ جہاں منگولین نسل کے باشندوں کی سکونت ہے

دریائے برہم پتر سے لے کر یورپ کے انتہائے مغرب میں جزیرۂ برطانیہ تک ممالک ایشیا و یورپ میں جو قومیں زمانہ حال میں سکونت پذیر ہیں۔ بناوٹ جسمانی۔ رنگ اور خط وخال کے لحاظ سے ان تمام اقوام میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ اس لئے یورپین فاضلوں نے تحقیق و تدقیق کے بعد ان کو ایک ہی نسل میں شمار کیا ہے۔ اور قیاس کیا گیا ہے۔ کہ یہ ایک انسانی جوڑے سے اپنی ابتدائی پیدائش میں پیدا ہوئی ہونگی۔ یورپین اقوام کی خاندانی روایات اور ان کے تواریخی حالات اس امر پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی شہادت کا کام دیتے ہیں۔ کہ وہ سب قومیں مسیح سے پانچ چھ صدی پہلے وسط ایشیاء سے چلکر یورپ کے ملکوں میں سکونت پذیر ہوئی تھیں۔ اور قیاس کیا گیا ہے کہ اہل ہند بھی چونکہ بناوٹ جسمانی اور خط وخال کی مشابہت کے لحاظ سے ان سے ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی وسط ایشیا سے ہی نقل مکان کر کے ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔ امریکہ اور افریقہ کے براعظموں میں جو اسی قومیں آباد ہیں۔ جنکی بناوٹ جسمانی آریوں سے ملتی ہے۔ نہایت آسانی کے ساتھ یہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سب قومیں بھی کسی زمانہ میں ان ممالک سے ہی ترک وطن کر کے وہاں گئی ہونگی۔ جہاں آجکل آریہ نسل کے لوگ آباد ہیں۔

حبشی نسل کی قومیں صرف افریقہ میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اور دوسرے براعظموں میں ان کی آبادی شاذ و نادر ہی ہوگی۔ اس لئے براعظم

مختلف حصوں میں نامعلوم غدود ہوتے ہیں۔ جن کی تعداد پانچ ہے۔ اور جو حال کی تحقیقات سے اس عمل طبعی کے محرک ثابت ہوئے ہیں۔ جن کی بدولت ہمارے جسم کی باقاعدہ نمو ہوتی ہے۔ یہ غدود جسم کے $\frac{1}{800}$ حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایسے ہیں۔ کہ ان کو اکٹھا کرکے گھڑی کی جیب میں ڈال کر جہاں چاہے جا سکتے ہیں۔ ان غدود سے عہم طب کے طلبا اور شائقین بخوبی واقف ہیں۔

(۱) غدود نخامیہ۔ سر کے پاٹے اور کھوپری کے پیندے میں اُبلے ہوئے کابلی چنے یا مونگ کے دانہ کے برابر ہوتا ہے۔

(۲) غدود نرمیہ۔ یہ بھی دماغ کے اندر گیہوں کے دانہ سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔

(۳) غدود تُرمیہ۔ یہ گردہ میں ہوتا ہے۔ اور ہوا کی نالی کے دونوں طرف واقعہ ہے۔ اور حجم میں مذکورہ بالا دونوں غدودوں سے بہت بڑا ہوتا ہے۔

(۴) غدود کلیہ۔ معدہ کے اندر واقعہ ہوتے ہیں۔ اور گردہ کے ڈھکنے کا کام دیتے ہیں۔

(۵) غدود بیضہ۔ یہ فوطہ۔ بیضہ اور ان کے مادہ کے اندر واقعہ ہوئے ہیں۔

عالمان طب اس امر سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ جسم کے عضو میں روکاوٹ یا تیزی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اس میں اہم تغیر بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس کا راز ان غدود میں سے کسی ایک کو ضرر پہنچانے یا اسکے قدرتی عمل کو بدل دینے میں مخفی ہے۔

۳۴ سال کا عرصہ ہوا۔ کہ فرانس کے مشہور ڈاکٹر مارلی کے پاس یکے بعد دیگرے دو عورتیں درد سر کی شکایت لے کر آئیں۔ دوران

بدستور مصروف ہیں۔

انتھراپالوجی:- یورپ کے محققین علم تواریخ کی تحقیقات کا دارومدار علم بنی نوع انسان پر ہے جسکو سنسکرت میں نرنیش ودیا اور انگریزی میں انتھراپالوجی کہتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم جس کا مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی علم کے فاضلوں نے کی تھی۔ اس تقسیم کے بعد وہ لوگ اس کی وجوہات کی تحقیق و تدقیق میں مصروف ہوئے۔ پہلے پہل وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ انسان کی جسمانی بناوٹ میں ملکوں کی جغرافیائی حالت آب و ہوا اور جدی اثرات سے اختلاف واقع ہوجاتا ہے لیکن اب انہوں نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ بیرونی اثرات سے نہیں بلکہ انسان کے جسم کے اندر ہی بعض خاص مادے ایسے ہیں۔ جن کے تغیر و تبدل کی وجہ سے نئی نئی انسانی نسلوں کی پیدائش وقوع میں آتی ہے اور اس امر پر روشنی ڈالنے کے لئے ڈاکٹر آرتھر صاحب سپرنٹنڈنٹ انتھراپالوجیکل سوسائٹی کے اس لکچر کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے برٹش ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس میں پڑھا تھا۔ وہ لکچر حسب ذیل ہے۔

"حبشیوں۔ منگولیوں اور آریوں کے خط و خال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور اسی بنا پر ان کے نسلی اختلافات قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن ان تینوں نسلوں کے خط و خال و سر کی بناوٹ میں فرق کیوں ہے۔ اسکی نسبت اکثر عالم کہا کرتے تھے۔ کہ آب و ہوا۔ ملکوں کی جغرافیائی حالت اور جدی اثرات سے یہ فرق نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اصلی بات یہ ہے۔ کہ جسم انسانی کے اندر بعض خاص غدود ایسے ہیں۔ جن کے فعل سے مختلف قسم کے خط و خال ظاہر ہوئے ہیں قدرت ایک خاص ترکیب سے کام کرتی ہے۔ جس سے انسان اور حیوان کے مختلف نمونے بنتے ہیں۔ اسکی اصلیت عرصہ سے معلوم نہ تھی لیکن سائنس کی تحقیقات [illegible]

بعض حبشی قبائل خاص کر نیلوٹی حبشی لوگوں کی ہم ڈھیک بھی پتلی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے۔ کہ ان کے غدود [illegible] کا عمل مسدود ہے۔ غدود بیضہ کے ساتھ غدود کلیہ بھی ہیں۔ جو جسم کی نمو میں زبردست حصہ لیتے ہیں ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر ٹامسن اڈمین نے یہ بات معلوم کی تھی۔ کہ غدود کلیہ کا تعلق جسم کی رنگت سے وابستہ ہے۔ اگر کسی بیماری سے یہ برباد ہو جائیں تو جسم سیاہ ہو جاتا ہے۔ [illegible] رنگت [illegible] ہو جاتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی اور بھی سخت قسم کی تبدیلیاں اور علامات نمایاں ہو جاتی ہیں۔

ڈیڑھ سو سال ہوئے جب ڈاکٹر ہنٹر نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا۔ کہ انسان کا طبعی رنگ کالا ہے۔ اور مابعد کی تحقیقات سے اس امر کی خاطر خواہ تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ غدود کلیہ میں جب کوئی سخت مرض لاحق ہوتا ہے۔ تو جلد کا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ گویا کوئی خاص مادہ جمع ہو رہا ہے۔ جس کو خونی مادہ کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں اس رنگ دار مادہ کو باہر نکالنا اور اس کا اخراج لازمی ہو جاتا ہے۔

پندرہ برس ہوئے۔ ڈاکٹر بلاک اور سکیرا کی تحقیقات سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ اگر لڑکپن میں غدود کلیہ کسی مرض کا اثر قبول کرے تو بچہ کے جسم میں نشو و نما کے متعلق غیر معمولی قسم کی تبدیلیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔ اس سے اعضائے تناسل قبل از وقت [illegible] پختگی حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اس کے جسم میں وہ تمام علامات ظاہر ہو جاتی ہیں جو بالغ مرد یا عورت میں نمایاں ہوتی ہیں۔ چھاتی خوب بھر جاتی ہے۔ اعضا موٹے اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ آواز بھاری اور کرخت ہو جاتی ہے چہرہ پر داڑھی مونچھ اور جسم پر بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا جسم اور دماغ میں اعجازی تغیر واقعہ ہو جاتا ہے۔ قبل از وقت بالغ اور جوان

گفتگو میں حسن اتفاق سے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ جب سے درد سر شروع ہوا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور چہرے ایسے بدل گئے ہیں کہ پرانی ان پہچان والے بہ آسانی پہچان نہیں سکتے چنانچہ اس وقت سے غدود نخاعیہ کے طبعی فعل کی تحقیقات کی بنیاد پڑی۔ بعد ازاں اور ڈاکٹروں کی تحقیقات سے ثابت ہو گیا۔ کہ جس فعل سے ہمارے جسم کی نشوونما ہوتی ہے۔ اور خط و خال بنتے ہیں۔ اسکا غدود نخاعیہ سے بہت گہرا تعلق ہے یہ دریافت نئی کہی جا سکتی ہے۔ لیکن قدیم زمانہ کے طبیبوں کو بھی یہ بات معلوم تھی۔ کہ جسم کے ادنیٰ حصہ کا باقی جسم کے نشوونما اور طبعی خصوصیات پر زبردست اثر ہوتا ہے۔ صدیوں پہلے یہ بات معلوم تھی۔ کہ عضلات [illegible] کے غدود کو کاٹ کر الگ کر دینے سے انسان اور حیوان کی اندرونی خصلت اور ظاہری شکل بہت کچھ بدل جاتی ہے۔ پیدا ہونے کے بعد جتنی جلدی یہ عمل کیا جائے۔ اتنا ہی اثر دیرپا ہوتا ہے۔ بھائی بہن اور [illegible] ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی عادات اخلاق اور [illegible] میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اور یہ فرق محض غدود کی [illegible] اور ان کے طبعی فعل کی کمی بیشی سے واقع ہوتا ہے۔

[illegible] جب ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ کہ فوطہ اور بیضہ دان کے مادہ کے اندر ایک چھوٹا سا حصہ غدودی مادہ کا ہے۔ جس کا تعلق خصوصیات نسلی کی توجیہ سے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن حال کی تحقیقات نے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ اس غدودی مادہ کا جسمانی نشوونما سے خاص علاقہ ہے۔

ڈاکٹر کیتھ کی رائے ہے۔ کہ آریہ نسل میں مردانہ خصوصیات حبشیوں اور منگولیوں کی نسبت کئی گنا زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ حبشیوں اور منگولیوں کے اگر اعلیٰ قسم کے خالص نمونے لئے جاویں۔ تو نہ ان کی داڑھی مونچھ پاؤ گے اور نہ جسم پر بال۔

کہ قوموں کی بنا اور تغیر اسی سے ہوتی ہے۔ اس کا بالواسطہ اثر یہ ہوتا ہے۔ کہ مختلف نسلوں کی خصوصیات اسی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں

جس علاقہ میں گھینگا کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اور جن آدمیوں کو یہ بیماری ہوا کرتی ہے۔ وہ لوگ بچپن میں بڑھنے اور فائز الحمل ہوتے ہیں۔ غدود ترمیہ کی بیماری سے جسم بڑھنے سے رک جاتا ہے اور نئی شکل بن جاتی ہے۔ نیز اسی سبب سے کئی قسم کے آدمی وجود میں آتے ہیں"

ڈاکٹر آرتھر کے اس بیان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انتخاب پانوجی کے عالموں کی تھیوریوں کی بنیاد کن اصولوں پر مبنی ہے۔ ان کی آج تک کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے۔ کہ مختلف قوموں کی رنگت جسمانی بناوٹ اور خط و خال کی تفاوت محض جسمانی غدد پر منحصر ہے۔ غدود کی موجودگی عدم موجودگی اور ان کے طبعی افعال کی کمی بیشی سے مختلف قوموں کے وجود بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ کالا حبشی کسی ایسے ملک میں چلا جائے جہاں کی آب و ہوا اور خوراک کے اثر سے اسکے جسم کا غدودی مادہ کی کمی یا بیشی کی طرف رجوع ہو جائے یا اس کے طبعی فعل میں فرق پڑ جائے۔ تو اس کا رنگ بدل سکتا ہے۔ خط و خال اور بناوٹ جسمانی میں تغیر واقعہ ہو جاتا ہے۔ اور جب ایسا ہونا علم طب کی رو سے ممکن ہے۔ تو اس قسم کی تھیوریوں کی بنا پر بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم کر دینا صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

علم طب کے فاضل اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ مختلف غذاؤں میں مختلف مادوں کی کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور وہی مادے جسم کے مختلف اعضا اور اجزا پر مختلف اثر پیدا کرتے ہیں۔ ہر ایک غذائی مادہ اپنے موافق صفت عضو کو تقویت دیتا ہے۔ اور متضاد صفت

دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور خط و خال میں مردمی پائی جاتی ہے۔
گذشتہ چند سال کی تحقیقات سے یہ امر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ اگر غدود تُرمیہ میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے۔ تو اس سے قریباً وہی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ جو غدود کلیہ کی بیرونی جھلی پر ورم بن جانے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض حالتوں میں کم سن لڑکوں میں قوت رجولیت قبل از وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ غدود تُرمیہ میں کسی قسم کا ورم پیدا ہونے سے واقعہ ہوتی ہے۔

غدود تُرمیہ ان غدود اور اعضا میں سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے جن کی بدولت اندرونی رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ گردن میں اگلی طرف ہوتا ہے۔ اور عورتوں کے جسم میں بعض مرتبہ بہت بڑھ جایا کرتا ہے۔ غدود کلیہ اور غدود تُرمیہ سے دو قسم کے مادے نکل کر خون میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ ایک قسم کا مادہ جسم کے ان حصوں کو توانائی بخشتا ہے۔ جو قوت ارادی کے زیر ہدایت نہیں ہوتے۔ جب جسم ساکن یا کاروبار میں مصروف نہ ہو۔ تو اس مادہ سے تحریک پہنچتی ہے مگر دوسری قسم کا مادہ براہ راست کام نہیں دیتا۔ بلکہ جسم کے مختلف حصوں کے عضلی باقاعدگی کا موجب ہوتا ہے۔ غدود تُرمیہ کا کام ایک مادہ پیدا کرنا ہے۔ جو خون کے دورہ میں شامل ہو کر عصبی اور تاروں کے عمل سوختگی کی باقاعدگی پر حاوی رہتا ہے۔ جب ہم محنت مشقت کا کام کرتے ہیں۔ یا سردی میں بدن بے پناہ رہے۔ یا کوئی متعدی مرض لاحق ہو جائے۔ تو غدود تُرمیہ تاروں کی سوختی طاقت کی تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی جس عمل سے مضر مادہ خارج ہو کر نسلیں بنتی رہتی ہیں۔ غدود تُرمیہ ان کی تقویت کا موجب ہوتے ہے۔ اور اس کا یہ فعل ہماری طاقت اور توانائی کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔

اور مدینہ والے حاضرت وغیرہ وغیرہ سب شامل ہیں۔ کسی ایک امر کو ہی سبب قرار دینا واقعات کے منافی ہے۔ اگر عدد کی بنا پر کسی قوموں کو تفریق کا باعث قرار دیا جائے۔ تو ہندوستان میں بیشمار قومیں ہیں کسی کو کوئی وجہ ہونا چاہئے۔ اور ہوا۔ اور ملکوں کی جغرافیائی حالت وغیرہ تسلیم کرنی پڑتی ہے۔

مصنف اس تمام بحث سے یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ یورپین مورخین کا تمام نوع انسان کو تین نسلوں میں تقسیم کرنا اور پھر ان تین قوموں کے منبع و مخرج کی تحقیقات کرتے ہوئے انسان کے اصلی وطن کا پتہ لگانا کوشش کرنا غلط واقعات پر مبنی ہے۔ قومیں کے وجود ہمیشہ سے تھے اور گردش کرتے ہیں تواریخ دنیا اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ کریلوں سے لے کر ملک چین وغیرہ ممالک میں جب سے ہوش تک اس ملک کی آب و ہوا میں رہنے سے ان کی اولاد کے خط و خال۔ رنگت اور بناوٹ میں فرق پڑتا گیا۔ اور چند پشتوں کے بعد وہ نمونہ ہی نہ رہا۔ آج کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کبھی آریہ تھے یا نہیں۔ اسی طرح سے نمونے کی کئی قومیں آپس میں مل گئیں۔ آج ان کی تمیز ناممکن ہے۔ کوئی نہیں کر سکتا۔ کہ ان کے صورت خوبی کے کون سے راجپوت کو چھے۔ ہزار برس کا عرصہ گزرا۔ کہ وہ نمونے تھے۔ اس ملک کی آب و ہوا نے رہنے آریوں کے ساتھ تعلقات رشتہ داری تمام کر لیے وغیرہ وغیرہ آج یہ حالت ہے۔ کہ کوئی شخص ان کی شکل و صورت سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ آریہ نہیں ہیں۔ ان کے جسم میں نمونے نسل کی ایک بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ اسی طرح سے حبشیوں کا حال سمجھ لیجئے۔ وہ بھی کسی زمانہ میں گورے رنگ کے والدین سے پیدا ہوئے تھے۔ افریقہ کی گرم آب و ہوا میں رہتے رہتے ان کا رنگ کالا پڑ گیا۔ اور جسمانی

عضو کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لئے جسمانی بناوٹ۔ رنگت اور خط و خال کے تفاوت کی بنا اگر بطور اطبا کے غدود کی موجودگی۔ عدم موجودگی یا ان کے طبعی افعال کی کمی بیشی پر قرار دی جائے۔ تو غذا اور آب و ہوا کی تبدیلی سے غدود میں فرق واقعہ ہو جانا علم طب کی رو سے ایک ممکن امر ہے۔ اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔

انتھراپالوجی کے عالم بیان کرتے ہیں۔ کہ غدودی مادہ کی تبدیلی جتنی چھوٹی عمر میں پیدا کر دی جائے۔ اتنا ہی اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کے فاضل یہ کہتے ہیں۔ کہ لڑکپن میں کسی مادہ کی تبدیلی کی نسبت اگر بیریہ میں تبدیلی پیدا کر دی جائے تو اس کا اثر مرنے تک مضبوطی کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بیریہ (منی) اور رج (حیض) مختلف مادوں سے مرکب ہیں۔ جس وقت والدہ کے رحم میں بیریہ اور رج کا ملاپ ہوتا ہے۔ تو دو قسم کا کیمیا دی استعمالہ شروع ہوتا ہے۔ ایک اخلاط کا اور دوسرا گنوں کا۔ اخلاط کے استعمالہ میں جو مادہ یا عنصر غالب آجاتا ہے۔ اس کے مطابق انسان کا رنگ۔ جسمانی بناوٹ اور خط و خال بنتے ہیں۔ اور گنوں کے استعمالہ میں جو گن غالب آجائے۔ اس کے مطابق انسان کی عادت اور خصلت بنتی ہے

یہ انسانی نسلوں اور قوموں کے رنگ جسمانی بناوٹ اور خط و خال کے اختلاف کا اصلی سبب ہے۔ اور ان امور میں نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً بختگی حاصل ہوتی جاتی ہے۔ اسی سے قوموں کی تفریق ہوتی ہے ہندوستان کے قدیم فاضل بیان کرتے ہیں۔ کہ بنی نوع انسان کے نسلی تفاوت اور اختلافات کے اسباب میں جدی و خاندانی اثرات ملکوں کی جغرافیائی حالت۔ آب و ہوا۔ قومی رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار

بہت گھنی ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ منگولین اور آریہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور چین و ہندوستان سے گئے ہوئے ہیں۔

(۲) اہل سپین جب پہلے پہل میکسیکو میں گئے۔ تو وہاں کے لوگوں نے بتلایا۔ کہ ہمارے آنے سے پہلے یہاں منگولین آباد تھے۔ ہم نے انکو جنوب کی طرف بھگا دیا۔ اور اس ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ یہ لوگ داڑھی دار تھے۔ اور آریہ نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

(۳) برازیل کے باشندے تاتاریوں کے بالکل ہم شکل ہیں۔ ہنگیڈو لوگ چینیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن میکسیکو پرکیٹان اور پیرو کے لوگوں کی صورت شکل ہندوؤں کے مشابہ ہے۔

(۴) ایک قوم چینوک نام کی اب تک موجود ہے۔ جو اپنے بچوں کا سر چپٹا کرتی ہے۔ یہ چینی ہیں۔ امیرو کا ملبس قوم کے سردار کا نام شیکم سنگھ تھا۔ ساہ یتی قوم کے لوگ بڑے حساب دان ہیں۔ ماکوی قوم کے لوگ سورج کی پوجا کرتے۔ برت رکھتے۔ آگ ہر وقت روشن رکھتے۔ اور زراعت کے بڑے ماہر ہیں۔ یہ سب ہندو نسل سے ہیں۔

(۵) کولمبیا کی قوم مشبا شا بڑی مہذب ہے۔ قوم اداد ھاک میں ذات پات کی تمیز پائی جاتی ہے۔ اور قومی نام ہندوؤں کی مانند ہیں۔ میکسیکو کے ضلع میگڈلینا میں قدیم عمارات پر چینی زبان کی تحریرات دیکھی گئی ہیں۔ جو دو ہزار سال سے پرانی ہیں۔ پرانے مندروں کی شکل ہندو اور بودھ مندروں کے مشابہ ہے۔ سر پر چوٹی رکھتے اور شولنگ کی پوجا کرتے ہیں۔

(۶) ایک فرانسیسی محقق ڈاکٹر لی پلونجن نے یوکیٹان کے ایک دو قدیم شہروں کے کھنڈرات کا پتہ لگایا۔ کھودنے سے قوم کی قدیم زبان کی ایک کتاب ترو انو دستیاب ہوئی۔ اس کتاب سے اس ملک میں گیش کی پوجا۔ ناگ جنس کی حکومت اور ہنومان کی مورتی کا پتہ لگا۔

...ں میں تغیر واقعہ ہوتا چلا گیا۔ اس لئے اس ذریعہ تحقیقات سے اور ...توں کا پتہ لگ سکتا ہے۔ لیکن انسان کے اصلی وطن کی نسبت معلومات حاصل نہیں ہو سکتیں۔

قومی خصوصیات:- یورپین مورخوں کی تحقیقات کے ادھورے اور نامکمل ذرائع و وسائل کو چھوڑ کر اب ہم کو درست طریق پر اس امر کی کھوج کرنی چاہئے۔ کہ حضرت انسان کی اصلی جنم بھومی کہاں ہے۔ اور اسکے متعلق ہمیں ان قوموں سے پوچھنا چاہئے۔ جو آج کل روئے زمین پر موجود ہیں یا زمانہ ماسبق میں سکونت پذیر ہو چکی ہیں۔ قوموں کے نام۔ ان کی زبانی روایات رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار۔ عادات و خصائل۔ مذہبی اعتقادات۔ بناوٹ جسمانی۔ رنگت اور خط و خال وغیرہ سب اجمالی طور پر ان کے واقعات سابقہ اور حالات گذشتہ کا پتہ بتلانے کے لئے کافی شہادت کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک قوم کی قومی خصوصیات اسکی سابقہ سرگذشت۔ حالات ماضیہ اور تجربات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ذیل کی چند سطور میں ہم اقوام عالم کی قومی خصوصیات پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کرینگے۔ کہ اس سب اقوام کا اصلی سرچشمہ کہاں ہے۔

امریکہ:- اس براعظم میں دو قسم کی آبادی پائی جاتی ہے۔ ایک یورپین اقوام۔ دوسرے اصلی باشندے جب کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ تو یورپ کی بہت سی قومیں نقل مکان کرکے وہاں سکونت پذیر ہو گئیں۔ آج کل امریکہ میں ان اقوام کو ہی اقتدار حاصل ہے۔ جنوبی امریکہ میں زیادہ تر اصلی باشندے پائے جاتے ہیں۔ اور شمالی میں کم۔

(۱) امریکہ کے اصلی باشندوں کا سر چوکونا۔ رخساروں کی ہڈی ابھری ہوئی۔ آنکھ کے گڑھے بڑے اور نوک دار۔ پیشانی دبی ہوئی رنگ سرخ۔ بعض فرقوں کی داڑھی بالکل نہیں ہوتی۔ بعض کی

اوضاع و اطوار اور قوموں کے نام سب ہندو ہیں

افریقہ :- مصر کی تاریخ بہت پرانے زمانہ سے معلوم ہے۔ کہ وہاں کا بادشاہ جس کو فرعون کہتے تھے ہندوستان کے راجاؤں کی طرح بڑا زبردست تھا۔ اور اس کی حکومت میں رعایا بہت خوش تھی۔ ہندوستان کی طرح وہاں بھی ذات پات کا دستور تھا۔ اور ہر ایک ذات کا کام جدا جدا تھا۔ اور ہندوستان کی طرح وہاں بھی برہمن کی بہت عزت تھی۔ اور وہ بڑے بڑے عہدوں پر مقرر ہوتے تھے۔ اور ہندوستان کی طرح وہاں بھی مردے جلائے جاتے تھے۔ اور ہندوستان کی طرح وہاں بھی گائے کی پوجا ہوتی تھی۔ اور ہندوستان کی طرح وہاں بھی ہاتھی کی سونڈ کو مبارک سمجھتے تھے

(۷) اہل امریکہ کے تیوہار اور میلے ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں۔ کئی لوگ کا تیوہار مارچ میں ہوتا ہے۔ جو ہولی کی مانند ہے۔ ہیرو کا سب سے مشہور میلہ رائٹ کہلاتا ہے۔ اس میں لوگوں کو کشتی کرتے ہیں۔ دوسرا میلہ رام سینو ہے۔ جو مہرہ کی فصل کے۔ گرہن کے وقت ڈھول بجاتے اور نہاتے ہیں۔ سانپ کی پوجا کا بھی رواج ہے۔ مچھ اوتار کی کتھا ان میں مشہور ہے۔ ہے قوم کا اوتار روما اور کمبیو والوں کا شوشی کوشل ہے جس سے مراد کرشن اور رام ہے۔ امریکہ میں بھی مورتیاں گنیش جی کی ملی ہیں۔ ان شہادتوں سے ظاہر ہے۔ کہ امریکہ کے باشندے یورپ چین اور ہندوستان سے گئے ہوئے ہیں۔

چترائٹر۔ ان تمام ہزاروں کے اصلی باشندوں کا جو عرصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یورپین مورخوں نے انڈین یا ریڈ انڈین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے ہمسر ہیں۔ طاؤس۔ الوار وغیرہ سب ہندوؤں سے ملتے ہیں۔ جاوا اور بالی ان دو جزیروں میں اب تک خالص ہندو آباد ہیں۔ کوہیور کے نام۔ ہنومان اور مہیبوں کے نام۔ آسمان کے برجوں اور دیوتاؤں کے نام سب ہندوانہ ہیں۔ ملک بزرگوں۔ سنسکرت کتابوں۔ اوتاروں کے نام وہی ہیں اور وہی کہانیاں ہیں۔ جو ہندوؤں میں مروج ہیں۔ ان کی تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ ہندوستان سے گئے ہوئے ہیں

سنگاپور کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ جزیرہ ایک ہندو راجہ ترکی ترنجوں نے بسایا۔ اس کا بیٹا سری رام بکرم ہوا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ سروجے کو مسلمانوں نے شاہ کیا۔

جاوا کے لوگ خالص ہندو ہیں۔

نیوری لینڈ اور دوٹچا۔ اور ڈچ گی کے باشندوں کے رسم و رواج

(۶) پوری روم کے باشندے ترک نسل سے ہیں

(۷) جٹ جینٹ۔ جنی قوم نے بادکیا۔ جو ایشیا میں سکونت پذیر تھی۔

چونکہ ان تمام اقوام کے حالات تفصیلی و وضاحت کے ساتھ اس کتابچہ میں زیب قلم کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں زیادہ تشریح کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ یہاں صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ یورپ کی تمام موجودہ اقوام کا اصلی وطن اور مرکز ایشیا ہی ہے۔ ممالک یورپ کے مورخوں نے متفقہ طور پر اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ یورپ کی تمام قومیں ایشیائی ممالک سے وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئی ہیں ہم نے اس کتاب میں ان ایشیائی اقوام کے مختصر حالات و نسب اور ان کے تواریخی حالات اور واقعات وغیرہا سے ان کے ترک وطن کرنے کے اسباب اور زمانہ خروج کے متعلق کافی بحث کی ہے۔

ایشیا ۱۔ مسیح سے تین ہزار برس پہلے ملک عرب میں یون قوم حکمران تھی۔ مہابھارت میں مرقوم ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے تاں تنگانا خاندان سے رشتوں کی ایک شاخ تھی۔

۲۔ ہاؤں میں وینہ قوم اور ینیڈوس سر قوم کی زبردست حکومتیں ہو چکی ہیں۔ پوراؤں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اقوام کا ابتدائی وطن ملک کشمیر تھا۔

(۳) جھیل کسپین کے گرد و نواح میں کسپیہ قوم سکونت پذیر تھی۔ اس کا وطن بھی کشمیر ہی تھا۔

(۴) جیتی۔ اجی سکھین وغیرہ اقوام جنہوں نے ترکستان میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ ہندوستان کے جادو بنسی راجپوتوں کی شاخیں ہیں۔ نگ ونیش (یا ختر) کی سلطنت کا بانی مہاراجہ گلگشیو ہستناپور سے نقل مکان کر کے وہاں گیا تھا۔ ایران کے تک

اور برسر اقتدار ہیں۔ یہ سب اقوام مختلف وقتوں میں ایشیاء سے جاکر آباد ہوئیں۔ ان کی قدیم روایات اور سابقہ حالات اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی شہادت کا کام دیتے ہیں۔

(۱) ملک فرانس کا قدیم نام گال ہے۔ اور یہ لفظ گالے والی یا گوال کا بگڑا ہوا ہے۔ اہل فرانس کو بھی پہلے گال ہی کہتے تھے۔ طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے سری کرشن جی کے فرزند پردومن نے مصر فتح کرکے اس کی عنان حکومت برندابن کے گوالوں کے ہاتھ میں دی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک حکومت کرکے وہ یورپ میں پھیل گئے۔ سن عیسوی سے ایک دو صدی پہلے اس گال قوم نے شاہان اٹلی کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں۔

(۲) اہل برطانیہ۔ کا اصلی وطن باختر ہے۔ ملک باختر پہلے انگڈیشیا کہلاتا تھا۔ اور اس کا حکمران خاندان انگ ونش کے نام سے شہرت پذیر ہوا باختر سے نقل مکان کرکے ان کا ایک قافلہ جرمنی کے ایک حصہ میں جوٹ اور سیکسن قوموں کے ہمراہ آباد ہوگیا۔ اس وقت بھی یہ قوم انگل کہلاتی تھی جرمنی سے اٹھ کر انہوں نے برطانیہ پر قبضہ کیا۔ اور اس ملک کا نام اپنے قوم نام پر انگلینڈ مقرر کیا۔

(۳) جرمنی کے باشندے ہون قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو کشمیر کے شمال میں علاقہ جات یارقند اور خیوا پر حکمران تھی۔

(۴) اطالیہ کے باشندے شاکا قوم کی اولاد ہیں۔ جو ایران میں برسر اقتدار تھی۔ سن عیسوی سے چھ صدی پہلے اس قوم نے یورپ کا رخ کیا۔ اور روم کی زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

(۵) اہل یونان گدھ سے گئے تھے۔ جسکو آج کل صوبہ بہار کہتے ہیں اس کے قدیم دارالخلافہ گریہ کے نام پر ملک کا نام گریس اور اپنے ملک گدھ کے نام پر ایک صوبہ کا نام گدھونیہ (مقدونیہ) رکھا۔

ہندوستان میں زیادہ تر ذاتیں [illegible]
زمانہ میں ایشیا کے دوسرے ملکوں سے آکر یہاں [illegible]
ہیں وہ تو ہیں مگر ہندوستان کی [illegible]
انکو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ ہندو اقوام کی تعداد [illegible]
ایک قوم کی تشخیص کرتے ہیں۔ تو [illegible]
جن لوگوں نے ان اقوام کی قدیم مردم شماری کی [illegible]
ہیں۔ کہ سب اقوام پر ہمن۔ کشتری۔ ویش۔ شودر ان چار بنیادی
ذاتوں کی شاخیں ہیں۔ اور سب ذاتیں ملا ہوئے ان کی تعداد
بیاسی ۸۲ ہوتی ہے۔ ان سب اقوام کے نام اور قدیم روایات سے ظاہر ہے
کہ ہندوؤں کی کل قوم ان چار قدیم ذاتوں سے متحد ہیں ہے۔

برہمنوں کی ہندوستان میں بے شمار ذاتیں ہیں۔ اور نسلی طور پر
سب کو ان شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ سارسوت۔ کانیج۔ گوڑ۔ مثیل
اکلی۔ پانچ گوڑ کہلاتے ہیں۔ اور دراوڑ۔ تیلنگ۔ کرناٹک۔ مہاراشٹر
گجر۔ پانچ دراوڑ کہلاتے ہیں۔ ان سب کی تاریخی تحقیقات سے معلوم
ہوتا ہے۔ کہ برہمنوں کی دو قومیں دراصل کانیج برہمنوں کی شاخیں ہیں
جو مختلف وقتوں میں ہندوستان کے مختلف حصوں میں جا کر سکونت
پذیر ہو گئیں۔ اور ان کانیج برہمنوں کی ابتدائی ساتھ ذاتوں کی اولاد ہیں
دوسری برہمنی ذاتیں متوفی واقعہ ہجرت کے بعد کے رکن منظم
ہوئے۔ اس لئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوستان کے برہمنوں کا
اصلی وطن سمرقند ہے۔

برہمنوں کی طرح کشتری ورن کی بھی بے شمار ذاتیں ہندوستان
میں موجود ہیں۔ اور نسلی طور پر یہ سب آٹھ بڑے منشوں میں تقسیم کی گئی
ہیں۔ یا یوں کہا جا سکتا ہے۔ کہ کشتریوں کی نام ذاتیں مندرجہ ذیل

اور ترکستان کے بعض لوگ اجو وغیرہ سے ترک وطن کرکے وہاں سکونت پذیر ہوئے۔ چین کے لوگ۔ یہ لوگ راجہ [illegible] کے چندر نسی راجہ یدو کی اولاد ہیں۔ چینی تاتار اور روس کے باشندے سب سیتھین کی شاخیں ہیں بلخ کی قدیم سلطنت کا بانی جمشید ہوشنگ کا پوتا اور سیامک کا بیٹا تھا۔ چغتائی خاندان کے مغل جادونسی بھٹی خاندان کے شاہزادہ چاغتائی کی نسل سے ہیں۔ اور افغانستان کے لوگ جادونسی کی شاخ کے یادگار ہیں۔ قندھار و لہند۔ غزنی وغیرہ شہر ہندو راجاؤں کی وارالحکومت رہ چکے ہیں۔ سوہات کا علاقہ مشہور راجہ شوی کے نام پر مشہور ہوا۔

چونکہ ان اقوام وران کی مشہور سلطنتوں کے تواریخی حالات شجرات حسب و نسب وغیرہ مسلسل طور پر اس کتاب میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اسلئے بجوں طوالت یہاں تفصیل سے احتراز کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیقات امریکہ اور یورپ وغیرہ کے مشہور محققوں نے ہندو باشندوں میں ہندو مذہب کے نشانات کا ہم سے ذکر کیا ہے۔ ہم اپنی طرف سے اپنی قیاس کچھ نہیں لکھتے ہیں۔ بلکہ یورپین محققوں کی کتابوں کا اقتباس لکھا ہے جن کو مزید تحقیقات حاصل کرنا ہو۔ وہ اصل مضمون کی کتابوں کا مطالعہ کرے جو حسب ذیل ہیں۔ انڈیا ان گریس۔ سیکسن انڈیا کو انگریز۔ ان ہسٹری اف دی ورلڈ۔ ہسٹری آف انڈیا۔ کانیڈ۔ تھس اوف یورپ۔ ہسٹری اوف جاوا وغیرہ۔

ہندوستان:۔ مذکورہ بالا چند سطور سے یہ امر پایۂ ثبوت تصدیق کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ روئے زمین کی تمام اقوام کا منبع و مخرج اور سرچشمہ ملک ہندوستان ہے۔ اس ملک سے ہی تو یہ مختلف قومیں ہجرت میں نزک وطن کرکے دنیا کے باقی ملکوں میں پھیل گئیں۔ اب ہم کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان کی موجودہ اقوام اپنا منبع و مخرج کہاں بتلاتی ہیں

پاریاتر پربت کہتے ہیں۔ پورانوں میں جہاں کہیں براعظم ایشیا کا جغرافیہ بیان کیا ہے۔ سب جگہ یہی لکھا ہے۔ کہ پاریاتر کا پہاڑ میرو پربت کے عین مغرب میں ہے۔ دریائے گنگا سے مشرق کی طرف کوہ ہمالیہ کا جو سلسلہ ملک برہما تک چلا گیا ہے۔ ہم وزن۔ ہم کوٹ اور نکھدیہ تین اس کی دھاریں بیان کی گئی ہے۔ یہ دھاریں متوازی واقع ہیں اور ایک سے دوسری اونچی ہوگئی ہے۔ جنوبی دھار کو ہم وزن یا ہیمہ اور شمالی کو نکھد کہتے ہیں۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ میرو پربت نکھد کے شمال میں ہے۔ بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ دریائے گنگا میرو پربت سے اتر کر گنگوتری سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے گنگا کا منبع گنگوتری میرو کے دامن کوہ میں واقع ہے۔ کیلاس پربت کا سلسلہ میرو کے کچھ اوپر سے شروع ہوکر شمال مشرق کی جانب کو چلا گیا ہے۔ جبل المنصور بھی میرو کے جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ میرو پربت کا محل وقوع پاریاتر پربت۔ کوہ کیلاس۔ جبل المنصور اور گنگوتری کے عین درمیان ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے۔ جو تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے مابین ہے۔ اسی سرزمین سے پہلے پہل بنی نوع انسان کی تمام قوموں کا آغاز ہوا۔

یہاں یہ امر واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنسکرت لٹریچر میں میرو اور سمیرو دو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ بہت سے محقق ان دونوں لفظوں کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے غلطی میں پڑ گئے ہیں۔ میرو کرۂ ارض کے اس قطر کو کہتے ہیں۔ جو قطب شمالی سے قطب جنوبی تک زمین کے بیچوں بیچ علم نجوم کے عالموں نے فرض کیا ہوا ہے اور سمیرو اس پہاڑ کا نام ہے۔ جس کا بیان ہم نے مذکورہ بالا سطور میں کر دیا ہے۔ جو محقق قطب شمالی سے جملہ انسانی نسلوں کا خروج بیان کرتے ہیں۔ وہ سمیرو اور

آٹھ بنشوں کی شاخ در شاخ تقسیم ہے۔ سورج بنش۔ چندر بنش۔ اگنی بنش ناگ بنش۔ بھوم بنش۔ شو بنش۔ کشیپ بنش۔ برہم بنش ان سب خاندانوں کے مورثان اعلیٰ کسی زمانہ میں تیجو دلی۔ یشو دلی۔ شردھا دلی مشرقی کشمیر۔ وشنو پوری۔ کیلاس پوری۔ کشمیر اور منو دلی نامی دارالحکومتوں سے نقل مکان کر کے ہندوستان میں سکونت پذیر ہوتے تھے۔ ان راجپوت اقوام کے مورثان اعلیٰ کے اصلی وطن مذکورہ الصدر ۸ شہر سمیرو پربت اور اس کے گرد و نواح کی پہاڑیوں پر واقعہ تھے۔

دیش اور شودر جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ ان کے مورثان اعلیٰ بھی برہمنوں اور کشتریوں کے ہمراہ سمیرو پربت کے نواحی علاقہ سے ہی چل ہندوستان میں وارد ہوتے تھے۔ اس لئے سمیرو پربت کو روئے زمین کی تمام انسانی نسلوں کا منبع و مخرج اور سرچشمہ سمجھا چاہیئے

سمیرو پربت :۔ تمام سنسکرت لٹریچر متفقہ طور پر اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی پیدائش پہلے پہل سمیرو پربت پر واقعہ ہوئی۔ یورپین مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو اس بات کا مطلق علم نہیں رہا۔ کہ ان کا مقدس پہاڑ سمیرو کہاں واقعہ ہے۔ اس لئے جب ہندوؤں سے سمیرو پربت کے محل وقوع کا صحیح صحیح پتہ نہ مل سکا۔ تو یورپین مورخوں نے قیاس سے کام لیتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ سمیرو پربت چینی تاتار میں ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ کاف کا پہاڑ ہے وغیرہ۔

لیکن جب ہم پورانوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ تو سمیرو پربت کے محل وقوع کا تمام راز طشت از بام ہو جاتا ہے۔ پنجاب کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی وہ دھار جو دریائے گنگا سے شروع ہو کر اکھنور تک چلی گئی ہے۔ کوہ شوالک کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ اور اسکی متوازی شمالی دھار کو

جائے سکونت کیلاس پربت تھا۔ جو ملک تبت میں کوہ کیلون کی ایک
چوٹی کا نام ہے۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر کی دارالحکومت امراوتی۔
ہندوؤں کے مشہور تیرتھ بدری نارائن کے شمال میں واقع تھی۔ فلسفہ
طب کی سب سے مشہور کتاب چرک سنگھتا۔ چکتسا ستھان۔ رسائن ادھکار
میں لکھا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں رشی منی دھرم کے وعظ کی خاطر شہروں میں
دورہ کرتے ہوئے نت نئی مصروفیتوں کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے۔ اپنے
کام سے فارغ ہو کر کمزوری اور بیماریوں کو رفع کرنے اور صحت کی بحالی
کے لئے علم طب کے حصول کی خاطر دیوتاؤں کے راجہ اندر کے پاس گئے
جو اس زمانہ میں فلسفہ طب کا سب سے بڑا فاضل مانا جاتا تھا۔

چرک سنگھتا میں اندر کی دارالحکومت امراوتی کے محل وقوع کا تذکرہ
اس طرح پر کیا گیا ہے کہ وہ سرزمین دشمنوں کے دوسرے والی۔ ثواب مجسم
اور نہایت ہی مقدس ہے۔ گنہگار لوگوں کی رسائی وہاں ناممکن ہے۔
دیوتا۔ گندھرب۔ بکش اور کنر وغیرہ قومیں وہاں رہائش رکھتی
ہیں۔ اور وہاں ہی گنگا کا منبع واقع ہے۔ اس سرزمین میں بے شمار
دیبیہ تیرتھ ہیں۔ کمیاب اور نادر زمانہ بڑی بوٹیاں وہاں بکثرت
پیدا ہوتی ہیں۔ یہ بے نظیر فضا راجہ اندر کی حفاظت میں ہر قسم کے
خوف و خطر سے بالکل محفوظ ہے۔ ایسے ہمالیہ پربت کے علاقہ میں بھرگو
وغیرہ رشی علم طب کے حصول کی خاطر دیوتاؤں کے راجہ اندر کے پاس گئے۔

ہمارے خیال میں اس کے بغیر شہادت ملنا مشکل ہے۔ براعظم
ایشیاء کی وہ سرزمین جو ملک تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے درمیان
میں واقع ہے۔ چاروں طرف نہایت ہی دشوار گذار پہاڑی سلسلوں سے
گھری ہوئی ہے۔ اور یہی علاقہ زمانہ قدیم میں دیوتاؤں کی جائے سکونت
تھا۔ مہابھارت کے سورگ آمدوہین پرب۔ رامائن اور دیگر پورانوں سے

میرو دونوں اعاظم کو سخت دھوکہ میں ڈالدیا ہے۔ اب ہم دو چار شہادتیں اس امر کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کہ انسان کی پیدائش اولین میرو پر واقع ہوئی۔

(۱) بائبل میں لکھا ہے۔ کہ بنی نوع کی پیدائش پہلے پہل سمار سے شروع ہوئی۔ جو فلسطین میں واقع ہے۔ جس کے نزدیک اور میں اور ہزار دو شہر اس سے دو سو میل کے فاصلہ پر آباد ہیں۔

[illegible] فلسطین میں اس نام کے دو دو قصبے آباد پائے جاتے ہیں۔ بائبل کی اس شہادت پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ سمار اصل میں میرو کا نام ہے۔ جب بنی نوع فلسطین میں جاکر آباد ہوئے تو انہوں نے اپنے اصلی وطن کی یاد تازہ رکھنے کے لئے وہی نام وہاں جاکر مقرر کر لئے۔ اور دنیا میں ایسے واقعات ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں۔ کہ جب کوئی قوم کسی دوسرے ملک میں جاکر سکونت پذیر ہوتی ہے۔ تو اپنے وطن مالوف کے بہت سے نام اور روایات اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔

(۲) یونان اور ہندوستان کے قدیم علم ادب میں لکھا ہے۔ کہ انسان درحقیقت دیوتاؤں کی اولاد ہیں۔ اور حقائق کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے روئے زمین پر جن لوگ آباد تھے۔ ان کے جسم خاکی نہ تھے۔ بلکہ ناری تھے۔ اس کا مفہوم بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ یونان کے علم ادب سے دیوتاؤں کی جائے سکونت کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں لگتا۔ اگرچہ ان کے متعلق جو روایات پائی جاتی ہیں۔ وہ بائبل وہی ہیں۔ جو ہندوؤں کے پورانوں میں مرقوم ہیں۔ لیکن سنسکرت لٹریچر میں اس علاقہ کا کامل وقوع درست طور پر بتلایا گیا ہے جہاں دیوتا بستے تھے۔

مہادیو جو تین بڑے دیوتاؤں میں ایک ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ اسکی

چشموں کا صاف ستھرا پانی۔ پھولوں کی کھلی ہوئی پھلواڑیاں۔ پہاڑوں کے خوش منظر مرغزار ہر وقت ہر طرف پیش نظر رہتے اور دل کو فرحت دیتے ہیں۔ یہ خطۂ زمین ہر قسم کے دل بھانے والے نظاروں کا مرقع اور دنیا بھر کا انتخاب ہے۔ دنیاوی عیش و آرام اور زہد و ریاضت کے واسطے اس سے بہتر جگہ ملنا ناممکن ہے۔ اسی خیال سے ہندو لوگ قدیم الایام سے ہی اس سرزمین کو سورگ کے نام سے نامزد کرتے چلے آتے ہیں

قدیم زمانہ میں یہاں کے باشندے دیوتا کے نام سے پکارے جاتے تھے اور ان کی جائے سکونت ہونے کی وجہ سے اسکو دیو لوک یا سر لوک کے نام سے نامزد کیا جاتا تھا۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو تین مشہور دیوتاؤں کی قیام گاہ ہونے کی وجہ سے اسکے نزدیک تین (تین دیوتاؤں کا گھر) کہتے تھے۔ یہ علاقہ تین کوہی سلسلوں سے گھرا ہوا مثلث نما ہے۔ اس لحاظ سے اسے نزدیک ثلاثہ (تین اطراف والا گھر) کہتے تھے۔

(۳) یہ علاقہ گنگا کے مقدس پانی یعنی آب حیات کا منبع ہے۔ اس کی تعریف میں جو سنسکرت لٹریچر رطب اللسان ہے۔ وہ خالی از علت نہیں ہے۔ گنگا جل کے تقدس اور اس کے متبرک ہونے کی وجوہات ہم نے مہاراجہ بھاگیرتھ کے حال میں تفصیل سے بتائی ہیں۔ یہ آبحیات سوائے اس خطہ بے نظیر کے دنیا میں اور کہیں نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے بھی یہ سرزمین واجب التعظیم قرار دی گئی ہے۔

(۴) یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ آغاز آفرینش میں کرۂ ارض پانی کے اندر ڈوبا ہوا تھا۔ اور سب سے پہلے یہی خطۂ زمین پانی سے باہر نکلا تھا۔ کیونکہ یہ سطح سمندر سے سب سے زیادہ بلندی پر واقعہ ہے۔ اس لئے انسان کی پیدائش اسی میں واقعہ ہوئی تھی۔ یہاں ہر قسم کی نباتات خودرو بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ جس کی انسانی زندگی کے لئے ضرورت پڑتی ہے

اس امر کی خاطر خواہ تصدیق ہو جاتی ہے

(۳) سنسکرت لٹریچر میں اس خطۂ بے نظیر کو سورگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اسکے لئے نو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو ہم معنی یا مترادف ہیں۔ کھے[۱]۔ سورگ[۲]۔ ناک[۳]۔ تردوالیہ[۴]۔ تراشالیہ[۵]۔ سرلوک[۶] دیولوک[۷]۔ دیولوک[۸]۔ تردشٹپ[۹]

چونکہ آغاز آفرینش میں بنی نوع انسان کی پیدائش اسی سرزمین پر واقعہ ہوئی۔ اور رگ بچو۔ سام ان تین مکشنوں والا وید اسی علاقہ میں دیورشیوں پر ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس لئے اس علاقہ کا نام تردشٹپ بیان کیا گیا ہے۔ جس کا تلفظ بگڑ کر آج کل تبت کے نام سے شہرت پذیر ہو رہا ہے۔

یہ ملک سطح سمندر سے سب سے زیادہ بلندی پر واقعہ ہے۔ اس لئے اسکا نام کھے لوک۔ یا دیولوک کے نام سے بیان کیا گیا۔ جس کے معانی آسمانی ملک کے ہیں۔ فارسی کتابوں میں اس کا نام بام دنیا لکھا گیا ہے۔

اس ملک کی آب و ہوا نہایت ہی سرد خشک ہے۔ یہاں تک کہ مردار کی لاش تھوڑی دیر ہوا میں پڑی رہے۔ تو بھربھری ہو جاتی ہے اور آٹے کی مانند پیسی جا سکتی ہے۔ سڑاند اس سرزمین میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ آب و ہوا نہایت ہی پاک و صاف اور اعلیٰ درجہ کی صورت افزا ہے۔ سورج کی تپش کم پڑنے کے باعث انسان اور حیوان کی جسمانی حالتوں میں بہت دیر بعد تغیر واقعہ ہوتا ہے۔ ساٹھ ستر سال کی عمر میں شباب کی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ اور اسی عمر میں وہاں شادی کا رواج ہے۔ اکثر مرد عورتیں مجرد رہتے ہیں۔ تین چار سو برس کی عمر طبعی ہوتی ہے۔ کمزوری اور بیماری شاذ ہی لاحق ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں کارکنان قضا و قدر نے یہاں مہیا کر رکھی ہیں۔ قدرتی

بلکہ پرواہ سے ازلی و ابدی مانتے چلے آئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے کہ جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے اسی طرح سے دنیا کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد دنیا یہ دور بھی ہمیشہ سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ جاری رہتے ہیں۔ جب قیامت کا وقت آتا ہے۔ اور دنیا اور اس کے تمام اجرام و اجسام فلکی و سماوی ایک خاص سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ ایک دوسرے میں جذب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور آخر کار یہ سب اتما اور ما فیہا ایک غیر محسوس حالت میں خالق مطلق میں بیج روپ ہو کر رہتی ہے۔ اور خاص مدت کے بعد پھر اسی سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگر تمام عناصر و عنصریات ظہور پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ سب کائنات مکمل صورت میں ظہور میں آجاتی ہے۔ دنیا کی پیدائش اور فنا کے اس سلسلہ اور ترتیب کو یورپ کے فاضلوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔

(۱) پرکرتی :- قیامت میں یہ سب دنیا اور ما فیہا پرکرتی کے اندر اس طرح لین ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی طرح بھی ان کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اس وقت مادہ کے تین گن ست (حرارت) رج (حرکت) اور تم (کشش) بالکل ہموار حالت میں ہوتے ہیں۔ مادہ کی یہ حالت تمام کائنات کا بیج یعنی بیجوں ہے۔ اور کائنات اس کے اندر حالت بالقوہ میں ہوتی ہے۔ جس طرح سے درخت کے جڑ۔ تنا۔ شاخیں اور پتے وغیرہ اسکے بیج کے اندر حالت بالقوہ میں موجود ہوتے ہیں۔ مادہ کی یہ حالت انتہا لطیف ہے۔ اور اسکی پوری پوری تعریف کرنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔

(۲) بدھی پرکرتی یعنی جو ہر غیر مدرک ست۔ رج اور تم ان تین گنوں کی ہموار حالت کا نام ہے۔ جب خالق مطلق کو یہ خواہش ہوئی کہ موجودات کو پیدا کروں۔ تو اس خواہش سے پرکرتی کی ہموار حالت ٹوٹ گئی۔ اس میں ایک طاقت کا ظہور ہوا۔ جسکو بدھی یا مہت کہتے ہیں

اور تلاش معاش کے لئے انسان کو ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی۔
ان حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آریہ ورت کے باشندے ابتدا سے ہی اس علاقہ کو انسان کا اصلی وطن مانتے چلے آتے ہیں۔ چونکہ یہ ملک دشوار گذار پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ اور ایک عرصہ سے کسی شخص کو اس کی سیر و سیاحت کے لئے جرأت نہیں ہوئی۔ اس ملک کے طبعی حالات اہل عالم سے راز سربستہ کی طرح مخفی ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے باشندے غیر لوگوں کی مداخلت کو ابتدا سے ہی ٹیڑھی نظر سے دیکھتے چلے آتے ہیں۔
چند سال ہوئے۔ ڈاکٹر ہیڈن نے لاما گرد کا بھیس بنا کر جھیل مانسرور کے گرد و نواح کی سیر کی۔ واپس آکر ایک کتاب لکھی۔ اس نے جو کچھ حالات اپنے سفر نامہ میں قلمبند کئے ہیں۔ وہ فاضلوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ایک حد تک کافی سمجھے جاتے ہیں۔ ہیڈن صاحب لکھتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے قدیم علم ادب میں اس علاقہ کی جو کچھ تعریف کی گئی ہے۔ بہت تھوڑی ہے۔ اس ملک کی خوبصورتی کا صحیح خاکہ کھینچنے کے لئے نہ تو قلم میں طاقت ہے۔ اور نہ ہی زبان میں قوت گویائی۔ اس خطۂ بے نظیر کی جغرافیائی حالت پر یہ شعر صادق آتا ہے۔ کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین و ہمین است

دنیا کی پیدائش

ہندوستان کے فاضل قدیم الایام سے ہی دنیا کو سروپ سے نہیں

قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سب کو ذی حس کہتے ہیں۔ اور دوسری طرف مادہ کا کثیف حصہ یعنی نمو گن کا اجتماع ہوکر اس سے شبد۔ سپرش۔ روپ رس۔ گندھ یہ پانچ تنماترائیں۔ اور ان تنماتراؤں کا اجماد ہوکر آکاش پاپو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی یہ پانچ عنصر پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) ہرنیہ گربھ اس طرح پرکرتی سے پیدا ہوتی ہوئی چیزیں پہلی سے دوسری زیادہ روشن اور ظاہر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آخرکار ایک گول بیضوی شکل کا وجود بن جاتا ہے۔ جو آگ میں تپائے ہوئے سونے کی مانند زرد اور چمکدار ہونے کی وجہ سے ہرنیہ گربھ کے نام سے موسوم کیا گیا گیا ہے۔ اس بیضوی دائرہ میں اشتمالہ پائی ہوئی تمام چیزیں درحقیقت آگے پیدا ہونے والی موجودات کا بیولی یعنی بیج ہے۔ اس لئے اس انڈے کو ہرنیہ گربھ۔ مجموعہ عناصر لطیف یا بیولی عناصر کثیف بھی کہتے ہیں۔

نظام شمسی:۔ اس طرح اشتمالہ پاتے ہوئے ہرنیہ گربھ پک کر جب ایک خاص درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ تو آگ کے ذرات ایک جگہ پانی کے دوسری جگہ۔ اسی طرح سے ہر ایک عنصر کے لطیف ذرات اپنی اپنی جگہ جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب کام بالترتیب اور سلسلہ وار ہوتے ہیں۔ پہلے آکاس پیدا ہوتا ہے۔ جو مختلف مادوں کو اپنی اپنی جگہ جمع ہونے کے لئے سہولیت بہم پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد ہوا پیدا ہوکر ہر ایک قسم کے مادی ذرات کو اس کی مناسب جگہ پر پہنچا دیتی ہے۔ پانی ان کو گیلا کرتا اور آگ انہیں پکاتی ہے۔ یہ مختلف مادے جب اپنی اپنی جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان سے سورج۔ برہسپتی۔ بدھ۔ شکر۔ منگل۔ چاند۔ سنیچر اور زمین کے کرے بن جاتے ہیں۔ یہ سب ایک سیدھ میں ہوتے ہیں۔ چونکہ خلا میں کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ اسلئے

جس طرح سے کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے انسان کے دل میں اس کام کی خواہش یا بدھی پیدا ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے پیدائش عالم سے پیشتر پرکرتی سے بدھی کی طاقت پیدا ہوئی۔

تحقیقات کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انسان کی بُدھی اور پرکرتی سے پیدا ہونے والی بدھی مادی طور پر دونوں ایک ہی ہیں۔ اور دونوں میں ایک ہی وصف ہے۔ دونوں غیر مدرک اور مادی چیزیں ہیں۔

(۳) اہنکار:۔ چونکہ پرکرتی ست رج اور تم ان تینوں گنوں کی ہموار حالت کا نام ہے۔ اس لئے اسکے اندر پیدا ہونے والی بدھی بھی تین گنوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ علت کے اوصاف معلول میں ہمیشہ موجودہ رہتے ہیں۔ اس لئے بدھی اگرچہ احساس میں ایک ہے۔ لیکن گنوں کی ترکیب سے وہ کئی قسم کی ہو سکتی ہے۔ پرکرتی نیر محسوس تھی۔ لیکن بدھی کا احساس کیا جا سکتا ہے۔ پرکرتی کی طرح بُدھی بھی ایک ہی رہی۔ اب اس کی وحدت ٹوٹنے کا وقت آیا۔ اب اس میں ایک اور طاقت کا ظہور ہوا جس کو اہنکار کہتے ہیں۔ یہ علیحدگی۔ ہنات اور کثرت کا نام ہے۔ ست رج اور تم ان گنوں کے اختلاف سے اس کی بے شمار قسمیں ہو جاتی ہے۔

بُدھی اور اہنکار پرکرتی سے کوئی علیحدہ چیزیں نہیں۔ بلکہ اس کی ہی بدلی ہوئی صورتیں ہیں۔

(۴) ذی حس اور غیر ذی حس طاقتیں۔ مادہ کے اندر اہنکار کی طاقت پیدا ہو جانے سے اس میں نوع بنوع کی چیزیں پیدا کرنے کی قابلیت آ جاتی ہے۔ اور اس سے آگے پیدائش کائنات کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ ایک طرف مادہ کا لطیف حصہ جمع ہو کر اس سے من کی محیط عالم طاقت اور اس طاقت سے حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی عالمگیر

قسم میں تموگن کا غلبہ ہونے کی وجہ سے من۔ حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی طاقتیں بالکل حالت بالقوہ میں ہوتی ہیں۔ لیکن پران کی قوتیں حالت بالفعل میں ہوتی ہیں۔ تموگن کے پانچ درجے ہیں۔ تم موہ۔ مہاموہ۔ تامسر اور اندھ تامسر۔ اسی نسبت سے نباتات کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ ترن۔ بیدودھ۔ گلم اور بدکش۔ آغاز آفرینش میں اسی ترتیب سے انکی پیدائش وقوع میں آئی۔ اقسام نباتات کے ہیولے پرتھوی کے اندر موجود تھے بیرونی سامان مہیا ہونے پر انکی نشوونما کی طاقت ظاہر ہوئی اور نباتات کی قسمیں پیدا ہوئیں

(۹) **پسینہ سے پیدا ہونیوالے کیڑے**:۔ نباتات کے بعد چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہوئے۔ جو پسینہ۔ بھاپ یا تخمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ موسم برسات میں اب بھی پیدا ہوتے ہیں

(۱۰) **انڈوں سے پیدا ہونیوالے کیڑے**:۔ اسکے بعد وہ کیڑے پیدا ہوئے۔ جو انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ انکے جسم میں ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ انکو سنسکرت میں تریک۔ روتس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کیونکہ انکے حواس مدرکہ کے گولک الٹے ہوتے ہیں۔ مکمل نہیں ہوئے

(۱۱) **پرندے**:۔ اسکے بعد پرندوں کی پیدائش وقوع میں آئی۔ واضح رہے۔ کہ ان سب کے سب بیج یعنی ہیولی پرتھوی کے اندر موجود تھے۔ اور درجہ بدرجہ پیدا ہوتے گئے

(۱۲) **چوپائے**:۔ اسکے بعد چوپائے پیدا ہوئے۔ جنکے جسم میں ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے۔ اور حواس مدرکہ کے گولک بھی مکمل ہوتے ہیں۔ لیکن طاقتیں صاف نہیں ہوئیں۔ قوت گویائی بھی نہیں ہوئی

(۱۳) **انسان**:۔ بعد ازآں انسان پیدا ہوا۔ اس قسم میں من۔ حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی طاقتیں خوب نشوونما پائی ہوئی ہیں۔ قوت گویائی بھی بالکل مکمل ہوتی ہے۔ اپنے خیالات بھی دوسروں پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اور اپنے مستقبل کو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں

نباتات سے لیکر انسان تک کی پیدائش دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک تو وہ ہے۔ جو ابتدا میں پرتھوی کے اندر قدرتی ہیولی سے پیدا ہوئی۔ اسکو امیتھنی سرشٹی کہتے ہیں۔ اور دوسری جو تر مادہ کے بیل سے پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسکو میتھنی یا انوگرہ سرشٹی کہتے ہیں۔ قیامت تک اسی انوگرہ سرشٹی کا سلسلہ جاری رہیگا یہاں ہم نے مختصر طور پر دنیا کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ تواریخ قدیم آریہ ورت میں تفصیل اور وضاحت کیساتھ لکھا گیا ہے۔

پیدا ہوتے ہی ان کی گردش شروع ہو جاتی ہے۔ کشش کی وجہ سے نہ تو ان کا تعلق ٹوٹ سکتا ہے۔ اور نہ ہی بھاری ہونے کی وجہ سے یہ باہم مل سکتے ہیں۔ جب سب کرے بن جاتے ہیں۔ تو ان سب کو ملا کر نظام شمسی کہتے ہیں۔ اور سنسکرت میں اس کا نام وراٹ ہے۔ جس کے معنی مادہ کی زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو گئی ہوئی صورت کے ہیں۔

(۷) **کرہ ارض**:۔ یہ کرہ ارض پہلے پانی ہی پانی تھا۔ پرتھوی کے ہیولیٰ نے پانی کے اندر گھلے ہوئے ارضی مادوں کو کھا کر بڑھنا شروع کیا۔ پانی کے اندر اپنے مادہ غذائیت سے پرورش پاتا ہوا کچھ تو اپنی اندرونی حرارت سے اور کچھ سورج کی گرمی سے پک کر مٹی کا ایک بہت بڑا گولا سا بن گیا۔ بعد ازاں اس کا تھوڑا سا حصہ پانی کے باہر نمودار ہوا۔ اس کی شکل کنول کے پھول کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ جس کے درمیان میں سمیرو پربت اور گرد و نواح میں ہمالیہ[۱]۔ نیل[۲]۔ نکھد[۳]۔ کیلاس[۴]۔ منبع وان[۵] گندھ ماون[۶]۔ مندراپل[۷] اور اوپاپل[۸] نامی پہاڑ پھول کی پنکھڑیوں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ اسی نسبت سے اس علاقہ کا نام سنسکرت لٹریچر میں نابھ کنول کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جو تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے مابین واقعہ ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ پانی خشک ہوتا گیا۔ اور زمین ظاہر ہو گئی۔ جو تھوڑا پانی رہ گیا۔ وہ سمندر بن گئے۔ اس طرح سے سات براعظم اور سات سمندر پیدا ہو گئے۔

دنیا کی پیدائش دو چار دن میں ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ بدھی کی طاقت کے ظہور سے لے کر پانی سے نابھ کنول کے نمودار ہونے تک ۳۴ لاکھ ۵۶ ہزار برس کا عرصہ لگا تھا۔

(۸) **نباتات**:۔ کرہ ارض کی پیدائش کے بعد نباتات پیدا ہوئی۔ اس

صرف یہی ہو سکتا ہے۔ کہ جب پانی کے اندر کرۂ ارض کا ڈھانچہ تیار ہو رہا تھا۔ تو ساتھ ہی ایک انسانی ہیولی بھی نشوونما حاصل کر رہا تھا۔ اس کی حالت اس وقت اس طرح ہوگی۔ جس طرح سے حمل کے اندر بچہ کی ہوتی ہے اس پر مورچھا طاری ہوتی ہے۔ وہ سانس نہیں لیتا۔ نباتات کی مانند اس کے جسم اور جسمانی اعضا کی نشوونما ہوا کرتی ہے۔ جب بچہ حمل سے باہر آتا ہے۔ تو اسکے حواس مدرکہ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ سانس جاری ہو جاتا ہے۔ اور مورچھا دُور ہو کر ہوش و حواس آجاتے ہیں۔ اسی طرح سے جب سمیر و پرت کا نواحی علاقہ پانی سے باہر نکلا۔ تو وہ انسانی وجود بھی ساتھ ہی ظاہر ہو گیا۔ اس مبارک ہستی کا نام پورانوں میں برہما جی بیان کیا ہے۔ چونکہ وہ خود بخود ظاہر ہُوا۔ اس لئے اس کا دوسرا نام سوئمبھو بھی ہے جس کے معنی خود بخود ظاہر ہونے والے کے ہیں۔

بعد ازاں سری برہما جی نے اپنے سنکلپ (خیال) سے سنک سنندن سناتن۔ سنت کمار۔ ان چار رشیوں کو پیدا کیا۔ اور انہیں انسانی نسلوں کا سلسلہ جاری کرنے کا ارشاد کیا۔ لیکن انہوں نے امورات خانہ داری میں پڑنے کی نسبت زہد و ریاضت کو افضل سمجھکر اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اس لئے برہما جی نے مریچی۔ اتری۔ انگرہ۔ پلہہ۔ کرتو۔ پلست اور وششٹ۔ ان سات رشیوں کو سنکلپ سے ہی پیدا کیا اس لئے سری برہما جی اور ان ارشیوں کو امتیھی سرشٹی میں شمار کیا گیا ہے۔ سری برہما جی کی مانند ان ارشیوں کو بھی پورانوں میں براہما کے نام سے ہی بیان کیا ہے۔ ان کی اولاد میں سے سات بڑے خاندانوں اور ان کی شاخوں سے تمام انسانی قوموں کی پیدائش وقوع میں آئی۔

سوامی دیانند سرسوتی سنکلپک سرشٹی کو نہیں مانتے۔ اور نہ ہی وہ سری برہما جی کی مذکور الصدر پیدائش کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا

راج بنش

پہلا باب

دیوتاؤں کا زمانہ

کومار سرشٹی

(وہ انسان جو آغاز آفرینش میں بغیر والدین کے پیدا ہوئے)

روئے زمین کی موجودہ قومیں آریہ قوم کی شاخیں ہیں۔ اس کا مختصر بیان اوراق گذشتہ میں کیا جا چکا ہے۔ اور آئندہ اسی کتاب میں مفصل طور پر ذکر کیا جائیگا۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کے مورثان اعلیٰ کے نام نامی اور اسمائے گرامی تلاش کرنے کے لئے ہم کو صرف آریہ قوم کے ہی قدیم علم ادب کی ورق گردانی کرنی چاہیئے۔

منوجی کے دھرم شاشر میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش میں سری برہما جی پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے سنکلپ سے ۱۱ رشیوں کو پیدا ان میں سے سات رشیوں کی اولدہ پتر کے نام سے موسوم ہوئی۔ پتروں سے دیوتا اور دیوتاؤں سے انسان پیدا ہوئے۔ اس لئے دنیا کی ابتدا میں پیدا شدہ سری برہما جی اور ۱۱ رشیوں کو جو بغیر والدین کے پیدا ہوئے کومار سرشٹی کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔

پورانوں میں لکہا ہے۔ کہ جب پہلے پہل پانی سے سمیرو پربت کا نواحی علاقہ نمودار ہوا۔ تو ساتھ ہی سری برہما جی بھی ظاہر ہوئے۔ اس کا مفہوم

(۱) **دیورشی**:- ابتدائی سرشٹی میں پیدا شدہ سری برہما جی نے سمیرو پربت کی چوٹی پر اور مریچی وغیرہ سات رشیوں نے اس کے گرد و نواح کے علاقہ میں اپنے اپنے آشرم بنالئے۔ ان کی اولاد ان آشرموں میں مقیم رہ کر نسلاً بعد نسلاً اور ربطناً بعد ربطناً وید اور اس کے متعلقہ علوم کی اشاعت کرتی رہی۔ ان آشرموں کے گدی نشین بھی اپنے مورثان اعلیٰ کے نام پہ ہی شہرت پذیر رہے۔ مثلاً مریچی کے بعد اس کے جانشین بھی مریچی کے ہی نام سے موسوم ہوتے رہے۔ یہ آشرم درحقیقت تعلیم اور روحانیت کے سکول ہوتے تھے۔ اور ان کے گدی نشین اپنے پیروؤں اور مقلدوں کے روحانی بادشاہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ انہیں آشرموں سے مختلف وقتوں میں دنیا کی بڑی بڑی قومیں پیدا ہوکر رفتہ رفتہ زمین پر پھیل گئیں۔ لیکن سمیرو پربت کے نواحی علاقہ میں یہ خاندان دیورشی کے نام سے ہی شہرت پذیر رہے۔

(۲) **دیوتا**:- مریچی کی اولاد میں سے مہرشی کشیپ نے ایک علیحدہ آشرم کی بنیاد ڈالی۔ اس کے نام پر اس کے آشرم کے نواحی علاقہ کا نام کشیپ میر مشہور ہوگیا۔ جو آج کل کشمیر کے نام سے شہرت ہو رہا ہے۔ اسی کشیپ خاندان کے ایک گدی نشین کی عورت ادتی کے بطن سے بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ تھے۔ اندر[۱]۔ وشنو[۲]۔ ارکما[۳]۔ دھاتا[۴]۔ توشتا[۵]۔ بھگا[۶]۔ دیوسوان[۷]۔ سوتا[۸]۔ مترا[۹]۔ ورن[۱۰]۔ انش[۱۱]۔ بھگ[۱۲] یہ بارہ بھائی اور ان کی اولاد ادتی کی اولاد ہونے کی وجہ سے آدیتہ کہلائی۔ بعد کے زمانہ میں جب ان خاندانوں نے زہد و ریاضت اور علوم و فنون کی تحصیل کمالیت کے باعث بہت کچھ ترقی حاصل کی۔ تو یہ سب خاندان دیوتا کہلانے لگے اور یہ ایک علیحدہ ذات قرار دی گئی۔ کچھ مدت بعد ملک تبت کی سیاسی طاقت

خیال ہے۔ کہ آغاز آفرینش میں بہت سے انسان یوں ہی قدرتی طور پر زمین پر چلنے پھرنے لگے۔ اور ان کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان کی پیدائش کے سلسلہ اور ترتیب کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرتے۔ برخلاف اسکے وشنو پوران میں لکھا ہے۔ کہ مخلوقات کی ہر ایک جنس کے بیجوں پرکرتی کے اندر موجود ہوئے ہیں۔ جب دنیا کی پیدائش کا وقت آتا ہے۔ تو وہی بیجوں بیرونی وسائل کے ملنے سے نشوونما حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے سوامی دیانند سرسوتی کے خیال کے مطابق اگر قصور سے پیدا ہونے کی بابت نہ بھی مانیں۔ تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ سری برہما جی اور ۱۱ رشیوں کے بیج دیگر مخلوقات کی طرح پرکرتی کے اندر موجود ہونگے۔ اور مناسب وقت پر ان کی نشوونما ہونے پر وجود تیار ہو گئے ہونگے۔ لیکن اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ پیدائش خواہ کسی طریق سے ہوتی ہو۔ سری برہما جی اور ۱۱ رشی کو مار سرشٹی میں پیدا ہوتے تھے۔ اور اس کے خلاف سنسکرت لٹریچر میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔

دنیا کی ابتدائی قومیں

بنی نوع انسان کے مورثان اعلیٰ کے نام نامی اور اسمائے گرامی ہم پچھلی فصل میں بیان کر چکے ہیں۔ آغاز آفرینش میں ان کی اولاد سے بہت سے نامور خاندانوں کی بنیاد پڑی۔ اور وہی خاندان رفتہ رفتہ طاقت پکڑ کر قوموں کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ دنیا کی ابتدائی تواریخ میں ان کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اس لئے مختصر طور پر یہاں ان سب کا تذکرہ کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اپراجت - برکھ[۹] کپی[۱۰] - شمبھو[۱۱] ان میں سے روُدر سب میں زبردست تھا۔ دیوتاؤں نے اسے سب سے اعلیٰ عہدہ دیا۔ یعنی روئے زمین کے مالک سب سے بڑے تین دیوتاؤں میں اسے شامل کر لیا۔ اور وہ کیلاس پربت پر اپنی گدی قائم کر کے حکومت کرنے لگا۔ یہ اٹھ خاندان بہت مشہور ہوئے۔ ان میں سے کپی یا ہنز خاندان نے مہاراجہ اکشواکو والی اجودھیا کے بعد ملک تبت سے نقل مکان کر کے جنوبی ہند میں کشکندھا کی ریاست قائم کر لی۔ سری رام چندر جی نے لنکا پر چڑھائی کی۔ تو بانر قوم کے بہادروں ہنومان۔ سگریو وغیرہ نے ان کا ساتھ دیا۔ اور راون کو شکست دیکر اس کی طاقت توڑ دی۔ سری کرشن جی کے بھائی بلرام نے طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے اس خاندان کے افراد کو ہندوستان سے جلاوطن کر دیا۔ اور یہ لوگ خانہ بدوش کی حیثیت سے گذر کر مشرقی افریقہ میں جا بسے۔ چنانچہ اب تک وہاں علاقہ یوگنڈا میں بانیا قوم کے نام سے یہ لوگ موجود ہیں۔ اور جنگلی و وحشیانہ زندگی بسر کر رہے ہیں

(۱۶) کھس:- کشیپ آترم کے ایک گدی نشین کی عورت کھسا کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ کھس قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور اپنی طاقت کے بھروسہ پر یہ لوگ دوسری قوموں کو دق کرنے لگے۔ منوونی کے گدی نشین سری برہاجی ان کو اخلاق کا وعظ سنانے لگے۔ تاکہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور امن کی زندگی بسر کریں۔ لیکن ان میں سے بعض لوگ سری برہاجی کو ہی قتل کرنے کے متعلق باہم مشورہ کرنے لگے۔ اور بعض داناؤں نے انہیں اس کام سے منع کیا۔ بعد ازاں یہ قوم دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ جو لوگ سری برہاجی کو قتل کر دینے پر آمادہ ہوئے تھے ان کا نام یکش رکھا۔ جس کے لغوی معنی مردم خور کھس کے ہیں۔ اور

دیوتا قوم کے ہاتھ میں آگئی۔ تو اس ملک کا نام ہی دیوک یا سُر لوک مشہور ہو گیا اور ماتحت اقوام بھی دیوتا ہی کہلانے لگیں۔ اس قوم کے کئی افراد تہذیب کے اصولوں کی عدم پیروی کے باعث ملک بدر کئے گئے اور بہت لوگ دوسری قوموں کے زہد و ریاضت میں ترقی کر کے دیوتاؤں میں ملتے رہے۔

(۳) گندھرب: کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی صورت ارشٹا کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ گندھرب قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس قوم نے علم موسیقی میں وہ کمالیت حاصل کی۔ کہ اس علم کا نام ہی اس قوم کے نام پر گندھرب ودیا مشہور ہوا۔ یا گندھرب ودیا میں کمالیت حاصل کرنے کی وجہ سے اس قوم کا نام گندھرب پڑ گیا۔ یہ قوم حسب ذیل ۱۱ خاندانوں پر مشتمل تھی۔

ابھراج[۱] - انگار[۲] - امبھاری[۳] - سورج ورچا[۴] - کوہو[۵] - ہست[۶]
سہست[۷] - موردھنواں[۸] - مہالنا[۹] - وشنو اکسیو[۱۰] - کرستالو[۱۱]

گندھرب قوم نے بعض مرتبہ میدان سیاست میں بھی ہاتھ پاؤں مارے۔ اور عالیہ کے دامن کوہ میں اپنی ریاستیں قائم کریں۔ لیکن ہر مرتبہ انہیں ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور یہ لوگ اپنے اصلی پیشہ کو قبول کرنے پر مجبور ہوتے رہے۔

(۴) کنّر: گندھربوں کی طرح کنّر قوم بھی علم موسیقی میں شہرہ آفاق تھی۔ یہ سورگ (تبت) کے مغنی کہلاتے تھے۔ اور حسب ذیل ۵ خاندانوں پر مشتمل تھے۔ کم پرش[۱] - ترنگ برن[۲] - جبھ[۳] - بہر ترنگ[۴] - تنبرو[۵]

(۵) رودر کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت سربھی کے بطن سے ۱۱ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ تھے۔

اج کباد[۱] - اہر بگھن[۲] - توشٹا[۳] - رودر[۴] - ہر[۵] - بہوروپ[۶] - ترنبک[۷]

آخرکار ناگوں نے دیتوں کو قید کر لیا۔ ان کے قدم وہاں جمنے نہ دئے وشنوجی نے دیتوں کی مدد کی اور انہیں آزاد کر دیا۔ اسی طرح سے مہاراجہ جدو نے جزیرہ مڈگاسکر کے راجہ دھومروں کو فتح کیا۔ وہ بھی ناگ قوم سے ہی تھا۔ امریکہ جنوبی میں شیش ناگ خاندان کی حکومت قائم تھی۔ اسی خاندان کے ایک شہزادہ چرگکو نے ہندوستان میں آکر فلسفہ طب کی ایک نادر کتاب تالیف کی۔ جو آج تک چرک سنگھتا کے نام سے مشہور ہے۔ مہشمتی واقعہ جنوبی ہند کے راجہ سہسرارجن نے کرکوٹک خاندان کے ناگوں کو کسی جزیرہ سے لاکر دکن میں آباد کیا۔ ناگ پور شہر اسی قوم کا بسایا ہوا ہے۔ اور اب تک ناگ قوم کے افراد اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ کال ہنڈی اور کھیرا گڈھ کی دو ریاستیں بھی اس قوم کی قدیم عظمت کی بتاتے یادگار موجود ہیں۔ کرکوٹک خاندان نے تاریخی زمانہ میں ملک کشمیر میں بھی حکومت کے ڈنکے بجائے۔ چندرا پیڑ۔ جیا پیڑ وغیرہ مشہور فرمانروایان کشمیر اسی قوم سے تھے۔ زمانہ قدیم میں ناگ قوم متعدد خاندانوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے حسب ذیل خاندان زیادہ مشہور ہوتے ہیں۔

۱۔ شیس	۹۔ شنکھ
۲۔ باسکی	۱۰۔ کرکوٹک
۳۔ تکشک	۱۱۔ دھنجے
۴۔ ایراوت	۱۲۔ مہانیل
۵۔ مہاپدم	۱۳۔ مہاکرن
۶۔ کنبل	۱۴۔ دھرت راشٹر
۷۔ اشوتر	۱۵۔ پلاہک
۸۔ ایلاپتہ	۱۶۔ کوہر

جن لوگوں نے اپنے بھائی بندوں کو اس کام سے منع کیا تھا۔ ان کا نام راکشس قرار دیا۔ جس کے معنی اکٹھا کرنے والے کھس کے ہیں لیکن بعد ازاں یہ لوگ تہذیب اور شائستگی میں ترقی کر گئے۔ اور راکشس دائرہ تہذیب سے ساقط ہو گئے۔ ان کو ملک بنت سے جلا وطن کر کے بحر ہند میں واقعہ جزائر میں آباد کر دیا گیا۔

کھس قوم کی موجودگی کشمیر کی قدیم تواریخ راج ترنگنی سے بھی ثابت ہوئی ہے۔ کشمیر سے نکل کر اس قوم کے افراد ملک آسام میں جا بسے۔ وہ بھی تہذیب کو چھوڑ بیٹھے۔ آج کل کھسیا کے نام سے مشہور ہیں۔ دوسرا گروہ کشمیر سے نکل کر مغربی ایشیا میں سکونت پذیر ہوا۔ وہاں اس قوم نے بہت کچھ عروج و اقتدار حاصل کر لیا۔ جھیل کسپین کا نام اس قوم کے عروج و کمال کی ایک زندہ جاوید یادگار اب تک پائی جاتی ہے۔ کسپین یا کسیپ رپی ان کے معنی ہیں۔ کس قوم کا پانی مہاراجہ سگر کے زمانہ میں اس قوم نے ویدک تہذیب کو خیر باد کہا۔

(۷) ناگ :۔ کشیپ آشرم کے دو گدی نشینوں کی عورتوں سُرسا اور کدرو کے بطن سے پیدا شدہ اولاد ناگ قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس قوم نے پہلے پہل دریائے ہرش پنچ اور لیدری کے علاقہ جات واقعہ ملک کشمیر میں سکونت اختیار کی۔ چنانچہ ویدی ناگ نیل ناگ وغیرہ مقامات اب تک اس قوم کی بتاتے یادگار موجود ہیں بعد ازاں یہ قوم سوائے نیل خاندان کے سب کی سب ملک کشمیر سے جلا وطن کی گئی۔ اور مہادیو نے اس قوم کو منطقہ معتدلہ جنوبیہ اور منطقہ باردہ جنوبیہ کے ممالک میں آباد کر دیا۔ جب وشنو جی نے بابل کے فرمانروا مہاراجہ بلی کو ایشیاء سے خارج البلد کر کے جنوبی افریقہ میں جلا وطن کیا۔ تو اسے ناگوں سے بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔

دیوتاؤں کے مخالفوں میں دانو قوم کا سب سے اول نمبر ہے۔ امراوتی
واقع تبت کے راجہ اندر سے یہ قوم ہمیشہ لڑتی بھڑتی رہی۔ اور اجودھیا
کے سورج بنسی خاندان کے حکمرانوں کی بھی یہ قوم مخالف رہی۔ لیکن
یہ بات حیرت خیز ہے۔ کہ پریاگ کے چندر بنسی راجاؤں کی بہت سی
مہارانیاں دانو بادشاہوں کی شاہزادیاں تھیں۔ اور ان دونوں
سلطنتوں میں تعلقات رشتہ داری قائم رہے۔ مثلاً مصر کے دانو بادشاہ
سورجھانو کی بیٹی پرجھا کے بطن سے پریاگ کا مشہور راجہ نہش پیدا ہوا
برکھ پرجا کی بیٹی شرمستا راجہ جھاتی نے بیاہی۔ ویشوانر کی بیٹی اپ دانوی
کے بطن سے شکنتلا کا خاوند راجہ دشمنت پیدا ہوا۔ مصر کے دانو بادشاہ
مے کی بیٹی مندودری لنکا کے راجہ راون نے بیاہی۔ اور سلطنت اجودھیا
کو کمزور کرنے میں مے نے راون کو روپیہ اور آدمیوں سے امداد دی
میریچی، سیاہو۔ تاڑکا وغیرہ مصر کے دانو تھے۔

(۱۱) دیت:۔ کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت دتی کے
بطن سے دیت قوم پیدا ہوئی۔ ان میں سے ہرنیہ کشیپ اور
ہرنیاکش نے سلطنت بابل کی بنیاد ڈالی۔ اور اس قوم کے تاجدار
ہمیشہ دیوتاؤں کے راجہ اندر سے برسرپیکار رہے۔ بعد ازاں
وشنو پوری کے گدی نشین باون نے دیتوں کے راجہ بلی کو ایشیا سے
خارج البلد کر کے جنوبی افریقہ میں آباد کر دیا۔ وہاں اس نے شونت پور
کی زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی طوفان نوح کے زمانہ تک اس
سلطنت کے نشانات اور حالات ملتے ہیں۔ کنس نے راجسو یگیہ کیا
تو شونت پور کے راجہ بان کو شکست دیکر اس سے خراج وصول کیا
بعد ازاں سری کرشن کے پوتے انرودھ کی مدد کے لئے جادو بنسیوں
نے وہاں جاکر بان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کے وزیر

۱۷	پشپ ونت	۲۱-	کپل
۱۸-	ورمکھ	۲۲-	بامن
۱۹-	سرمکھ	۲۳-	ہنش
۲۰-	شنکھ پال	۲۴-	شنکھ روما
		۲۵-	منی

۸-۹- گرڑ- اَرُن :- کشیپ آشرم کے ایک گری نشین کی عورت نبتا کی بطن سے پیدا شدہ اولاد دو قوموں میں منقسم ہوگئی- ان میں سے گرڑ قوم نے وشنوجی کی حکومت میں اور اَرن نے سورج کے مقبوضات میں سکونت اختیار کی- گرڑ قوم کے ہی دلاوروں نے ناگوں کو ایشیا سے خارج البلد کیا تھا- اور امریکہ میں پھر ان دونوں قوموں کی ریاستیں ملحق تھیں- دونوں میں ہمیشہ جنگ وجدل جاری رہے- گرڑ قوم نے قدیم زمانہ میں بڑے بڑے معرکے سر کئے- ارن قوم نے سیاست میں چندان شہرت نہیں پائی- بلکہ علم جیوتش کی اشاعت کی وجہ سے اس اقوام کا نام زندہ جاوید بن گیا ہے-

۱۰- م وانو :- کشیپ آشرم کے ایک گری نشین کی عورت ونو کے بطن سے پیدا شدہ اولاد وانو قوم کے نام سے مشہور ہوئی- اس قوم نے مصر کا ملک آباد کرکے وہاں اپنی زبردست حکومت کی بنیاد ڈالی طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے سری کرشن جی کے فرزند پرودمن نے اس قوم کی حکومت کا چراغ اقبال گل کرکے برندابن کے گوالوں کو مصر کی حکومت عطا کی- اور بنی اسرائیل کے زمانہ تک یہی قوم وہاں حکمران رہی-

مسلمانوں کی مذہبی روایات میں وانو قوم کا ذکر ایک ہوائی قوم کے طور پر کیا گیا ہے- لیکن ہندوؤں کے پورانوں میں تبت کے

مسیح سے قریباً سات ہزار برس پہلے کنتو خاندان نے پھر عروج پکڑا اور ہندوستان کے آریہ راجاؤں کو کمزور کرکے یہاں اپنی متعدد ریاستیں قائم کرلیں۔ اور ویدک دھرم کو یہاں بہت صدمہ پہنچایا۔ انہیں کنتو خاندان کے ہندوستانی حکمرانوں کو اس ملک سے نکالنے کے لئے اگنی کل راجپوتوں کی پیدائش وقوع میں آئی۔ پرمار چوہان۔ سولنکی اور پڑہار راجپوتوں کے مورثان اعلیٰ نے ملک بنت سے آکر کنتو خاندان کے حکمرانوں کے پنجہ سے ہندوستان کو نجات دلائی۔ یہ لڑائیاں مسیح سے ۶۶۳۲ برس پہلے ہوئیں۔ اسکے بعد معلوم نہیں۔ کنتو خاندان کا کیا کچھ حشر ہوا

(۱۳) بسو:- دھرم کی عورت بسو کے بطن سے آٹھ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ تھے۔ آپ[1]۔ دھرو[2]۔ سوم[3]۔ دھر[4]۔ بابو[5]۔ اگنی[6]۔ پرتیوش[7] پربھاش[8]۔ یہ آٹھ بسو خاندان کہلاتے۔ ان میں سے دھرو کی اولاد میں سے کال ایک مشہور حکمران ہوا۔ جس کو یم بھی کہتے تھے۔ یہاں یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ یہ دھرو وہ نہیں ہے۔ جسکی زہد و ریاضت کی داستانیں ہندو قوم کے زبان زد خاص و عام ہیں۔ وہ مہشتی واقعہ سشرتی پنجاب کا راجہ تھا۔ بابو اور اگنی راجہ اندر والی امرادتی کے سرداران نامدار میں شامل کئے گئے۔ پربھاس نے دیوتاؤں کے پروہت برہسپتی کی بہن سے شادی کی اس کے بطن سے بشوکرماں پیدا ہوا۔ جس نے علم انجنیرنگ اور صنعت وحرفت کی بنیاد ڈالی بشوکرما نے اپنے نام پر جو شہر آباد کیا۔ اُن کا نام بشو استھلی رکھا۔ اور وہ آجکل دہلی کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

ان کے علاوہ وشوے دیوا۔ سادھ۔ بھالو۔ گھوش وغیرہ اور بھی بہت سی قومیں بنت میں پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے میدان سیاست میں

کیبھانڈ کے ہاتھ میں سنان حکومت دیدی۔ جب سری کرشن جی مہادیو سے ملنے گئے۔ تو انکی سفارش سے بان کو چھ سو نت پور۔۔۔۔ کی حکومت واپس دیدی۔ بان کی بیٹی اوکھا انرودھ سے بیاہی گئی۔ طوفان نوح کے بعد افریقہ اور ایشیا کے تعلقات بہت عرصہ تک منقطع رہے۔ اس لئے معلوم نہیں۔ بعد ازاں اس سلطنت کا حشر کیا ہوا۔

(۲۲) اسُر۔ ہرنیہ کشیپ کے بابل میں دیتوں کی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ تو اپنی حفاظت کی غرض سے۔ مغرب کے دانوں کو سلطنت کی بادشاہ پرہلاد کے ساتھ اپنی بہن سنگھکا کی شادی کردی جس کے بطن سے پیدا شدہ اولاد سنگھ کے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ بابل کے دیتوں کے ماتحت یہ قوم باجگذار کی حیثیت سے حکومت کرتی رہی۔ اور اسر قوم کہلائی جب دیت جلاوطن ہوکر جنوبی افریقہ میں چلے گئے۔ تو اسُر عراق عرب اور عرب کے ملکوں کے حکمران بن بیٹھے۔ اور بہت کچھ طاقت پکڑ کر بتت کے دیوتاؤں کے ساتھ جنگ آزمائیاں کرنے لگے۔ اور دیوتاؤں کے انہوں نے اتنا دق کردیا۔ کہ وہ وشنو جی کی امداد لینے پر مجبور ہوگئے۔ وشنو جی نے اسروں کو شکست دیکر انہیں کمزور کردیا۔ اور پولیٹیکل مصلحت سے ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم کردی۔ ایشیا کوچک کا ملک راہو کو دیا۔ اور عرب کا ملک کیتو کے سپرد کردیا۔ دونوں خاندان جداگانہ طور پر حکومت کرتے رہے بہت مدت بعد مہابھارت واقعہ جنوبی ہند کے فرمانروا ایک بیر نے کیتو خاندان کے بادشاہ کال کیتو کو شکست دیکر عرب سے اسروں کی حکومت اٹھادی۔ اور یہ ملک تال جنگھا خاندان کے یادوؤں کے سپرد کردیا۔ طوفان نوح کے زمانہ تک عرب میں تان جنگھا خاندان حکومت کرتا رہا۔

اس سلطنت کی حفاظت کے واسطے دو دیوتاؤں نے روحکومتیں اور قائم کیں۔ وہ دونوں مذہبی اور جنگی حکومتیں تھیں۔ ایک حکمران مہرشی کشیپ کے فرزند ارجمند وشنوجی کو منتخب کیا۔ اور اسکا فرض یہ قرار دیا۔ کہ مقلدان وید کی حفاظت کرے۔ ان کو جنگی علوم سے بہرہ یاب کرے۔ اور دوسری کا فرمانروا رُدر کو مقرر کیا۔ ان کا فرض یہ مقرر کیا۔ کہ منکران وید کو ضابطہ کے اندر رکھے۔ تاکہ وہ دیوتاؤں اور ان کی ماتحت اقوام کے امن عامہ میں خلل انداز نہ ہوسکیں۔ وشنوجی کی مذہبی اور جنگی تعلیم ودکشن مارگ کے نام سے مشہور تھی۔ اس کے اسلحہ جات جنگ میں واقع زہر ادویات اور گیسوں سے کام لیا جاتا تھا اور رُدر یعنی مہادیو کی جنگی تعلیم کے اسلحہ جات جنگ میں زہریلا ادویات اور گیسیں استعمال کی جاتی تھیں اور وہ بام مارگ کے نام سے مشہور پذیر ہوئی۔

مقلدان وید کو منکران وید پر یہ فوقیت رہی گئی۔ کہ وہ وشنو جی اور شیوجی دونوں قسم کی تعلیم سے بہرہ یاب ہوسکتے تھے۔ اور مہادیو دیوتاؤں۔ آریوں اور اسروں سب کو اپنی تعلیم سے ایک ساتھ فیضیاب کرتے تھے۔ لیکن وشنوجی محض مقلدان وید کو ہی تعلیم دیتے تھے۔ منکران وید کو نزدیک نہیں آنے دیتے تھے۔ بعد کے زمانہ میں جب وشنو اور شیو یہ دو دھرم یعنی مذہب بن گئے۔ تو تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ کہ شیومت کے ماننے والوں میں دیوتا اور اسر دونوں شامل تھے۔ لیکن وشنو دھرم میں محض مقلدان وید ہی داخل رہے۔ اسروں نے کبھی اس تعلیم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چونکہ دیوتا دونوں قسم کی تعلیم حاصل کرسکتے تھے۔ اس لئے منکران وید کی نسبت وہ زیادہ طاقت رکھتے تھے۔ اگر دیوتا ایسا انتظام نہ کرتے۔ تو

زیادہ ناموری حاصل نہیں کی۔ اس لئے بخوف طوالت ان کے حالات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

دیوتاؤں کا نظام حکومت

جب ملک تبت میں آبادی بہت بڑھ گئی۔ تو اس کو ضبط میں رکھنے کے لئے اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ایک نظام حکومت قائم کیا جائے تاکہ سب اقوام اپنے اپنے فرائض و حقوق کی نگہداشت کرتی ہوئی امن و امان کے ساتھ رہیں۔ اور ہر ایک شخص اپنی پیدا کردہ تمنوں سے حظ اٹھا سکے۔ اور بنی نوع انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور ذہنی ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ واقعہ نہ ہو۔ اس امر پر غور کرنے کے لئے تبت کی تمام اقوام کے سربرآوردہ اصحاب سمیرو پربت کی چوٹی پر جمع ہوئے۔ اور سب نے اتفاق رائے سے سری برہما جی کو بنی نوع انسان کا تعلیمی اور روحانی بادشاہ منتخب کیا۔ منوونتی نامی دارالحکومت قرار دے کر شوکرماں کی سرپرستی سری برہما جی کا راج دربار تعمیر کر دیا گیا۔ سری برہما جی کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ وید اور اس کے متعلقہ علوم کی تحقیقات کر کے اس کے نتائج سے اہل عالم کو فیضیاب کرے۔ مریچی۔ اتری۔ انگیرہ۔ پلہہ کرتو۔ پلست۔ اور وششٹ ان کی کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے۔ یہ رشی اپنے اپنے آشرموں میں مقیم رہ کر مختلف علوم وفنون اور علم الروح کے مسائل کی تحقیقات میں مصروف رہتے اور وقت معزرہ پر منوونتی میں جمع ہو کر دینی اور دنیوی مسائل کی عقدہ کشائی کرتے تھے۔ اس سلطنت سے بنی نوع انسان کو جو فوائد پہنچے۔ اور جو علوم وفنون ایجاد ہو کر دنیا میں اشاعت پذیر ہوئے۔ ان کا مفصل ذکر تواریخ آریہ ورت میں کیا گیا ہے۔

نام پر مشہور ہُوا۔ تیسرے پورانوں میں یہ بات کئی جگہ لکھی ہے۔ کہ وشنو جی اکثر اوقات کشیر ساگر کے پار۔ یوگ ابھیاس میں معروف رہتے تھے۔ اور تبت کے دیوتاؤں کو جب کبھی اسروں نے دق کیا تو کشیر ساگر سے وہ وشنو جی کو اپنی امداد کے لئے لائے۔ اور کشیر ساگر بحر منجمد شمالی کا نام ہے۔ کیونکہ کشیر سنسکرت میں دودھ کو کہتے ہیں۔ اور بحر منجمد شمالی کا پانی دودھ کی مانند سفید رنگ کا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ وشنو جی بحر منجمد شمالی کے پار قطب شمالی میں یوگ سمادھی میں معروف رہتے تھے۔ یہ بات کہ امریکہ شمالی وشنو جی کی قلمرو میں شامل تھا۔ ایک تواریخی واقعہ سے ظاہر ہے۔ جب مہادیو نے تریپر اسر کے خاندان کو تباہ کیا اور ایک بھی نوجوان زندہ نہ چھوڑا۔ تو اس خاندان کے ۷ ہزار بچے۔ بوڑھے اور عورتیں برہما جی کی پناہ میں آئے۔ ان کی سفارش سے وشنو جی نے اپنی قلمرو شمالی امریکہ میں اس شرط پر آباد کرنا منظور کیا۔ کہ وہ ویدک احکام کو مانینگے۔ برہمن اور مرتاض کو تکلیف نہ دینگے۔ اور گوشت کھانا اور شراب پینا قطعی طور پر ترک کر دینگے۔ پورانوں کے مکاشفات سے یہ امر تشریح ہوتا ہے۔ کہ دیتا۔ دانو۔ اسر۔ راکشس۔ ناگ وغیرہ اقوام یورپ۔ افریقہ۔ جنوبی امریکہ اور ان جزائر میں آباد تھیں جو سمندر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان اقوام کے نوجوان تحصیل علم کے لئے کیلاس پربت پر مہادیو کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور وہ تو میں ان کو ہی اپنا مذہبی پیشوا مانتی تھیں۔ ان اقوام کی خاندانی روایات جو پرانوں میں مرقوم ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ مذکورالصدر ممالک مہادیو والی کیلاس پوری کے ہی تابع فرمان تھے۔ اور جو قومیں ویدک تہذیب سے ساقط ہو جاتی تھیں۔ انکی تربیت مہادیو کے ہی سپرد تھی۔

زمانہ حال کے یورپین مورخ روئے زمین کے تمام باشندوں کو

ویوک دھرم ہمیشہ دواہی طور پر قائم نہ رہ سکتا تھا۔ تواریخ قدیم آریہ ورت میں ان تینوں ابتدائی حکومتوں کے حالات زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں مختصر ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

یہ تین حکومتیں قائم کرکے روئے زمین کے جملہ ممالک تین حصوں میں منقسم کردیئے گئے۔ بحر الکاہل سے لیکر بحرہ قلزم تک کے تمام ممالک جو جنوبی ایشیا میں واقع ہیں سری برہماجی کی قلمرو میں شامل کئے گئے۔ ان ممالک میں سری برہماجی کی اولاد اور انکی ماتحت اقوام سکونت پذیر ہوئیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ سری برہماجی کے نام پر ہندوستان کا نام ابتدا برہماورت رکھا گیا تھا۔ اور ممکن ہے۔ کہ ملک برہما کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہو۔ دوم ابتدائی منونتروں میں ان ممالک میں سری برہماجی کی اولاد کے تاجدار برسر اقتدار رہے۔ اور ویوسوت منونتر میں سری برہماجی کی ماتحت حکومت امرادتی کے سرداران نامدار کی اولاد نے حکومت کے ڈنکے بجائے۔ تیسرے ان ممالک میں ریشیوں کے جتھے خاندان پھیل کر سکونت پذیر ہوئے۔ وہ سب انہیں سات ریشیوں کی اولاد میں سے ہے۔ جو سری برہماجی کی کونسل کے رکن تھے چوتھے آریہ لفظ کا اطلاق صرف سری برہماجی کی ہی اولاد اور رعیت پر ہوتا رہا ہے۔ وشنو یا مہا دیو کی رعیت پر نہیں ہوا۔ شمالی ایشیا اور شمالی امریکہ وشنوجی کی قلمرو میں شامل کیا گیا۔ یہ بات چند کتبہ جات کی رو سے بھی پایۂ تصدیق کو پہنچ گئی ہے۔ جو پراگ جیوتش پور (چین) کے راجاؤں نے نصب کرادئے تھے۔ اور اب کوہ ہمالیہ کے اس حصہ سے جو آسام کے شمال میں ہے۔ دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کتبہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ سلطنت پراگ جیوتش پور کے تاجدار وشنوجی کے فرزند ارجمند منگل یا بجوم کی اولاد میں سے تھے۔ اور چینی تاتار کے ایک حصہ کا نام ہی منگولیا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس ملک کا نام وشنوجی کے بیٹے منگل کے

کی کرنیں پڑتی ہیں۔ تو پہلے رنگ کے سنہری پتھروں سے ٹکر کھا کر معکوس ہوتی ہوئی اس متبرک سرزمین کو جو پہلے ہی کارکنان قضاو قدر نے بہشت کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ اپنی منعکس شاعوں سے زردی چھڑک کر اور بھی پاکیزہ بناتی ہیں۔ ایسے سمیرو پربت پہ وشوکرماں نے سرخ رنگ کے صاف شفاف اور چمکدار پتھر تراش کر ان کی اینٹوں سے عالیشان عمارتیں تعمیر کیں۔ تو سبزی۔ زردی۔ سرخی اور سفیدی نے مل جل کر اس خطۂ بے نظیر کی خوبصورتی کو اور بھی چار چاند لگائے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مقدس تریں راجہ مانی منوجی کا تذکرہ اب تک بھی ہندوؤں کے دل میں مسرت اور پاکیزگی کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

اس سنوجی کو سری برہما جی نے جو آغاز آفرینش میں بنی نوع انسان کے روحانی بادشاہ منتخب کئے گئے۔ اپنی صدر گاہ بنایا۔ چونکہ ان کے جانشین بھی جو نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً گدی نشین ہوتے رہے۔ اسی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ اس لئے ہر ایک جانشین کے واقعات عہد مسلسل طور پر پیش کرنے سے ہم معذور ہیں۔ اگرچہ سنسکرت لٹریچر میں ان واقعات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ تاہم ان چند بڑے بڑے کارہائے نمایاں کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔ جو اس روحانی بادشاہت کے فرمانرواؤں کی پاک ذات سے ظہور میں آئے۔

(۱) **وید کا ظہور**:- یورپین مورخوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت انسان جنگلی اور وحشیانہ حالت سے بتدریج ترقی کرکے موجودہ تہذیب تک پہنچا ہے۔ ابتدائی زمانہ کے انسان اور جانوروں میں کوئی فرق نہ تھا۔ نہ وہ رہنے کے لئے گھر بناتے تھے۔ اور نہ بدن پر کپڑا پہنتے تھے۔ پھر ان کو کچھ ہوش آئی۔ تو ستر پوشی کے لئے درختوں کی چھال اور پتوں سے کام لینے لگے اور ٹوٹی پھوٹی بولی بول کر اپنے دل کے خیالات دوسروں پر ظاہر کرنے لگے

تین نسلوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ان کی یہ تقسیم دیوتاؤں کی قدیم تقسیم مملکت کے حسب حال ہے۔ سری برہما جی کی رعیت آریہ کہلاتی تھی اور جو لوگ وشنو جی کی قلمرو میں آباد تھے۔ وہ سب وشنو جی کے بیٹے سنگل کے نام پر سنگولین کہلاتے تھے۔ اور جو اقوام افریقہ وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کا نسلی تعلق براہ راست مہادیو کی ماتحت اقوام کے ساتھ ہے لیکن اس نسل کا نام حبشی زمانہ حال کی اختراع ہے۔ آریہ یا منگولین کی مانند قدیم نام نہیں ہے۔

(۱) منوولی

(دنیا کی سب سے پہلی تعلیمی اور روحانی بادشاہت)

سمیرو پربت کے محل وقوع کا ٹھیک ٹھیک پتہ ہم اوراق گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں اسکی بلند ترین چوٹی پر سری برہما جی نے اپنی قیام گاہ کے لئے ایک شہر آباد کر کے اس کا نام منوولی رکھا۔ یہ شہر اگرچہ پہلے پہل کچھ ایسا خوبصورت نہ تھا۔ لیکن جب دیوتاؤں نے ہم مشورہ ہو کر سری برہما جی کو بنی نوع انسان کا روحانی بادشاہ منتخب کیا۔ اور وشوکرماں نے دیوتاؤں کے بادشاہوں کے واسطے سمیرو پربت اور اسکے نواحی علاقہ میں دارالحکومتیں تعمیر کیں۔ تو اس نے سب سے پہلے منوولی کی تعمیرات میں ہی اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائے سری برہما جی کی بھالینی دربار عالی کا جو خاکہ پورانوں میں کھینچا گیا ہے۔ اس سے منوولی کی خوبصورتی اور نفاست۔ پاکیزگی اور شان و شوکت کا بخوبی اظہار ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کے خوش منظر مرغزار اور دلکش سبزہ زار کے عین درمیان میں سمیرو کی برنالی چوٹیوں پر جب سورج

جوان الفاظ اور جملوں کو سنتی تھی ازبر کر لیتی تھی۔ اور بزرگوں کی دیکھا دیکھی اسی طرح منتر پڑھتی تھی۔ پشت بہ پشت اور صدی بہ صدی یہی سلسلہ جاری رہا جو منتر آریوں نے ہندوستان میں داخل ہونے سے پہلے بنائے تھے۔ ان میں سے بہتوں کا تو آج نشان بھی نہیں ہے۔ جو باقی ہیں۔ وہ سب رگ وید میں ملتے ہیں۔ رگ وید ہندوؤں کی سب سے پرانی کتاب ہے۔ اس وقت دیوتاؤں کی پوجا میں صرف اناج اور سوم رس چڑھتا تھا۔ چنانچہ رگ وید میں انہیں چیزوں کا ذکر ہے۔ پھر آریہ شمالی ہند میں پھیل گئے۔ قربانیاں ہونے لگیں۔ مذہب بھی آہستہ آہستہ بدل گیا۔ اب یجور اور سام وید نئے وید اور بن گئے۔ یجور وید آریوں کی قربانیوں کا وید ہے۔ اور سام وید دیوتاؤں کی کتاب ہے۔ پھر جب آریہ سارے ہندوستان میں پھیل گئے۔ تو بہت مدت بعد چوتھا اتھروید تصنیف کیا۔ یہ ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کا دفعیہ کرنے والے منتروں کا مجموعہ ہے۔ چاروں وید دو ہزار برس قبل مسیح سے پندرہ سو برس قبل مسیح کے درمیانی زمانہ میں آریوں نے بنائے۔

وید کے متعلق یورپین مورخوں کے خیالات کا لب لباب مذکورہ بالا سطور میں ہم نے درج کر دیا۔ لیکن معاملہ فہم اصحاب جانتے ہیں۔ کہ ان میں کہاں تک صداقت کی بو پائی جاتی ہے۔ ان لوگوں نے ابتدائی زمانہ کے انسان کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا اندازہ لگا کر یہ سب بے بنیاد خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ورنہ کوئی شہادت ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ اول تو دنیا کی قدامت کے متعلق ان کی رائے بالکل غلط ہے۔ دوسرے تہذیب اور شائستگی کی تواریخ کے بارے میں انکے خیالات بالکل ہی لغو اور بے بنیاد ہیں۔ تیسرے آریوں کا ترکستان سے آنا خلاف واقعات ہے۔ اس لئے وید کے متعلق بھی ان کے خیالات

اسکے بعد پیپل وغیرہ درختوں۔ سانپ وغیرہ موذی کیڑوں اور سانڈ وغیرہ زبردست چوپاؤں کی پرستش شروع کردی۔ بعد ازآں تہذیب ذرا اور بڑھی۔ تو حضرت انسان نے خیال کیا۔ کہ ہم میں سے جو مرجاتے ہیں ان کی روحیں کرہ ہوائی میں گھومتی پھرتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم نہیں ہیں۔ اس لئے خوراک حاصل نہیں کرسکتیں۔ تاہم ان کو بھوک ضرور ستاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پسماندگان کو تکلیف دیتی ہیں۔ اس خیال سے وہ لوگ مردہ روحوں اور بھوت پریتوں کو پوجنے لگے۔ اور ان کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لئے مرغ۔ بکرے۔ اور بھینسے کی قربانی دینے لگے۔ تاکہ ان کو من بھاتی خوراک خون کی بھینٹ دی جائے۔ اور وہ ہمیں دق نہ کریں۔

اس کے بعد تہذیب نے ایک قدم اور بڑھایا۔ اور حضرت انسان بارش۔ بجلی۔ سورج۔ چاند۔ آگ اور دھرتی ماتا وغیرہ کو زندہ وجود مان کر ان کی پرستش کرنے لگا۔ ان کو وہ لوگ اپنی زبان میں دیوتا کہنے لگتے اور دنیا کے مالک و منتظم خیال کرکے ان سے دعائیں مانگنے لگے۔ ان کا اعتقاد تھا۔ کہ دیوتا ہمارے روزانہ کاروبار میں امداد بھی کرسکتے ہیں چنانچہ مینہ برسانے۔ وبائی امراض کو دور کرنے اور دولت حشمت کی ترقی کے لئے وہ لوگ اپنے دیوتاؤں سے مدد کی التجا کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں نے تہذیب کے اس دائرہ کے اندر قدم رکھا۔ وہ اپنے آپکو آریہ کہنے لگے۔ یہ لوگ ترکستان میں رہتے تھے۔ ان میں سے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ان دیوتاؤں سے بالاتر ایک طاقت اور بھی ہے جو ان سب کو چلاتی ہے۔ اسکو وہ ایشور کہنے لگے۔ چنانچہ آریہ لوگ دیوتاؤں اور ایشور سے دعائیں مانگتے تھے۔ جب کوئی آریہ بزرگ کسی دیوتا یا ایشور کی حمد و ثنا کرتا۔ تو ہمیشہ وہی کے وہی لفظ اور جملے استعمال کیا کرتا تھا۔ اسکی اولاد

علم کے مصنف نے اس کے موجد ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ یہ
یہ بیان کیا ہے۔ کہ اس مضمون کو وید سے اخذ کرکے ہم صرف اس کی
تشریح کرتے ہیں۔

(۱) آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی رقم طراز ہیں۔ کہ سنسکرت
زبان یونانی سے زیادہ کامل لاطینی سے زیادہ وسیع اور دونوں
سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے۔ اس زبان کی صرف ونحو ایسی کامل
ہے۔ کہ انسان کی زبان کے اصول اگر تمام دنیا میں قائم بھی ہوتے ہیں
تو اس سے زیادہ نہیں ہوئے۔

سنسکرت گرامر ہیں اشٹا دھیائی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے
اور اس کا مصنف پانی رشی وید اور اس کی سنسکرت کی تعظیم میں
سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اور گرامر کے قاعدہ کے مطابق وہ اس میں زیر
زبر کی بھی غلطی نہیں دیکھتا۔ اس لئے یہ کہنا کہ ویدان وحشی انسانوں
کے بنائے ہوئے ہیں۔ جو جنگلی جانوروں سے لڑنے۔ بھیڑ۔ بکری
پالنے اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی کرنے کے بغیر کچھ جانتے ہی نہ تھے
سراسر واہیات اور جہالت پر مبنی ہے۔

(۲) ایک یونانی مورخ میلانوس لکھتا ہے۔ کہ یونان کے بڑے بڑے
حکیم ہندوستان کے ایک چھوٹے حکیم کی بھی برابری نہیں کرسکتے۔
جس خوبی کے ساتھ ہندوستان کے حکیم آسمان کے حالات بتلاتے
ہیں۔ اس خوبی سے یونان کے حکیم زمین کے حالات بھی نہیں بتلا
سکتے۔ ہندوستان کا علم جیوتش بالکل مکمل اور واضح ہے۔ اور
اس علم کے قدیم مصنف بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کی بنیاد وید سے
شروع ہوئی۔ جیوتش وید کا ایک انگ ہے۔

(۳) علم منطق کی دنیا بھر میں سب سے پہلی اور مکمل کتاب نیائے درشن ہے

راستی پر مبنی قرار نہیں دئے جا سکتے۔ مندرجہ ذیل سطور میں چند دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ جو اصلیت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہونگی

یورپین مورخوں میں سے جن لوگوں نے سنسکرت علم ادب کا تعصب کو چھوڑ کر مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے بلا شک وشبہ اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ دنیا میں جتنے علوم صحیحہ آج تک اشاعت پذیر ہوئے۔ ان سب کے موجد قدیم آریہ ہی تھے۔ جب دنیا کی دوسری قومیں ابھی تک خواب غفلت سے بیدار بھی نہیں ہوئی تھیں۔ ہندوستان کے آریہ ہر ایک علم وفن کو ایجاد کر کے درجہ تکمیل تک پہنچا چکے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ زمانہ حال میں بھی جتنے علوم ہندوستان یورپ کو سکھا سکتا ہے۔ اتنے علوم یورپ ہندوستان کو نہیں سکھا سکتا۔ آجکل ہندوستان یورپ سے محض فزیکل سائنس سیکھ رہا ہے۔ لیکن جب ہم سنسکرت لٹریچر کو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں یہ علم مکمل طور پر لکھا ہوا پاتا جاتا ہے۔ مگر اس کے جاننے والے بہت کم ہیں۔ اسلئے ہندوستان یورپ کا محتاج بنا ہوا ہے۔ الیکٹرسٹی۔ میٹریالوجی۔ ہائیڈرالوجی۔ کیمسٹری بوٹانی وغیرہ تمام علوم سنسکرت میں موجود ہیں۔ اور عمدہ طریق سے لکھے ہوئے ہیں۔ یورپ ابھی تک سائیکالوجی میں بہت پیچھے ہے۔ اور ہندوستان صدیوں تک اس کا سبق پڑھا سکتا ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اہل یورپ سنسکرت کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتے جائینگے۔ اتنا ہی وہ ہندوستان سے بہت کچھ سیکھینگے وغیرہ

سنسکرت میں مختلف علوم کا بے شمار ذخیرہ اٹا پڑا ہے۔ اور ہر ایک علم کی اعلیٰ پایہ کی کتابوں میں ان کے مصنفوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ان سب کی بنیاد وید سے شروع ہوئی ہے۔ وید میں جملہ علوم مادی اور روحانی کا بیج یعنی اصل اصول موجود ہے۔ اور ہر ایک

رائج کر دو۔ تو امراض کی تعداد اور شدت میں ۹۹ فیصدی کمی کا واقعہ ہو جائیگی یہ مغربی دنیا کے ایک فاضل ڈاکٹر کا خیال ہے۔ اور جدید علم طب میں چرک اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ لیکن اس کا مصنف مہرشی کرشن آتریے وید کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے۔ اور طبی پہلو سے اس میں کوئی نقص نہیں پاتا۔

(۹) یورپ کے مشہور سنسکرت داں پروفیسر میکش مولر صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ یورپ کے سائنس داں صدیوں کی روز افزوں ترقی کے بعد اپنی تحقیقات کے جن نتائج پر پہنچے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نتائج وید میں موجود ہیں۔ اور وید میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو سائنٹیک پہلو سے قابل گرفت ہو۔

وید کے متعلق مختلف علوم کے قدیم و جدید فاضلوں کے خیالات کا لب لباب ہم نے مختصر الفاظ میں پیش کر دیا۔ اس سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ وید ابتدائی زمانہ کے جنگلی۔ وحشی اور خانہ بدوش لوگوں نے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ کسی عالم کل ہستی کی تصنیف قرار دئے جا سکتے ہیں زمانہ حال میں بعض علوم اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ان کے فاضلوں کی تھیوریاں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ اور زمانہ حال کا کوئی فاضل کسی ایک علم میں بھی ماہر کامل ہونے کا دعوے نہیں کر سکتا۔ تو اس صورت میں وید کا مصنف تمام علوم مادی و روحانی کا فاضل اکمل کیسے ہو سکتا تھا۔ اور خاص کر اس حالت میں جب کہ بیس سے دو ہزار برس پہلے حضرت انسان نے وحشیانہ زندگی سے نکل کر تہذیب کی طرف ابھی پہلا قدم ہی اٹھایا ہو۔ اس وقت نہ کوئی علم تھا۔ نہ فن نہ کوئی کالج تھا نہ یونیورسٹی۔ بلکہ حضرت انسان اپنے مویشیوں کے لئے گھاس چارہ کی تلاش کے لئے بستر ا بوریا کندھوں پر اٹھائے۔ زرخیز میدانوں

جس میں علم استدلال پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا مصنف گوتم رشی وید کی عظمت کا قائل ہے۔ اور منطقی پہلو سے اس کے کسی ایک منتر میں بھی وہ نقص نہیں دیکھتا۔

(۴) علم اشراق کی سب سے پرانی اور اعلیٰ کتاب یوگ درشن ہے اس کا مصنف پاتنجل رشی وید کی تقدیس کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کہ اس علم کی ابتدا وید سے ہوئی ہے۔

(۵) فلسفہ ارتقا (ایولیوشن تھیوری) کی سب سے پہلی اور مکمل کتاب سانکھ درشن کا مصنف کپل منی وید کی عظمت کا معترف ہے۔ اور اس کی تعظیم میں صدق عقیدت سے سر جھکاتا ہے۔

(۶) علم الروح یعنی سائیکالوجی کی سب سے قدیم اور واضح کتابیں ویدانت درشن اور اپ نشدیں ہیں۔ ان سب کے مصنف وید کی تقدیس کے قائل ہیں۔ بلکہ ان کی تصنیفات کا دارومدار ہی وید پر ہے۔ ویدانت کے معنی ہی وید کا خلاصہ ہے۔ اور اس علم کے فاضل ویدمنتروں میں کوئی بھی ایسی بات نہیں دیکھتے۔ جو سائیکالوجی کے سدھانتوں کے خلاف ہو۔

(۷) دھرم شاستر کی کتابوں کے مصنف منو اور یاگوملک وغیرہ رشی وید میں کوئی ایسا منتر نہیں دیکھتے۔ جو تہذیب اور شائستگی کے خلاف ہو۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری کتابوں میں اگر کوئی بات وید کے خلاف ہو۔ تو وہ قابل تسلیم نہیں ہے۔

(۸) ایک امریکن ڈاکٹر لکھتا ہے۔ کہ علم طب کے متعلق جتنا لٹریچر اور ادویات روئے زمین پر موجود ہے۔ سب اٹھا کر سمندر میں پھینک دو کیونکہ اس سے دنیا میں امراض کی روک تھام نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی تعداد اور شدت میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اور اس کی بجائے جوک سنگھتا میں بیان کئے ہوئے علاج کے طریقوں کو دنیا میں

اشارہ تک بھی کہیں پایا نہیں جاتا۔ جس سے کسی رشی کو وید کا مصنف سمجھا جا سکے۔ دوسرے ہندوستان کی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ مذکورہ الصدر رشیوں کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے وید موجود تھے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ واقعات کے خلاف محض قیاس سے کام لے کر ان ۲۰ رشیوں کو وید منتروں کا مصنف تسلیم کیا جائے۔

پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وید میں تمام علوم مادی و روحانی کے اصل اصول موجود ہیں۔ زمانہ حال میں جب تحصیل علوم کے کافی ذرائع و وسائل مہیا ہیں۔ اور ان کے موجود ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص کسی ایک علم میں ماہر کامل ہونے کا دعوے نہیں کر سکتا۔ تو آج سے چار ہزار برس پہلے جب تحصیل علم کا کوئی ذریعہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت ایک یا چند اشخاص تمام علوم ظاہری و باطنی پر کس طرح سے حاوی ہو سکتے تھے۔ یہ بات حیرت خیز ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ میں خانہ بدوش وحشی انسانوں میں ایسے فاضل پیدا ہو گئے ہوں۔ جنہوں نے جملہ علوم کے انتہائی اصول ایک ہی کتاب میں قلمبند کر دئے ہوں۔ اس لئے یورپین مورخ سخت غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو وید کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ کہنا۔ کہ تہذیب اور شائستگی نے بتدریج ترقی کی ہے۔ سراسر غلط ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ سے پیدا شدہ عقل اندھی ہے۔ وہ اپنا آئیڈل یا معراج کیسے مقرر کر سکتی ہے۔ اور بغیر دیکھی نئی چیزوں کا تصور کیسے باندھ سکتی ہے۔ یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کہ وہ ایسا دھرم ایجاد کرے۔ جس میں اُن پدارتھوں کا ذکر کیا گیا ہو۔ جو کبھی دیکھے سنے نہ ہوں۔ اس لئے وید کسی عالم کل ہستی کا گیان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور عالم کل ہستی سوائے پرماتما کے دوسری ہو نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ لوگ قدیم الایام سے ہی وید کو دوامی

کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اور جنگلی جانوروں سے لڑنے۔ بھیڑ۔ بکری پالنے اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی کرنے کے بغیر کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اس لئے ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ وید کے متعلق یورپین مورخوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ سب خیالات۔ واہیات۔ لغو اور سرتاپا بے بنیاد ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وید کس نے بنائے۔ وید کے ہر ایک منتر کے ساتھ اس کے رشی کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ سب رشی تعداد میں ۲۴ ہیں۔ جن کے نام نامی اور اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وششٹ	۱۳۔ نارائن
۲۔ انتری	۱۴۔ پاررشر
۳۔ کشیپ	۱۵۔ گوتم
۴۔ نارد	۱۶۔ وشوامتر
۵۔ اگست	۱۷۔ مینو
۶۔ بھرگو	۱۸۔ ججانی
۷۔ منو	۱۹۔ ہنش
۸۔ یم	۲۰۔ کرشن
۹۔ وشوکرماں	۲۱۔ گرگ
۱۰۔ وشنو	۲۲۔ ورون
۱۱۔ دھرو	۲۳۔ جمدگنی
۱۲۔ دھرم	۲۴۔ شنہ شیپ

یورپین مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہی رشی ان منتروں کے بنانے والے تھے۔ لیکن جب ہم سنسکرت لٹریچر میں ان رشیوں کی سوانح عمریاں پڑھتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کہیں بھی وید منتروں

وید کے ہر ایک منتر کے ساتھ جس رشی کا نام آیا ہے۔ اسی رشی نے سب
سے پہلے اس منتر کے معنی وید میں ظاہر کئے۔ پہلے کسی کو معلوم نہ تھے۔ لیکن
اس بات کا انہوں نے کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ کہ منتر ورشٹا کے معنی منتر
دیکھنے والے کے نہیں۔ بلکہ اس کی تفسیر کرنے والے کے ہیں۔ یا یہ
۲ رشی وید کے مفسر تھے۔

اس امر کا ثبوت نہ دیتے ہوئے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگنی
یو۔ آدتیہ۔ انگرہ ان چار رشیوں کے ہردیہ میں وید کا پرکاش ہو۔
اس کے ثبوت میں انہوں نے دو شہادتیں پیش کی ہیں۔ ایک شت پتھ برہمن
[illegible] تینوں اور تین ویدوں
کے نام آئے ہیں۔ انگرہ وید اور انگرہ رشی کا نام ان میں نہیں ہے۔ محض
ترجمہ کرتے ہوئے یہ نام بڑھائے ہیں۔ سوامی جی نے منوسمرتی کے جس
شلوک کا حوالہ دیا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اگنی۔ بایو۔ سورج۔
ان تینوں نے رگ یجور اور سام کشنوں والے سناتن (دوامی)
وید کو یگیہ کی سدھی کے لئے دوہا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس سے پہلے وید
ایک تھا۔ اگنی۔ بایو اور سورج نے یگیہ کی سدھی کے لئے وید کے تین
ٹکڑے کر دئے۔ رچائیں ایک جلد میں درج کر کے اس کا نام رگ وید
رکھا۔ اور یگیہ کے متعلقہ منتر دوسری جلد میں لکھ کر اس کا نام یجور وید
رکھ دیا۔ اپاسنا کے منتر تیسری جلد میں جمع کر کے اس کا نام سام وید
رکھا۔ اس لئے وید اگنی بایو۔ آدتیہ کے ہردیہ میں ظاہر نہیں ہوئے
بلکہ ان سے بہت عرصہ پہلے موجود تھے۔ انہوں نے اس کے تین
ٹکڑے کر دئے۔

سنسکرت لٹریچر میں اس امر کا کہیں ذکر پایا نہیں جاتا۔ کہ اگنی
بایو۔ اور آدتیہ ابتدائی ایتھنی سرشٹی میں پیدا ہوئے۔ بلکہ پورانوں

مانتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ پرماتما کے ازلی و ابدی ہونے کی وجہ سے اس کا گیان بھی دوامی ہو سکتا ہے۔ اور صرف قدیم آریہ ہی نہیں۔ بلکہ دیگر مذاہب کے ہادی اور سب سے پہلے معلم بھی وید کو دوامی مانتے رہے ہیں۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے۔ قدیم آریہ پرماتما کو عین علم مانتے تھے۔ ویدانت درشن میں پرماتما کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ کہ وہ ہستی مطلق عین علم اور لامحدود ہے۔ پس وید ایشور کا گیان ہے۔ اور یہ گیان ازلی و ابدی اور دوامی ہے۔ یہی وید ہے۔ اور یہ کسی کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ جس طرح سے دنیا اور مافیہا کی تمام اشیاء پرکرتی کے اندر حالت بالقوہ میں موجود ہوتی ہیں۔ اور جب دنیا کی پیدائش کا وقت آتا ہے تو وہ سب اشیاء بالترتیب اور سلسلہ وار ظہور پذیر ہوتی چلی جاتی ہیں اسی طرح سے آغاز آفرینش میں وید کا بھی ظہور ہوتا ہے۔ چونکہ گیان ایک لطیف شے ہے۔ اس لئے ابتدائی سرشٹی میں پیدا شدہ رشیوں کے ہردیہ میں ہی اس کا پرکاش ہو سکتا ہے۔ ان رشیوں نے سمادھی ارتھا یعنی عالم مراقبہ میں وید منتروں کو پرتکش طور پر دیکھا۔ جس طرح سے انسان ظاہری آنکھوں سے اشیاء کائنات کو دیکھتا ہے۔ رشیوں میں سے جن کی چشم باطن کھلی۔ قدرت نے اپنے سارے بھید اسکے سامنے کھول کر رکھ دیئے۔ اور عالم مراقبہ میں وید منتروں کو دکھائی دیئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سنسکرت لٹریچر میں مذکورہ بالا ۲۴ رشیوں کو ویدوں کے منتر درشٹا کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ منتر کرتا کی حیثیت سے

سوامی دیانند سرسوتی مذکورہ بالا ۲۴ رشیوں کو منتر دیکھنے والے نہیں۔ بلکہ ان کے معنی ظاہر کرنے والے بیان کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے

میں اس علم کی اشاعت کرنے والے رشیوں کے جو شجرات حسب و نسب بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب کی ابتدا سری برہاجی سے ہی ہوتی ہے انہوں نے پہلے پہل پرمیشٹی کو یہ علم پڑھایا۔ اور اس کے شاگرد نسلاً بعد نسلاً اس علم کی اشاعت کرتے رہے۔ اس لئے ویدانت کی تعلیم منوولی کے گدی نشین سری برہاجی نے ہی پہلے پہل دنیا میں جاری کی۔

(۳) مذہب :- چھاندوگیہ اپ نشد کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مادی اور روحانی دونوں قسم کے مذاہب کی ابتدا بھی یہیں سے ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب پہلے پہل علم الروح کو قلمبند کرکے اس کی اشاعت کے واسطے سری برہاجی نے روئے زمین کے تمام ممالک میں منادی کر دی۔ تو دیوتاؤں کا راجہ اندر وراثتی امرادتی پوری اور اسروں کا راجہ بروچن فرزند پرہلاد والی سلطنت بابل علم الروح کی تحصیل کی غرض سے منوولی میں پہونچے۔ دونوں نے ایک ساتھ تعلیم پائی۔ اور یہ خیال کرکے کہ سری برہاجی کی تعلیم کا ماحصل ہم نے سمجھ لیا ہے۔ اپنے اپنے وطن مالوف کی طرف روانہ ہوگئے۔ لیکن درحقیقت وہ دونوں ہی نہیں سمجھے تھے۔ بروچن غلطی سے یہ سمجھ بیٹھا۔ کہ یہ جسم ہی روح ہے۔ جسم سے الگ روح کوئی چیز نہیں۔ اس لئے انسان کو واجب ہے۔ کہ اپنے جسم کی پرورش اور نمود پرداخت کو ہی اپنی زندگی کا ماحصل سمجھے۔ اور مرنے کے بعد اس کو خوشبویات اور ادویات وغیرہ سے بالکل محفوظ رکھنا چاہئے۔ اور صندوق میں بند کرکے اچھے اچھے مقبرے بنانے چاہیں۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ قبر کے اندر یہ جسم اتنا محفوظ رہے۔ کہ قیامت تک بدستور قائم رہ سکے۔ چنانچہ بروچن نے اپنی دارالحکومت میں واپس جاکر محض تن پروری کی تعلیم دی۔ اور اس تعلیم کی اشاعت کا مناسب بندوبست اپنی تمام مملکت میں کر دیا۔ اس تعلیم کا تھوڑا بہت اثر اب تک بھی مغربی ممالک کے

میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اگنی اور بایو دھرم کی عورت بسو کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور سورج کشیپ رشی کا فرزند ارجمند تھا۔ یہ [illegible] کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ اور سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ وید ان رشیوں پر ظاہر ہوئے جو اتھی سرشٹی میں بغیر والدین کے پیدا ہوئے تھے۔ تمام سنسکرت لٹریچر اس امر پر متفق الرائے ہے۔ کہ وید پہلے پہل سری برہما جی پر ظاہر ہوئے۔ جن کی پیدائش کو مار سرشٹی میں وقوع میں آئی تھی۔ ہندوؤں کا قدیم الایام سے ہی یہ اعتقاد چلا آتا ہے۔ اور شویتاشتراپ تشد میں اس کی شہادت موجود ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ کہ وید سب سے پہلے سری برہما جی کے ہردیہ ظاہر ہوئے۔ اور انہوں نے ہی پہلے پہل اس کو جانا۔ انہوں نے ہی عالم مراقبہ میں ان منتروں کو دیکھا۔ سنسکرت علم ادب میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ کہ سری برہما جی نے اگنی بایو آدتیہ اور انگرہ سے وید پڑھے۔ اس لئے مذکور الصدر شہادتوں سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ وید پہلے پہل سرشٹی کی آدمیں سری برہما جی پر ظاہر ہوئے۔ اس وقت وید ایک تھا۔ بعد کے زمانہ میں اگنی۔ بایو اور سورج نے اس کی ایک جلد کی تین جلدیں بنا دیں۔ رگ۔ یجور اور سام الگ الگ کر دئے۔ بہت مدت بعد مذکورہ الصدر ۲۴ رشیوں نے جن کے نام اوپر بتلائے جا چکے ہیں۔ جداگانہ منتروں کو عالم مراقبہ میں دیکھا اور مختلف دقتوں میں جب کوئی رشی کسی منتر کو سمادھی اوستھا میں پرتکیش طور پر دیکھتا چلا گیا۔ اس کا نام اس منتر کے ساتھ درج ہوتا گیا۔ اس لئے بلا خلاف تردید تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ وید کا گیان پہلے پہل سری برہما جی کو ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام دیوتاؤں نے انہیں اپنا روحانی بادشاہ تسلیم کیا۔ اور منو وتی نامی روحانی بادشاہت قائم کرکے وید کی اشاعت کا کام اس کے سپرد کیا۔

۱۴ علم الروح :- علم الروح یا سائیکالوجی کی متبرک کتب اب نشو دں

جو با لخاصیت مفید اور جادو اثر تھیں طوفان نوح کے بعد اس علم کے فاضل نہ رہے۔ اور زمانہ حال میں تو اس سائنس کو سمجھنے والا دنیا میں نظر نہیں آتا۔ اس فلسفہ کے متعلق جو کتابیں سنسکرت میں موجود ہیں۔ وہ بھی نامکمل ہیں۔ اور لوگ ان سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

(۵) **طبعی سائنس**:- اس علم کی بنیاد بھی دنیا میں سب سے پہلے منو ولی کے گدی نشینوں نے ہی ڈالی اور ایک لاکھ شلوک کی آیور وید سنگھتا تصنیف کرکے وکش پرجاپتی کو پڑھائی۔ وکش سے اشونی کماروں نے اور ان سے امراوتی کے راجہ اندر نے پڑھ کر دنیا میں اس کی اشاعت کی۔

(۶) **نجوم** یا جیوتش کا علم بھی سری برہما جی نے ہی جاری کیا۔ پہلے پہل تیجو وتی کے راجہ سورج کو اسکی تعلیم دی۔ اور وشسٹ وغیرہ رشیوں نے سورج سے سیکھ کر دنیا میں اس علم کی اشاعت کی۔ علم نجوم میں حساب۔ مساحت۔ الجبرا۔ اقلیدس۔ علم مثلث۔ فن تعمیر علم نباتات وغیرہ کئی علوم شامل تھے۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں ان سب کا اکٹھا ہی بیان کیا گیا ہے۔

(۷) **علم قیافہ**:- مہادیو کے بیٹے سوام کارتک نے سری برہما جی سے یہ علم پڑھ کر دنیا میں پھیلایا۔

(۸) **علم تواریخ**:- اسی کتاب کے دیباچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اس علم کی بنیاد سب سے پہلے سری برہما جی نے ڈالی۔

(۹) **دھرم شاستر**:- سوشل قوانین اور پولیٹکل ضابطے اس میں شامل ہیں۔ بنی نوع انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور ذہنی طاقتوں کو نشوونما دینے کے خیال سے یہ علم ایجاد کرکے سری برہما جی نے پہلے پہل سوائمبھو منو کو پڑھایا۔ اس نے اپنے نام پر منوسمرتی کتاب تصنیف کی۔ بعد ازاں

مذاہب میں بدستور موجود چلا آتا ہے۔

دیوتاؤں کا راجہ اندر غلطی سے سایہ یا عکس کو روح سمجھ بیٹھا لیکن راستہ میں ہی اسے شک پیدا ہوگیا۔ وہ پھر منو دتی کو واپس لوٹا اور سری برہماجی کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے دل کے شکوک و شبہات پیش کئے۔ بعد از آں کامل تسلی حاصل کرکے امراوتی میں آیا۔ اور اپنی مملکت میں اس نے اس کی اشاعت کی۔ چنانچہ دیوتاؤں اور آریوں میں آج تک جتنے مذاہب اشاعت پذیر ہوئے۔ ان سب میں روح کو جسم سے الگ ازلی و ابدی اور دوامی مانا گیا ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم میں روحانیت کا عنصر ہمیشہ غالب رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دنیا میں آج تک جتنے روحانیت یا مادہ پرستی کے مذاہب جاری ہو چکے ہیں۔ ان سب کی ابتدا اندر اور پرجاپتی کی اس تعلیم سے ہوئی۔ جو انہوں نے سری برہماجی سے حاصل کی تھی۔

(۴) **سنسکار فلاسفی**:۔ یعنی مکمل انسان پیدا کرنے کی سائنس۔ یہ علم بھی دنیا میں سب سے پہلے سلطنت منو دتی کے گدی نشیں نے ہی جاری کیا۔ اور پرجاپتی رشی کو اس کی تعلیم دی۔ پرجاپتی رشی نے ترکا دیہ کھے کو یہ علم پڑھایا۔ اور اس نے اپنے شاگردوں کی معرفت روئے زمین پر اس کی اشاعت کی۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ آریہ ورت کے رشی اس سائنس میں شہرہ آفاق تھے۔ اور حسب دلخواہ اولاد پیدا کرنے پر قادر تھے۔ ان کا اختیار تھا۔ کہ دنیاوی اور روحانی علوم کا عالم عدیم المثال یا بہادری اور شجاعت میں بے نظیر جیسا۔ چاہیں لڑکا پیدا کریں۔ یا بنجھ پن کو دور کرنا حمل کے اندر نر کو مادہ میں اور مادہ کو نر میں بدل دینا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ اور یہ کام وہ اودیات سے لیتے تھے۔ انہوں نے بہت سی ایسی جڑی بوٹیاں دریافت کرلی تھیں

کا آغاز آفرینش سے ہی سری برہماجی کا نام مبارک تقدس اور پاکیزگی کا مترادف خیال کیا جاتا رہا ہے۔ اس مبارک نام کے زبان پر آتے ہی ہر ایک ہندو کے دل میں روحانیت اور پاکیزگی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں ہندوستان کی تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ طوفان نوح کے زمانہ تک یہ روحانی بادشاہت برقرار رہی۔ بعد ازاں اس کا نام و نشان حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کا انجام کیا ہوا۔

(۲) وشنو پوری

(دیوتاؤں کی روحانی اور جنگی سلطنت)

دیوتاؤں نے ہم مشورہ ہو کر منو ولی کی تعلیمی اور روحانی سلطنت کی حفاظت کے واسطے ایک روحانی اور جنگی بادشاہت قائم کی اور اس کا عیب سے پاک فرمانروا کشیپ رشی کے فرزند ارجمند وشنو جی کو منتخب کیا جو اوصاف حمیدہ۔ خصائل پسندیدہ۔ دھرم۔ اخلاق۔ کشف و کرامات جنگی اور حکمرانی کی قابلیتوں کے لحاظ سے تمام دیوتاؤں کا سرتاج سمجھا گیا انہوں نے سمیرو پربت پر جانب شمال مشرق اپنی صدر مقام بنائی۔ روحانیت اور علم جنگ کی ایجاد و اشاعت کے کام پر مامور کئے گئے۔ یہ بادشاہت بھی درحقیقت ایک سکول تھا۔ جہاں دیوتاؤں اور آریوں کو علم الروح اور فن جنگ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ہندو قوم کی ابتدائی تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دیوتا اور آریہ اپنی جنگی تعلیم کی تکمیل کے لئے وشنو پوری میں ہی جایا کرتے تھے۔ اس درسگاہ کی تعلیم اور اسلحہ جات جنگ واسع زہر ادویات اور گیسوں سے تیار کئے جاتے تھے۔ پورانوں میں صرف دو قسم کے ہی اسلحہ جات جنگ کا بار بار ذکر آیا ہے۔ ایک وشنو شستر دوسرا

دنیا میں مجلسی اور سیاسی قوانین پر جتنی کتابیں لکھی گئیں۔ ان سب کا ماخذ یہی منوسمرتی کی کتاب ہے۔

(۱۰) **فن تحریر**:۔ سنسکرت لٹریچر میں اس قسم کی بے شمار شہادتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ابتدائی آفرینش میں سری برہما جی کی مہارانی سرسوتی نے لکھنے کا فن ایجاد کیا۔ سنسکرت حروف تہجی کی صورتیں اسی کے دماغ کی اختراع ہے۔ انسان کی زبان کی جتنی آوازیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ ان سب کی شکلیں انہوں نے جدا جدا فرض کر کے حروف تہجی کو بنایا۔ اور ان حروف میں پہلے وید لکھے گئے۔ زمانہ حال میں دنیا بھر کی تمام زبانوں کے حروف تعداد میں سنسکرت حروف تہجی سے کم ہیں۔ بہت سی آوازیں ان میں ادا نہیں کی جا سکتیں۔ لیکن سنسکرت حروف میں تمام آوازیں لکھی جا سکتی ہیں۔ ویوتاؤں کی کمالیت کا یہ بین ثبوت ہے۔

ایسے ہی اور بھی بہت سے علوم وفنون منو ولی کے گدی نشینوں نے وید سے اخذ کر کے دنیا میں ان کی اشاعت کی۔ جن کا مفصل ذکر ہم نے قدیم تواریخ آریہ ورت میں زیب قلم کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس مقدس بادشاہت سے بنی نوع انسان کو جو فوائد پہنچے۔ انسانی نسلیں ان کے بار احسان سے تا قیامت بھی سبکدوش نہ ہو سکینگی۔ یہی وجہ ہے کہ ویدک دھرم کے پیروکار ہی نہیں۔ بلکہ روئے زمین کی وہ قومیں بھی جو دیوتاؤں کی جانی دشمن تھیں۔ سلطنت منو ولی کے پیشواؤں کی تقدیس میں ہمیشہ سر جھکاتی رہی ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ جو اپنی طاقت کے بھروسہ پر کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کے سامنے ادب سے پیش آتے تھے۔ دنیا کی طول طویل تواریخ میں ہم ایک آدھ واقعہ بھی ایسا نہیں دیکھتے ہیں۔ جب کسی دیوتا۔ آریہ۔ دیت یا دانو نے فرمانروایان منو ولی کی تعظیم وتکریم سے روگردانی کی ہو۔ یہی وجہ ہے۔

زور و قومیں (منگولین) آباد ہیں۔ اور شمالی امریکہ وشنوجی کی قلمرو میں شامل تھے۔ لیکن وشنو پوری کے گرد شیو زیادہ تر قطب شمالی میں سکونت رکھتے تھے۔ اور وہاں یوگ ابھیاس میں ہی مصروف رہتے تھے۔ دیوتاؤں اور آریوں کو جب کبھی شنکروں وید نے دق کیا۔ تو ان کے سربرآوردہ اصحاب کشیر ساگر (بحر منجمد شمالی) کو عبور کر کے ان کو مدد کے لئے لایا کرتے تھے۔ کشیپ نی ممالک سے ان کی بہر حاضری کی کسر پوری کرنے کے لئے وشنوجی کے فرزند ارجمند منگل یا بھوم نے اپنی سلطنت منگولیا میں قائم کر رکھی تھی۔

کیلاس پوری

وشنو پوری کی سلطنت جو روسی اور چینی تبت کی سب سے بڑی درسگاہ تھی محض دیوتاؤں اور آریوں کے لئے ہی مخصوص تھی۔ شنکراں وید کو ضابطہ کے اندر رکھنے کے لئے دیوتاؤں نے ایک اور سلطنت قائم کی۔ جس کا نام کیلاس پوری یا شیو پوری رکھا گیا۔ اور کشیپ رشی کے بیٹے رودر کو جو دیو یعنی سب سے بڑا دیوتا کا خطاب دیکر اس کا حکمران تفویض کیا۔ اس درسگاہ کی جنگی تعلیم اور اس کے اسلحہ جات جنگ ہریلی اور بانات اور گیبوں سے تیار کئے جاتے تھے۔ اس سلطنت کے پیشواؤں کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ شنکران وید کو جنگی تعلیم کے ساتھ ہی دھرم اور اخلاق کی بھی تعلیم دیویں۔ چنانچہ آریوں کی طول طویل تواریخ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دیت۔ دانو۔ اسر اور راکشس وغیرہ اقوام کے نوجوان اپنی جنگی تعلیم کی تکمیل کے لئے کیلاس پوری میں ہی آیا کرتے تھے۔ اور یہاں کے فرمانرواؤں کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ اس درسگاہ کی

اور دوسرے شیو - اسی طرح سے ابتدائی زمانہ میں روحانی تعلیم بھی دو قسم پر ہی منقسم تھی - اور رفتہ رفتہ یہ دو مذہب بن گئے - ویشنو مت اور شیو مت بعد کے زمانہ میں دیوتا اور آریہ قوم کے بادشاہ جب کبھی اپنے دشمنوں سے زک اٹھاتے تھے - تو وہ وشنو پوری کے ہی گدی نشینوں کی پناہ میں جاتے - اور ان کی مدد سے اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل کر لیتے تھے وشنو پوری کے فرمانرواؤں نے سنکر ان وید کی کبھی مدد نہیں کی - اس لئے ریت اور دانو وغیرہ قومیں انہیں ہمیشہ اپنا جانی دشمن خیال کرتی تھیں اور وشنو دھرم کی روحانی اور مذہبی تعلیم کو سخت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی تھیں - پرہلا پھگت کا واقعہ اس امر کا شاہد ہے - کہ وشنو دھرم کی تعلیم کا پیرو کار ہونے کی وجہ سے اسے اپنے والد بزرگوار کے ہاتھوں کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں - اس سلطنت کے گدی نشینوں میں سے ہنس - متس - کشیپ - باراہ - نرسنگھ اور باون نہایت ہی مشہور شخصیتیں ہوئی ہیں - جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں ویدک دھرم کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو مادو پرستی کے بحر تلاطم خیز کی لہروں سے بچا کر صحیح سلامت کنارے پر لگایا - اس سلطنت کے گدی نشینوں کے کارنامے نمایاں وشنو دھرم کے متعلقہ پرانوں میں وضاحت کے ساتھ معرض تحریر میں لائے گئے ہیں - اور ان کا اقتباس ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت میں زیب قلم کر دیا ہے - دیوتوں - دانوں اور امیروں کے ساتھ انہوں نے جو جنگ آزمائیاں کیں - ان کا مفصل ذکر پرانوں میں مندرج ہے وہ سب تواریخی واقعات ہیں - لیکن زمانہ حال کے فاضل انہیں فرضی کہانیاں قرار دے کر ان سے کچھ ماتھ نہیں اٹھا سکتے - ہم نے تواریخ آریہ ورت میں ان واقعات پر کافی روشنی ڈال دی ہے - پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے - کہ ایشیا کے شمالی مشرقی ممالک جہاں آج کل

ہاتھ میں دیدی۔ اس انتظام سے یہ فائدہ ہُوا۔ کہ سلطنت منوونی کے پیشواؤں کو قومی اور ملکی جھگڑوں اور جنگ وجدل سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔ وشنوجی اور مہادیو ہمیشہ اسروں سے لڑتے رہے۔ لیکن برہماجی کو کبھی جنگ آزمائی کے لئے موقعہ نہیں آیا۔ ان کی بجائے یہ کام اندر کے ذمہ قرار دیا گیا۔ اور منوونی کے پیشوا ہمیشہ جگت گرو (استاد عالم) ہی بنے رہے

راجہ اندر کی دارالحکومت دیولوک (تبت) کے جنوب میں بدری نارائن سے تھوڑی ہی دور ہمیز پربت پر واقعہ تھی۔ یہ شہر اپنی خوبصورتی اور شان وشوکت کے لحاظ سے روئے زمین پر ہمیشہ بے نظیر رہا۔ دشوار گذار پہاڑوں کے عین درمیان میں ہر قسم کے خوف وخطر سے بالکل محفوظ تھا۔ اور یہاں کا فرمانروا بڑی آسانی کے ساتھ اپنی ماتحت حکومتوں کا بندوبست رکھ سکتا تھا۔

مسئلۂ خلافت:۔ یہ بات کہ سلطنت امراوتی کے فرمانروا راجہ اندر کو مذہبی اور پولیٹیکل دونوں قسم کے اختیارات حاصل تھے۔ اب تک ملک تبت میں پائی جاتی ہے۔ اور اس ملک میں قدیم الایام سے یہ رواج چلا آیا ہے۔ قریباً اڑھائی ہزار برس کا عرصہ گذرا۔ کہ اہل تبت نے ویدک دھرم کو چھوڑ کر بدھ دھرم قبول کر لیا۔ لیکن یہ رواج اب تک بدستور برقرار ہے۔ تبت کا لاما گرو اس ملک کا مذہبی پیشوا بھی ہے۔ اور پولیٹیکل اختیارات بھی اسے حاصل ہیں۔ یہ اصول یہاں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ تمام قوموں نے جو بعد کے زمانہ میں برسر اقتدار ہوئیں۔ اس کی پیروی کی ہے۔ عیسائیوں کی تواریخ میں یہ اصول مدت تک مروج رہا۔ اور جب پادریوں نے اپنے ان اختیارات کو ناجائز طریق پر استعمال کرکے ظلم وستم پر کمر باندھی۔ تو عیسائیوں نے بڑی جدوجہد کرکے مذہبی اور پولیٹیکل اختیارات کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ مسلمانوں میں ابھی تک یہی

تعلیم سے دیوتا اور آریہ بھی فیضیاب ہوتے تھے۔ قدیم زمانہ کے بہت سے رشی اور تاجدار شیومت کے پیرو کار تھے۔ کیلاس پوری کے گدی نشین نسلاً بعد نسلاً مہادیو کے ہی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ ان کے واقعات عہد اور کارنامے شیومت کے پورانوں میں وضاحت کے ساتھ مندرج ہیں اور وہاں سے اخذ کرکے ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت میں قلمبند کر دیئے ہیں۔ یورپ۔ افریقہ اور جزائر کی تمام قومیں مہادیو کے ماتحت تھیں۔ اور ان کو اپنا دنیاوی و روحانی بادشاہ تسلیم کرتی تھیں۔ طوفان نوح کے زمانہ تک یہ سلطنت قائم رہی۔ بعد ازاں نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا۔ علم کیمیا۔ علم تنفس۔ ہٹ یوگ۔ علم تناسل۔ تنتر ودیا اور دھنر وید وغیرہ ایسے کئی ایک علوم کیلاس پوری کے گدی نشینوں نے ایجاد کئے۔

(۴) امراوتی

(دیوتاؤں کی مذہبی اور سیاسی سلطنت)

اوراق گذشتہ میں دیوتاؤں کی سب سے بڑی تین بادشاہتوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ سری برہما جی کو بحر الکاہل سے لیکر بحرہ قلزم تک کے تمام جنوبی اور مغربی ایشیائی ممالک ملے تھے۔ سلطنت منوونی کے پیشواؤں نے اس خیال سے کہ انہیں ملکی انتظام کے کاروبار سے ہمیشہ فرصت رہے۔ اور محض تعلیم و روحانیت کی تحقیق و تدقیق میں مشغول رہیں۔ اپنے ماتحت ایک اور حکومت کی بنیاد ڈالی اور کشیپ رشی کے فرزند ارجمند اندر کو اس کا سب سے پہلا فرمانروا مقرر کیا۔ اور سری برہما جی نے اپنی تمام ماتحت اقوام کے مذہبی اور پولیٹکل انتظام کی باگ ڈور اس کے

خاندان کو نیست و نابود کر کے دیوتاؤں کی حفاظت کی تھی۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب زند اوستھا میں برترویت کا نام برتھر اور اندر کا نام برتھر گن لکھا ہے جو سنسکرت لفظ بدتر گھن (قاتل برتر) کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ اور یونان کے قدیم لٹریچر میں برنر کو آرتھر اور اندر کو آرتھروپن کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ پرانوں میں اندر کے رتھ کے گھوڑے ہرت ورن یعنی سبز رنگ کے بیان کئے ہیں۔ اور یونانی دیوتا زیس کے گھوڑوں کا نام ہی چیرتیس لکھا ہے۔ پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ اندر نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ ایسا ہی یونانی کتابوں میں جو پیٹر اور اس کے باپ کی خونریز جنگ کا ذکر آیا ہے۔ ایسی ہی اور بہت بھی مشابہتوں سے یہ امر صاف صاف عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ ویدک دھرم کے پیشوا دیوراج کی تعظیم و تکریم اور واقعات عہد سے ہر ایک قدیم قوم کے علم ادب کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور روئے زمین کی تمام قومیں جو ویدک دھرم کی پیروکار تھیں۔ امراوتی کے راجہ اندر کو نہ صرف مذہبی پیشوا بلکہ دنیاوی بادشاہ بھی مانتی تھیں۔ دنیا میں جب تک ویدک دھرم پورے عروج و کمال پر رہا۔ تب تک اس مذہب کے ماننے والے امراوتی کے راجہ اندر کو ہی اپنی مذہبی اور پولیٹیکل کامناؤں کا مرکز تسلیم کرتے رہے۔

وسعت سلطنت:۔ امراوتی کی حکومت پہلے پہل تو تبت کے پہاڑوں تک ہی محدود تھی۔ لیکن بعد کے زمانہ میں جب آریہ لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ اور مختلف براعظموں میں انہوں نے اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔ تو ان سب کے تاجدار امراوتی کے راجہ اندر کو اپنا مذہبی پیشوا اور پولیٹیکل شہنشاہ تسلیم کرتے رہے۔ اس لئے جہاں جہاں آریہ گئے۔ وہاں وہاں ہی راجہ اندر کی حکومت پھیلتی چلی گئی اس کے ماتحت جتنی آریہ سلطنتیں تھیں۔ وہ سب بعض امورات میں

رواج چلا آتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ اصول دیوتاؤں کی ایجاد ہے۔ اس اصول کو جاری کرنے کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ قوم کی تمام طاقتیں ایک مرکز پر جمع رہیں۔ اور قومی انسٹیٹیوشن ہمیشہ قائم رہے۔

اس قاعدہ کے مطابق امراوتی کے راجہ اندر کو جب ویدک دھرم کے مقلدوں کی کامناؤں کا مرکز قرار دیا گیا۔ تو آریہ قوم ایک متحدہ طاقت بن گئی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک ہندوؤں میں یہ قاعدہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ دلی کے راجہ پرتھوی راج نے اندر سے بغاوت کرکے اس انتظام کو درہم برہم کر دیا۔ اس غلطی سے آریہ قوم کے قدم ایسے اکھڑے۔ کہ پھر سنبھل نہ سکی۔ اور ابھی تک تحت الثرا کی طرف چلی جارہی ہے۔ ہماری کرامات جماعت کی ہوتی ہے۔ جماعت میں طاقت ضبط سے آتی ہے۔ ضبط کے نہ رہنے سے قومی طاقتوں کا شیرازہ بکھر جایا کرتا ہے۔ اور اس قوم کے افراد منتشر ہوکر دوسری قوموں میں جذب ہو جایا کرتے ہیں۔ اخلاقی دنیا میں یہ اصول ہمیشہ سے ہی کام کرتا چلا آیا ہے۔

سلطنت امراوتی کا تقدس:۔ صرف سنسکرت علم ادب سے ہی نہیں بلکہ دوسری ولایات کے قدیم لٹریچر سے بھی دیوتاؤں کے راجہ اندر کی تعظیم و تکریم کا ثبوت ملتا ہے۔ یونان کی قدیم تواریخ میں زیس کی جو کچھ شغل و شباہت بیان کی گئی ہے۔ اور اسکے واقعات عہد کا جو خاکہ کھینچا گیا ہے۔ وہ لفظ بہ لفظ پورانوں میں بیان کردہ اندر سے ملتا ہے۔ زیس کا دوسرا نام جوپٹر بھی ہے۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ جب دیوتاؤں اور دیتیوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ تو ایک موقعہ پر وشوکرماں نے دوجیچی کی ہڈی سے بجر بنا کر راجہ اندر کو دیا تھا۔ تاکہ وہ اس کو استعمال میں لاکر دیتوں کا خاتمہ کردے ایسا ہی یونان کے قدیم علم ادب میں بھی ہفیٹس کا زیس کے واسطے ایک جنگلی ہتھیار تیار کرنا لکھا ہے۔ جس کے ساتھ زیس نے ٹائیٹس کے

اور سلطنت کی باگ ڈور اپنے بیٹے کے سپرد کر کے امراولی کے تخت پر جلوہ افروز ہو جاتا تھا۔

علاوہ ازیں اگر راجہ اندر سے کوئی ایسا قصور سرزد ہو جائے۔ جو دیوتاؤں کے قانون کے خلاف ہو۔ یا اس کی شان کے شایاں نہ ہو۔ تب بھی اسے تخت و تاج سے محروم کیا جاتا تھا۔ یہ کام سپت رشیوں کے اختیار میں تھا جو سلطنت منو دتی کے رکن اور سری برہاجی کی کونسل کے ممبر ہوتے تھے۔ پہلے اندر کو تخت و تاج سے بیدخل کرنا اور اس کی جگہ پر کسی لائق آریہ راجہ کا انتخاب ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے سلطنت امراولی کے تاجداروں کو یہ بیماری لگ گئی۔ کہ وہ کسی آریہ راجہ کے سوا اشوبیدھ یگیہ پورے نہیں ہونے دیتے تھے۔ جا و بیجا طریق سے وہ یگیوں میں روکاوٹ ڈالنے کے ماری ہو گئے۔ ہندوستان کی قدیم تواریخ میں آریہ راجاؤں کے بہت سے ایسے یگیوں کا ذکر آیا ہے۔ جو امراولی کے راجہ اندر کے درجہ تکمیل تک پہنچنے نہیں دیئے۔ نیز راجہ اندر کو یہ بھی فکر دامنگیر رہنے لگی۔ کہ کوئی آریہ راجہ اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ میں عالمگیر شہرت حاصل نہ کرے۔ تاکہ اگر اس سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جائے۔ جو دیو لوک کے قانون کے خلاف ہو۔ تو سپت رشیوں کو کوئی ایسا راجہ نہ مل سکے۔ جو اندر کی جگہ پر انتخاب کئے جانے قابل سمجھا جائے۔

امراولی کا نظام حکومت:۔ یہاں کا فرمانروا رسماً بود نسلاً اندر کے ہی خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح سے اس کا ولیعہد سلطنت جے انت کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس سلطنت کا وزیر اعظم پرہیتی کہلاتا تھا۔ پروہت کے فرائض کی ادائیگی بھی اسی کے ذمہ ہوتی تھی اور ہر قسم کے مذہبی اور پولیٹیکل کاروبار اس کی نگرانی میں انجام پاتے تھے

تو راجہ اندر کی ہدایات کے مطابق چلتی تھیں۔ لیکن کئی ایک معاملات میں انہیں آزادی بھی حاصل تھی۔

سنسکرت لٹریچر میں اس امر کی بہت سی شہادتیں ملتی ہیں۔ کہ جب آریہ لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ تو دشنو پوری اور کیلاس پوری کے گدی نشینوں نے اپنے پولیٹکل اختیارات راجہ اندر کے ہی سپرد کر دئے۔ اور وہ خود مذہبی پیشوا اور فن جنگ کے معلم ہی رہ گئے۔ راجہ اندر ہی دنیا کا پولیٹکل بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ منکران وید کے ساتھ جو لڑائیاں ہوئیں۔ ان سب کا بوجھ راجہ اندر کی ہی گردن پر ڈالا گیا۔ اور وشنو جی و مہادیو سلطنت اور امراوتی کے محافظ کی حیثیت میں شمار کئے جانے لگے۔ لیکن اس امر میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ راجہ اندر کو جب کبھی منکران وید سے شکست نصیب ہوئی تھی۔ تو دشنو اور مہادیو اسکی امداد کے لئے آتے۔ اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ اسے اسکے عہدہ پر بحال کر دیا کرتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ویدک دھرم کے سامنے والوں کی تمام سیاسی طاقت امراوتی کے راجہ اندر کو مل گئی تھی۔

دیوتاؤں کا پولیٹکل ضابطہ:۔ پورانوں کے کوائف سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک ملک میں بہت سی ریاستیں ہوتی تھیں۔ جو راجہ ان سب میں طاقتور ہوتا تھا۔ وہ اس ملک کا مہاراجہ ادھراج تسلیم کیا جاتا تھا۔ جو راجہ ایک اشومیدھ یگیہ یا راجسوئیگیہ کرکے دنیا بھر کے تمام حکمرانوں سے خراج وصول کرتے وہ چکرورتی راجہ مانا جاتا تھا۔ اسی طرح سے جو چکرورتی راجہ سو اشومیدھ یگیہ پورے کر دے۔ تو پہلے اندر کو سلطنت امراوتی کا تاج و تخت اس کے لئے چھوڑنا پڑتا تھا۔ اور وہ راجہ اپنی آبائی وار الحکومت

کہ مغربی افریقہ میں سمنی پوری کے راجہ ورن کے مقبوضات ہیں۔ وہاں عمدہ نسل کی گائیں ہوتی ہیں۔ چند گائیں آپ ہندوستان کو لے جائیں۔ یہ بات ہری منش میں مرقوم ہے۔ ایسا ہی مصر کی قدیم تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ وہاں کے وصول شدہ خراج کا ۱/۴ حصہ تیجوتی کے راجہ سورج کو بھیجا جاتا تھا۔ جس کو اہل مصر اپنا دیوتا مانتے تھے۔ اسی طرح سے عرب اور مشرقی روم کے تاجدار البشروتی کے راجہ چندرمان کے ماتحت سمجھے جاتے تھے۔ وغیرہ

فرائض:۔ پورانوں کے کوائف سے یہ امر متر شح ہوتا ہے۔ کہ برہما۔ وشنو اور مہادیو کی طرف سے راجہ اندر کو سخت ہدایت تھی۔ کہ دنیا کے کسی شخص کو بھی پروانہ راہداری کے بغیر تبت کی سرزمین میں داخل نہ ہونے دے تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے علمی تحقیقات میں ہرج واقعہ نہ ہو۔ پروانہ راہداری کو ان ایام میں پراتی سمرتی دویا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ یہ ایک جملہ تھا جو تین بڑے دیوتاؤں کی طرف سے خاص خاص رشیوں کو ملتا تھا۔ اور وہ رشی خاص آدمیوں کو بتاتے تھے۔ جن کو ملک تبت میں کسی خاص غرض کے لئے بھیجنا مطلوب ہوتا تھا۔

دیوتاؤں نے ایسا انتظام کر رکھا تھا۔ کہ منکران وید آریوں میں اور آریہ دیوتاؤں میں غلط ملط نہ ہونے پاویں۔ تاکہ بنی نوع انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی میں روکاوٹ واقعہ نہ ہو۔ لیکن جب کوئی شخص اخلاق اور روحانیت کے لحاظ سے ترقی حاصل کر لیتا تھا۔ تو رشیوں کے اختیارات سے ایسے اپنے سے اعلیٰ درجہ میں ترقی مل جاتی۔ اور شہریت کے حقوق حاصل کر لیتا تھا۔ اور یہ حقوق محض ریاضت کرنے سے ہی ملتے تھے۔

پورانوں کے مطالعہ سے دیوتاؤں کی مجلسی اور سیاسی حالتوں کے بہت سے رموز کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ لیکن بخوف طوالت ہم صرف اسی قدر حالات پورا اکتفا کرتے ہیں۔

سورج[1] - چندرماں[2] - ورن[3] - یم[4] - کوبیر[5] - اگنی[6] - بایو[7] یہ سات اسکی کونسل عالیہ کے ممبر تھے۔ ان کے ہی صلاح و مشورہ سے نظام حکومت چلتا تھا۔

ماتحت ریاستیں:- سلطنت امراوتی کی کونسل کے مذکورہ الصدر ممبر درحقیقت اس کے جرنیل بھی تھے۔ اور ان کی جداگانہ سات ریاستیں بھی امراوتی کے ماتحت تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱/۵	سورج	تیجووتی
۲/۶	چندران	شیووتی
۳/۷	ورن	سیمنی پوری
۴	یم	کرشنا گنا
۵	کبیر	انکاپوری
۶/۷	بایو	گندھوتی
	اگنی	شردھاوتی

یہ ساتوں سردار اپنی اپنی ریاستوں کے مالک اور سلطنت امراوتی کی کونسل کے ممبر ہوتے تھے۔ ایک ایک محکمہ کے انچارج بھی تھے۔ مثلاً ورن امیرالبحر تھا۔ یم حاکم فوجداری۔ کبیر خزانچی تھا وغیرہ وغیرہ

جب کسی دشمن سے مقابلہ ہوتا۔ تو ان سرداروں کو اپنی اپنی سپاہ لے کر اندر کی امداد کے لئے حاضر ہونا پڑتا تھا۔ قدیم تواریخ دنیا سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روئے زمین کے تمام ممالک جو سلطنت امراوتی کے ماتحت ہوتے تھے۔ وہ انتظامی طور پر ان سات سرداروں میں تقسیم تھے۔ یعنی غیر ممالک بھی ان کے قبضہ اقتدار میں تھے۔ مثلاً سری کرشن جی نے جب جنوبی افریقہ کی ریاست شونت پور پر حملہ کیا۔ وہاں کے راجہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کی جگہ وزیر کمبھانڈ کے ہاتھ میں عنان حکومت دے کر دوارکا کو واپس آنے لگے۔ تو وزیر کمبھانڈ نے بتلایا

ذیل لڑائیاں زیادہ مشہور ہیں۔

مدھو کیٹب کا منوولی پر حملہ دیوتاؤں کے نظام حکومت کے خلاف سب سے پہلے دانوؤں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ یہ قوم کشمیر میں سکونت پذیر تھی۔ اس نے اپنے سرداروں مدھو اور کیٹب کے جھنڈے تلے جمع ہو کر سلطنت منوولی پر حملہ کیا اور سری برہما جی کی دار الحکومت کا محاصرہ کر کے ان کو کہلا بھیجا۔ کہ منوولی کی عظیم الشان حکومت کے آپ کسی صورت میں بھی قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ بہادرانہ اوصاف سے بالکل خالی ہو۔ اس لئے تخت و تاج کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ اور دار الحکومت خالی کر دو۔ یا ہمارے ساتھ لڑائی کرو۔ سری برہما جی نے جنگ آزما وشنو جی کی پناہ لی۔ اور انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا۔ وشنو جی نے مدھو اور کیٹب کو میدان جنگ میں قتل کر کے دانوؤں کو ملک بدر سے جلاوطن کر دیا۔ اور انہوں نے مصر میں جا کر ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھی۔

شنکھ کا منوولی پر حملہ :۔ اس کے بعد ناگوں نے سر اٹھایا۔ لیکن دیوتاؤں نے پہلی جنگ کے طور پر ناگوں کو ملک کشمیر سے جلاوطن کر دیا۔ اور یہ لوگ جنوبی امریکہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہاں انہوں نے بہت کچھ طاقت حاصل کر لی اور باہم مشورہ کر کے تجویز کی۔ کہ دیوتاؤں کے نظام حکومت کی طرح ہم بھی یہاں بندوبست کر لیویں۔ لیکن ان کے پاس وید نہ تھا۔ اس لئے وید کے حصول کی خاطر ناگوں نے اپنے فرمانروا شنکھ کی زیر سرکردگی بہت بڑی جمعیت کے ساتھ منوولی پر دھاوا بول دیا۔ اور سری برہما جی کو شکست دے کر ان سے وید کی کتاب چھین لی۔ اپنے ملک میں جا کر دیوتاؤں کی مانند ایک نظام حکومت قائم کر لیا۔ وشنو پوری کی گدی پر ان ایام میں متسن حکمران تھے۔ سری برہما جی کی درخواست پر انہوں نے جنوبی امریکہ میں جا کر سدرشن چکر سے شنکھ کا سر کاٹ دیا۔ اور وید کی

دیو اسر سنگرام

پیشتر از ین بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ تبت میں بہت سی اقوام پیدا ہو پلی تھیں۔ لیکن دیوتاؤں کے سیاسی نظام میں بہت ہی کم قوموں کو حق ملا۔ جن قوموں کو اس انتظام میں اختیارات حاصل نہ ہوسکے۔ ان میں سے جنہوں نے بعد کے زمانہ میں کسی قدر طاقت حاصل کر لی۔ ان کو ہوس پیدا ہوئی۔ کہ اپنی طاقت کے بھروسہ پر اس انتظام کو درہم برہم کرکے کچھ اقتدار حاصل کر لیویں۔ چنانچہ مختلف وقتوں میں اس انتظام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن دیوتاؤں نے انہیں شکست فاش دیکر ملک تبت سے جلاوطن کر دیا۔ ان جلاوطن شدہ قوموں نے بعد کے زمانہ میں بھی بڑی بڑی جمعیتیں فراہم کرکے ملک تبت کی حکومت حاصل کر لینے کی غرض سے اس ملک پر حملے کئے اور بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ ان لڑائیوں کو سنسکرت لٹریچر میں دیو اسر سنگرام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور پورانوں کے مصنفوں نے ان معرکہ آرائیوں کے حالات بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ زیب قلم کئے ہیں۔

دیوتاؤں اور اسروں کی معرکہ آرائیوں کا سلسلہ مدت مدید اور عرصہ بعید تک جاری رہا۔ ان لڑائیوں میں بعض اوقات اسر لوگ دیوتاؤں کو شکست دیکر ملک تبت پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے۔ اور دیوتاؤں کو پہاڑوں کی تنگ و تاریک غاروں اور گھنے جنگلوں میں چھپنا پڑتا تھا۔ اور بعض اوقات دیوتا غالب آکر نہ صرف اپنے ملک پر قبضہ کر لیتے تھے۔ بلکہ اسروں کو مار مار کر پاتال تک میں بھگا دیتے تھے۔ ان لڑائیوں کا سلسلہ اگرچہ آغاز آفرینش سے لیکر طوفان نوح کے زمانہ تک جاری رہا۔ لیکن ان سب میں سب

حکمراں بنایا۔ یہ شہر آجکل ٹھور کے نام سے مشہور ہے۔ سومبھو منو کی اولاد یہاں قیام پذیر ہو کر مدت مدید تک حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔

ہرنیاکشن کی جنگ:۔ ہرنیکشیپ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی ہرنیاکش دیتوں کا فرمانروا بنا۔ اس نے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ دریائے سوبھدرا کے کنارے پر سومبھو منو سے شکست کھا کر بابل کو بھاگ گیا۔ کچھ عرصہ بعد دشنو پوری کے گدی نشین نرسنگھ جی نے حملہ کر کے ہرنیاکش کو قتل کیا۔ اور اس کی بجائے سلطنت بابل کی عنان حکومت پرہلاد کے ہاتھ میں دیدی۔

ہرنیاکش کے قتل کے بعد جو لڑائیاں دیوتاؤں اور اسروں میں واقعہ ہوئیں۔ انمیں مندرجہ ذیل معرکہ آرائیاں زیادہ مشہور ہیں۔ پرہلاد کی لڑائی۔ (۲) راجہ بل کی ایشیا سے جہاد ھنی (۳) باشکلی کی جنگ (۴) جنگ اڑی بک (۵) جنگ تریپر (۶) قتل اندھک (۷) برنر کی معرکہ آرائیاں (۸) دھوج کا قتل (۹) کولاہل کا قتل (۱۰) کول کی جنگ (۱۱) شنبر کا حملہ (۱۲) راون کی فتوحات تبت انکے علاوہ جو اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ انکی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امرادلی کے فرمانروا دیوراج اندر کے جانشین بھی اسی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ اسلئے اس سلطنت کے واقعات اور حالات کا سلسلہ وار بیان کرنا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی مسرت بھی ہے۔ کہ پورانوں کے مصنفوں نے اسروں کی مختلف حکومتوں کے شجرات حسب و نسب ٹھیک ٹھیک قلمبند کر دئے ہیں۔ اور انکے واقعات تواریخی کو سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اس لئے دیوتاؤں اور اسروں کی معرکہ آرائیوں اور جنگ آزمائیوں کے مفصل حالات سلسلہ وار ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت میں قلمبند کر دئے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں اسی قدر حالات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کتاب چھین کر برہما جی کے حوالے کی۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ وشنوجی بہت مدت تک جنوبی امریکہ میں رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے ناگوں کو جو پہلے شیومت کے پیرو کار تھے۔ وشنو دھرم کی تعلیم سے بہرہ یاب کرکے اپنے مذہب میں شامل کیا۔ ششیش ناگ کو ناگوں کا راجہ بنایا۔

اس کو متس جی نے وید سمیت مالگ اپانگ کے پڑھایا۔ اور ناگوں کا ہر طرح سے انتظام درست کرکے وشنو پوری کو واپس آئے۔ پورانوں کے مکاشفات سے یہ امر مترشح ہوتا ہے۔ کہ اس لڑائی کے بعد سری برہما جی نے سلطنت منوو تی کی حفاظت کے لئے امراوتی کی حکومت قائم کی تھی۔ کیونکہ اسکے بعد منکران وید کے جتنے حملے ہوئے۔ سب کے سب امراوتی پر ہی ہوتے رہے۔ منووتی پر کسی نے حملہ نہیں کیا۔

ہرنیہ کشیپ کا امراوتی پر حملہ:۔ ناگوں کے بعد دیتوں نے شورش کی۔ اس لئے وہ بھی کشمیر سے نکالے گئے۔ انہوں نے ایشیا کوچک میں سلطنت بابل کی بنیاد ڈالی۔ اور کچھ عرصہ بعد ان کے فرمانروا ہرنیہ کشیپ نے سلطنت امراوتی پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے دھاوا بول دیا۔ اس لئے اندر اور اس کے سرداروں کو شکست دے کر ملک تبت پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اندر اور اس کے سرداروں کو قید کرکے ان کی جگہ اپنے عہدہ دار مقرر کئے۔ اور بابل کو واپس لوٹا۔ ان ایام میں وشنو پوری کی گدی پر بھگوان باراہ جلوہ افروز تھے۔ انہوں نے شمالی ہند سے شمالی ہند میں ہرنیہ کشیپ کے ساتھ لڑائی کی۔ اس کو قتل کرکے دیتوں کو مغربی ایشیا کی طرف بھگا دیا۔ اور اندر و اس کے سرداروں کو دیتوں کی قید سے چھوڑا کر ان کے عہدوں پر بحال کر دیا۔ یہ لڑائی شمالی ہند میں کانپور کے قریب ہوئی سری برہما جی نے اس واقعہ کی یادگار میں وہاں ایک شہر برہمنی پوری آباد کرکے اپنے بیٹے سوئمبھو منو کو وہاں کا

پورانوں میں ان خاندانوں کے صرف نام ہی بتلائے ہیں۔ ان کے شجرات حسب و نسب اور تاجداروں کے واقعات عہد کا تذکرہ نہیں کیا صرف دو مشہور دارالحکومتوں برہشمتی اور مہشمتی کے تاجداروں کا مختصر سا کرسی نامہ اور چند ایک واقعات کا بیان پایا جاتا ہے۔ استعداد زمانہ کے باعث اس عہد کے واقعات تواریخی مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے۔ برہم یگ میں جن حکمران خاندانوں نے روئے زمین پر حکومت کے ڈنکے بجائے۔ ان کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) سوئمبھو منونتر۔ برہمن خاندان میریچی[۱]۔ اتری[۲]۔ رانگرہ[۳]۔ پلہہ[۴]۔ کرتو[۵]۔ پلست[۶]۔ وششٹ[۷]

کشتری " اگنی دھر[۱]۔ یگیہ باہو[۲]۔ میدھاتتھی[۳]۔ ہرنیہ رن[۴]۔ دھرتی پرشٹ[۵]۔ بیت ہوتر[۶]۔ ادھم جیو[۷]

(۲) سواروچش منونتر برہمن " اورب[۱]۔ سمنت[۲]۔ کاشپ[۳]۔ پراں[۴]۔ برہسپتی[۵]۔ وکش[۶]۔ نسچیواں[۷]

کشتری " ہیوگھن[۱]۔ سکرتی[۲]۔ جیوتی[۳]۔ آپ[۴]۔ مورتی[۵]۔ چیتر[۶]۔ ایسب مے[۷]۔ پرتھت[۸]۔ بنھسیہ[۹]۔ نبھ[۱۰]۔ ارج[۱۱]

(۳) اتم منونتر برہمن " کاک بھنڈی[۱]۔ کنتڈ[۲]۔ والبھ[۳]۔ شنکھ[۴]۔ پرواہت[۵]۔ متی[۶]۔ سمتی[۷]

کشتری " ایکھ[۱]۔ ارج[۲]۔ تنرج[۳]۔ مدھو[۴]۔ مادھو[۵]۔ شچی[۶]۔ شکر[۷]۔ بھانو[۸]

(۴) تامس منونتر برہمن " کاویہ[۱]۔ پرتھو[۲]۔ اگنی[۳]۔ جنیو[۴]۔ دھاماں[۵]۔ کپی واں[۶]

دوسرا باب

برہم یگ کے تواریخی واقعات

اوراق گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ بھگوان بار راہ نے شمالی ہند میں ہرنیہ کشیپ کو قتل کر کے اندر اور اس کے سرداروں کو اس کی قید سے چھوڑا کر ان کو اپنے اپنے عہدوں پر بحال کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سری برہما جی نے ارادہ کیا۔ کہ ملک تبت کے گرد و نواح کے ممالک کو آباد کر دیا جاوے۔ تاکہ سلطنت امراوتی کی حفاظت بھی ہو سکے۔ دوسرے ملک تبت میں آبادی بہت گنجان ہو رہی تھی۔ اور اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ماتحت اقوام کو دوسرے ملکوں میں آباد کرایا جاوے۔ اس خیال کو مدنظر رکھ کر سری برہما جی نے عین اس مقام پر جہاں آج کل بٹھور ہے برہشمتی شہر آباد کیا۔ اور اپنے بیٹے سوئمبھو منو کو وہاں کا حکمراں بنایا۔ سوئمبھو کی اولاد بہت بڑھی۔ اور آہستہ آہستہ تمام ملکوں میں پھیل کر آباد ہو گئی۔ سلطنت برہشمتی سے بعد کے زمانہ میں بڑی بڑی قومیں پیدا ہو کر مختلف براعظموں میں زبردست سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔

برہشمتی کی سلطنت سرشٹی سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر قائم ہوئی۔ اور سوئمبھو منو کی اولاد دیوسوت منونتر کے آغاز تک دنیا میں حکومت کرتی رہی۔ اس عرصہ میں روئے زمین پر جو واقعات رونما ہوئے پورانوں میں ان کا بہت ہی کم تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں جن خاندانوں نے روئے زمین کے مختلف ملکوں میں پھیل کر حکومت کی

حالات گم ہو چکے ہیں۔

پرمشتی

(روئے زمین کی سب سے پہلی آریہ سلطنت)

نسب نامہ

(۱)	سوئمبھو منو	(۱۵)	پرتھو
(۲)	پرمیشٹھی	(۱۶)	انگر
(۳)	اگنی دھر	(۱۷)	گئے
(۴)	نابھ	(۱۸)	نر
(۵)	رکھب دیو	(۱۹)	وراٹ
(۶)	بھرت	(۲۰)	مہا بیریہ
(۷)	سومتی	(۲۱)	دھی مان
(۸)	اندر دیومن	(۲۲)	مہاں
(۹)	پرمیشٹی	(۲۳)	منتھو
(۱۰)	پرتی ہار	(۲۴)	توشٹا
(۱۱)	پرتی برتا	(۲۵)	ورج
(۱۲)	بھو	(۲۶)	رج
(۱۳)	ادگیتھ	(۲۷)	دشوک جیوتی
(۱۴)	پرستار		

کشتری خاندان — دیولی[1] - تپسیہ[2] - سوتپا[3] - پتومول[4]
پتوشنی[5] - پتورتی[6] - اکلماکھ[7]
دھنومی[8] - تنوی[9] - پرتپت[10]

(۵) ریوت منونتر - برہمن " — دیوباہو[1] - یدھودھ[2] - ویدشرا[3]
ہرینہ روما[4] - پرجینیہ[5] - ارودھ باہو[6]
ست باوی[7] آترے

کشتری " — دھوتی مان[1] - ابیہ[2] - یکت[3]
تتودرشی[4] - نراتسک[5] - ارینہ[6]
پرکاش[7] - نرموہ[8] - ست ورن[9]
کرتی[10]

(۶) چاکشش منونتر — برہمن " — بھرگو[1] - بنھ[2] - دیوسوان[3]
سدھاماں[4] - ورجا[5] - اتی ناما[6]
سہشنو[7]

راجپوت " — ارو[1] - پرو[2] - شت دیومن[3] - پتسوی[4]
ست ولک[5] - کوی[6] - اگنی[7]
اتی رارتر[8] - سدیومن[9] - اھمنیر[10]

برہمنوں اور راجپوتوں کے مذکورہ الصدر بڑے بڑے خاندان برہم یگ میں روئے زمین پر حکومت کر چکے ہیں۔ ان میں سے برہمنوں نے اپنی گدیاں قائم کرکے وید اور اس کے متعلقہ علوم کی دنیا میں اشاعت کی اور راجپوتوں نے حکومت کے ڈنکے بجائے یہ سب خاندان اپنی شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ دنیا میں پھیل گئے تھے۔ ان میں سے مہاراجہ سوئمبھو منو کے خاندان کی صرف دو سلطنتوں برہشمتی اور مہشیمتی کے حالات پورانوں میں ملتے ہیں۔ باقی خاندانوں کے

پیروکار بن چکا تھا۔ اور آریوں کا کوئی بھی زبردست مخالف نہ رہا۔ اسلئے تمام دنیا پر سوئمبھو منو کی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اسکے بیٹے پریہ ورت نے روئے زمین کے سات حصے کرکے ایک ایک براعظم کی حکومت پر اپنے ایک ایک بیٹے کو تفویض کیا۔ سب سے بڑے بیٹے اگنی دھر کو جمبو دیپ یعنی براعظم ایشیا کا راج ملا۔ اور وہ اپنی آبائی دارالحکومت برہشمتی پوری میں رہ کر حکومت کرنے لگا۔

دوسرے بیٹے ادھم جیو کو پلکش دیپ کی حکومت ملی۔ اس کے سات لخت جگر تھے۔ شیو۔ جوس۔ بھدر۔ شانت۔ کشیم۔ امرت۔ اجے انہوں نے پلکش دیپ کو سات حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی جداگانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی

تیسرے بیٹے یگیہ باہو کے حصے میں شامل دیپ آیا۔ اسکے سات بیٹوں نے اپنی مملکت کو سات حصوں میں تقسیم کرلیا۔ جن کے نام یہ تھے۔ سروجن۔ سوم نس۔ رمن۔ دیوبرکھ۔ یاربھدر۔ ایاپن اور راتی گیان۔

چوتھے ہرنیہ رن کو کش دیپ کا حکمران بنایا۔ اس کے بھی حسب ذیل سات بیٹے ہوئے۔ وشو۔ وشوان۔ دوڑھ کش۔ نابھ گپت۔ پلت ہرت بیکت۔ تام بیوگ۔ انہوں نے بھی اپنے باپ کی حکومت سات حصوں میں تقسیم کرلی۔

پانچویں دھرتی پرشٹ کو کرونچ دیپ کا علاقہ ملا۔ اس کے سات بیٹے تھے۔ ام۔ مداوہ۔ میگھ پرشٹ۔ سدھامک۔ بھدر جسٹ۔ لوہتارن اور ہنس پتی۔ انہوں نے بھی اپنے براعظم کو سات حصوں میں منقسم کرکے جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔

چھٹے سیدھا تنھی کے حصے میں شاک دیپ آیا۔ اسکے سات بیٹوں

تواریخی حالات

پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان ہاراہ نے شمالی ہندوستان میں ہرنیہ کشیپ کو قتل کرکے دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو دیتیوں کی قید سے چھڑایا تھا۔ سری برہما جی نے وہاں برہشتی پوری نامی ایک شہر آباد کرکے سب سے پہلے ہندوستان میں ایک آریہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنے فرزند ارجمند سوئمبھو منو کو سب سے پہلا آریہ راجہ منتخب کرکے وہاں کا حکمران بنایا۔ سوئمبھو منو نے اپنی تخت نشینی سے جو سرشٹی سمت کے بیس ارب برس گذرنے پر وقوع میں آئی دس سال بعد اپنے نام پر قانون کی ایک کتاب تصنیف کی۔ جو آج تک منوسمرتی کے نام سے مشہور ہے۔ سوئمبھو منو کے عہد فرمانروائی میں بابل کے راجہ ہرنیہ اکش نے اس آریہ سلطنت کو تباہ کرنے کی غرض سے ہندوستان پر فوج کشی کردی۔ دریائے سرسوتی کے کنارے پر سوئمبھو منو نے اسے شکست دی۔ اور ہندوستان کی سرزمین سے دیتیوں کو مار مار کر باہر نکال دیا۔ سوئمبھو منو کی لڑکی دیوہوتی کے بطن سے جو کردم رشی کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ بھگوان کپل دیو پیدا ہوئے جنہوں نے سانکھ درشن نامی ایک نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کتاب میں ایوولیوشن تھیوری کو نہایت ہی واضح پیرایہ میں حل کیا گیا ہے۔ جس کی طرف یورپین فاضلوں کی توجہ اٹھارہویں صدی میں ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کے آریہ ہر ایک علم میں کیسے فاضل اکمل اور یکتائے زمانہ تھے۔

وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان نرسنگھ جی نے ہرنیاکش کو قتل کرکے دیتیوں کی طاقت توڑ دی تھی۔ اس کا بیٹا پرہلاد وشنو دھرم کا

اس تقسیم مملکت سے تمام روئے زمین پر آریوں کی ۶۴ بادشاہتیں قائم ہوگئیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ملک آباد اور سرسبز و شاداب بن گئے ہندوستان کے فرمانروا ناہھ کے بیٹے رکھب دیو نے پہلے پہل دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے جین دیو نے اس کے اصول اور ضابطے باندھے۔ اس لئے اس کا مذہب جین دھرم کے نام سے شہرت پذیر ہوگیا۔ جو آجتک ہندوستان میں موجود ہے۔

اس رکھب دیو کو ہندو وشنو کا اوتار مانتے ہیں۔ اور چینی لوگ اسے اپنا سب سے پہلا تیرتھنکر تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے بیٹے بھرت کے نام پر ہندوستان کا نام بھرت کھنڈ مشہور ہوا۔ اس کے بعد جسقدر راجگان اس خاندان کے برہشتمی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے سب کے سب جین دھرم کے پیرو کار تھے۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک اس خاندان کی حکومت برقرار رہی۔

(۱۳) مہشتمی

نسب نامہ

(۱)	اتان پاد	(۷)	رپو
(۲)	دھرو	(۸)	چکشش
(۳)	اتکل	(۹)	منو
(۴)	وتس	(۱۰)	ارد
(۵)	ششٹی	(۱۱)	انگ
(۶)	نندی	(۱۲)	بین

پرو جو۔ منو جو۔ پومان۔ دھومرانیک۔ چتررتھ۔ بہو روپ۔ اور وشنو دھرک نے اپنا ملک تقسیم کرلیا۔

ساتویں بیت ہونر کو پسکرویپ کی بادشاہت ملی۔ اس کے دو بیٹوں دھاتک اور رمن نے وہاں دو جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی

مہاراجہ اگنی دھر فرمانروائے براعظم ایشیا کے نو بیٹے ہوئے جنکے نام یہ تھے۔ . . .

نابھ۔ سم پرش۔ ہر پرش۔ ایل۔ رمیہ۔ ہرنیہ منی۔ کرو۔ بھدر اور کیتو۔ انہوں نے بھی ایشیا کو نو حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی جداگانہ حکومتیں قائم کیں۔ ان کے نام پر بھی ملکوں کے نام مشہور ہوئے۔

(۱) نابھ کو ہندوستان کی حکومت ملی۔ اور اسکے نام پر اس ملک کا نام نابھ کھنڈ مشہور ہوا۔

(۲) دوسرے بیٹے کیم پرش کو جزیرہ نما ہند چینی کا ملک دیا۔ اسلئے یہ ملک کیم پرش کھنڈ کہلایا۔

(۳) ہر پرش کو جو ملک ملا اس کا نام ہری ورش رکھا۔ اور آجکل چینی تاتار کہلاتا ہے۔

(۴) ایل کو وسط ایشیا ملا۔ اس لئے اس کا نام ایلاورت پڑگیا

(۵)(۶)(۷) ایشیائی روس کا علاقہ تین حصوں میں تقسیم کرکے رمیہ ہرنیہ منی اور کرو کو دیا گیا۔ ان کے ممالک کا نام رمیک ورش ہرنیہ ورش اور کرو ورش مشہور ہوئے۔ اس کا دوسرا نام اتر کرو بھی پڑگیا۔

(۸) بھدر کو مشرقی ایشیا کا علاقہ ملا۔ اس کا نام بھدر اشو ورش پڑگیا آجکل ایسے چین کہتے ہیں۔

(۹) کیتو کو مغربی ایشیا کا قبضہ ملا۔ اسکا نام کیتو مال ورش پڑگیا۔

دارالحکومت واپس حاصل کرلی۔

چاکشش منونتر میں اس خاندان کا راجہ بین بہت مشہور ہوا ہے ایام طفولیت میں اس نے اپنے نانا دیتوں کے راجہ کال کے ہاں پرورش پائی تھی۔ اور ویت قوم کے فاضلوں سے ہی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔ اس لئے ویدک دھرم کی اہمیت اور حقیقت سے یہ بالکل ناآشنا تھا۔ جوان ہوکر اپنے گھر آیا۔ تو جھوٹ بولنے کے جرم کی پاداش میں اس کے باپ مہاراجہ انگ سے اسے گھر سے نکال دیا۔ لیکن جب رنگ سلطنت چھوڑ کر بال پرست آشرم میں داخل ہوگیا۔ اور وارث تخت و تاج کوئی نہ رہا۔ تو ارکان سلطنت نے بین کو مہشیتی میں لاکر عنان حکومت اسکے ہاتھ میں دے دی۔ کچھ عرصہ تک تو اچھی طرح سے حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں ایک جینی سادھو نے آکر اسے آریہ دھرم سے منحرف کردیا۔ اور اس نے خود جینی بن کر زبردستی آریہ رعایا کو اپنے مذہب میں داخل کرنا چاہا۔ ارکان سلطنت نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ اور اس نے تمام آریہ اہلکار موقوف کرکے اپنے خیال سے ویت قوم کے لوگوں کو بلاکر بھرتی کرلیا۔ یہاں تک کہ کاروبار سلطنت میں ایک بھی آریہ باقی نہ رہا۔ ویت قوم کے اہلکار فیصلہ جات مقدمات میں آریہ دھرم کی توہین کرنے لگے۔ حکومت کے علاوہ تجارت اور تمام پیشے بھی آہستہ آہستہ ویت قوم کے ہی ہاتھ میں آگئے۔ اور وہ لوگ جا و بیجا وسائل سے روپیہ جمع کرکے اپنے وطن کو بھیجتے تھے۔ آریہ رعایا قحط سالی اور افلاس۔ بیماریوں اور کمزوریوں سے نوع بنوع کی تکلیفیں اٹھانے لگی۔ اور بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہوگئی۔ بین اور اس کے ارکان سلطنت نے جب دیکھا۔ کہ اب آریہ قوم میں جدوجہد کی ذرا بھی طاقت نہیں ہے۔ تو انہوں نے تباہم مشورہ کرکے تمام پرانے آئین و قوانین

(۱۳) پرتھو (۱۷) پراچین برہشی
(۱۴) بھت ارشو (۱۸) پرچیتا
(۱۵) انتردھان (۱۹) وکش
(۱۶) ہوردھان

تواریخی واقعات

سلطنت برہشمتی کے سب سے پہلے فرمانروا سوبھو منو کے دوسرے بیٹے آمان یاد کو اتری پرجاپتی نے اپنا لے پالک بیٹا بنا لیا۔ اس نے کروکشیتر کی سرزمین میں دریائے سرسوتی کے کنارے پر مہشمتی نامی شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور ملک پنجاب پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا بیٹا دھرو ایک عالیقدر شہنشاہ ہوا۔ جس کے زہد و ریاضت کی داستانیں اب تک ہندوؤں کے زبان زد خاص و عام چلی آتی ہیں اس کے بھائی اتم کو جب وہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا۔ ایک یکش نے مار ڈالا۔ اسکے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے مہاراجہ دھرو نے اسکا پوری پر چڑھائی کر دی۔ یکشوں کا راجہ کبیر مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور ایک خونریز جنگ شروع ہوئی۔ دھرو نے ایک لاکھ تیس ہزار یکش میدان جنگ میں تہ تیغ کر دیے۔ اور کبیر نے صلح کی درخواست کی۔ فتح یابی کے بعد دھرو کی آریہ فوج فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتی مہشمتی کی طرف واپس آئی۔ دھرو کی اولاد میں بہت مدت بعد مشہور راجہ نندی ہوا۔ اس نے ریاست کولا پر چڑھائی کر دی۔ وہاں چیتر خاندان کا راجہ سرتھ حکومت کر رہا تھا۔ وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور کولا پر نندی کا جھنڈا لہرانے لگا۔ چار سال بعد سرتھ نے کچھ طاقت پکڑ کر اپنی

حرکات کا مرتکب پایا گیا۔ اسکو حسب بعبور دریائے شور کی سزا دی جائیگی

(۳) وید کی غلط تعلیم سے گمراہ ہو کر تمام لوگ گھی وغیرہ مقویات اور چندن وغیرہ اودیات کو آگ میں جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ جس کا کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔ پیسہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے اس سلطنت کی حدود کے اندر ہون اور یگیہ کرنا بند کیا جاتا ہے۔ جو شخص ان فضول حرکات کا مرتکب پایا گیا۔ اس کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ بحق سرکار دو تہائی ضبط کی جائیگی۔

(۴) ورن بیوستھا اور قوم بندی ویدک دھرم کا ایک فضول ڈھکوسلہ ہے اور اس سے سوسائٹی میں نامناسب منافرت اور منافرت کے خیالات پیدا ہو کر بلاوجہ رنجش اور کدورت بڑھتی ہے۔ ہمارے اور ہماری کونسل عالیہ کے خیال میں سب انسان ایک ہیں۔ اور سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہیئے۔ اس لئے ورن بیوستھا اور قوم بندی کو ہم اپنی سلطنت میں حکماً بند کرتے ہیں۔

(۵) آریوں کی اعلیٰ اقوام میں بدھوا بیاہ کی ممانعت ہے۔ جس کی وجہ سے بے شمار مستورات اپنی نفسانی خواہشات اور فطرتی جذبات کو روک کر بایوسی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ان کی دردناک آہ وزاری سے سوسائٹی اور حکومت کے قلب میں بے قراری پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا حکم صادر کیا جاتا ہے۔ کہ سلطنت ہیشمیتی کی حدود کے اندر کوئی عورت ایک دن بھی بیوہ نہ رہے

(۶) آریہ دھرم کی متعلقہ کتابوں میں اولاد کی اقسام الگ الگ مقرر کر کے ان کے جداگانہ حقوق مقرر کر رکھے ہیں۔ اس سے انسان کے تقدس اور اہمیت کی توہین ہوتی ہے۔ اس لئے ہم حکم نافذ کرتے ہیں کہ یہ قانون میں جائز ناجائز اولاد کے عذر کی ہرگز سماعت نہ ہوگی۔ ورن اور رقومیت کا شادی کے معاملہ میں ہرگز لحاظ نہ رکھا جائیگا۔ بنی نوع انسان کی دو قومیں ہیں۔ ایک مرد دوسری عورت۔

جو ویدکی متعلقہ سمرتیوں کی بنا پر جاری تھے۔ یکدم منسوخ کر دے۔ اور نئی تعزیرات مرتب کر کے ملک میں جاری کی۔ جس کے تمام قوانین اور ضابطے آریوں کے مذہب کے خلاف تھے۔ ان قوانین کے جاری ہو جانے کے بعد رعیت پر بہت بڑی مصیبت آئی۔ لیکن قہر درویش برجان درویش سمجھکر آریوں نے یہ سب ظلم وستم اپنے سر پر سہے۔ اس کے بعد پین نے بالکل بے خوف ہوکر آریہ دھرم کو قطعاً نیست و نابود کرنے کی غرض سے ایک اعلان عام کر دیا۔ جسکا ماحصل یہ تھا۔

اے میری عزیز رعایا!

سلطنت کے استحکام اور تمہاری بہتری و بہبودی کی خاطر باطل اور پرازتوہمات تمام پرانے قوانین منسوخ کر کے نئے آئین مرتب کئے گئے ہیں جن میں ان خیالات باطلہ کا مطلق دخل نہیں ہے۔ جن میں تم لوگ اب تک مبتلا چلے آتے تھے۔

(۱) چونکہ یہ توہمات باطلہ کی مرض دنیا میں محض ویدوں نے پھیلائی ہے جو دنیاوی عیش و آرام کو ناچیز بتلاتے اور فرضی عاقبت کے آرام کے حصول کی تلقین کرتے ہیں۔ اس غلط تعلیم سے گمراہ ہوکر بے شمار مخلوقات مصائب و آلام کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ رعایا کی ان تکلیفات سے متاثر ہوکر وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا ہم اپنی قلمرو میں ممنوع قرار دیتے ہیں جس شخص کے قبضہ میں وید کی کتاب پائی گئی۔ اس کو اندھے کنوئیں میں گرا کر سنگسار کرایا جائیگا۔

(۲) وید کی غلط تعلیم سے گمراہ ہوکر بہت لوگ سوسائٹی سے الگ تھلگ رہ کر مختلف قسم کی ریاضتوں میں اپنی عمر عزیز کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے ملک کی تمدنی ترقی میں سخت ہرج واقعہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس قسم کی تمام ریاضتوں کو ہم اپنی قلمرو میں بند کرتے ہیں۔ جو شخص ان فضول

رشی فنون جنگ میں کشتریوں سے بڑھ کر ہوتے تھے۔ پہلے تو انہوں نے بین کو زبانی سمجھایا۔ جب وہ راہ راست پر نہ آیا۔ تو اعلان جنگ کرکے اسے شکست دی۔ اور تخت و تاج سے بیدخل کرکے اس کے بیٹے پرتھو کو جو بعد میں ایک قابل حکمران ثابت ہوا۔ تخت نشین کر دیا۔

مہاراجہ پرتھو نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی ملک کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ اس نے تمام پرانے آئین و قوانین جو بین نے منسوخ کر دئے تھے۔ اہل ملک کی صلاح و مشورہ سے پھر جاری کئے۔ ورن ہوستھا اور قوم بندی کو رواج دیا۔ بین کے غلط طرز حکومت سے جو ورن سنکر لوگ پیدا ہو گئے تھے۔ ان کو علیحدہ علیحدہ ذاتوں میں تقسیم کرکے ان کے لئے پیشے اور ذرائع معاشرت مخصوص کر دئے۔ زمین کو ہموار کرکے دیہات اور قصبے آباد کئے۔ نہریں۔ سڑکیں۔ پل۔ سرائے اور ایسے ہی اور بھی رفاہ عام کے کام جاری کئے ہر ایک گاؤں میں تمام پیشہ وروں کو آباد کیا۔ تاکہ اگر کسی وقت نظام حکومت کی تبدیلیوں کے باعث ملک میں شورش پیدا ہو جاتے تو ہر ایک گاؤں کے باشندے ضروریات زندگی کے نہ ملنے کی وجہ سے تکلیف نہ پاویں۔ اس نے زراعت کو بہت ترقی دی۔ تعلیم کی ترقی کی غرض سے اس نے ایسا کامل بندوبست کیا۔ کہ آج تک کسی دوسرے حکمران سے نہیں ہو سکا۔ اس نے دنیا کے دوسرے ممالک سے ہر ایک علم و فن کے چوٹی کے استاد بلاکر اپنی دارالحکومت میں ایک تعلیمی انجمن بنائی اس کے ماتحت مختلف علوم کی تحقیقات اور اشاعت کے لئے ۱۵ صیغے قائم کئے اور ہر ایک صیغہ شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلایا گیا۔ جیسے جیسے تعلیم کی اشاعت ہوتی گئی۔ مختلف پیشے اور ذرائع معاشرت از خود پیدا ہوتے چلے گئے۔ ہر ایک شخص کو اپنی قابلیت اور مذاق کے مطابق کام مل گیا۔ اور یہ ملک اس انتظام کی وجہ سے دنیا میں

(۷) اگر خاوند بیمار ہو۔ پردیس گیا ہو۔ یا اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو عورت کو اختیار حاصل ہے۔ کہ دوسرے مرد سے اولاد لیوے۔ اور ایسا ہی مرد بھی مذکورہ الصدر صورتوں میں دوسری عورت میں اپنے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ ایسی اولاد ہر حالت میں ورثہ کی مالک سمجھی جائے گی۔

(۸) تمام گورو کل یکدم بند کئے جاتے ہیں۔ جہاں بچوں کو گمراہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کی بجائے مناسب مقامات پر پاٹھ شالائیں اور دویالے جاری کرکے ان میں غیر ممالک کے عالمان عدیم المثال اور فاضلان بے بدل پروفیسر مقرر کئے جائینگے۔ جو علوم صحیحہ کی تعلیم دینگے۔ اور ملک کی تمدنی و اقتصادی ترقی ہو۔

(۹) ایشور اور دیوتا کے الفاظ مفروضہ اور بے معنی ہیں۔ حقیقت میں بادشاہ ہی دیوتا ہے۔ اس لئے اپنے بادشاہ وقت کے بت نصب کرکے ان کی تعظیم و تکریم کرنا واجب ہے۔

(۱۰) ان اصولوں کو مدنظر رکھکر عارضی طور پر وضع قوانین سے نئی تقررات مرتب کی ہے۔ رعیت کو واجب ہے۔ کہ اپنی زندگی کو اسکے مطابق سانچہ میں ڈھال دے۔ جو شخص ان احکام اور قوانین کی خلاف ورزی کریگا اسپر قہر سلطانی نازل ہوگا۔ فقط

شہنشاہ عالم و عالمیاں

پرجاپتی بین

اس اعلان کے مشتہر ہوتے ہی ناراضگی کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ جب رشیوں کو معلوم ہوا۔ کہ ان کا ریاضت کرنا ملک کے آئین کے خلاف ہے۔ تو وہ سب جمع ہوکر دارالحکومت میں آئے۔ اس زمانہ کے

بیٹے پیدا ہوئے۔ سب سے بڑے کا نام پرچیتا تھا۔ ان میں ایسی محبت تھی۔ کہ کسی کو دم بھر کی جدائی منظور نہ تھی۔ اس لئے لوگ ان کو پرچیتا گن کہتے تھے۔ جس کے معنی پرچیتا برادرس کے جا سکتے ہیں۔ وہ سب کسی نامعلوم جگہ پر ریاضت کرنے لگے۔ مہاراجہ سلطنت ترک کرکے بان پرست آشرم میں داخل ہوگیا۔ اور وارث تخت دناج کوئی نہ رہا۔ کچھ مدت تک کو نسل حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں تمام اہلکار یکے بعد دیگرے ترک وطن کرکے دوسری ولایات کو چلے گئے۔ تجار اور کاشتکار بھی دوسرے ملکوں میں جا رہے۔ اور یہ ملک بالکل جنگل بن گیا۔ دیار و امصار خالی رہ گئے۔ سڑکوں پر جھاڑیاں پیدا ہوگئیں۔ نارد کی زبانی پرچیتا گن کو اپنے ملک کی اس حالت کا علم ہوا۔ انہوں نے ریاضت چھوڑ کر اسلحہ جات جنگ ہاتھ میں لئے اور اپنے ملک کو پھر از سر نو آباد اور سرسبز و شاداب بنا دیا اور اس کی حالت پہلے سے بھی بہتر بن گئی۔

پرچیتا اور اس کے بھائیوں کی جوانمردی اور شجاعت۔ دانشمندی اور حسن اخلاق سے سلطنت ہیہیتی کو رفتے زمین کی مرکزی حکومت کا اعزاز حاصل ہوگیا۔ ان کے بعد اس کا بیٹا دکش پرجاپتی روئے زمین کے چکرورتی مہاراجہ کی حیثیت سے ہیہیتی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی بیٹی ستی مہادیو والی کیلاس پوری سے بیاہی گئی۔ اور دکش نے ایک روز اسی غلط فہمی سے اپنے داماد سے ناراضگی پیدا کرلی۔ ایک یگیہ رچایا۔ تاکہ مہادیو کی توہین کی جائے۔ سب راجاؤں رشیوں اور دیوتاؤں کو مدعو کیا۔ لیکن اپنی لڑکی اور داماد کو خبر تک نہ کی۔ ستی کو جب معلوم ہوا۔ کہ باپ کے گھر عظیم الشان یگیہ ہے۔ اس نے سمجھا۔ شاید بینا مبروں کی غلطی سے ہم کو خبر نہیں دی گئی۔ اپنے خاوند سے اجازت لیکر باپ کے گھر آئی۔ مہادیو نے چلتی دفعہ ستی سے کہدیا۔ کہ

قابل رشک بن گیا۔ دوسرے بادشاہوں نے اس ملک کی ترقی کے اسباب معلوم کرنے کی غرض سے یہاں مدبر بھیجے۔ پرتھو نے اعلان کر دیا کہ غیر ملک کے لوگوں سے کوئی بھید چھپایا نہ جاوے۔ ان مدبروں نے اپنے اپنے ملکوں میں جاکر وہی طریقے جاری کئے۔ اور دوسرے بادشاہ از خود پرتھو کے مطیع ہوتے چلے گئے۔ ایک چیونٹی کا خون گرائے کے بغیر پرتھو ایک چکروائی (بلا شرکت غیرے) مہاراجہ بن گیا۔ دوسرے بادشاہوں اور رئیسوں کی تحریک سے ہستنیتی میں وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور یہاں جمع ہوکر سب نے اتفاق رائے سے پرتھو کو راجہ کا خطاب دیا۔ اس سے پہلے دنیا کے فرمانروا پرجاپتی کہلاتے تھے۔ راجہ کا لفظ پرتھو سے ہی شروع ہوا ہے۔ رشیوں نے اپنی طرف سے روئے زمین کا سنسکار کرنے والا کا اسے خطاب دیا۔ کرہ ارض اسکے نام سے پرتھوی کہلانے لگا۔ اپنے نام کی یادگار میں اس راجہ نے دریائے نربدا کے کنارے پر پرتھو پور شہر آباد کیا۔ اپنی دارالحکومت کے نزدیک دریائے سرسوتی کے کنارے پر سیڑھیاں بنوائیں۔ ان ایام میں دریائے گنگا کی ابھی پیدائش نہ ہوئی تھی۔ اس لئے پرتھو کی بنوائی ہوئی سیڑھیاں پرتھودک تیرتھ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔ یہ تیرتھ طوفان نوح کے زمانہ تک مشہور رہا مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایسا بادشاہ آج تک روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا پرتھو کے بعد اس خاندان میں مشہور راجہ بہت اشوہوا۔ اس نے چاروں طرف فتح حاصل کی اور اطراف عالم کی حکومتیں اپنے چاروں بھائیوں کو عطا کیں۔ اس کی بہت پشتوں کے بعد مہاراجہ پراچین برہشی ایک جلیل القدر شہنشاہ ہوا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنے عہد فرمانروائی میں اتنے یگیہ کئے۔ کہ بھوت کھنڈ کی سرزمین کشا سے بھر گئی۔ پراچین برہشہ کے ہاں ایک ہی شکل وصورت اور ایک جیسی قابلیتوں والے دس

تیسرا باب

کشتر یگ

یعنی

زمانہ شجاعت کے تواریخی واقعات

اب ہم تواریخ دنیا کے اس حصہ میں پہنچے ہیں۔ جہاں سے زمانہ شجاعت کے حالات اور واقعات تواریخی کے سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔ سرشٹی سنہ ۱۹۷۲۹۴۱۰۸۵۳ سے ویوسوت منونتر کا آغاز ہوا۔ جسکو شروع ہوئے آج بارہ کروڑ پانچ لاکھ تینتس ہزار چوبیس برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اوراق گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہادیو اور دکش پرجاپتی کی مسلسل اور متواتر معرکہ آرائیوں سے مخلوقات پر بہت بڑی تباہی آئی۔ روئے زمین پر صرف گنتی کے ہی آدمی رہ گئے۔ تبت کے دیوتاؤں کو فکر ہوئی کہ جملہ ممالک عالم کو از سر آباد کیا جائے۔ انہوں نے ہم مشورہ ہو کر سلطنت امرادتی کے ایک ماتحت سردار سورج والی یجوئی واقعہ ملک تبت کے فرزند ارجمند منو کو آریوں کا راجہ منتخب کر کے ہندوستان کی سرزمین میں ایک زبردست نئی آریہ سلطنت قائم کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے ہمالیہ پربت کو عبور کر کے شمالی ہند میں شہر اجودھیا کی بنیاد ڈالی۔ سنسکرت لٹریچر میں سورج کو ویوسوان بھی کہتے ہیں۔ اس لئے منو کو سورج کا بیٹا ہونے کی وجہ سے ویوسوت منو کہتے تھے۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں

معاملہ نازک نظر آتا ہے۔ ذرا سنبھل کر رہنا۔ اور نندی کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ ستی باپ کے پاس آئی۔ کسی نے التفات نہ کی۔ بلکہ دکش نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ جب تم کو بلایا نہیں۔ کیوں یہاں چلی آئی۔ اور مہادیو کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کہے۔ ستی سے برداشت نہ ہو سکا۔ وہ شاپ دے کر ہون کنڈ میں گر کر بھسم ہو گئی۔ مہادیو جیسے مرد مرتاض سے یہ صدمہ برداشت نہ ہو سکا۔ وہ کیلاس سے اترا اور مہشمتی پر دھاوا بول دیا۔ مہادیو۔ دیتوں۔ اسروں۔ راکششوں والوں اور ناگوں وغیرہ کا روحانی بادشاہ تھا۔ ادھر دکش بھی چکرورتی فرمانروا تھا۔

دونوں طرف سے فوجیں آتی گئیں اور کوروکشیتر کے میدان میں قتل ہوتی چلی گئیں۔ مدت دراز تک یہ لڑائی بدستور جاری رہی اور ایک بھی نوجوان روئے زمین پر ایسا نہ رہا۔ جو کسی ایک طرف سے لڑ کر شہید نہ ہوا ہو۔ دکش قتل کیا گیا۔ سلطنت مہشمتی برباد کر دی گئی اس لڑائی میں اتنے نوجوان قتل ہوئے۔ کہ پنجاب کی سرزمین مقتولوں کی لاشوں سے بھر گئی۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اور زمین سرخ ہو گئی لاشوں کی سڑاند سے عالمگیر وبائی امراض کی لہریں پیدا ہونی شروع ہوئیں سنسکرت لٹریچر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس لڑائی کے اثرات سے عالمگیر وبائی امراض کی ۲۹ لہریں پیدا ہوئیں۔ جو یکے بعد دیگر دنیا میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل کر مخلوقات کا ستیاناس کرتی گئیں۔ یہانتک کہ سوائے ملک تبت کی انسان تو درکنار روئے زمین پر کوئی درخت سبزی وغیرہ زندہ نہ رہے۔ تبت کی آب و ہوا چونکہ نہایت ہی زیادہ سرد خشک ہے۔ اسلئے وبائی امراض کا اس ملک میں دخل نہیں ہو سکتا۔ اس لڑائی کیساتھ ہی برہم یگ یعنی پہلے چھ منوستروں کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اور تھوڑی ہی مدت بعد کشتر یگ یعنی زمانہ شجاعت کا آغاز ہوا۔ اب ہم اس دور میں اپنے توسن خامہ کا قدم رکھتے ہیں۔

نکل کر آریوں نے روئے زمین کے باقی ملک آباد کئے۔ کون کون سی سلطنتیں انہوں نے مختلف براعظموں میں قائم کیں۔ ان سلطنتوں نے کیا کچھ اقتدار اور عروج و کمال حاصل کیا۔ کس زمانہ میں ان حکومتوں کا کیا کچھ حشر ہوا۔ روئے زمین کی ہر ایک قوم کا اس کی ہمسایہ قوم کے ساتھ کیا کچھ تعلق تھا۔ ہر ایک ملک کی مجلسی۔ سیاسی اور مذہبی حالتوں میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی چلی گئیں۔ ان تبدیلیوں کے اسباب کیا تھے۔ ہر ایک قوم کے اس کی ہم عہد اقوام کے ساتھ کیا کچھ تعلقات جانبین تھے۔ ایسی ایسی اور بھی بہت سی باتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جنہیں عام تواریخ کی جان کہنا چاہیئے۔

پوران اپنے زمانہ تصنیف کے رواج کے مطابق مذہبی رنگ میں لکھے گئے ہیں۔ اور ہندوؤں کی متبرک کتابوں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے ان میں ہندوؤں کے رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار۔ خوارق عادات مذہب اور اخلاق پر بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ ہندو دھرم کی ماہیت سے کما حقہ واقف نہیں ہیں وہ اس قیمتی ذخیرہ سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ پورانوں میں ان اقوام کے حالات اور واقعات کو وضاحت کے ساتھ زیب قلم کیا گیا ہے۔ جو طوفان نوح سے پہلے روئے زمین پر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کئی قومیں نیست و نابود ہو گئیں۔ بہتوں کے نام بدل گئے۔ سکونت بھی منتقل ہوتی رہی۔ اور پورانوں میں ان سب اقوام کے حالات منتشر شدہ صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے۔ کہ ان سب واقعات کو چن کر اور ایک لڑی میں پرو کر اہل عالم کے روبرو پیش کریں۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ پورانوں میں بیوسوت منونتر کے آغاز سے حضرت نوح کے طوفان تک۔ جو مسیح سے ۳۱۴۰ سال پہلے

اجودھیا سے نکل کر مختلف قوموں نے روئے زمین پر بڑی بڑی زبردست بادشاہتوں کی بنیاد ڈالی۔ پورانوں کی تحریرات کے مطابق روئے زمین کی موجودہ قوموں کا منبع و مخزن اور سرچشمہ اجودھیا کو سمجھنا چاہیئے۔ اسلئے دنیا بھر کے تمام شہروں میں سے اجودھیا کو راج تیرتھ یعنی حکومتوں کی زیارت گاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ شہر اجودھیا ہندوؤں کے مشہور اوتار سری رام چندر جی کی ولادت گاہ ہونے کے سبب سے ایک متبرک تیرتھ مانا جاتا ہے۔ اور شمالی ہند میں ہمالیہ کے دامن کوہ میں آباد ہے

یورپین محققوں کی کوشش سے آج سے آڑھائی ہزار برس پیشتر تک کے واقعات تواریخی پر کسی قدر روشنی پڑ گئی ہے۔ لیکن اس کوشش سے دنیا کی قدیم تواریخ کے متعلق ایسی واقفیت ہم پہنچنے کا ابھی تک کوئی ذریعہ پیدا نہیں ہوا۔ جس سے بیوسوت منو سے کے آغاز سے لے کر اب تک کے ہر ایک زمانہ کے حالات اور واقعات تواریخی مسلسل طور پر معلوم ہو سکیں۔ برخلاف اسکے جب ہم پورانوں کی تحریرات کا بنظر غور مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان کے مصنفوں نے سلطنت اجودھیا اور اس کی تمام شاخوں کے تواریخی حالات نہایت ہی قابلیت کے ساتھ ترتیب دے رکھے ہیں۔ شجرات حسب و نسب اور تاجداروں کے واقعات عہد ایسی عمدگی کے ساتھ زیب قلم کئے ہیں کہ جن سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے ہر ایک ملک اور روئے زمین کی ہر ایک قوم کے حالات اور بنی نوع انسان کی ہر ایک زمانہ کی تہذیب۔ تمدن۔ تعلیم اور سیاست وغیرہ وغیرہ کا حال بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ منکشف ہو جاتا ہے۔

پورانوں میں اس امر کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ زمانہ شجاعت کی ابتدا سے لیکر آج تک کس کس وقت اور کس طرح سے اجودھیا سے

کہ ہندوؤں کی تواریخ سے ہر ایک زمانہ کے حالات اچھی طرح سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا کی کسی قوم کی تواریخ اتنے پورے زمانہ کی خبر نہیں دیتی۔ ہندو قوم کی قریباً آٹھ نو ہزار برس کی تواریخ بالکل مکمل ہے۔ اس سے پہلے بارہ کروڑ برس کی تواریخ مختصر طور پر پائی جاتی ہے۔ اور اس سے پیشتر پونے دو ارب سال کی آریہ قوم کی قومی سرگذشت عملی طور پر ملتی ہے اس لئے کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کہ قدیم ہندو فن تواریخ سے محض ناآشنا تھے۔ اور ان کو تاجداروں کے واقعات عہد قلمبند کرنے نہیں آتے تھے۔

آئندہ اوراق میں ہم روئے زمین کی تمام بڑی بڑی سلطنتوں اور قوموں کے واقعات تواریخی مسلسل طور پر بیان کرینگے۔ جو اپنی مرکزی حکومت اجودھیا سے مختلف وقتوں میں نکل کر دنیا میں پھیلیں۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک برسر اقتدار رہ کر آخر کار نیست و نابود ہوگئیں۔ اور جو قومیں زمانہ حال میں برسر حکومت ہیں۔ ان کی اصلیت اور حقیقت پر روشنی ڈالی جائیگی۔

اجودھیا

[سورج بنسی خاندان کا سلسلہ نامہ جس کا دور حکومت مسیح سے ۱۰۰۰ برس پہلے ختم ہوتا ہے۔]

(۱) دیوسرت منو (۵) بلکشی
(۲) اکشواکو (۶) پرنجے
(۳) ککشی (۷) بانڈ

واقعہ ہوا۔ دنیا کی حکومتوں کے شجرات حسب و نسب درج کئے ہیں۔ لیکن وہ نسب نامے مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ایک واقعہ کو پیش کرتے ہیں۔ ہستناپور کے فرمانروا مہاراجہ دلیپ نے اپنے نام پر شہر دلی آباد کیا۔ اور یہ شہر مسیح سے ۶۷۰۰ برس پہلے آباد ہوا۔ ۶۶۴۲ برس قبل مسیح میں چوہان قوم کے مورث اعلیٰ چنتر بھیج نے اس شہر کو اپنی صدر گاہ بنایا اس کی ۴۸ پشتوں نے مسلسل طور پر یہاں حکومت کی ڈنکے بجائے اور اس عرصہ میں ہستناپور کے کورو اور متھرا کے جادو بنسی کے چوہانوں کے اجگزار کی حیثیت سے حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں ہستناپور کے راجہ پرتھپ نے دلی کے آخری چوہان حکمران سہدیو کو شکست دے کر دکن کی طرف بھگا دیا۔ اور دلی کا علاقہ سلطنت ہستناپور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ چونکہ دلی میں چوہان قوم کی ۴۸ پشتوں نے حکومت کی اس لئے چنتر بھیج کے عہد یا کچھ عرصے پہلے گزرے۔ مہاراجہ دلیپ سے لے کر سہدیو چوہان کے عہد پرتھپ تک کورو خاندان کے بھی تقریباً اتنے ہی تاجدار ہوئے چاہئیں۔ لیکن پرانوں میں دلیپ کا بیٹا پرتھپ بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے ظاہر ہے۔ کہ پرانوں میں بیان کردہ نسب نامے مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور بادشاہوں کے نام اور واقعات درج کئے ہیں۔ جو لوگ ان نسب ناموں کی بنا پر فی پشت تیس چالیس سال فرض کر کے کسی تاجدار کے عہد حکومت کا زمانہ قائم کرتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔ ایسے مورخوں کی تحریرات کو صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان کا زمانہ وہی درست کہا جا سکتا ہے۔ جو سنسکرت لٹریچر میں بیان کیا گیا ہے۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔

(۵۳)	اسمنجس	(۷۶)	چندرشری
(۵۴)	انشومان	(۷۷)	کھٹوانگ
(۵۵)	دلیپ	(۷۸)	دیرگھ باہو
(۵۶)	بھاگیرتھ	(۷۹)	پرتھوشروا
(۵۷)	شرت	(۸۰)	پرجاپال
(۵۸)	نابھاگ	(۸۱)	دلیپ
(۵۹)	امبریکھ	(۸۲)	رگھو
(۶۰)	سندھودیپ	(۸۳)	اج
(۶۱)	ایوتاجت	(۸۴)	دسرتھ
(۶۲)	رتوپرن	(۸۵)	رام چندر
(۶۳)	آرت پرن	(۸۶)	کش
(۶۴)	سداس	(۸۷)	انتھی
(۶۵)	سوداس	(۸۸)	نشدھ
(۶۶)	سروکرم	(۸۹)	نل
(۶۷)	اینہ رن	(۹۰)	نابھ
(۶۸)	مکھن	(۹۱)	پنڈریک
(۶۹)	ان متر	(۹۲)	کشیم دھنوا
(۷۰)	اری ناش	(۹۳)	بیر
(۷۱)	دل دوہ	(۹۴)	دیوانیک
(۷۲)	اشک	(۹۵)	ربی نگ
(۷۳)	مولک	(۹۶)	سہسراشو
(۷۴)	وشرتھ	(۹۷)	چندراوک
(۷۵)	ایل بل	(۹۸)	تاروپٹہ

(۶)	سجودھن	(۲۹)	ماندساتا
(۷)	ارن	(۴۰)	پروکتس
(۸)	انینا	(۴۱)	دس سلہ
(۹)	پرمتھو	(۴۲)	اینہ رن
(۱۰)	برندھو	(۴۳)	سم بھوت
(۱۱)	بشنو راشو	(۴۵)	ہریشو
(۱۲)	چندر	(۴۶)	سدھنوا
(۱۳)	اگرور	(۴۷)	ترودھنوا
(۱۴)	یودناشو	(۴۸)	ارن
(۱۵)	شراو	(۴۹)	تریارینہ
(۱۶)	شراوسرت	(۵۰)	ست برت
(۱۷)	بدبداشو	(۵۱)	ست رتھ
(۱۸)	کولیاشو	(۵۲)	ہریشچندر
(۱۹)	ورڑھاشو	(۵۳)	روہنت
(۲۰)	پرمود	(۵۴)	ہرت
(۲۱)	ہریشو	(۵۵)	چنپک
(۲۲)	مکنجھ	(۵۶)	سدیو
(۲۳)	برگھت اشو	(۵۷)	بجے
(۲۴)	سنگھت اشو	(۵۸)	رُودک
(۲۵)	اکرشا شو	(۵۹)	برک
(۲۶)	پرسین جت	(۶۰)	باہو
(۲۷)	رن اشو	(۶۱)	است
(۲۸)	یودناشو	(۶۲)	سگر

راجگان کے نام اور دریافت کرکے درج کئے ہیں۔ ابھی تحقیقات جاری ہے۔ امید ہے۔ اور بھی بہت نام مل جائینگے۔ اس امر کی بحث کہ یہ نام کیوں اور کہاں سے لئے ہیں۔ بہت طویل ہے۔ اور اس مختصر تواریخ میں اس بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ تواریخ اجودھیا میں مفصل طور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائیگی۔

تواریخی حالات :- وکش بگیہ کے قیامت خیز واقعہ سے مخلوقات پر عموماً اور بنی نوع انسان پر خاص کر جو تباہی آئی۔ اسکے حالات سے سنسکرت لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ کرہ سطحیہ تباہ ہوگئیں۔ تو دیوتاؤں نے مشورہ کرکے تجویز کی واقعہ ہے۔ برہما کے فرزند سورج کے بیٹے منو کو روئے زمین کا چکرورتی راجہ منتخب کرکے حکم دیا۔ کہ ہندوستان میں اپنی دارالحکومت بناکر دنیا کے ممالک پر حکمرانی کرے۔ چنانچہ اس نے ہمالیہ کے دامن کوہ میں دریائے سرجو کے کنارے پر اجودھیا نامی شہر تعمیر کیا۔ اور جہانبانی کرنے لگا۔ بہت تک اس کے ہاں کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی اس لئے مہرشی وششٹ کے مشورہ سے اپنی لڑکی ایلا کو مردانہ لباس زیب تن کرکے اجودھیا کا حکمران بنایا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے اولاد نرینہ کی خاطر ریاضت کرنے چلا گیا۔ شاہزادی ایلا ایام فرمانروائی میں کوہ ہمالیہ کو عبور کرکے سیر و سیاحت کو گئی۔ بیشور لی کے راجہ چندر ماں کے بیٹے بدھ سے شادی کرلی۔ وہاں پر ورد انامی ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ایلا لڑکے کو وہیں چھوڑ کر اجودھیا میں واپس چلی آئی۔ اس عرصہ میں ویوسوت منو بھی ریاضت سے فارغ ہوکر واپس آیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اب اس کے نو بیٹے پیدا ہوئے۔ بان پرست آشرم میں داخل ہونے کا وقت آیا۔ تو تقسیم مملکت کا کام وششٹ کے سپرد کرکے جنگل کو چلا گیا۔

(۹۹)	چندرشری	(۱۱۱)	بچارھرت
(۱۰۰)	چندر	(۱۱۲)	شتانیکھ
(۱۰۱)	شرتابو	(۱۱۳)	اکھت اشو
(۱۰۲)	رودھ	(۱۱۴)	بیوشت اشو
(۱۰۳)	پاریاتر	(۱۱۵)	دشو سہہ
(۱۰۴)	سدھنوا	(۱۱۶)	ہرینہ ناجھ
(۱۰۵)	بل	(۱۱۷)	پشپ
(۱۰۶)	شل		ارتھ سندھ
(۱۰۷)	نل		دھرو سندھ
(۱۰۸)	اکھ		شتروجت
(۱۰۹)	بجرناجھ		سدرشن
(۱۱۰)	سوکن		اگنی ورن

نسب نامہ کی صحت :- پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے شجرات حسب و نسب جو پوراؤں میں مرقوم ہیں۔ وہ مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام دیئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک پوران میں بیان کردہ نسب نامہ دوسرے پوران سے نہیں ملتا۔ پانچ سات ناموں کی تبدیلی ضرور پائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے مورخ اصلیت کو نہ سمجھتے ہوئے پشتوں کو تعداد کو قائم رکھتے ہیں۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ تمام پوراؤں سے اقتباس کر کے حتی الوسع مکمل نسب نامہ تیار کرنے کی کوشش کی جاوے۔ ہم نے ایسے مورخوں کی اندھا دھند پیروی نہیں کی۔ چنانچہ تمام مورخ سری رام چندر کو مہاراجہ اکشواکو کی ۵۷ ویں پشت میں بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے انہیں ۸۴ ویں پشت میں لکھا ہے۔ ہم نے مختلف پوراؤں سے ۲۷

پہاڑی سرزمین کی حکومت ملی۔ جہاں آجکل نیپال۔ بھوٹان اور سکم کی ریاستیں واقعہ ہیں۔ مہاراجہ کردکھ کے نام پر پہلے اس علاقہ کا نام کردکھ دیش مشہور ہوا۔ اور اس کی اولاد مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں حکومت کرتی رہی۔

اکشواکو کے چھوٹے بھائی دھرشٹ سے سورج بنسی راجپوتوں کے دھارشٹ خاندان کی بنیاد پڑی۔ پرکھ دھر کو افغانستان اور بلوچستان کے ملک دیئے گئے۔ اس نے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈال کر وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ پہلے یہ رواج تھا۔ کہ یگیہ منڈپ میں پشوؤں کو کھڑا کر لیا کرتے تھے۔ اور قربانی کی رسم آریوں میں ہرگز نہ تھی۔ وکش یگیہ کی لڑائیوں کے اثر سے پیدا شدہ وبائی امراض سے دنیا کے مویشی بھی مارے گئے۔ اس لئے اکشواکو اور اس کے بھائیوں نے جتنے یگیہ کئے۔ پشو نہ ملنے کی وجہ سے ان میں پشوؤں کو کھڑا کرنے کا رواج بھی متروک ہو گیا۔ لیکن پرکھ دھر نے وید منتروں کا ارتھ غلط سمجھکر پشوؤں کی قربانی جاری کر دی۔ جب اور پشو ملنے بند ہو گئے۔ تو اس نے گائے کی قربانی شروع کر دی۔ اس سے ایشیائی ممالک میں ہی نہیں۔ بلکہ روئے زمین کے تمام آریوں میں بہت بڑی کھلبلی مچ گئی۔ رشیوں نے جمع ہو کر پرکھ دھر کا یگیہ بند کر دیا۔ اس کا یگیوپوبت اتار کر شودروں میں داخل کر دیا۔ اور اس کی اولاد شودر بن گئی۔ حکومت سے بھی برطرف کر دی گئی۔

اکشواکو کے دو بھائیوں کش نابھ اور ارشٹ کی اولاد کا پتہ نہیں مل سکا۔ ان کے حالات مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔

مہاراجہ اکشواکو کی رانی اجودھیا کی رانی کا نام سدیوا تھا۔ جو کاشی کے راجہ بیدراج بیر کی بیٹی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی رانیاں تھیں

چونکہ شاہزادی ایلا ابھی تک مردانہ لباس ہی زیب تن کرتی تھی اور لوگوں میں ایل یا سدیومن نامی شاہزادہ کے نام سے مشہور تھی اس لئے مہرشی وششٹ نے اس خیال سے کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ ہو۔ کہا کہ سدیومن کم پرش ہے۔ یعنی مردانہ اوصاف سے عاری ہے۔ اسلئے سلطنت اجودھیا کے تاج وتخت کے قابل نہیں ہے۔ اس نے اکشواکو کو اجودھیا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور ہندوستان کی حکومت اس کے ہاتھوں دیدی۔

دوسرے بیٹے نرکھینت کو ملک ایران کی حکومت دی۔ اس کے بیٹے شک کے نام پر یہ ملک شاکادیپ کہلانے لگا۔ اور شک کی اولاد کے کشتری شک خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ شک قوم کی عظمت وشوکت کے حالات سے نہ صرف سنسکرت لٹریچر ہی بھرا پڑا ہے۔ بلکہ وسطی اور مغربی ایشیائی ممالک کی تواریخ میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے سن عیسوی سے بہت عرصہ پہلے اس قوم نے یورپ کو فتح کر لیا۔ اور اٹلی کی عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جولیس اور گسٹس وغیرہ شاہان روم اسی خاندان سے ہوئے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی تک ایران کی شک قوم ہندوستان پر حملے کرتی رہی اس لئے اس قوم کے متعلق مورخین زمانہ حال کو زیادہ تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد ازاں یہ قوم مسلمان ہوگئی۔ اور اب مغلوں۔ افغانوں اور ترکوں میں نام تبدیل کردہ بہت سے خاندان باقی ہیں۔ شریالی نے گجرات کاٹھیاواڑ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی اولاد میں سے انرت ایک مشہور تاجدار ہوا۔ جس کے نام پر اس ملک کا نام انرت ویش کہلایا مہاراجہ وجاتی والی پریاگ سے کچھ عرصہ پہلے مغربی حملہ آوروں نے اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ کردکھ کو ہمالیہ کی

بگاشی کے بعد راجہ پرنجے جس کا دوسرا نام لکستھ بھی تھا اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے راجہ اندر والی امرادتی کی امداد میں دیتیوں کو شکست دی۔ اس کی کئی پشت بعد راجہ شاوست ہوا۔ اس نے اپنے نام کی یادگار میں بنگال میں شاوستی پوری شہر آباد کیا۔ اس کے بہت مدت بعد مشہور فرمانروا برہداشو اجودھیا کا حکمران ہوا۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد جب وہ تاج و تخت اپنے بیٹے کو لیاشو کے سپرد کر کے جنگل کی طرف روانہ ہونے لگے۔ تو اتنگ رشی نے اطلاع دی۔ کہ علاقہ مرد دھنوا کے صحرائے اُجاڑ تک میں مدھو راکشش کے بیٹے وھندنے ایک زمین دوز قلعہ تعمیر کر کے سکونت اختیار کر لی ہے۔ وہ گرد و نواح کے علاقہ کو لوٹ کر زر و مال اپنے باپ کے پاس بھیجتا ہے۔ اور اس کی غارت گری سے سارا علاقہ تباہ ہو گیا ہے۔ اسر راجاؤں کے ساتھ اس کا نامہ و پیام جاری ہے جب سلطنت اجودھیا کے فرمانروا کو کسی دوسری طرف مصروف دیکھیگا تو اسروں کی جمعیت لے کر اس سلطنت کو برباد کر دے گا۔ اس کا تدارک کرو۔ اسپر مہاراجہ کو لیاشو بہت سی سپاہ لے کر حملہ آور ہوا۔ اور قلعہ شکن توپوں سے اس کا قلعہ تباہ کر کے راکششوں کا قلع قمع کر دیا۔ اس لڑائی میں کو لیاشو کی اکیس ہزار سپاہ میدان جنگ میں ماری گئی۔ بعد فتح یابی کے اس کا نام وھندمار مشہور ہوا۔

کو لیاشو کے کئی پشت بعد مشہور راجہ یودناشو ہوا۔ اس کے عہد میں افغانستان کے راجہ انگار نے بغاوت کی۔ یودناشو نے حملہ کیا۔ اور ۱۴ ماہ کی خونریز جنگ کے بعد انگار کو فتح کیا۔ اس کے بعد مان دھاتا مسند دست حکمران ہوا۔ اس کی تعمیر کرائی ہوئی عمارات کے کھنڈرات اب تک آسام میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے عہد میں لنکا کے راجہ

پورانوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اکشواکو کے ایک سو ایک بیٹے تولد ہوئے۔ ان میں سے شکنی وغیرہ پچاس بیٹے ہمالیہ پربت کو عبور کرکے چین چینی تاتار اور روس تک میں پھیل کر جداگانہ حکومتیں قائم کرکے جہانبانی کرنے لگے۔ اور پچاس راجکمار سمندروں سے گذر کر دوسرے براعظموں اور جزائر میں پھیل کر آباد ہوگئے۔ اور وہاں حکومت کرنے لگے۔ اور ککشی اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔

ککشی کے بلکشی۔ نمی اور ونڈ تین بیٹے تولد ہوئے۔ بلکشی اجودھیا کے تخت پر بیٹھا۔ اور نمی نے ترہت دیش میں جے انت پور نامی شہر آباد کرکے جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے متھل نے متھلا پوری شہر بسایا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ بناکر حکومت کرنے لگا۔ متھل کے بیٹے جنک نے علم الروح کی اشاعت میں بہت بڑا نام پایا۔ اور اس کے نام پر متھلا پوری شہر جنک پوری کہلایا۔ اور اس کا خاندان جنک ونش کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ خاندان طوفان نوح کے زمانہ تک وہاں حکومت کرتا رہا۔

ونڈ کو اس کے باپ نے بندھیاچل اور نیل گری کے درمیان کا علاقہ دیا۔ اور اس نے رمیہ پربت پر مدھوپوری شہر آباد کرکے حکمرانی شروع کی۔ یہ راجہ کئی ایک علوم میں ماہر کامل اور علم جنگ کا فاضل بے بدل تھا۔ اسکی جود و سخا کی شہرت سنکر بہت رشیوں نے وہاں رہائش اختیار کی۔ بنجارا اور کاشتکار بھی دوسرے ملکوں سے جاکر وہاں آباد ہوگئے۔ اور دکن کا علاقہ تھوڑے ہی عرصہ میں سرسبز و شاداب ہوگیا۔ لیکن بدقسمتی سے راجہ ونڈ نے بھرگو کی بیٹی کو زبردستی عقد مناکحت میں لانا چاہا۔ اسپر رشی نے راجہ کو قتل کر دیا۔ اور یہ ملک برباد کر دیا۔ اور راجہ ونڈ کے نام پر ونڈک بن مشہور ہوا۔

(۱۴) تال جنگھا۔ یہ بھی ہے ہے خاندان کی ایک شاخ تھی۔ اور اس کی حکومت وسط ہند میں تھی۔

(۱۴) مہکھ اور (۱۵) سرپ یہ قومیں ہمالیہ کے پہاڑوں میں برسر اقتدار تھیں۔

جنوبی ہند میں کول۔ چول۔ کیول۔ کونن۔ کونل۔ کونکن اور کشکندھک یا بانر یہ قومیں حکومت کرتی تھیں۔ ان میں سے بانر کشمیر سے جلا وطن ہوکر یہاں حکومت کرتے تھے۔ اور باقی سب قومیں چندر بنس کی شاخیں تھیں۔

(۱۳) بنگال میں ان ایام میں بنگ قوم برسر اقتدار تھی۔ جو ترکستان (باختر) کے انگ خاندان کی ایک شاخ تھی۔

(۱۴) پنجاب۔ ان دنوں مدر قوم کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ یہ قوم بھی باختر کے انگ خاندان کی شاخ تھی۔ اور اس کے نام پر یہ ملک ان دنوں مدر دیش کے نام سے شہرت پذیر تھا۔

(۱۵) افغانستان۔ کمبوج یہاں حکمراں تھی۔ یہ بھی باختر کے انگ خاندان کی شاخ تھی۔ اور اس کے نام پر افغانستان ان دنوں کمبوج دیش کہلاتا تھا۔

(۱۶) بلوچستان۔ یہاں بھی انگ خاندان کی ایک شاخ دارب حکمران تھی۔ اور اسکے نام پر یہ ملک دارب دیش کہلاتا تھا۔ شکے پارد اور پلہو یہ تین قومیں ایران میں برسر اقتدار تھیں۔

(۲۰) ترکستان۔ توکھار قوم کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ اور اس کے ہی نام پر توکھارستھان کہلاتا تھا۔

(۲۱) کھس۔ قبس کیپین کے گرد و نواح میں کھس قوم حکمران تھی اور کشمیر سے نقل مکان کرکے وہاں آباد تھی۔

راؤن نے اجودھیا پر فوج کشی کی۔ لیکن شکست کھاکر واپس لوٹ گیا۔ کئی پشت بعد مہاراجہ اینہ ان اجودھیا کا حکمراں ہوا۔ اس کے عہد میں لنکا کے راجہ راؤں نے اجودھیا پر فوج کشی کی۔ اینہ ان دس ہزار ہاتھی چالیس ہزار اسپ سوار ساٹھ ہزار رتھ اور بہت سی پیدل سپاہ لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ لیکن میدان جنگ میں زخمی ہوکر مارا گیا اور راؤن فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا لنکا کو واپس گیا۔ پھر کئی پشت کے بعد مشہور فرمانروا ست برت اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی مضبوط قوت ارادی کی بہت سی داستانیں پوراؤں میں مرقوم ہیں۔ اس کا دوسرا نام ترشنکو بھی تھا۔ اسکے بہت مدت بعد ہریشچند تخت نشین ہوا۔ جسکی جود و سخا کی داستانیں ہر ایک ہندو کے زبان زد چلی آتی ہیں۔ مہاراجہ باہو کے عہد تک اجودھیا کی سلطنت کا عروج و اقبال آفتاب و ماہتاب کی مانند چمکتا رہا۔ لیکن اسکے بیٹے ست کی نالائقی کی وجہ سے یہ حکومت کمزور ہوگئی۔ تمام ماتحت ریاستیں خودسر ہوگئیں۔ ہندوستان اور ایشیا میں بہت بڑی بے چینی پھیل گئی۔ اس وقت ہندوستان اور مغربی ایشیا میں حسب ذیل قومیں برسر اقتدار تھیں۔ انہوں نے خودسر ہوکر اپنی اپنی طاقت بڑھانے اور دوسروں پر غلبہ پانے کے لئے جدوجہد شروع کردی۔ اور تمام راجگاں کوشش کرنے لگے۔ کہ دوسروں کو مطیع کرکے اپنی سلطنت کو ایشیائی ممالک کی مرکزی حکومت کے رتبہ تک پہنچائے۔

(۱) اجودھیا۔ یہاں سورج بنسی خاندان حکمراں تھا۔ اور اس کو ایشیاء کی مرکزی حکومت کا اعزاز حاصل تھا۔

(۲) ہستیتی۔ یہاں ہے ہے خاندان کا حکومت کرتا تھا۔ جو چندر بنس کی ایک شاخ تھا

شمالی ہند کی سرزمین کو آباد اور سرسبز و شاداب بنانے کے کام میں مصروف رہے۔ مہاراجہ سداس کے عہد حکومت تک اجودھیا کے سورج بنسی خاندان کا ستارہ اقبال ترقی پر رہا۔ بعد ازاں اس میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ ہیشمتی کے ہے ہے خاندان نے پھر طاقت پکڑی اور خلیج بنگالہ سے بحر قلزم تک تمام ایشیائی ممالک کے قابض بن گئے لیکن پرسرام فرزند جمد گنی رشی نے ہیشمتی کے راجہ سہسرارجن کو قتل کر کے اپنے خاندان کی ساری طاقت توڑ دی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک ایشیا اور جنوبی مستانی جزیرہ میں بھی الف لیلوی کا بازار گرم رہا اجودھیا ایک گمنام سی ریاست رہ گئی۔ بیرمتا بیہار اجودھیا کے تخت سلطنت پر بہاراجہ کھٹوانگ جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اس سلطنت کی مردہ رگوں میں از سر نو جان ڈال دی۔ اور بحر الکاہل سے لے کر بحر روم تک تمام ایشیائی ممالک کو فتح کر کے بحر ہند اور افریقہ کے بادشاہوں کو بھی اپنا باجگزار بنایا۔ اس کے بعد مشہور شاہنشاہ رگھو اجودھیا کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے دگ وجے کیا۔ دریائے سیحون سے گزر کر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ تمام باجگزاروں کو زیر کرتا ہوا بحر الکاہل تک پہنچا۔ اور سمندر کے ساحل پر اپنی فتح کی یادگار میں ایک مینار نصب کر دیا۔ پھر جزیرہ نما ہند چینی۔ جاوا۔ ہنر۔ بنگال۔ سوماٹرا۔ انگل۔ کھنگھو اور پانڈو دیش کو فتح کر کے راس کماری پر دوسرا مینار نصب کرایا۔ بعد ازاں کوروں دیش۔ بلوچستان۔ ایران۔ کریمیا و روم کو فتح کر کے ایشیا کوچک کے مغربی ساحل پر تیسرا مینار نصب کرایا۔ بعد ازاں ہون (یارقند) افغانستان۔ کیرات (مشرقی ترکستان) اور تمام شمالی ممالک ایشیا کو تسخیر کرتا ہوا اجودھیا میں واپس آیا۔

رگھو کے پوتے مہاراجہ دسرتھ کے عہد میں مصر کے بادشاہ شنبر نے

(۲۲) ایشیا کوچک :- یہاں شالب قوم کے حکمران جہانبانی کرتے تھے ان کا صدر مقام شالب شہر تھا۔ جو آج کل حلب کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

(۲۳) عرب :- اس ملک میں یودن قوم کی حکومت تھی۔ جو ہندوستان کے تال جنگھا خاندان کی ایک شاخ تھی۔

یہ سب قومیں مہاراجہ استت والی اجودھیا کی ناقابلیت کی وجہ سے بناوت کا جھنڈا بلند کر کے اپنی اپنی طاقت بڑھانے کے لئے ایک دوسری سے لڑنے لگیں۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہیہشیتی کے ہیہئے خاندان نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کو مطیع کر کے اپنا باجگذار بنا لیا۔ افغانستان کی کمبوج قوم نے پنجاب اور بلوچستان کو فتح کر لیا۔ ایران کے پارود نے پلہو اور شک قوم کو اپنا باجگذار بنا لیا۔ اور یونانیوں نے مغربی ایشیا کی تمام قوموں کو فتح کر لیا۔ اب جنوبی مغربی ایشیا میں ہیہئے ہیہئے۔ کمبوج۔ پارود۔ یون یہ قومیں سب پر غالب آتیں۔ اور ان میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہیہئے خاندان کی طاقت سب پر غالب آئی اور خلیج بنگالہ سے لے کر بحرہ قلزم تک اسی قوم کا جھنڈا لہرانے لگا۔ راجہ مہیشیتی نے تمام ماتحت اقوام کو ہمراہ لے کر اجودھیا پر حملہ کر دیا۔ راجہ استت مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا اور اجودھیا بھی سلطنت مہیشیتی کے ماتحت قرار دی گئی۔

استت کے بیٹے مہاراجہ سگر نے اپنی خاندانی عظمت بحال کر دی اس نے سب سے پہلے اپنی دارالحکومت اجودھیا ہیہئے خاندان سے آزاد کرائی۔ اور پھر آہستہ آہستہ تمام خودسر راجاؤں کو یکے بعد دیگرے فتح کر کے اجودھیا کا باجگزار بنایا۔ اور سورج بنس کی حکومت پہلے سے بھی زیادہ مستحکم بنیادوں پر قائم کر دی۔ سگر کے بعد انشومان۔ دلیپ اور بھاگیرتھ یہ تین تاجدار کوہ ہمالیہ کو چیر کر گنگا کو لانے اور اس کے ذریعہ سے

(۵) تکش فرزند بھرت تکشلا مغربی پنجاب
(۶) پشکل " " پشکلاوتی
(۷) انگد " لچھمن کارا پتھ حصہ اول
(۸) چندر کیتو " " حصہ دوم

سری رام چندر جی کے بعد کش نے کچھ عرصہ تو گجرات میں ہی اپنی وارثی حکومت رکھی۔ لیکن بعد ازاں اجودھیا کو از سر نو آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے آخری ایام حکومت میں دانوؤں نے امراوتی پر حملہ کیا۔ راجہ اندر سنے کش کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ اسی لڑائی میں اسکے ایسا کاری زخم لگا۔ کہ امراوتی میں ہی راہی ملک عدم ہوا۔ اس کی کئی پشت بعد راجہ نل اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنے نام کی یادگار میں نروردشہر آباد کر کے اپنے چھوٹے بیٹے کو وہاں کا حکمران بنایا۔ اسکے بہت مدت بعد راجہ دھندسندھ کے مرنے پر اس کے دو بیٹوں سدرشن اور شترو جت میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ دونوں ابھی نابالغ تھے۔ ان کی امداد کے لئے بیرسین والی کلنگ دیش اور جودھاجت والی اجین اپنی اپنی سپاہ لے کر اجودھیا میں چلے آئے۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لڑائی میں بیرسین مارا گیا۔ اس کا نواسہ سدرشن بھاگ گیا۔ اور جودھاجت والی اجین نے اپنے نواسہ شترو جت کو اجودھیا کا راجہ بنایا۔ بہت مدت بعد کاشی کے راجہ سبا ہو کی لڑکی ششی کلا کے سوئمبر میں سدرشن نے اپنے دشمنوں شترو جت والی اجودھیا اور جودھاجت والی اجین کو قتل کر کے اجودھیا کے تخت سلطنت پر قبضہ کیا۔ سدرشن کی کئی پشت بعد مہاراجہ اگنی ورن تخت نشین ہوا۔ لیکن وہ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ اور آخر کار دق کی

امراوتی پر حملہ کر دیا۔ راجہ اندر نے دسرتھ کو اپنی امداد کے لئے بلا یا۔ چنانچہ دسرتھ نے شنبر کو میدان جنگ میں شکست دے کر دانووں کو بھگا دیا۔ اور وہ لوگ سلطنت اجودھیا کے جانی دشمن بن گئے۔ اس کو تباہ کرنے کی غرض سے شنبر کے بیٹے نے اپنی بیٹی مندودھری کی شادی راون سے کر کے شاہان لنکا سے دوستی پیدا کر لی۔ اور اہل مصر کی امداد سے راون نے سارا جنوبی ہند اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور لنکا و مصر کے بادشاہ مل کر سلطنت اجودھیا کو برباد کرنے کی تاک میں لگے تھے۔ کہ سری رام چندر جی نے لنکا پر حملہ کر کے راون کو قتل کر دیا۔ اور اس کی ساری طاقت توڑ دی۔ اس کے بعد رام چندر جی نے اشومیدھ یگیہ کیا۔ ان کا بھائی شترو گھن فتوحات ملکی کے لئے روانہ ہوا۔ مشرقی ایشیا کی ریاستوں اہی چھتر پور رتن تٹ۔ چکر الکا۔ تیج پور کو فتح کر کے اسٹریلیا کو گیا۔ وہاں کے بادشاہ ودن مالی کو شکست دے کر امریکہ میں گیا۔ وہاں دیو پور وغیرہ کئی ریاستوں کو فتح کر کے جاکناٹے بیرنگ کے راستہ سے ایشیا میں وارد ہوا۔ اور شمالی و وسطی ایشیا کی کنڈل پور وغیرہ بہت سی ریاستوں کو فتح کرتا ہوا اجودھیا میں واپس آیا۔

سری رام چندر جی کے آخری ایام حکومت میں ہندوستان کے بہت سے حصوں میں بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے۔ انہوں نے بغاوت کو فرو کر کے اس ملک کو آٹھ صوبوں میں منقسم کر دیا۔ اور اپنے بیٹوں و بھتیجوں کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ جس کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱)	کشن فرزند رام چندر	کشن اتھلی یعنی گجرات کاٹھیاوار	
(۲)	لو	"	شراوتی یعنی دکن شوارشٹر
(۳)	چترکیتو	"	شترو گھن متھرا
(۴)	سباہو	"	ودشاپوری

(۵)	ججاتی	(۲۸)	ہستی
(۶)	پرو	(۲۹)	اجمبڑھ
(۷)	جنمیجے	(۳۰)	رکش
(۸)	پرچن دان	(۳۱)	سبزن
(۹)	پرویر	(۳۲)	کرد
(۱۰)	منیو	(۳۳)	پریکشت
(۱۱)	ابھید	(۳۴)	جنمیجے
(۱۲)	سدیومن	(۳۵)	سرتھ
(۱۳)	بہوگو	(۳۶)	بدورتھ
(۱۴)	منجاتی	(۳۷)	سروبھوم
(۱۵)	اہم جاتی	(۳۸)	جے سین
(۱۶)	رودراشو	(۳۹)	آنوی
(۱۷)	رچیئو	(۴۰)	ایوتایو
(۱۸)	متی نار	(۴۱)	اکرودھن
(۱۹)	تنسو	(۴۲)	دیوانتھی
(۲۰)	انل	(۴۳)	رکش
۲۱	سرودھ	(۴۴)	بھیم سین
(۲۲)	دشمنت	(۴۵)	دلیپ
(۲۳)	بھرت	(۴۶)	پرنیتپ
(۲۴)	تبتھ	(۴۷)	شانتن
(۲۵)	اجھمینو	(۴۸)	چترانگد
(۲۶)	برہت کشتر	(۴۹)	بچتر بیریہ
(۲۷)	سہوتر	(۵۰)	پنڈو

بیماری سے مرگیا۔ اس کی رانی یشووتی اپنے بیٹے شیگھر کی نابالغی کی وجہ سے حکومت کرنے لگی۔ لیکن گرد و نواح کے دشمنوں نے مل کر اجودھیا پر حملہ کر دیا۔ اور یشووتی اپنے کم سن بیٹے شیگھر کو ہمراہ لیکر بھاگ گئی۔ اجودھیا میں کسی اور خاندان کا قبضہ ہوگیا۔ اور شیگھر نے جوان ہوکر اپنا ملک واپس لینے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ ہمالیہ کی ترائی میں بھدرا نامی ریاست قائم کرکے حکومت کرنے لگا۔ جنگ مہابھارت میں شیگھر کی اولاد میں سے برہدابل ویودھن کی امداد کرتا ہوا مارا گیا۔ وہ بھدرا میں حکومت کرتا تھا۔ اور اجودھیا میں ان ایام میں راجہ نگن جت برسر حکومت تھا۔ یہ اس خاندان میں سے تھا۔ جس نے رانی یشووتی کو شکست دی تھی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اجودھیا سے سورج بنسی خاندان کل یگ کے آغاز سے ۹۰۰ برس پہلے یعنی ۴۰۰۱ برس قبل از مسیح بیدخل ہو چکا تھا۔ یہ بات ریاست جموں کی قدیم تواریخ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اگنی بدن کا بھائی اگنی گربھ کل یگ سے ۹۰۰ برس پہلے اجودھیا سے نکلا اور اس کی اولاد نے جموں۔ کشمیر۔ یارقند۔ خیوا وغیرہ علاقہ جات ترکستان کو اپنے قبضہ میں کرکے بہت سی بڑی بڑی حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔

(۱۵) ہستناپور

(چندر بنسی خاندان۔ ویوسوت سونتر کے آغاز سے ۳۱۷۶ قبل مسیح تک)

(۱) مہارانی ایلا (۳) آیو

(۲) پروروا (۴) ہنش

جگہ واقعہ تھا۔ جہاں آجکل دریائے گنگا کے کنارے پر جھونسی آباد ہے یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ ملکہ ایلا کی شادی بیشوونی واقعہ ملک بنت کے حکمران چندراں کے بیٹے بدھ سے ہو چکی تھی۔ پرشٹھان پور کی حکومت پر سرافراز ہو کر ملکہ ایلا ایک ماہ اپنی دارالحکومت میں مردانہ لباس پہن کر حکومت کرتی اور ایک مہینہ زنانہ لباس زیب تن کر کے اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی ایک لڑکا پروردا اسکے بطن سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ تین لڑکے اکتل۔ گے اور ہرتا شواب پیدا ہوئے۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد ایلا نے اپنا ملک چاروں بیٹوں میں منقسم کر دیا۔ پروردا کو پرشٹھان پور کی حکومت دی۔ اکتل نے اپنے نام پر اکتلا پوری شہر آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا۔ یہ شہر اس جگہ واقعہ تھا۔ جہاں آجکل ہندوؤں کا مشہور تیرتھ جگناتھ پوری ہے۔ گے نے اپنے نام پر گیا شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ یہ شہر آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔ ہندوؤں اور بودھوں کا تیرتھ مانا جاتا ہے۔ ہرتا شو نے مغربی ہند میں وگیا میا پوری شہر آباد کر کے حکمرانی شروع کی۔ اس کا دوسرا نام وگ پسچما بھی پورانوں میں لکھا ہے۔ جس کے معنی مغربی سمت میں واقعہ شہر کے ہیں۔

پروردا کے بہت عرصہ بعد مہاراجہ ایلو پرشٹھان پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ اور مصر کے بادشاہ سورجا نو کو شکست دے کر اس کی بیٹی پربھا کے ساتھ شادی کی جسکے بطن سے سات بیٹے تولد ہوئے۔ ان میں سے ہنش پرشٹھان پور کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور دوسرے بیٹے رجی نے امراوتی کے راجہ اندر کو دیتوں کے خلاف جنگ میں اس شرط پر مدد دی۔ کہ امراوتی

(۵۱) دھرت راشٹر (۵۲) دریودھن

صحت نسب نامہ :- یہ نسب نامہ مکمل نہیں ہے۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام بیان کئے گئے ہیں۔ اوراق گذشتہ میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف دیپ اور پرتیپ کے درمیان ۴۸ کے قریب راجاؤں نے ہستناپور میں حکومت کی۔ جو کہ وہ سب فرمانروا دہلی کے چوہانوں کے باجگذار رہے تھے۔ اس لئے پورانوں کے مصنفوں نے ان کے نام چھوڑ دیئے ہیں۔ اسی طرح سے نہ معلوم چندر بنس کی کتنے لاکھ پیڑھیوں نے ہستناپور میں جہانبانی کی۔ لیکن امتداد زمانہ کے باعث ان کے نام اور واقعات عہد مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے۔ اس لئے پشتوں کی بنا پر راجاؤں کے عہد حکومت کا زمانہ قائم کرنا خلاف واقعات ہے۔

تواریخی واقعات :- سلطنت اجودھیا کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ دیوسوت منو کے ترک سلطنت کرنے پر مہرشی وششٹ نے جب اس کے بیٹوں میں مملکت تقسیم کی۔ تو اکشواکو کو اجودھیا کا راجہ بنایا۔ اس کی بہن ایلا مردانہ لباس زیب تن کرکے ایل یا سدیومن کے نام سے اپنے باپ کی غیر حاضری میں حکومت کر چکی تھی اور ابھی تک وہ لڑکا ہی مشہور تھا۔ مہرشی وششٹ نے اس خیال سے کہ بھید ظاہر نہ ہو۔ اور لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ ایل بڑا ہونے کی وجہ سے سلطنت کا اصلی وارث ہے۔ اس کی کیوں حق تلفی کی جا رہی ہے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ سدیومن کم پرش ہے۔ یعنی مردانہ اوصاف سے عاری ہے۔ اس لئے اس حکومت کے قابل نہیں۔ اکشواکو کو راج دے دیا۔ ایلا نے مہرشی وششٹ کے مشورہ سے پرشٹھان پور نامی شہر آباد کرکے اپنی جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ شہر اس

اسکے ساتھ دوستی پیدا کرنی اور تحفہ کے طور پر ایک بوان یعنی ہوائی جہاز اسے دیا۔ اس پر سوار ہوکر وجاتی نے روئے زمین کے تمام تاجداروں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ مصر کے بادشاہ ہرکھ پر بھی اور اس کے وزیر شکر آچاریہ کی بیٹیوں سرشٹا اور دیوجانی کے ساتھ شادی کی ان دونوں کے بطن سے یدو۔ ترلسو۔ دردھیو۔ انو اور پرو پانچ بیٹے تولد ہوئے۔ راجہ نے بڑے چاروں بیٹوں کو جلاوطن کرکے پرو کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ان پانچوں بیٹوں سے چندر بنسی خاندان کی کئی ایک زبردست شاخوں کی بنیاد پڑی۔ اور وہ بڑی بڑی عظیم الشان آریہ سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔ جن کا ذکر آئندہ آئیگا۔

مہاراج پرو نے بھی فتوحات عالم کے بعد دسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور جس مقام پر یہ یگیہ کیا گیا تھا۔ ایک شہر آباد کرکے اپنی دارالحکومت وہاں منتقل کرلی۔ پرو یگیہ کا تلفظ بگڑ کر یہ شہر پریاگ کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ جسے الہ آباد بھی کہتے ہیں۔ یہ شہر گنگا جمنا کے سنگم پر آباد ہے۔ اور ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ مانا جاتا ہے۔ پرو کے بعد مشہور راجہ پرچن واں پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اس نے بحرالکاہل تک مشرقی ممالک کے تمام تاجداروں کو فتح کرکے اپنا باجگذار بنایا۔ اس کے بہت مدت بعد رودراشو نامی ایک مشہور فرمانروا ہوا۔ اس نے گندھربوں کے راجہ کی بیٹی وھرتاچی کے ساتھ شادی کی۔ جسکے بطن سے دس لڑکے اور دس لڑکیاں تولد ہوئے اور یہ دس لڑکیاں اس نے اتری خاندان کے ایک برہمن پربھاکر کے ساتھ بیاہ دیں۔ جن کے بطن سے سوتی آترے نامی برہمنوں کے کئی ایک خاندانوں کے مورثان اعلی رشی پیدا ہوئے۔ سب سے بڑی شاہزادی رودرا کے بطن سے سوم پیدا ہوا۔ جو اپنے زمانہ میں

کا تاج و تخت ہمارے لئے خالی کر دینا ہوگا۔ چنانچہ بعد فتحیابی کے رجی امراوتی کا راجہ بن گیا۔ اور اس کی اولاد کچھ عرصہ تک حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں راجہ اندر کی سازش سے وزیر برہسپتی نے رجی کے بیٹے کو عیبوں میں ڈال دیا۔ اور سپت رشیوں نے اسے بمعہ اہل خاندان کے تبت کی سرزمین سے باہر کر دیا۔ اندر امراوتی میں حکومت کرنے لگا۔ اور رجی کی اولاد چین میں آباد ہو کر حکومت کرنے لگی۔ اہل چین تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کے قدیم شاہی خاندان مہاراجہ ایلو کی اولاد میں سے تھے۔ مہاراجہ نہش نے بپرچت شاہ مصر کے بیٹے ہنڈ کو قتل کیا۔ اس کے فرزند ہنڈ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے پرتشٹھان پدر پر حملہ کر دیا۔ لیکن وہ بھی شکست کھا کر مقتول ہوا۔ مہاراجہ نہش کے عہد میں توشٹا قوم کے فرمانروا برتر کو اندر والی امراوتی نے فریب سے قتل کر دیا۔ اس جرم کی پاداش میں سپت رشیوں نے اسے تخت و تاج سے بیدخل کر دیا۔ اور اس کی جگہ نہش کو منتخب کیا۔ چنانچہ یہ راجہ اپنی آبائی حکومت بیٹے کے سپرد کر کے امراوتی میں دیوتاؤں پر حکومت کرنے لگا۔ یہ فخر بہت ہی کم آریہ راجاؤں کو نصیب ہوا ہوگا۔ اسلئے نہش غرور میں آکر مہارانی شچی پر بھی استحقاق جتلانے لگا۔ اور اسے اپنی ملکہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہوا۔ سپت رشیوں نے اسے تخت و تاج سے محروم کر کے ناگوں کے ملک میں جلاوطن کر دیا۔ وہاں بھی اس نے بہت کچھ طاقت حاصل کر لی۔ چنانچہ ناگوں کے ۸۰ مشہور خاندانوں میں نہش خاندان کا ذکر پورانوں میں پایا جاتا ہے۔

اسکے بعد مشہور راجہ ججاتی پرتشٹھان پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اجودھیا کا راجہ پروکتس اس کا ہمعصر تھا۔ اس کی اعلیٰ قابلیت۔ بہادری اور تدبر سے خوش ہو کر امراوتی کے راجہ اندر نے

پذیر ہوگئی۔ کروکشیتر کی سرزمین میں بعد کے زمانہ میں ہندوستان کی قسمت کو پلٹا دینے والی بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ کرو کے نام پر اس کا خاندان کورو مشہور ہوا۔ اس کے کئی پشت بعد اس خاندان میں مشہور راجہ دلیپ نے ہستناپور کے تاج و تخت کو زینت دی۔ اس نے دنیا کے بہت سے حکمرانوں کو فتح کیا۔ اور اپنے نام کی یادگار میں دریائے جمنا کے کنارے پر دلیپ پوری شہر بسایا۔ جو بعد میں دلی کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ راجہ مسیح سے قریباً ۶۰۰ برس پہلے گذرا ہے۔ اس کے بعد قریباً ۳۸ راجے دلی کے چوہانوں کے باجگزار کی حیثیت سے راج کرتے رہے۔ اور ہستناپور ایک گمنام سی ریاست رہ گئی۔ ۳۹ ویں جانشین پرنپ نے متھرا کے جادونسی راجاؤں سے ملکر دلی کے چوہان راجہ سہدیو کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اسے شکست دے کر بھگا دیا اور دلی کا علاقہ سلطنت ہستناپور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ پرنپ نے شوراج کی بیٹی سے شادی کی۔ جس کے بطن سے دیوا پی۔ شانتن اور باہیک تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دیوا پی ریاضت میں مشغول ہوگیا۔ شانتن ہستناپور کے تخت پر بیٹھا۔ اور باہیک نے وسط ایشیا میں اپنے نام پر باہیک پوری شہر آباد کرکے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی یہ شہر بعد میں بلخ کے نام سے مشہور ہوا۔ مہاراجہ شانتن علم طب کا ایک ثانی فاضل گذرا ہے۔ اس نے ہستناپور میں ایک عجیب و غریب شفاخانہ جاری کیا۔ جہاں صرف بڑھاپے کا علاج کیا جاتا تھا دور دور سے بوڑھے آتے اور دولت جوانی سے مالا مال ہوکر واپس جاتے تھے۔ شانتن کا بیٹا بھیشم ہندوستان کا ایک لاثانی جرنیل تھا صرف ایشیا بلکہ یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے جنگجو اس کے نام سے

علاوہ اور بہت سے علوم کے علم جیوتش کا ایک لاثانی فاضل گذرا ہے۔ رودراشو کے دس بیٹوں نے مختلف ممالک میں پھیل کر اپنی اپنی جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ جن کا ذکر آئندہ اسی کتاب میں حسب موقعہ آئیگا۔

رودراشو کے بعد اس کا بیٹا رچیٹو پریاگ کے تخت پر بیٹھا۔ اس کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ متی نار ہوا۔ جس نے روئے زمین کے تاجداروں کو فتح کر کے پریاگ میں وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور ہمالیہ پربت سے ایک نہر کھدوا کر گنگا جمنا کے سنگم میں ملا دی۔ متی نار کی رانی کا نام سرسوتی تھا۔ اس کے نام پر نہر کا نام بھی سرسوتی رکھا گیا۔ اور اس وقت سے اس سنگم کو تربینی کہنے لگے۔ متی نار کی بیٹی گوری اجودھیا کے راجہ یودناشو سے بیاہی گئی۔ جسکے بطن سے ہندوستان کا ایک فتحمند شہنشاہ ماندھاتا پیدا ہوا۔ متی نار کے بہت عرصہ بعد مہاراجہ سرودھ نے پریاگ کے تخت و تاج کو زینت دی۔ اس نے روئے زمین کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے مصر کے بادشاہ پلوم کی بیٹی سے شادی کی جس کے بطن سے مہاراجہ دشمنت پیدا ہوا۔ دشمنت اور اس کی رانی شکنتلا کا قصہ ایک ناٹک کی صورت میں سنسکرت لٹریچر میں بہت کچھ شہرت رکھتا ہے۔ دشمنت کے بیٹے بھرت نے کئی یگیہ کئے۔ اور روئے زمین کے تاجداروں سے خراج وصول کیا۔ اس کے نام مبارک کی یادگار میں یہ ملک جو پہلے بھرت کھنڈ کہلاتا تھا۔ بھارت ورش کے نام سے مشہور ہو گیا۔

بہت مدت بعد اس خاندان میں مشہور راجہ ہستی ہوا۔ اس نے ہستناپور شہر آباد کر کے اپنی صدرگاہ وہاں منتقل کر لی۔ اس کے بعد مہاراجہ کرو نے فتوحات عالم کے بعد دریائے جمنا کے مغرب کیطرف وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ وہ سرزمین کروکشیتر کے نام سے شہرت

شہروں سے سبقت لے گیا۔ مصر کے تے نامی انجینر نے بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر دیں۔ کہ جن کا ثانی روئے زمین پر نہ تھا۔

جب مہاراجہ یدھشٹر کے خزانے زرومال سے مالا مال ہو گئے۔ تو اس نے راجسو یگیہ کرنے کی تیاری کی۔ اپنے چاروں بھائیوں کو اطراف عالم میں فتوحات ملکی کے لئے روانہ کیا۔ اور وہ دنیا کے بادشاہوں کو فتح کر کے اور ان سے خراج وصول کرتے ہوئے دِلّی میں واپس آئے۔ بعد ازاں ان سب کو باجگزار راجاؤں کی حیثیت سے یگیہ میں مدعو کیا۔ یہ یگیہ ۳۱۹۰ برس قبل مسیح میں ہُوا۔ دریودھن کو اپنے چچازاد بھائیوں کا یہ عروج و کمال ناگوار گزرا۔ اس نے قندھار کے راجہ شکنی کی مدد سے جوئے میں یدھشٹر سے دِلّی کی سلطنت جیت لی۔ اور انہیں تیرہ برس کے لئے جلاوطن کر دیا۔ میعاد ختم ہونے کے بعد ۳۱۷۶ قبل مسیح میں سلطنت واپس کرنے کے لئے دریودھن سے کہا گیا۔ جب اس نے انکار کیا۔ تو کورو کشیتر کے میدان میں مہابھارت کی لڑائی قرار پائی۔ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کا کوئی حکمران ایسا نہ رہا۔ جو کسی ایک طرف ہو کر اس لڑائی میں شامل نہ ہُوا ہو۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ دریودھن اور اس کے مددگار سب میدان جنگ میں کام آئے۔ اور یدھشٹر سلطنت ہستناپور کا مالک بن گیا۔ یدھشٹر بعد از جنگ مہابھارت کل یگ سے ۳۵ برس پہلے چیت شدی ایکم کو دِلّی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا۔ اس نے دِلّی کو ہی اپنی صدر گاہ رکھا۔ اس لئے اسکے خاندان کا تذکرہ سلطنت دِلّی کے ضمن میں کیا جائیگا۔ اسکو تخت نشین ہوئے ۳۶ سال گذرے تھے۔ کہ مغربی ایشیا میں ایک تباہ کن طوفان آیا۔ جسے سلمانوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں طوفان نوح کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔

ہی کانپتے تھے۔ اس نے اپنے باپ کے عیش و آرام کی خاطر سلطنت ہستناپور کا استحقاق چھوڑ دیا۔ اور ساری عمر برہم چاری رہنے کا عہد کیا۔

اس کے واقعات زندگی نہایت ہی سبق آموز اور معنی خیز ہیں شانتن کے بعد اس کا بیٹا چتر انگد ہستناپور کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن صرف ایک سال حکومت کرنے کے بعد اپنے ہم نام ایک گندھرب کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے اس کا چھوٹا بھائی بچتر بیریہ تخت نشین کیا گیا۔ بچتر بیریہ کے دھرت راشٹر۔ پنڈو اور بدر تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دھرت راشٹر آنکھوں سے نابینا تھا۔ اس لئے پنڈو تخت پر بیٹھا۔ اس نے بہت سے راجاؤں کو فتح کر کے ان سے خراج وصول کیا۔ اور کئی یگیہ کئے۔ آخر سلطنت اپنے بڑے بھائی کے سپرد کر کے کوہ ہمالیہ کی طرف ریاضت کرنے چلا گیا۔ اور وہاں ہی راہی ملک بقا ہوا۔ چھوٹی رانی مادری اس کے ساتھ ستی ہو گئی۔ اور بڑی کنتی پانچ بیٹوں کو لے کر ہستناپور چلی آئی۔ بھیشم نے ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بہت کوشش کی۔ دروناچارج نامی ایک برہمن کو ان کا اتالیق بنایا۔ تعلیم حاصل کرتے ہوئے دھرت راشٹر کے بیٹوں دریودھن وغیرہ اور پنڈو کے بیٹوں یدھشٹر وغیرہ میں نزاع پیدا ہو گئی اور تخت و تاج کے استحقاق کی نسبت جھگڑا پیدا ہو گیا۔ بہت سی رد و کد کے بعد دھرت راشٹر نے اپنے ملک کے دو حصے کر دئے ہستناپور کا راج دریودھن کو دے دیا۔ اور دلی کا اجڑا ہوا علاقہ یدھشٹر کے حوالہ کیا۔ یدھشٹر نے سری کرشن جی کی مدد سے جنگل وغیرہ کٹوا کر اس علاقہ کو خوب آباد اور سرسبز بنا دیا۔ اس کی نیک شہرت سنکر دنیا بھر کے عالم بہادر اور تجار اس ملک میں آکر آباد ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں دلی اپنی خوبصورتی اور دولت کے لحاظ سے ہندوستان کے تمام

(۲۷) کرنجھ (۳۲) کردتبس
(۲۸) دیوراٹ (۳۳) انورتھ
(۲۹) دیوچھتر (۳۴) پرودھوتر
(۳۰) مدھو (۳۵) انش
(۳۱) انورتھ (۳۶) ستاوت

سورج بنش

(۱) مہاراجہ کش

جادو بنش

(۱) مہاراجہ اگرسین

---

(۱) کنشک دوالی کشمیر

شاہ خاندان

(۱) گوپال ۱۲۹۲ء (۹) سنگھ برمن
(۲) چستن (۱۰) پرتھوی برمن
(۳) جے ورمن (۱۱) بام سین
(۴) رُودر ورمن (۱۲) بام جے شری
(۵) جدو برمن (۱۳) بیر برمن
(۶) جیو برمن (۱۴) بسو بھرمن
(۷) رودر سنگھ (۱۵) نجے سین
(۸) رُودر سین (۱۶) ایشوروت

گجرات کا کٹھیاواڑ

شریاتی کا خاندان

(۱)	شریاتی	(۴)	رپو
(۲)	انزت	(۵)	گلدمی
(۳)	آنزت	(۶)	ریوت

جادو بنسی خاندان

(۱)	جدو	(۱۴)	بردھو
(۲)	مادھو	(۱۵)	کرشنا
(۳)	کروشٹو	(۱۶)	کرنی
(۴)	برجنی ورن	(۱۷)	برکھنی
(۵)	سواتی	(۱۸)	نورتی
(۶)	کشتکو	(۱۹)	وشارہ
(۷)	شش بندو	(۲۰)	بلومرا
(۸)	پرتھوشروا	(۲۱)	جیموت
(۹)	اوشنا	(۲۲)	وکرتی
(۱۰)	شینیو	(۲۳)	بھیم رتھ
(۱۱)	رکم کچھ	(۲۴)	نورتھ
(۱۲)	نچھارت	(۲۵)	وشرتھ
(۱۳)	جیا مگھ	(۲۶)	شکنی

میترک خاندان

(۱) جھٹارک سنہ ۵۲۳ء (۱۳) دھرسین سوم
(۲) گوہ سین (۱۳) دھرسین دوم
(۳) دھرسین (۱۴) بالاوت عرف شیلاوت دوم
(۴) ورون سنگھ (۱۵) دھرسین چہارم
(۵) دھروسین (۱۶) دھروسین سوم
(۶) دھرپٹ (۱۷) کھرگرہ دوم
(۷) گوہ سین دوم (۱۸) شیلاوت سوم
(۸) دھرسین دوم (۱۹) شیلاوت چہارم
(۹) دھرماوت (۲۰) شیلاوت پنجم
(۱۰) شیلاوت (۲۱) شیلاوت ششم
(۱۱) کھرگرہ (۲۲) دھرپٹ عرف شیلاوت ہفتم

چاوڑا خاندان

(۱) بن راج سنہ ۷۳۲ (۵) بھدر سنگھ سنہ ۸۷۴
(۲) جوگ راج سنہ ۷۹۲ (۶) رتن آدتیہ سنہ ۸۹۹
(۳) کھیم راج سنہ ۸۱۹ (۷) سامنت سنگھ سنہ ۹۲۲
(۴) بھاو راج سنہ ۸۲۶ (۸) چانڈراج سنہ ۹۵۱

چانوکیہ خاندان

(۱) سول راج سنہ ۹۹۳ (۳) بلبھ راج
(۲) چامنڈراج (۴) دربھ راج

(۱۷) بام جے شری (۲۳) رودرسین
(۱۸) رُودرسین (۲۴) یشوورمن
(۱۹) بھرتری برمن (۲۵) سنگہ سین
(۲۰) بسوسنگہ (۲۶) رودرسین
(۲۱) رودرسنگہ (۲۷) رودرسنگہ
(۲۲) وشنوسین (۲۸) پالک ۵۲۷ ق م

متفرق خاندان

(۱) نند خاندان مگدھ ۴۶۷ ق م
(۲) موریا خاندان ،،
(۳) پشپ متر ۲۰۴ ق م
(۴) بال متر
(۵) نرباہن
(۶) راجگان ابیر ۶۱ ق م

گوہیل خاندان

(۱) کنکہیر ۱۴۵ء (۸) میواوت
(۲) مہاسین (۹) ہردت
(۳) انگ رٹھی (۱۰) اشباوت
(۴) شوروت (۱۱) سورکرت
(۵) بجے سین (۱۲) سومکناوت
(۶) اجے سین (۱۳) بھوم وت
(۷) یدماوت (۱۴) شیلاوت

اور واقعات عہد امتداد زمانہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ آخر کار مغربی ممالک کے حملہ آوروں نے اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ بہت مدت بعد اجودھیا کے راجہ ہریشو کو اس کے بھائیوں نے تخت و تاج چھین کر جلاوطن کر دیا۔ تو اس نے گجرات میں سکونت اختیار کی۔ اس کے بیٹوں نے کچھ عرصہ بعد اجودھیا واپس لے لی۔ لیکن ہریشو ہیں حکومت کرتا رہا۔ انہیں دنوں میں پریاگ کے راجہ بجاتی نے اپنے ولیعہد سلطنت جدو کو جلاوطن کر دیا۔ تو وہ ہریشو کے پاس چلا آیا۔ اس نے جدو کو بہادر اور ہونہار دیکھکر گجرات کی عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ جدو نے بندھیا چل کے جنوب میں خلیج بنگالہ تک سارا ملک اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا۔ بحر ہند میں پھیلے ہوئے تمام جزیروں کو بھی فتح کر لیا۔ مڈگاسکر کے ناگ بنسی راجہ دھومرون کی پانچ بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ جن کے بطن سے مادھو۔ مچکند۔ پدم ورن۔ سارس اور ہرت نامی پانچ بیٹے تولد ہوئے۔ جدو نے اپنا ملک پانچوں بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ مدھو کو گجرات۔ مچکند کو بندھیا چل اور مدکش دنت کا درمیانی علاقہ۔ پدم ورن کو سلہم پربت کا مغربی ملک۔ سارس کو کانتت دیش۔ اور ہرت کو مڈگاسکر کی حکومت دی۔ ہرت نے جہاز رانی کو خوب ترقی دی۔ مونگا۔ موتی اور مچھلیوں کی تجارت کو فروغ دیا۔ یہ جزیرہ دولت سے مالا مال ہوگیا۔ اور دوسری ولایت کے لوگ اسے رتن دیپ یعنی براعظم جواہرات کہنے لگے۔ ہرت کے جہاز ران مدگ قوم سے تھے۔ اور وہ انہیں بلوچستان و سندھ کے ساحل سے لے گیا تھا۔ ان کی قوم کے نام پر اس جزیرہ کا نام مدگ گڈھ پڑ گیا۔ یہی لفظ بگڑ کر آجکل مڈگاسکر کہلاتا ہے۔

مادھو کی اولاد کے جادو بنسی مدت مدید اور عرصہ بعید تک گجرات میں حکومت کے

(۵) بھیم (۱۲) سدھوراج
(۶) کرن (۱۳) تربھون پال
(۷) جے سنگھ (۱۴) سارنگ دیو
(۸) کمارپال (۱۵) ارجن دیو
(۹) اجے پال (۱۶) برہدوھول سنہ ۱۲۴۱
(۱۰) مول راج (۱۷) کرن دیو سنہ ۱۳۰۴
(۱۱) بھیم

مسلمان شاہان گجرات

(۱) مظفر شاہ سنہ ۱۳۹۶ (۸) سکندر شاہ سنہ ۱۵۲۵
(۲) احمد شاہ سنہ ۱۴۱۱ (۹) ناصر خاں سنہ ۱۵۲۵
(۳) کریم شاہ سنہ ۱۴۲۳ (۱۰) بہادر شاہ سنہ ۱۵۲۶
(۴) تقی الدین سنہ ۱۴۵۱ (۱۱) میراں محمد شاہ سنہ ۱۵۳۶
(۵) داؤد شاہ سنہ ۱۴۵۸ (۱۲) محمود شاہ سنہ ۱۵۳۷
(۶) محمود شاہ سنہ ۱۴۵۸ (۱۳) احمد شاہ سنہ ۱۵۶۱
(۷) مظفر شاہ سنہ ۱۵۱۱ (۱۴) مظفر شاہ سنہ ۱۵۶۱

جانشین مغلیہ شاہان دہلی

مہاراجہ اکشواکو والی اجودھیا کے بھائی شریاتی نے پہلے پہل گجرات کاٹھیاواڑ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسکی اولاد میں سے انرت ایک مشہور تاجدار ہوا۔ جس کے نام پر اس ملک کا نام انرت دیش مشہور ہوا۔ اسی راجہ نے کش استھلی شہر آباد کرکے اپنی صدر گاہ بنایا۔ سینکڑوں پشت تک اس خاندان کے تاجدار نسلاً بعد نسلاً یہاں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ جن کے نام

ملحق ہے۔ اس لئے یہاں بھی ان کی حکومت رہی ہوگی۔
مسیح سے ۱۲۹۶ برس پہلے کشمیر کے راجہ کنشک نے گجرات فتح کرکے چار سال تک اپنا صوبہ بنائے رکھا۔ اس کے بعد قندھار کے شاہیہ خاندان کے دو شہزادوں نے دو حکومتیں قائم کریں۔ ایک نے افغانستان میں دوسری کی سلطنت قائم کی۔ جسے سلطان محمود غزنوی نے تباہ کیا۔ اور دوسرے نے جس کا نام ہپان تھا۔ گجرات کاٹھیاوار پر اپنا قبضہ جمایا ۲۷ پشت تک اسکی اولاد گجرات میں سلطنت کرتی رہی۔ آخری راجہ رُدر سنگھ کے بعد پالک نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جس رات جینیوں کے چوبیسویں تیرتھنکر مہا بیر سوامی نے نروان حاصل کیا۔ اسی رات یعنی مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے پالک تخت نشین ہُوا۔ اس نے ۶۰ سال حکومت کی۔ اسکے مرنے کے بعد مگدھ کے راجہ نندنے مسیح سے ۴۶۷ برس پہلے گجرات پر قبضہ کرکے اسے اپنا صوبہ بنایا۔ پھر مگدھ کی حکومت موریا خاندان کے ہاتھ آئی۔ تو گجرات پر بھی قبضہ رہا۔ مسیح سے ۲۰۴ برس پہلے مگدھ کی عنان حکومت پشپ متر کے ہاتھ آئی۔ تو گجرات بھی اس کی قلمرو میں شامل رہا۔ لیکن پشپ متر کے بعد اسکا بیٹا بال متر، جو مگدھ کیطرف سے گجرات کا صوبہ دار تھا۔ اپنے بھائی اگنی متر سے خودسر ہوگیا۔ اس کے بیٹے نر واہن کے مرنے پر ۷۴ برس قبل مسیح میں گردبھل حکمران بن بیٹھا اور ۱۳ سال حکومت کرنے کے بعد شاماچاریہ کی سازش سے وہ بھی بیدخل ہوگیا۔ پھر مسیح ۶۱ برس پہلے بیر بکرماجیت والی اجین نے گجرات کا سلطنت اجین کے ساتھ الحاق کرلیا۔ اور ۱۸۸ء تک سلطنت اجین کی ایک صوبہ رہا۔ پھر شالباہن نے اسپر قبضہ کیا۔ اسکے مرنے پر ۲۱۸ء میں گوہیل خاندان کے راجہ کنک سین نے گجرات پر قبضہ کیا۔ وبھی پور کو اپنی صدرگاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کی چودہ پشتوں نے ۵۲۳ء تک

ڈنکے بجاتے رہے۔ ان میں سے مشہور تاجداروں کے نام ہم نے نسب نامہ میں درج کر دئے ہیں۔ آخری راجہ ست وت کا بیٹا بھیم اپنے ماموں لون پسر مدھو کے پاس برندابن میں رہتا تھا۔ ست وت کے مرنے پر سری رام چندر والی اجودھیا نے اپنے بیٹے کش کو گجرات کا صوبہ وار بنایا۔ اس پر ناراض ہو کر لون اور بھیم نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ رام کے بھائی شترو گھن نے برندابن میں جا کر لون کو تہ تیغ کر کے اس شورش کو دبا دیا۔ اور مدھوپوری (متھرا) کا راج اپنے بیٹے چتر کیتو کو دے دیا۔ بھیم دونوں طرف سے خالی رہ کر آوارہ زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد رام نے اس کی حالت پر ترس کھا کر متھرا کی حکومت دے دی۔ جب رام نے اس جہان فانی کو چھوڑا اس وقت بھیم کا بیٹا اندھک متھرا میں حکومت کرتا تھا۔ اور اس وقت سے گجرات سلطنت اجودھیا کا ایک صوبہ بن گیا۔

راجہ اگرسین والی متھرا کے عہد میں جادو بنسیوں نے پھر گجرات پر قبضہ کیا اور جراسندھ والی مگدھ کے خوف سے گجرات میں اپنی دارالحکومت منتقل کر لی۔ شہر دوارکا آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس وقت جادو بنسیوں کو وہ عروج حاصل ہوا۔ کہ نہ صرف ایشیا بلکہ افریقہ۔ یورپ اور امریکہ تک میں ان کی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ مسیح سے ۱۴۰ برس پہلے جادو بنسی آپس میں لڑ کر کٹ مرے۔ دوارکا سمندر میں غرق ہو گئی۔ اور سری کرشن کے پڑپوتے بجرنابھ نے متھرا کو پھر اپنی دارالحکومت بنایا اس کے بعد ۱۸۰۹ برس کی تواریخ گجرات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بعض مورخوں کا خیال ہے۔ کہ اتنا عرصہ یہ ملک سلطنت متھرا کا صوبہ رہا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں۔ کہ راٹھوڑوں نے یہاں حکومت کی۔ لیکن پہلا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان ایام میں پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان کے ملک متھرا کے جادو بنسیوں کے ماتحت رہے۔ اور گجرات سندھ کے ساتھ

محمود شاہ اول نے چونا گڈھ اور چمپا پور کو فتح کر کے اپنے قبضہ میں کیا۔ اس نے جہازوں کا ایک زبردست بیڑا بنایا۔ بہادر شاہ فاتح مالوہ نے پرتگیزوں کو ڈیو میں کوٹھی بنانے کی اجازت دی۔ اور پھر خود ہی برباد کر دی۔ اس خاندان کے آخری دنوں میں امرا کی مخالفانہ سازشوں کی وجہ سے سلطنت بہت کمزور ہو گئی۔ اور یہاں کے بادشاہ امرا کے ہاتھ کٹھ پتلی بن گئے۔ حتیٰ کہ مغلیہ خاندان کے بادشاہ اکبر نے گجرات فتح کر کے ۱۵۷۲ء میں سلطنت دہلی کے ساتھ اس کا الحاق کیا۔ مغلیہ سلطنت کے کمزور ہونے پر مرہٹوں نے اپنا اقتدار جمایا۔ اور کچھ عرصہ تک ان کا ستارہ اقبال عروج پر رہا۔ بعد ازاں مرہٹہ سرداروں کے نفاق کی وجہ سے ان کی حکومت کمزور ہو گئی۔ اور یہاں کے راجاؤں نے گورنمنٹ انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔

(۱۷) متھلا پوری

نسب نامہ

(۱)	نمی	(۸)	برہدرتھ
(۲)	متیھل	(۹)	مہاویر
(۳)	جنک	(۱۰)	سدھرتی مان
(۴)	اودابسو	(۱۱)	دھرشٹ کیتو
(۵)	نندیوردھن	(۱۲)	ہریشو
(۶)	سوکیتو	(۱۳)	مرت
(۷)	دیورتھ	(۱۴)	پرنتپ

یہاں حکومت کی۔ اس خاندان کے دوران حکومت میں قنوج کے گہت خاندان کے راجہ چندر گہت نے دبھی پور کو تاخت و تاراج کرکے چیت شدی ایکم اتوار کے دن سمت ۳۴۵ بکرمی میں گہت سمت چلایا۔ اسے دبھی سمت بھی کہتے ہیں۔ اس وقت سے دبھی پور کے راجگان قنوج کے گہت خاندان کے باجگذار رہے۔ حتیٰ کہ ۵۲۴ء میں خراسان کے بادشاہ نوشیرواں نے دبھی پور پر حملہ کرکے سورج بنش کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ راجہ شیلادت کی اولاد چتوڑ میں حکومت کرنے لگی۔ اور گجرات پر سیسوڈیہ خاندان کے راجہ بھٹارک نے قبضہ کر لیا جو شیلادت کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ ۲۱۱ برس تک اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ اس خاندان کے آخری راجہ شیلادت ہفتم کے عہد کا ایک کتبہ ۷۱۶ء کا لکھا ہوا ملا ہے۔ لیکن ۷۴۳ء میں گجرات کا کھٹیاواڑ میں بن راج چاوڑا کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور اس نے دبھی پور کے راجگان کو اپنا باجگذار بنا لیا تھا۔ ۷۴۵ء میں اس نے پاٹن شہر آباد کرکے اپنی صدر گاہ بنایا۔ جسکو انہل پور پاٹن بھی کہتے تھے۔

چاوڑا خاندان کے ۸ راجاؤں کے بعد سول راج چالوکیہ نے گجرات پر قبضہ کیا۔ ۱۱۴۲ء میں اس خاندان کا راجہ کمار پال تخت پر بیٹھا۔ یہ بہت مشہور فرمانروا ہوا۔ اسکے ہوشیار وزیر واہر نے پھر گوپور میں جینا پتی کا مندر بنوایا۔ ۱۳۱۱ء میں علاؤالدین خلجی نے گجرات فتح کیا۔ لیکن اسی صدی کے اختتام پر یہ پھر آزاد ہو گیا۔ ظفر خاں ایک نومسلم راجپوت کا بیٹا گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ دو سال بعد وہ خود مختار بن بیٹھا۔ اس نے ابید اور دیو کی فتوحات سے سلطنت کو وسعت دی۔ چمپا پور کو تخت و تاراج کیا۔ اور کچھ عرصہ تک مالوہ پر بھی قابض رہا۔ اسکے جانشین احمد شاہ نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی۔ اور وہاں اپنی صدر گاہ تبدیل کی

(۶۱) جے (۶۷) ورمک
(۶۲) بجے (۶۸) دھرتی
(۶۳) آرود (۶۹) برہداشو
(۶۴) شرت (۷۰) کیسرتی
(۶۵) سنجے (۷۱) بھولاشو
(۶۶) بیتہوبیہ

اجودھیا کے راجہ بکشی کے بھائی یمی نے شمالی ہند کے اس علاقہ میں جسے آج کل تزہت کہتے ہیں۔ اپنی جداگانہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور جے انت پور شہر آباد کرکے اسے اپنی صدرگاہ بنایا۔ اس کی اولاد میں سے متھل نے اپنے نام پر متھلا پوری شہر آباد کیا۔ اور اپنا دارالحکومت وہاں منتقل کرلی۔ اس کے خاندان میں سب سے مشہور راجہ جنک ہوا جس نے علم الروح کی اشاعت میں سب سے بڑھکر نام پایا۔ اس کے نام مبارک نے ایسی شہرت حاصل کی۔ کہ متھلا پوری شہر جنک پوری کے نام سے مشہور ہوگیا۔ اور اس کا خاندان بھی جنک بنس کہلانے لگا۔ لفظ جنک راجگان متھلا پوری کے لئے ایک اعزازی خطاب بن گیا۔ جسطرح سے سنودتی دائمہ ملک تبت کے گدی نشین سری برہاجی اور ان کے جانشین تعلیم اور دھرم کی اشاعت کرنے کے سبب سے بنی نوع انسان کے لئے واجب التعظیم سمجھے جاتے تھے۔ اسطرح جنک خاندان کے تاجدار بھی علم الروح اور علم اشراق کی اشاعت میں روئے زمین کے تمام آریوں سے سبقت لے گئے۔ اور یہ ریاست زمانہ قدیم میں یوگ اور ویدانت کی یونیورسٹی سمجھی جاتی تھی۔

جنک خاندان کے تاجداروں نے ملک گیری میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا مرنجاں و مرنج ان کی سلطنت آرائی کا ہمیشہ معراج رہا۔ صرف آریہ ورت کے

(۱۵) پرتیندھرک (۳۸) کُنی
(۱۶) کیرت ناتھ (۳۹) انجن
(۱۷) دیوسیڑھ (۴۰) رتوجت
(۱۸) ببدھ (۴۱) ارشٹ نیمی
(۱۹) مہی دھرک (۴۲) سرتایو
(۲۰) کیرت رتھ (۴۳) سپارشو
(۲۱) مہاروما (۴۴) سنج
(۲۲) سورن روما (۴۵) کشیم آری
(۲۳) ہرشوروما (۴۶) اینا
(۲۴) کشیردھوج (۴۷) بھیم رتھ
(۲۵) کش دھوج (۴۸) ست رتھ
(۲۶) لکشمی ندھی (۴۹) شت رتھی
(۲۷) بھانومان (۵۰) اپ گو
(۲۸) شت دیومن (۵۱) اب گپت
(۲۹) ارشٹ نیمی (۵۲) رن گپت
(۳۰) سرتایو (۵۳) بہودھنی
(۳۱) سوبرس (۵۴) شرت
(۳۲) دسرتھ (۵۵) شاشوت
(۳۳) کشیدی (۵۶) سدھنوا
(۳۴) شوچی رتھ (۵۷) سوبھان
(۳۵) اُرج ببہ (۵۸) سشرت
(۳۶) سوبرت (۵۹) سرب سین
(۳۷) ست رتھ (۶۰) ہنس پتی

کل ریت پر چلے یا آپ کی ہدایات پر عمل کرے۔ ہمارے سامنے ذرا تشریح کرائیں۔

رام نے مسکرا کر فرمایا۔ لکشمی ندھی، تمہارا خاندان ابتدا سے ہی یوگ اور ویدانت کی اشاعت کرتا رہا ہے۔ اس لئے تم شہوت۔ غضب۔ حرص۔ جہالت اور تکبر وغیرہ اندرونی دشمنوں کو مغلوب کرنے کی ترکیبیں تو خوب جانتے ہو۔ لیکن مخلوقات کو تکلیف دینے والے بیرونی دشمنوں کو سزا دینے کے طریقوں سے ناواقف ہو۔ وغیرہ۔

اسی طرح سے دوارکا کے راجہ اگرسین نے راجسو یگیہ کیا۔ سری کرشن جی کا فرزند ارجمند پردومن ہندوستان کے تاجداروں سے خراج وصول کرتا ہوا جنک پوری کی سرحد پر جا پہنچا۔ اس کے جنگی مشیر اودھو نے بتلایا کہ یہاں جنک خاندان کا راجہ ہولاشو حکومت کر رہا ہے۔ راجہ اس کے ارکان سلطنت اور رعایا کے تمام لوگ عابد اور مرتاض ہیں۔ ایشور کی یاد میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ نیک کمائی سے گذر اوقات کرتے۔ اور علم الروح کے معاملوں کی تحقیق و تدقیق میں ہمیشہ معروف رہتے ہیں۔ یہاں کے تاجداروں نے ملک گیری کی کبھی ہوس نہیں کی۔ اور نہ ہی دوسرے فاتحوں نے اس ریاست پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے تم بھی یہاں سے چپ چاپ آگے چلے چلو۔ مرتاضوں کو چھیڑنا شرافت سے بعید ہے۔ ان کی تقدیس ہی کرنی چاہیے۔

پردومن نے سپاہ کو وہیں سرحد پر ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اودھو کو ہمراہ لیا اور بھیس بدل کر ریاست کے حالات دریافت کرنے کے لئے چلا۔ کئی ایک دیہات اور شہروں سے اس کا گذر ہوا۔ اور سب جگہ راست گو۔ نافع نیک دل اور شریف لوگوں کو دیکھا۔ راج دربار میں پہنچا۔ تو راجہ اور اس کے اہلکار سری کرشن جی کی روحانی طاقتوں کے متعلق تجسس کرتے ہوئے پائے۔ پردومن بہت خوش ہوا۔ اور راجہ ہولاشو کی تعظیم بجا لا کر آگے

فرمانروا ہی نہیں۔ بلکہ روئے زمین کے بڑے بڑے نامور رشی منی بھی ہر ایک زمانہ میں جنک خاندان کے تاجداروں کی فضیلت کے سامنے ہمیشہ سر جھکاتے رہے ہیں۔ ویدانت اور یوگ کے مضامین پر دنیا کے کسی حصہ میں بحث ہو۔ اور فریقین کی دلائل زبردست ہوں۔ تو جنک خاندان کے راجاؤں کا فیصلہ ناطق سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کا قول سند تصور کی جاتی تھی۔ بہت سے رشیوں نے ان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ مہاراجہ جنک کے عہد سے لیکر طوفان نوح کے زمانہ تک شہر جنک پوری یوگ اور ویدانت کے علمی مناظروں کا ہمیشہ دنگل بنا رہا۔ ویدانت کی مشہور کتب اپ نشدوں میں جنک خاندان کے راجاؤں کا عزت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اجودھیا کے فرمانروا سری رام چندر جی نے اغومسیدھ یگیہ کیا۔ فتوحات ملکی کی مہم کا انچارج شترو گھن تھا۔ جنک پوری کا راجہ کشمی ندھی اس کے بڑے جرنیلوں میں شامل تھا۔ رام نے شترو گھن اور اسکے سپہ سالاروں کو بلا کر فرمایا۔ تم سب بہادر دنیا کے حکمرانوں کو فتح کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ دیکھنا۔ کسی برہمن کو تکلیف نہ دینا۔ بے ہتھیار میدان سے بھاگے ہوئے بچے۔ بوڑھے اور عورت پر وار نہ کرنا۔ وغیرہ رام کی تقریر سن کر لکشمی ندھی نے مذاق کے طور پر کہا۔ مہاراج۔ آپ شترو گھن کو جو ہدایات دے رہے ہیں۔ ذرا واضح کر دینا۔ کیونکہ یہ ہدایات آپ کی کل ریت (خاندانی روایات) کے بالکل برعکس ہیں۔ بڑے مہاراج دسرتھ نے سرون نامی ایک بے ہتھیار برہمن کو تیر اجل کا نشانہ بنایا۔ آپ نے تاڑکا نامی ایک عورت کو قتل کیا۔ سروپ نکھا کی ناک کاٹ دی بالی کو چھپ کر مار دیا۔ راون برہمن کا خاندان ہی صفحہ ہستی سے نابود کر دیا یہ تو ہوئی آپ کی کل ریت۔ لیکن جو کچھ آپ ہدایات دے رہے ہیں۔ وہ سب اس کے برعکس ہیں۔ شترو گھن بیچارہ تذبذب میں پڑ جائیگا۔ وہ

سدھنوا کا خاندان

(۱۷۰۷ ق م تک)

(۱)	سدھنوا	(۱۹)	نرمتر
(۲)	سپوتر	(۲۰)	سوکشتر
(۳)	چیون	(۲۱)	برہت کرما
(۴)	کرت یگیہ	(۲۲)	ریوت کرما
(۵)	بسو	(۲۳)	بیر
(۶)	برہدرتھ	(۲۴)	شیچی
(۷)	کشاتر	(۲۵)	کشیم
(۸)	برکھب	(۲۶)	شوروت
(۹)	پشپ ورن	(۲۷)	دھرم
(۱۰)	ست جت	(۲۸)	سشرم
(۱۱)	اُرج	(۲۹)	برہدسین
(۱۲)	جراسندھو	(۳۰)	ورُدھ سین
(۱۳)	سہدیو	(۳۱)	سومتی
(۱۴)	سوماپی	(۳۲)	سویل
(۱۵)	اولیو	(۳۳)	سوتیتھ
(۱۶)	شرت شروا	(۳۴)	ست جت
(۱۷)	کشت وان	(۳۵)	وشوجت
(۱۸)	ایوتایو	(۳۶)	رپونجے

آگے روانہ ہوگیا۔

بیاس نے اپنے بیٹے شکدیو کو علم الروح کی تکمیل کے لئے راجہ جنک کے پاس بھیجا تھا۔ سنسکرت لٹریچر میں ایسی بے شمار شہادتیں پائی جاتی ہیں جن سے جنک پوری کے راجاؤں کی فضیلت اور اعلیٰ اخلاق کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے۔ زمانہ حال میں بھی مہاراجہ دربھنگہ جو جنک خاندان کا جانشین ہے ویدک دھرم کی اشاعت اور حفاظت کے متعلق نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کو سناتن دھرم مہامنڈل کی پریزیڈنٹی کا اعزاز حاصل رہا ہے روئے زمین کے تمام ہندو ان کی نیکدلی اور شرافت۔ قابلیت اور فضیلت اور ویدک دھرم کی حفاظت کے متعلق دلی جذبات کی وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

(۱۸) مگدھ

نسب نامہ

اماوسو کا خاندان

(۱) اماوسو	(۸) بلاکاشو
(۲) بھیم	(۹) کشش
(۳) کنچن پربھ	(۱۰) کشک
(۴) سہوتر	(۱۱) گادھ
(۵) جنہو	(۱۲) وشورتھ
(۶) سنہا	(۱۳) سشرت
(۷) اجک	(۱۴) سیندھ سرین

(۱۵) بیرسین ۵۲۱ ق م (۱۶) آدتیہ سین ۴۸۶ ق م

نند خاندان - ۱۰۰ برس
۴۶۲ ق م سے ۳۶۲ ق م تک
نند اور اسکے آٹھ بیٹے یکے بعد دیگرے

(۱) چندر گپت ۳۶۲ ق م (۶) سنگت
(۲) بندو سار ۳۴۸ ق م (۷) شالی شوک
(۳) اشوک (۸) سوم شرما
(۴) سوئیش (۹) شت دھنوا
(۵) دسرتھ (۱۰) انوبر ہدرتھ

شنگ خاندان - ۱۱۰ برس
۲۲۵ ق م سے ۱۱۵ ق م تک

(۱) پشپ متر (۶) پلندک
(۲) اگنی متر (۷) گھوش بسو
(۳) سوجیشٹ (۸) بجر متر
(۴) بسو متر (۹) بھاگوت
(۵) آردرک (۱۰) دیوبھوت

کنو خاندان - ۴۵ برس
۱۱۵ ق م سے ۷۰ ق م تک

(۱) بسو متر (۲) بھو متر

پردیوت خاندان - ۱۴۸ برس
۱۷۰۷ ق م سے ۱۵۶۹ ق م تک

(۱) پردیوت (۴) جنک
(۲) پالک (۵) نندیوردھن
(۳) بساکھ یوپ

شیشناگ خاندان - ۶۶۲ برس
۱۵۶۹ ق م سے ۹۰۷ ق م تک

(۱) شیشناگ (۶) اجات شترو
(۲) کاکورن (۷) درشک
(۳) کشیم دھرما (۸) اودین
(۴) کشترونج (۹) نندیوردھن
(۵) بندوسار (۱۰) مہانندی

بیرہا کا خاندان - ۵۴۲ برس
۹۰۷ ق م سے ۳۶۵ ق م تک

(۱) بیرہا ۹۰۷ ق م (۸) سنگھ راج ۷۱۲ ق م
(۲) اجت شکہ ۸۷۱ ق م (۹) تیج پال ۷۹۵ ق م
(۳) سربودت ۸۴۸ ق م (۱۰) مانک چند ۶۶۶ ق م
(۴) بھون پتی ۸۱۶ ق م (۱۱) کام بین ۶۲۸ ق م
(۵) پرسین ۸۰۰ ق م (۱۲) شترومروں ۵۸۶ ق م
(۶) مہی پال ۷۷۹ ق م (۱۳) جیون لوک ۵۷۷ ق م
(۷) شترو سال ۷۴۸ ق م (۱۴) ہری راو ۵۴۸ ق م

گنگا کا نام جاہنوی مشہور ہوا۔ گاوہ کی بیٹی ست وتی بھرگو خاندان کے رشی رچیک سے بیاہی گئی۔ جسکے بطن سے جمدگنی ایک نامور رشی پیدا ہوا اور اس نے اپنے نام پر ہندوستان میں ایک نئے آشرم کی بنیاد رکھی۔ گاوہ کا بیٹا وشورتھ علم جنگ کا ایک لاثانی فاضل گذرا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے سشرت کو تاج و تخت دے کر ریاضت شروع کی۔ اور زہد و ریاضت کے ذریعہ روحانی ترقی کر کے کشتری سے برہمن بن گیا۔ برہمن بن کر وہ وشوامتر کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ہندوستان میں اس نے ایک نئے آشرم کی بنیاد ڈالی۔ برہمنوں میں شامل ہونے کے بعد دیو۔ شروا اور کتی یہ تین بیٹے اس کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان میں سے کتی نے کاتیاین گوتر کی بنیاد ڈالی۔ اور دیو کے پانی وغیرہ بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ جنکے نام پر برہمنوں کے کئی خاندان شروع ہوئے۔ پانی نے ویاکرن کی مشہور کتاب اشٹادھیائی تصنیف کی۔ یورپین مورخ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب کے مقابلہ کی گرامر دنیا کی کسی اور زبان میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ وشورتھ کے بیٹے سشرت نے کاشی کے راجہ دھنونتری سے علم طب کو سیکھا اور اپنے نام پر سشرت سنگھتا ایک مشہور کتاب تصنیف کی۔ سنسکرت علم طب میں یہ کتاب برہدتری میں شمار کی جاتی ہے۔ اس میں علم جراحی کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور کاسٹک سوڈا و کاسٹک بوٹاش بنانے کی نہایت اعلیٰ ترکیبیں بیان کی ہیں۔ جس کو یورپین کیمیا دان اپنی ایجاد بتلا کر فخر کرتے ہیں۔ غرض کہ اماوسو کا خاندان شجاعت۔ فضیلت۔ علمیت اور ریاضت ہر ایک پہلو سے قدیم زمانہ میں آریوں میں نہایت ہی مشہور رہا ہے۔ پورانوں میں سیندھو این کے نام پر اس خاندان کا نسب نامہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔ کہ اس کا کیا کچھ حشر ہوا۔ لیکن جب ہم یونان کی قدیم تواریخ کا مطالعہ

(۱۳) ناراین (۱۴) شوشرمن

اندھر خاندان ۴۵۶ برس
۷۰ ق م سے ۴۸۶ء تک

(۱) کرشپر (۱۳) پربل سین
(۲) کرشن (۱۴) سندر شانت کرن
(۳) سری شانت کرن (۱۵) چکور شانت کرن
(۴) پورن اتسنگ (۱۶) شو سواتی
(۵) شانت کرن (۱۷) گوتمی
(۶) لمبودر (۱۸) بل مان
(۷) ردی لک (۱۹) شانت کرن شوشری
(۸) میگھ سواتی (۲۰) شو سکندھ
(۹) پنو نام (۲۱) یگیہ شری
(۱۰) ارشٹ کرماں (۲۲) وجے
(۱۱) ہال (۲۳) چندر شری
(۱۲) پٹ لک (۲۴) پلو مارچ

قدیم زمانہ میں پریاگ کے مشہور فرمانروا ایُو کے بھائی اماوسو نے پریاگ سے اٹھ کر مگدھ میں اپنی علیحدہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کی دارالحکومت پہلے گربرج پور میں تھی۔ جو بعد میں مہاراجہ گادھ کے نام پر گادھ پور مشہور ہوئی۔ سن عیسوی سے چند صدی پیشتر مگدھ کے تاجداراں نے پشپ پور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ جو بعد میں پاٹلی پتر کہلایا اور آج کل شہر پٹنہ کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

اماوسو کے خاندان میں سب سے مشہور راجہ جنھو ہُوا۔ جس کے نام پر

اوس کے آٹھ بیٹوں نے یکے بعد دیگرے ۱۰۰ برس حکومت کی۔ اس خاندان کے دارالحکومت میں مگدھ نے بہت عروج پکڑا۔ اس کی دولت کا شہرہ سُنکر سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ لیکن دریائے ستلج پر آکر اس کی فوج نے حوصلہ چھوڑ دیا اور سکندر کو واپس لوٹنا پڑا۔ ۳۲۴ برس قبل مسیح میں چانک برہمن کی مدد سے چندر گپت نے مگدھ کی خاندانی حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس نے سلطنت کو بہت کچھ وسعت دی۔ سلیوکس نے مگدھ پر حملہ کیا۔ لیکن شکست کھاکر صلح کرنے پر مجبور ہُوا۔ اور اپنی بیٹی چندر گپت سے بیاہ دی اس کا سفیر میگھستیر یونانی بہت مدت تک سفیر بن کر چندر گپت کے دربار میں رہا۔ چندر گپت کا پوتا اشوک ایک زبردست حکمران ہُوا۔ اس نے خود بدھ دھرم قبول کرکے لنکا، برہما اور مغربی ایشیاء میں اس مذہب کی اشاعت کے لئے مشنری بھیجے۔ موریا خاندان کے دس راجاؤں نے ۱۳۷ برس حکومت کی شنگ خاندان کے دس راجاؤں نے ۱۱۲ برس راج کیا۔ بعد ازاں کنو خاندان نے مگدھ پر قبضہ کیا۔ اور اس خاندان کے چار راجہ ۴۵ برس حکومت کرتے رہے۔ کنو خاندان کے بعد مسیح سے ۷۰ برس پہلے اندھر خاندان نے مگدھ پر قبضہ کیا۔ اور اس خاندان کے ۳۳ تاجدار ۴۵۶ برس تک حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ ۴۸۷ء میں اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہوگیا۔ تو مگدھ سورج بنسیوں کے قبضہ میں آیا۔ کئی پشت حکومت کرنے کے بعد سورج بنسی خاندان کے آخری راجہ چُدل کو مار کر سانبھر کے راجہ سگریو کے بھائی سنومان کے مگدھ پر قبضہ حاصل کیا۔ آخری دونوں خاندانوں کے شجرات حسب و نسب دستیاب نہیں ہو سکے۔

کرتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس خاندان کے تاجدار کسی وجہ سے ہندوستان سے نقل مکان کر کے یونان میں آباد ہو گئے۔ اُس ملک کا نام گریس مگدھ کے دارالخلافہ گرمی برج پور کا مخفف ہے۔ اور یونان میں ایک صوبہ کا نام مقدونیہ صوبہ بہار کے قدیم نام مگدھ کا بدلا ہُوا تلفظ ہے مگدھونیہ سے مقدونیہ مشہور ہُوا۔ اسی طرح سے انڈیا ان گریس نامی کتاب کے مطالعہ سے ایسی ایسی اور بہت سی باتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے اور ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ خاندان یونان پر قابض ہو کر حکومت کرنے لگا۔ اماوسو کا خاندان مگدھ سے چلا گیا۔ توہستناپور کے فرمانروا کرو کے بیٹے سدھنوا نے مگدھ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اولاد میں سب سے مشہور راجہ جرا سندھ طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے گذرا ہے۔ اس زمانہ میں خلیج بنگالہ سے لے کر ملک عرب تک اس کی ہی طاقت اور شجاعت کا ڈنکہ بج رہا تھا۔ مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے سری کرشن جی نے بھیم سین کے ہاتھ سے اسکو قتل کروا کر مگدھ والوں کی ساری طاقت توڑ دی جرا سندھ کے بیٹے سہدیو کی تخت نشینی سے لے کر ۷۰ قبل مسیح تک اس خاندان کے ۲۲ راجاؤں نے مگدھ میں حکومت کی۔ آخری راجہ رپونجے کو اس کے وزیر پردیوت نے قتل کر کے مگدھ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی اولاد کے پانچ راجاؤں نے ۱۴۸ برس حکومت کی۔ آخری راجہ نندبردھن کو اس کے سپہ سالار شیش ناگ نے قتل کر کے تخت و تاج پر قبضہ کر لیا۔ اور اس خاندان کے دس راجاؤں نے ۶۶۲ برس حکومت کی۔ شیش ناگ خاندان کے آخری راجہ مہانندی کو قتل کر کے بیمرہا نے حکومت شروع کی۔ اور اس خاندان کے ۱۲ راجاؤں نے ۳۴۵ برس ۵ ماہ اور ۲ دن سلطنت کی۔ آخری راجہ آدیتہ سین کو بنگالہ کے راجہ دھن دھر نے قتل کر دیا۔ تو مگدھ پر نند نے قبضہ کر لیا۔ نند اور

بیٹی سدیوا اکشوا کو سے بیاہی گئی تھی۔ لیکن ہیدراج بیر کے خاندان کا نسب نامہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ جس سے ریاست کاشی کے قدیم حالات معلوم ہو سکیں۔

پریاگ کے راجہ نہش کے بھائی کشتر برہدے جسکو برہد شرما بھی کہتے تھے۔ کاشی پر قبضہ کیا۔ اور اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد کو آریورت کے قدیم وقائع نگاروں نے کاشپ خاندان کے نام سے بیان کیا ہے۔ اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ دھنونتری ہوا ہے۔ جس نے فلسفہ طب کی اشاعت میں سب سے بڑھ کر نام پایا۔ اور دھنونتری سنگھتا نامی کتاب تصنیف کی۔ جو اب تک بھی نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ مگدھ کا راجہ ستشرت اسی دھنونتری کا شاگرد تھا اور بھی بہت سے رشیوں نے دھنونتری سے علم طب پڑھکر دنیا میں پھیلایا۔

دھنونتری سے بہت مدت بعد اس خاندان میں راجہ ودواس ہوا۔ اس کے عہد تک اس ریاست میں وشنو دھرم کی اشاعت رہی تھی۔ اور وشنو دھرم کو کوئی نہ جانتا تھا۔ ودواس کے عہد حکومت میں نکنبھ نامی ایک رشی نے آکر یہاں شنو دھرم کی اشاعت شروع کی لیکن بہت عرصہ تک اسکا میلان نہ ہوا۔ بعد ازاں اس نے بڑی جدوجہد کے بعد کنڈک نامی ایک حجام کو شیو دھرم میں داخل کیا۔ اور اس کا گھر مسمار کر کے وہاں مندر کی تعمیر شروع کرائی راجہ ودواس نے مندر روک دیا۔ اور جو بن چکا تھا۔ اسے مسمار کرا دیا۔ اس پر نکنبھ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور شیومت کے زہریلے اسلحہ جات جنگ کو کام میں لا کر لوگوں کی سکونت ناممکن کر دی۔ راجہ نے جب اسکے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی۔ تو کاشی سے اپنا دفتر حکومت اٹھا لیا۔ اور شہر کو بالکل خالی کر دینے کا حکم دیا۔ بعد ازاں مہشمتی واقعہ دکن میں جاکر راجہ بھدر شرین کے بیٹوں کو قتل کر کے وہاں اپنا قبضہ جمایا۔ اور حکومت شروع

(۱۹) کاشی

نسب نامہ

(۱)	برہدشرما	(۱۶)	کبلیاشو
(۲)	سن ہوتر	(۱۷)	الرک
(۳)	شل	(۱۸)	سنتی
(۴)	آرشی سین	(۱۹)	سنیتھ
(۵)	کاشش	(۲۰)	کشیم
(۶)	کاشب	(۲۱)	کیتومان
(۷)	دیرگھ پتا	(۲۲)	سوکیتو
(۸)	دھنو	(۲۳)	دھرم کیتو
(۹)	سدیو	(۲۴)	ست کیتو
(۱۰)	دھنونتری	(۲۵)	دبھو
(۱۱)	کیتومان	(۲۶)	سودبھو
(۱۲)	بھیم رتھ	(۲۷)	سوکمار
(۱۳)	وودواس	(۲۸)	درشٹ کیتو
(۱۴)	پرترون	(۲۹)	بیت ہوتر
(۱۵)	بنس	(۳۰)	بھرگ

پورانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر کاشی مہاراجہ دیوموت منو والی اجودھیا کے عہد سے بھی بہت عرصہ پہلے کا آباد چلا آتا ہے اکشواکو کے عہد میں یہاں راجہ بیدراج بید حکومت کرتا تھا۔ اور اسکی

پال خاندان

(۱) دھنو (۹) نارائن پال
(۲) بپٹ (۱۰) راج پال
(۳) گوپال (۱۱) گوپال
(۴) دھرم پال (۱۲) وگرہ پال
(۵) ورک پال (۱۳) مہی پال
(۶) جے پال (۱۴) ین پال
(۷) دیو پال (۱۵) وگرہ پال
(۸) وگرہ پال (۱۶) رام پال
(۱۷) کمار پال

سین خاندان

(۱) سانت سین (۹) بھیم سین
(۲) ہمنت سین (۱۰) ظیل سین
(۳) بجے سین (۱۱) ہری سین
(۴) اوے سین (۱۲) کھیم سین
(۵) بلالی سین (۱۳) نارائن سین
(۶) کشور سین (۱۴) لچھن سین
(۷) مادھو سین (۱۵) دشورو پ سین
(۸) شور سین (۱۶) دامودر سین

مسلمان فرمانروایان بنگال

(۱) محمد بختیار خلجی سنہ ۱۲۰۲ (۲) عزالدین محمد شیران سنہ ۱۲۰۵

کردی۔ دودو اس نے بھدر شرین کے خاندان کو بالکل تباہ کرایا۔ صرف ایک لڑکا دُردم نامی نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ وہ دُردم کاشی میں چلا آیا۔ اور نکنبھورشی کی پناہ میں آکر کاشی میں حکومت کرنے لگا۔ ایک ہزار برس تک یہ دونوں خاندان ایک دوسرے کے ملک میں حکومت کرتے رہے۔ لیکن اپنا اپنا آبائی ملک واپس لینے کی غرض سے دونوں خاندان آپس میں لڑتے رہے۔ یہ لڑائی ایک ہزار برس تک مسلسل طور پر جاری رہی۔ دردم کی اولاد پر ایک دفعہ پھر تباہی آئی۔ اور کاشپ خاندان کے راجہ پرتروں نے اس خاندان کے افراد کو چُن چُن کر تلوار کے گھاٹ اتارا۔ بہت مدت بعد گنگ نے کچھ طاقت حاصل کی۔ اور پرتروں کے خاندان کو شکست دے کر مہشمتی سے نکال دیا اور خود حکومت کرنے لگا۔ کاشپ خاندان کے راجہ متس نے پھر کاشی کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور اس خاندان کے تاجدار مدت مدید اور عرصہ بعید تک کاشی میں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ لیکن بعد کے واقعات تاحال دستیاب نہیں ہوسکے ہیں

(۳۰) بنگال

بنگال خاندان

(۱) تابھاگ	(۶) سربنجے
(۲) بنگاں	(۷) سہدیو
(۳) ہیم چندر	(۸) کشاش
(۴) سوچندر	(۹) سومروت
(۵) دھومراکش	(۱۰) سومتی

(۴۹) فیروز شاہ ۱۵۳۲ء (۵۴) خلف جلال شاہ ۱۵۶۳ء
(۵۰) محمود شاہ ۱۵۳۷ء (۵۵) سلیمان خاں ۱۵۶۴ء
(۵۱) غازی شاہ ۱۵۵۲ء (۵۶) بایزید شاہ ۱۵۷۲ء
(۵۲) بہادر شاہ ۱۵۵۴ء (۵۷) داؤد شاہ ۱۵۷۶ء
(۵۳) جلال شاہ ۱۵۶۰ء

بنگال کی تواریخ پر بہت کچھ تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ حالانکہ اس ملک میں بہت سے خاندانوں نے مسلسل طور حکومت کی۔ پورانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ اکشوا کو والی اجودھیا کے بھائی نابھاگ نے اس ملک میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد میں سب سے مشہور راجہ بشال ہوا۔ جس نے بشالاپوری شہر آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اور اس کے نام پر ملک کا نام بشال دیش مشہور ہوا۔ مہاراجہ دسرتھ والی اجودھیا کے عہد میں راجہ سومتی بشالاپوری میں حکومت کر رہا تھا۔ لیکن رامائن کے زمانہ سے بہت عرصہ پہلے باختر سے مشہور حکمران مہاراجہ بلی نے بشال خانداں کو مغلوب کرکے اپنے بیٹے بنگ کو اس ملک کا حکمران بنایا۔ بنگ کے نام پر بنگ دیش کہلایا۔ اور آج کل وہی نام بدل کر بنگال مشہور ہے۔

بنگ خاندان مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں حکومت کرتا رہا۔ طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے راجہ بیردھوا اس ملک پر حکمراں تھا۔ اگر سین والی دوارکا کے راجسریگیہ میں جب پرودمن کی فوج ظفر موج فتوحات عالم کے لئے گشت لگا رہی تھی۔ اور بنگال سے اس کا گذر ہوا۔ تو بیردھنوا نے بڑی جوانمردی کے ساتھ جادو بنسیوں کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد ہندوستان کی تواریخ میں راجہ بھودیو کا ذکر آتا ہے۔ جس کی شادی بھوج کٹ کے راجہ دیوجی کی

(۴) علاء الدین مسعود ان ۱۲۰۸ء (۲۶) عز الدین ۱۳۳۹ء
(۴) غیاث الدین ۱۲۱۱ء (۲۷) فخر الدین ۱۳۳۹ء
(۵) ناصر الدین محمود ۱۲۴۶ء (۲۸) اختیار الدین ۱۳۴۹ء
(۶) علاء الدین جانی ۱۲۲۹ء (۲۹) علاء الدین
(۷) سیف الدین ایبک ۱۲۲۹ء (۳۰) شمس الدین الیاس
(۸) اعز الدین بلغرل ۱۲۲۳ء (۳۱) سکندر شاہ ۱۳۵۸ء
(۹) قمر الدین ممتاز خاں ۱۲۲۶ء (۳۲) اعظم شاہ ۱۳۶۰ء
(۱۰) اختیار الدین ازبک ۱۲۴۶ء (۳۳) حمزہ شاہ ۱۳۹۶ء
(۱۱) جلال الدین مسعود ۱۲۵۸ء (۳۴) شمس الدین ۱۴۰۶ء
(۱۲) اعز الدین بلبن ۱۲۶۰ء (۳۵) شہاب الدین ۱۴۱۹ء
(۱۳) محمد سلطان تاتار خاں ۱۲۶۰ء (۳۶) جلال محمد شاہ ۱۴۱۴ء
(۱۴) شیر خاں (۳۷) احمد شاہ ۱۴۳۱ء
(۱۵) امین خاں (۳۸) محمود شاہ ۱۴۳۶ء
(۱۶) مغیث الدین بلغرل ۱۲۶۸ء (۳۹) باریک شاہ ۱۴۵۹ء
(۱۷) ناصر الدین بغرا خاں ۱۲۸۷ء (۴۰) یوسف شاہ ۱۴۷۴ء
(۱۸) رکن الدین کیکاؤس ۱۲۹۱ء (۴۱) سکندر شاہ ۱۴۸۱ء
(۱۹) شمس الدین فیروز شاہ ۱۳۰۱ء (۴۲) فتح شاہ ۱۴۸۱ء
(۲۰) شہاب الدین بغرا شاہ ۱۳۰۶ء (۴۳) سلطان شاہ ۱۴۸۶ء
(۲۱) غیاث الدین بہادر شاہ ۱۳۱۰ء (۴۴) فیروز شاہ
(۲۲) ناصر العزیز ۱۳۲۳ء (۴۵) محمود شاہ ۱۴۸۶ء
(۲۳) بہادر شاہ ۱۴۲۱ء (۴۶) منصر شاہ ۱۴۹۰ء
(۲۴) ابراہیم شاہ ۱۴۳۰ء (۴۷) حسین شاہ ۱۴۹۳ء
(۲۵) فدزدن ۱۳۳۵ء (۴۸) نصرت شاہ ۱۵۱۸ء

تیرھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں لکھنوتی کے ساتھ سنددگاؤں اور ستگاؤں بھی مسلمانوں کے صدر مقام رہے۔ ان تینوں صوبوں کا مرکز فیروزآباد یعنی پانڈوہ تھا۔ ۱۳۵۳ء میں بنگال کا صدر مقام پھر لکھنوتی میں تبدیل ہوگیا۔ اور اسے گور کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ۱۵۶۴ء میں ٹانڈہ کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ صوبہ داران بنگال بعض اوقات بہار اور کبھی کبھی چاٹگانگ اور اڑیسہ پر بھی قابض ہو جاتے تھے۔ سلطنت دہلی کے کمزور ہو جانے پر صوبہ داران بنگال خود مختار ہوکر متعدد شاہی خاندانوں کے بانی بان ہوئے۔ ہمایوں شاہ دہلی نے ۱۵۳۶ء میں بنگال پر قبضہ کیا۔ لیکن ۱۵۴۰ء میں ہمایوں کو شکست دے کر جب شیرشاہ ہندوستان کا فرمانروا بن گیا۔ تو بنگال میں صوبہ دار مقرر ہونے لگے ۱۵۵۶ء میں یہاں آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں۔ ۱۵۷۶ء میں اکبر نے بنگال فتح کرکے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔

مغلیہ سلطنت کے کمزور ہونے پر صوبہ داران بنگال نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن انہیں دنوں میں اس ملک کی تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں آگئی اور رفتہ رفتہ انہوں نے سیاست کے میدان میں بھی ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے ۱۷۵۷ء میں کلارڈ کلایو نے پلاسی کی لڑائی فتح کرکے نوابوں کو یہاں تک کمزور کر دیا۔ کہ جس کو چاہتے۔ حکومت پر قبضہ کرتے اور جس کو چاہتے بیدخل کر دیتے تھے۔ تاہم بنگال میں دوعملی جاری رہی۔ انگریزوں کا حکم بھی چلتا تھا۔ اور نواب بھی حکومت کرتے۔ سرکار کمپنی نے وارن ہیسٹنگز کو گورنر بناکر بھیجا۔ اس نے دوعملی کو دور کیا اور آہستہ آہستہ نوابوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور انگریز ملک بنگال کے فرمانروا تسلیم کرلئے گئے۔

بیٹی سے ہوئی۔ اس کی دوسری لڑکی بھیم والی مہکادتی سے بیاہی گئی تھی
دیوجی نے بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے اپنی ریاست گوگا فرزند بھیم کے
سپرد کردی۔ اور بھوجو کا بیٹا ارجن اس سے نصف حصہ اپنا حق طلب کرنے
لگا۔ بصورت انکار لڑائی شروع ہوئی۔ ارجن نے شکست کھاکر ابوالفرج
والی ایران کو اپنی اولاد کے لئے بلایا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد ابوالفرج
شکست کھاکر بھاگا۔ گوگا نے اس کا تعاقب کیا اور ضلع حصار واقعہ پنجاب
میں پھر لڑائی ہوئی۔ جس میں ابوالفرج اور گوگا دونوں مارے گئے۔ اور
ایرانی فوج پنجاب سے بھاگ نکلی۔

موجودہ تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ طوفان نوح کے زمانہ سے لیکر
مسلمانوں کے بنگال فتح کرنے کے زمانہ تک راجپوتوں کے چار خاندانوں
نے بنگال میں مسلسل طور پر حکمرانی کی۔ جن کے نام پونڈر۔ پنڈ۔ پال
اور سین تھے۔ ان میں سے آخری دو خاندانوں کے نامکمل نسب نامہ چند کتبہ
جات سے دستیاب ہوئے۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ پال خاندان سورج بنس
سے تعلق رکھتا تھا۔ اور سین چندر بنس سے

راجہ دھرم پال ایک زبردست حکمران ہوا۔ اس نے قنوج تک سارا
مشرقی ہند فتح کرڈالا۔ اور قنوج کی حکومت چکر دھر کے سپرد کی۔ اس سے
ظاہر ہے۔ کہ بنگال کا راجہ دھرم پال قنوج کے گپت خاندان سے بہت عرصہ
پہلے گزرا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی تک بنگال میں بودھ دھرم کا بہت
زور رہا۔ ادے سین نے ویدک دھرم کی از سر نو اشاعت کی۔ اس
نے قنوج سے برہمن اور کائستھ بلاکر بنگال میں آباد کئے۔ ادے سین
کی حکومت دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک راہری دوسری برندھا

مسلمانوں میں سے سب سے پہلے محمد بختیار خلجی نے بنگال کا تھوڑا سا حصہ فتح
کیا۔ جو اسکے صدر مقام لکھنوتی کے گرد و نواح میں واقعہ تھا۔

نام اور واقعات عہد مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ ان میں سے سوکھین کا ذکر کالی داس نے رگھو بنس میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ بدربھ دیش کی راجکماری اندرمتی کے سوئمبر میں جو اجودھیا کے راجہ رگھو کے بیٹے اج نے جیتا۔ راجہ سوکھین بھی شامل تھا۔ اور یہ بھی بتلایا ہے۔ کہ وہ شورسین کے سب سے مشہور تاجدار مہاراجہ نیپ کی اولاد میں سے تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قدیم تواریخ میں مہاراجہ نیپ کا نام بہت کچھ شہرت حاصل کئے ہوئے تھا۔ اور یہ راجہ سری رام چندر جی کے زمانہ سے بہت عرصہ پہلے گذرا ہے۔ اس کی نیک شہرت ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس کے نام مبارک پر ہی اس کا خاندان نیپ بنش کہلاتا تھا۔ اور ریاست شورسین کے کے نام پر اسے شورسینک یا شورسینی بھی کہتے تھے۔

راجہ وبھراج کے بیٹے انوہ کی شادی سکھدیو کی بیٹی کرنوی کے ساتھ ساتھ ہوئی۔ جسکے بطن سے علم اشراق کا ایک لاثانی فاضل راجہ برہم دت پیدا ہوا۔ اسکے دو وزیر پانچال اور کنڈریک بھی ایسے ہی عالم تھے۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد راجہ برہم دت سلطنت ترک کرکے اپنے دونوں وزیروں کے ہمراہ جنگل میں جاکر ریاضت کرنے لگا۔ اور وشوک سین اس کی جگہ گدی نشین ہوا۔

وشوک سین کے پوتے دربدھی پر اہی چھترپور کے راجہ اگرایدھ نے حملہ کر دیا۔ راجہ بہادری سے لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اگرایدھ نے شورسینی راجپوتوں کو چن چن کر تلوار کے گھاٹ اتارا۔ بہت لوگ جان کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اگرایدھ نے ریاست شورسین پر قبضہ کر لیا اس کا قرار واقعی انتظام کرکے وہ ہستناپور کی طرف بڑھا اور کوروں کو جنگ کا الٹی میٹم دیا۔ راجہ شانتن کو انتقال کئے صرف دو تین دن ہوئے تھے۔ بھیشم پتالہ کریا کرم کر رہے تھے۔ برہمنوں کے مشورہ سے انہوں نے بارہ دن تک

شورسین

(۱)	برہدراتھو	(۱۸)	دیبھراج
(۲)	برہدرتھوا	(۱۷)	انوہ
(۳)	برہدرتھرا	(۱۸)	برہم دت
(۴)	ست جیت	(۱۹)	بشوکسین
(۵)	وشوجیت	(۲۰)	ونڈسین
(۶)	سین جیت	(۲۱)	بلاٹ
(۷)	رُجر	(۲۲)	ورُدھی
(۸)	پرتھوکسین	(۲۳)	پھک
(۹)	پار	(۲۴)	کول بھٹ
(۱۰)	نیپ	(۲۵)	اجیت
(۱۱)	سوکھین	(۲۶)	درگ بھٹ
(۱۲)	سمر	(۲۷)	درگ داس
(۱۳)	پار	(۲۸)	دیدراج
(۱۴)	پرتھو	(۲۹)	تبس درمن
(۱۵)	سوکرت		

ریاست شورسین کی بنیاد ہستناپور کے مہاراجہ ہستی کے پوتے اور اجمیڈ کے بیٹے برہدراتھو نے ڈالی۔ مہابھارت کے زمانہ تک یہ ریاست قائم رہی۔ ہری ونش کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ نیپ اور سمر کے وقت سینکڑوں تاجداروں نے نسلاً بعد نسلاً حکومت کے ڈنکے بجائے۔ جنکے

(۲۱) جے بھوج (۳۷) تانڈکیر
(۲۲) مال جنگھ (۳۸) بھرت
(۲۳) بیت ہوتر (۳۹) سوجات
(۲۴) سوجات (۴۰) پرتیپ
(۲۵) بھوج (۴۱) انرونیل
(۲۶) ادنتی

جادو بنسی راجپوتوں کے مورث اعلیٰ مہاراجہ جدو والی گجرات کاٹھیاواڑ کے پانچ بیٹوں کی تقسیم مملکت کا ذکر سلطنت کاٹھیاواڑ میں کیا جا چکا ہے۔ اسکے بڑے بیٹے مدھو کی اولاد میں سے بہت مدت کے بعد مہاراجہ کرد شٹو گجرات کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ کرد شٹو کا بھائی ہسر جت جنوب کی طرف بڑھا اور دریائے گوداوری کے نواحی علاقہ پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔ اسکی اولاد میں سے ہے ہے۔ ہے اور تال جنگھا تین بھائی پیدا ہوئے۔ جو بہادری شجاعت میں ایک دوسرے سے بڑھکر تھے۔ سب سے بڑا بے ہے جس کا دوسرا نام ایک بیر بھی تھا۔ اپنے باپ کے بعد ریاست کا حکمراں بنا۔ اور دوسرے بھائی اس کے سپہ سالار قرار دئے گئے۔

انہیں ایام میں عرب کے بادشاہ کال کیتو نے ترکستان کے راجہ رمیہ کی دارالحکومت پر حملہ کیا۔ اور اسے شکست دے کر اس کی لڑکی ایکاولی کو اٹھا لے گیا۔ عرب میں پہنچکر اس سے شادی کی التجا کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور جیلخانہ میں ڈال دی گئی۔ ایکاولی نے راجہ ایک بیر کو اپنی درد کے واسطے بلایا اور اس نے عرب پر حملہ کر کے کال کیتو کو میدان جنگ میں تہ تیغ کیا اور کیتو خاندان کے افراد کو عرب کی سرزمین سے جلاوطن کر دیا عرب کی حکومت اپنے بھائی تال جنگھا کے سپرد کی۔ اور طوفان نوح کے

لڑائی ملتوی رکھی۔ اور بعد ازاں کریا کرم سے فارغ ہو کر بھیشم جی میدان میں نکلے اور اگر ایدھ کو قتل کر کے اس کی سپاہ کو مار مار کر بھگا دیا۔ بھیشم پتامہ نے اپنی چھتر پور اور شورسین دونوں ریاستیں پانچال کے راجہ پریکھت کے حوالے کر دیں۔ پریکھت کے بعد راجہ دروید اس کا فرزند قابض رہا۔

شورسینی راجپوت کچھ عرصہ تک اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ بہت مدت بعد انہوں نے کچھ علاقہ پر قبضہ کیا۔ اور کام بن میں ایک ریاست قائم کر لی۔ بہت عرصہ تک کام بن میں ان کی حکومت رہی۔ لیکن مسلسل نسب نامہ مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گیا ہے۔ ان میں سے صرف سات تاجداروں کے نام ایک کتبہ سے دستیاب ہوئے ہیں۔ جو راجہ بتس برمن نے کام بن (بھرت پور) کے علاقہ میں نصب کرایا تھا۔

(۲۲) مہیشمتی

(۱)	سہسر جت	(۱۱)	وردم
(۲)	شت جت	(۱۲)	کنک
(۳)	ہے ہے	(۱۳)	بھیم
(۴)	دھرم نیتر	(۱۴)	دھنک
(۵)	کنت	(۱۵)	کرت بیریہ
(۶)	کارت	(۱۶)	سہسر ارجن
(۷)	سارنج	(۱۷)	شورسین
(۸)	سنگھت	(۱۸)	شور
(۹)	مہیشماں	(۱۹)	دھرشن
(۱۰)	ابھدر شریں	(۲۰)	کرشن

ناگ بنس کو کسی جزیرہ سے لاکر ہندوستان میں آباد کیا۔ ناگون نے ناگ پور شہر آباد کرکے اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ناگ خاندان اب بھی اس علاقہ میں آباد ہے۔ کھیرا گڑھ اور کالی ہنڈی کے راجے اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

سہسرارجن نے مدت تک حکومت کی۔ لیکن اپنے آخری عہد حکومت میں وہ خود ہی اپنی بربادی کا باعث بن گیا۔ اس نے غرور میں آکر جمد گنی رشی کو قتل کر دیا۔ اس پر اس کے بیٹے پرسرام نے ہتھیار اٹھائے۔ اور کشتریوں کی تباہی پر کمر باندھی۔ پرسرام نے نہ صرف ارجن کو ہی قتل کیا۔ بلکہ اس کے جانشین راجپوتوں کی تباہی بدستور کرتے رہے برہمنوں اور راجپوں کی ان معرکہ آرائیوں کا سلسلہ سری رام چندر جی کے عہد تک جاری رہا۔

ہے ہے خاندان کے راجپوت مہشمتی میں حکومت کرتے رہے۔ اور آہستہ آہستہ پھر انہوں نے طاقت پکڑی لیکن بعد کے زمانہ میں ان پر پھر ایک دفعہ تباہی آئی۔ ان کے کسی راجہ کو روپیہ کی ضرورت پڑی اور پھر گو خاندان کے برہمنوں سے جو ان کے پروہت تھے۔ روپیہ طلب کیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ راجہ نے قتل اور غارت گری شروع کر دی۔ ایک بھی برہمن زندہ نہ چھوڑا۔ ان کی عورتیں بھاگ کر شمالی ہند میں چلی آئیں۔ ایک حاملہ برہمنی کے بطن سے اورب رشی پیدا ہوا جس نے ہے ہے خاندان کے ہوش حواس درست کر دئے۔

بہت مدت بعد اس خاندان کے راجہ موجات نے پھر کچھ طاقت پکڑ لی اور ہے ہے خاندان کا اقبال چمکا۔ راجہ اونتی نے اپنے نام پر اونتی پوری شہر تعمیر کروایا۔ جو بعد کے زمانہ میں اجین کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ ہے ہے خاندان کی ایک شاخ وہاں بھی حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں مسیح سے

زمانہ تک یہ خاندان عرب میں حکومت کرتا رہا۔
اس کے بعد ایک ہیرنے ایشیا کوچک کو فتح کیا۔ اور راہو خاندان کو
ہمیشہ کے لئے نابود کرکے ان کا ملک عرب کے ساتھ ملحق کر دیا۔ اس کے بعد وہ یونان
کی طرف بڑھا اور اسے فتح کرکے اپنے بھائی کیہے کو وہاں کا حکمران بنایا۔
کیہے کی اولاد دکن میں حکومت کرتی رہی۔ ان میں سے مہاراجہ سانچ
نے اپنے بیٹے پرساہنی پوری شہر آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ پھر بہت عرصہ
بعد ہیشمان نے ہیشمتی شہر آباد کرکے اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ جن ایام
میں بکنھ رشی نے کاشی میں قیام پذیر ہوکر شیو دھرم کی اشاعت شروع کی۔ اس
زمانہ میں ہیشمتی میں راجہ بھدرشریں حکومت کرتا تھا۔ بکنھ نے کاشی کے
راجہ دودداس کو نکال دیا۔ تو وہ دکن میں چلا آیا۔ اور بھدرشریں کے بیٹوں کو
تخت و تاج سے محروم کرکے وہاں حکومت کرنے لگا۔ بھدرشریں کی اولاد
نے بکنھ رشی کی پناہ لی۔ اور یہ خاندان ایک ہزار برس تک کاشی
میں حکومت کرتا رہا۔ لیکن ایک ہزار برس تک دونوں خاندانوں میں اپنی
اپنی دارالحکومت واپس لینے کے لئے معرکہ آرائیاں جاری رہیں ایک ہزار
برس بعد دونوں خاندان کامیاب ہوئے۔ اور اپنی اپنی جگہ حکومت کرنے لگے
کیہے خاندان کا راجہ دردم پہلا حکمران تھا۔ جس نے اپنی آبائی دارالحکومت
کا قبضہ حاصل کیا مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد اس خاندان میں سب سے
مشہور راجہ سہسرارجن ہوا۔ جس نے کیہے خاندان کی عظمت کو عرش معلی
تک پہنچا دیا۔ اس نے نہ صرف ایشیا۔ بلکہ روئے زمین کے تمام ملکوں کو
فتح کرکے سلطنت ہیشمتی کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے مرتبہ تک
پہنچا دیا۔ لنکا کا راجہ راون مدت تک اس کی قید میں رہا۔
مہاراجہ سہسرارجن فتوحات ملکی۔ جود وسخا اور انتظامی قابلیت کے باعث
اس زمانہ میں ایک بے نظیر حکمران ہوا ہے۔ اس نے کرکو ملک خاندان کے

بنشی راجاؤں میں سب سے مشہور حکمران کوکل ہُوا ہے۔ اس کے بعد کے راجاؤں نے جب کبھی کوئی کتبہ نصب کیا۔ تو اسمیں اپنا خاندان کوکل سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ اس سے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ کوکل نے ہی تریری کو اپنی صدر گاہ بنایا ہوگا۔ تریری کے راجاؤں میں سے بعض ناموں کے سامنے ہم نے جو سن درج کئے ہیں۔ یہ تخت نشینی کے سن نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں جو کتبے نصب کئے ان کے سن ہیں۔

(۲۴) رتن پور

(۱) کلنگ دیو	(۸) جاجل دیو دوم سنہ ۱۱۶۹
(۲) کنول دیو	(۹) رتن دیو سوم
(۳) رتن دیو	(۱۰) ہری گن
(۴) پرتھوی دیو اول	(۱۱) بلبھ راج
(۵) جاجل دیو اول سنہ ۱۱۱۶	(۱۲) جے سنگھ
(۶) رتن دیو دوم	(۱۳) پرتھوی دیو سوم سنہ ۱۱۹۰
(۷) پرتھوی دیو دوم سنہ ۱۱۶۰	

تریری کے سب سے مشہور راجہ کوکل کے اٹھارہ بیٹوں میں سے پرمدھ دھول تریری کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے بھتیجے کلنگ دیو نے دکنی کوشل کو فتح کیا۔ اور رتن پور کو اپنی صدر گاہ بنا کر حکومت کرنے لگا۔ اس کے خاندان کا یہ نسب نامہ چند کتبوں کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

۶۶۳۳ برس پہلے پرمار راجپوتوں کے مورث اعلیٰ پرم رائے نے اجین کو اپنی صدرگاہ بنایا۔

مہاراجہ اج والی اجودھیا کے زمانہ میں مہیشمتی میں ہے ہے خاندان کا راجہ پرتیپ حکمران تھا۔ اس کی اولاد عرصہ دراز تک یہاں حکمران رہی طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے مہیشمتی میں راجہ اندنیل جہانبانی کر رہا تھا جنگ مہابھارت سے بہت عرصہ بعد ہے ہے خاندان نے مہیشمتی کو چھوڑ کر ترپری کو اپنی صدرگاہ بنایا۔

(۲۳) ترپری

(۱) کوکل (۹) گنگے سنہ ۱۰۳۶
(۲) پرشدھول (۱۰) کرن سنہ ۱۰۴۳
(۳) بال ہرش (۱۱) یش کرن سنہ ۱۱۲۴
(۴) یوراج اول (۱۲) گے کرن
(۵) لکشمن راج (۱۳) نرسنگہ سنہ ۱۱۵۹
(۶) شنکرگن (۱۴) جے سنگہ
(۷) یوراج دوم (۱۵) بجے سنگہ سنہ ۱۱۸۲
(۸) کوکل دوم (۱۶) اجے سنگہ

اوراق گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہابھارت کی لڑائی سے بہت عرصہ بعد ہے ہے خاندان کے راجاؤں نے مہیشمتی کو چھوڑ کر ترپری کو اپنی صدرگاہ بنا لیا تھا۔ چونکہ اس خاندان کا نسب نامہ مکمل دستیاب نہیں ہوا اس لئے دارالحکومت کی تبدیلی کا زمانہ تعین کرنا مشکل ہے۔ ترپری کے ہے ہے

یہ چاروں ریاستیں اپنے اپنے بانی کے نام پر ہی شہرت پذیر ہوئیں۔ اسکے بعد ریاست کلنگ کا ذکر ہر ایک زمانہ کی تواریخ ہند میں آیا ہے۔ مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے عہد میں یہ ریاست بہت کچھ اقتدار حاصل کر چکی تھی۔ مہاراجہ اجاج والی اجودھیا کے عہد میں یہاں راجہ ہیم انگر حکومت کرتا رہا۔ دھودسندھ والی اجودھیا کے عہد میں کلنگ میں بیرسین کی حکومت تھی۔ مہابھارت کے زمانہ میں یہ ریاست عروج پر تھی۔ آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہاں راجہ بلی آدیتیہ حکمران تھا۔ کولاہل پور کے راجہ کامارنیہ نے اسے قتل کرکے کلنگ دیش پر قبضہ کیا۔ اور جنتاپور کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ یہ اسکے خاندان کا نسب نامہ ہے

اُڑیسہ

کیسری خاندان

(۱)	ججاتی	(۱۰)	گج
(۲)	سورج	(۱۱)	نرسنگھ
(۳)	اننت	(۱۲)	گندھرب
(۴)	لالایو	(۱۳)	جنمیجے
(۵)	گنگ	(۱۴)	بھرت
(۶)	بیر	(۱۵)	کالی
(۷)	پدم	(۱۶)	کنول
(۸)	برہد	(۱۷)	کنڈل
(۹)	بٹ	(۱۸)	چندر

(۲۵) کلنگ

(۱) کارمانیہ سنہ ۵۳۳ (۱۷) بجرہست سنہ ۱۰۳۲
(۲) دانمارنیہ سنہ ۵۵۹ (۱۸) راج راج سنہ ۱۰۶۲
(۳) کامارنیہ سنہ ۵۹۹ (۱۹) انت برمن چونگ سنہ ۱۰۸۲
(۴) رنارنیہ سنہ ۸۴۹ (۲۰) کامارنیہ سنہ ۱۱۳۲
(۵) بجرہست سنہ ۸۵۲ (۲۱) راگھو سنہ ۱۱۵۲
(۶) کامارنیہ سنہ ۸۶۹ (۲۲) راج راج سنہ ۱۱۶۷
(۷) گنارنیہ سنہ ۸۸۸ (۲۳) انگ بھیم سنہ ۱۱۹۲
(۸) جمانکس سنہ ۹۱۵ (۲۴) راج راج سنہ ۱۲۰۲
(۹) کلنگ لانکس سنہ ۹۳۰ (۲۵) انگ بھیم سنہ ۱۲۱۹
(۱۰) کن دھام سنہ ۹۴۲ (۲۶) نرسنگہ سنہ ۱۲۵۲
(۱۱) کامارنیہ سنہ ۹۵۲ (۲۷) بھانوراج سنہ ۱۲۹۶
(۱۲) بنے دت سنہ ۹۵۲ (۲۸) نرسنگہ سنہ ۱۳۰۲
(۱۳) بجرہست سنہ ۹۷۷ (۲۹) بھانوراج سنہ ۱۳۳۸
(۱۴) کامارنیہ سنہ ۱۰۱۲ (۳۰) نرسنگہ سنہ ۱۳۶۲
(۱۵) گن دھام سنہ ۱۰۱۲ (۳۱) بھانوراج سنہ ۱۳۸۶
(۱۶) مدھو کا باچپہ سنہ ۱۰۲۵ (۳۲) نرسنگہ سنہ ۱۴۱۲

مہاراجہ سگرو الی اجودھیا سے بہت عرصہ پہلے باختر کے مشہور فتح مند راجہ بلی نے ایشیائی ممالک کو فتح کرکے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ تمام حکمرانوں کو زیر کرتا ہوا وہ خلیج بنگالہ تک جا پہنچا۔ اور مشرقی ہند میں اپنے چار چھوٹے بیٹوں بنگ۔ سوہم۔ پنڈر اور کلنگ کو جداگانہ ریاستوں کا حکمران بنایا

(۱۵) بیر (۲۰) پرشوتم دیو
(۱۶) کال (۲۱) برہاتت اور دیو
(۱۷) ننگ تت (۲۲) کنگ دیو
(۱۸) نیتر دیو (۲۳) کال کرک دیو
(۱۹) کپلیندر دیو

مسیح سے چھ سو برس پہلے کیسری خاندان کے راجہ ججاتی نے اڑیسہ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان کی دارالحکومت پہلے جاج پور میں تھی پھر کٹک میں منتقل کر لی۔ اس کے بعد گنگا بنسی خاندان حکمراں ہوا۔ اس خاندان کے راجہ کپلیند گج پتی کے عہد کا ایک کتبہ ملا ہے۔ جو ۱۲۹۹ء میں نصب کیا گیا تھا اڑیسہ کے راجاؤں کا لقب ہمیشہ گج پتی رہا ہے۔ جس کے معنی صاحبان فیل کے ہیں

(۲۷) راج مندری

(۱) وشنو بردھن (۱۰) وشنو بردھن
(۲) جے سنگھ (۱۱) نریندر اوک راج
(۳) اندر راج (۱۲) وشنو بردھن
(۴) وشنو بردھن (۱۳) اجے دت
(۵) منگا یو راج (۱۴) چالوکیہ بھیم
(۶) جے سنگھ (۱۵) ورجے دت
(۷) گوکل (۱۶) اوے راج
(۸) وشنو بردھن (۱۷) بجے دت
(۹) بجے دت (۱۸) تیلپ

(۱۹)	پیر	(۳۳)	نرسنگھ
(۲۰)	امرت	(۳۴)	کورم
(۲۱)	ہنسے	(۳۵)	متس
(۲۲)	چندرپال	(۳۵)	باراہ
(۲۳)	ورھوسودن	(۳۶)	باون
(۲۴)	دھرم	(۳۷)	پارسس
(۲۵)	جن	(۳۸)	چندر
(۲۶)	نرپ	(۳۹)	سجن
(۲۷)	سگر	(۴۰)	سامن
(۲۸)	ترپ	(۴۱)	پرندر
(۲۹)	مادھو	(۴۲)	وشنو
(۳۰)	گوبند	(۴۳)	اندر
(۳۱)	نرپت	(۴۴)	سورن

گنگا بنسی خاندان

(۱)	چوڑگنگ	(۸)	کیسری
(۲)	گنگیشور	(۹)	پرتاب
(۳)	اک جکم دیو	(۱۰)	گھمنڈ کنڈ
(۴)	مدن مہادیو	(۱۱)	کپلیندر گج پتی
(۵)	انگ بھیم دیو	(۱۲)	سانکھ جسور
(۶)	راج راجیشور دیو	(۱۳)	سانکھ باسدیو
(۷)	لنگویا ترسوا	(۱۴)	بلی

(۲۱) نیچے دت (۲۶) سومیشور
(۲۲) بکرم دت (۲۷) بکرم دت
(۲۳) ستیہ رویا (۲۸) جگت سنگھ
(۲۴) بکرم دت (۲۹) تیلپ
(۲۵) جاہا سنگھ (۳۰) سومیشور

جس زمانہ میں وشنو بردھن نے راج مندری میں سولنکی خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ انہیں دنوں میں ایک اور سولنکی راجپوت نے جس کا نام جے سنگھ تھا۔ کلیان میں اپنی ریاست قائم کی۔ چونکہ راج مندری اور کلیان دونوں ایک ہی خاندان کے قبضہ اقتدار میں تھیں۔ اس لئے دونوں ایک ہی درخت کی شاخیں سمجھی جاتی تھیں۔ چنانچہ راج مندری کو مشرقی شاخ اور کلیان کو مغربی شاخ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ دونوں ایک ہی وقت میں قائم ہوئیں۔ ایک ہی زمانہ میں دونوں ختم ہوئیں۔

۲۹ متھرا

(۱) بھیم (۹) دندبھی
(۲) اندھک (۱۰) ابھی جت
(۳) بھوج (۱۱) پنرنسو
(۴) ککر (۱۲) آہک
(۵) دھرشٹ (۱۳) اگرسین
(۶) کپوت رانا (۱۴) کنس
(۷) بلو ما (۱۵) اگرسین (دوسری دفعہ)
(۸) بھجو (۱۶) بجرناتھ

(۱۹) اجے وت (۲۵) بل وت

(۲۰) برھ مل (۲۶) راج نراندر

(۲۱) ورجے بھیم (۲۷) راج اندر

(۲۲) رام راج (۲۸) بکرم دیو

(۲۳) دھنا رتھ (۲۹) راج دیو

(۲۴) کبیرت برمن (۳۰) بیر دیو

سن عیسوی سے بہت عرصہ پہلے سو تنکی خاندان کے راجہ وشنو بردھن نے دریائے گوداوری و کرشنا کے درمیان اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد نے تیس پشت تک یہاں حکومت کی۔ مزید حالات دریافت نہیں ہوئے

(۲۸) کلیان

(۱) جے سنگھ (۱۱) آدیتہ

(۲) بجے وت (۱۲) بکرما دیتہ

(۳) راج سنگھ (۱۳) بنے وت

(۴) وشنو بردھن (۱۴) بجے وت

(۵) اجے وت (۱۵) بکرم وت

(۶) بالک سین (۱۶) کیرت برما

(۷) کیرت برمن (۱۷) کرت برما

(۸) منگلیش (۱۸) تیلپ

(۹) ست سروپ (۱۹) بھیم راج

(۱۰) امر (۲۰) کیرت برما

(۶۳) جگ سویات (۷۲) پرت سین
(۶۴) بین (۷۳) موہ نن
(۶۵) دیوجس (۷۴) باسدیو
(۶۶) سول راج (۷۵) آل بھان
(۶۷) تتو راؤ (۷۶) بیر سین
(۶۸) دیونند (۷۷) سبھیو
(۶۹) جگ بھوپ (۷۸) سرت سین
(۷۰) بدھ (۷۹) گن بیوہ
(۷۱) روہتاس (۸۰) جگ مال

گجرات کاٹھیاواڑ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ سری رام چندر جی کے عہد میں جادو بنسیوں کا راجہ ست دت وہاں حکومت کرتا تھا۔ اور اس کا بیٹا بھیم برندابن میں اپنے ماموں لون پسر مدھو کے پاس رہتا تھا۔ ست دت مر گیا۔ تو رام نے اپنے بیٹے کش کو گجرات کا حاکم مقرر کیا۔ اس بات سے ناراض ہو کر لون نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن رام کے حکم سے شترو گھن نے اسے قتل کر دیا۔ اور متھرا میں اپنے بیٹے چتر کیتو کو راجہ بنایا۔ بھیم آوارہ زندگی بسر کرنے لگا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد رام نے اس کی حالت پر ترس کھا کر متھرا کی حکومت اسے بخش دی۔ ہری بنش میں لکھا ہے۔ کہ جب رام نے اس قالب عنصری کو چھوڑا تو بھیم کا بیٹا اندھک متھرا میں حکومت کرتا رہا تھا۔ اس کی اولاد میں سے بھوج ایک عقلمند فرمانروا ہوا۔ اس نے متھرا کو وہ رونق بخشی۔ کہ یہ شہر اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے روئے زمین کے تمام شہروں سے سبقت لے گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ متھرا کے ساتھ بھوج کا نام بھی لاثانی ہو گیا ہے۔ اس کے بعد مشہور راجہ ککر ہوا۔ جس کے نام پر یہ خاندان ککر بنش کہلایا۔ اس وقت جادو بنس کی بہت سی شاخیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ان میں سے متھرا کے

(۱۷)	پرتی باہو	(۴۰)	مدھو دان جت
(۱۸)	اگرسین	(۴۱)	کیسرتی سین
(۱۹)	شورسین	(۴۲)	بھگوان سین
(۲۰)	سکھین	(۴۳)	بردرتھ
(۲۱)	ناجھ	(۴۴)	بکرم سین
(۲۲)	سبا ہو	(۴۵)	کمد سین
(۲۳)	راج کمار	(۴۶)	بیر پرپال
(۲۴)	گج	(۴۷)	بجت
(۲۵)	راج سین	(۴۸)	شترت پال
(۲۶)	پرتاپ باہو	(۴۹)	رکم سین
(۲۷)	گدنہ باہو	(۵۰)	گنگ سین
(۲۸)	باہوش	(۵۱)	اتر سین
(۲۹)	بجاے	(۵۲)	سرپت سین
(۳۰)	دیوراو	(۵۳)	پرتاپ سین
(۳۱)	پرتھوی راج	(۵۴)	رام سین
(۳۲)	بھی پتی	(۵۵)	سہدیو
(۳۳)	مرادپتی	(۵۶)	دیو سہائے
(۳۴)	پرت سین	(۵۷)	شنکر دیو
(۳۵)	سوسین	(۵۸)	سورج دیو
(۳۶)	روپ سین	(۵۹)	پرتاپ سین
(۳۷)	اپراجت	(۶۰)	ادون جت
(۳۸)	گنگ سین	(۶۱)	بھیم سین
(۳۹)	سگن سین	(۶۲)	چندر سین

تمام سامان حرب وضرب چھین لیا۔

اگرسین نے اپنی دارالحکومت متھرا سے دوارکا میں منتقل کر لی۔ اس دن سے جادو بنسیوں کا اقبال ماہ نو کی طرح بڑھنا شروع ہوا۔ اور ۳۶ سال کے قلیل عرصہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں پر ان کا ہی جھنڈا لہرانے لگا سب سے پہلے ریاست کربیر پور کو فتح کیا۔ پھر کندن پور کو باجگزار بنایا۔ اسکے بعد مصر کے بادشاہ شنبر کو قتل کرکے اس ملک کی عنان حکومت برندابن کے گوالوں کے ہاتھ میں دیدی۔ بعد ازآں سری کرشن جی نے چین کے راجہ بھگ دت کو اپنا باجگذار بنایا۔ پھر جنوبی افریقہ کے راجہ بان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کا ملک وزیر کنبھاند کے حوالے کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مہادیو والی کیلاس پوری کی سفارش سے بان کو اسکی حکومت پھر واپس دیدی۔ راجہ اگرسین نے راجسو یگیہ کیا۔ تو سری کرشن جی کے بیٹے پردومن نے مندرجہ ذیل ریاستوں کے تاجداروں کو فتح کرکے ان سے خراج وصول کیا۔

کچھ۔ کلنگ۔ مردھنوا۔ اجین۔ مہشمتی۔ گجرات۔ چیدی۔ کونکن۔ کیرل۔ تیلنگ۔ مہاراشٹر۔ کرناٹک۔ کردکھ۔ کندن پور راج پور۔ لنکا۔ اڑیسہ۔ بنگال۔ آسیم پور۔ کامروپ۔ کیکے۔ متھلاپور مگدھ۔ اودھ۔ نیپال۔ کانتت۔ کنپل نگر۔ بندپور۔ نکھاوپور۔ بھدرا ترگرت۔ وراٹ۔ کوشابنی۔ سوبیر۔ ابھر۔ سندھ۔ لاکھیشور۔ قندھار عرب۔ مراکو۔ الکاپوری۔ پراگ جیوتش پور۔ گوپور۔ جزیرہ نما ہند چینی چینی تاتار۔ کوریا۔ روس۔ یورپی روس۔ طرابلس۔ روم۔ ترکستان

اس کے بعد امریکہ کے بادشاہ بجرناجھ کو قتل کرکے تمام امریکہ پر قبضہ کیا۔ اور پردومن۔ چندر پربھ جے انت اور بجے نے امریکہ آپس میں تقسیم کرکے وہاں اپنی اپنی جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ شمالی ایشیا کو

اصلی مالک تو بدھنی تھے۔ لیکن مگدھوں نے انہیں معزول کرکے تخت و تاج پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اور جادو بنس کی دوسری شاخوں کی طرح بدھنی بھی جاگیر داروں کی حیثیت سے رہنے لگے۔

مگدھ خاندان میں سب سے مشہور راجہ کنس ہوا۔ جس نے اپنے باپ اگرسین کو قید کرکے متھرا کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس نے جراسندھ والی مگدھ کو شکست دے کر اس کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ جراسندھ ان دنوں میں ایک طاقتور حکمران تھا۔ اس کو شکست دینے سے کنس کا رعب ہندوستان کے تمام راجاؤں کے دل پر بیٹھ گیا۔

کنس نے راجسویگیہ کیا۔ فتوحات ملکی کے لئے ایک زبردست فوج لے کر روانہ ہوا۔ اور ہیشیتی۔ کشکندھا۔ نوم پد۔ چین۔ مصر۔ طرابلس جنوبی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ عرب اور تبت وغیرہ کے حکمرانوں کو زیر کرکے ان سے خراج وصول کیا۔ کنس نے بہت زیادہ طاقت حاصل کر لی لیکن سری کرشن جی نے جو برھمنی خاندان کے جادو تھے۔ اور جن کے ماں باپ کو اس نے عرصہ ۲۴ سال سے قید کر رکھا تھا۔ کنس کو قتل کرکے اس کے بوڑھے باپ اگرسین کو قید سے رہا کرکے متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اس پر جراسندھ والی مگدھ نے ہندوستان کے قریباً تمام راجاؤں کو جمع کرکے متھرا پر حملے کرنے شروع کئے۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ۲۳ سال کے عرصہ میں اس نے ۱۸ حملے کئے۔ اور جادو بنسیوں کو آرام لینے نہیں دیا جراسندھ متھرا کو فتح نہ کر سکا۔ تو اس نے عرب کے بادشاہ کالیوں کو متھرا پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ ٹڈی دل سپاہ لے کر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ لیکن سری کرشن جی نے مچکندرشی کے ہاتھ سے اسے قتل کرواکر عربیوں کو ہندوستان کی سرزمین سے مار مار کر باہر نکال دیا۔ اور ان کا

قبضہ میں کبھی نہیں آیا۔

(۳۰) سرور

(۱) مہاکورم (۲۱) دیوتے
(۲) بشس پاد (۲۲) رگھوتے
(۳) بدھ سین (۲۳) کشیم تے
(۴) دھرم سین (۲۴) سنگھوتے
(۵) جے سین (۲۵) نرسنگھ تے
(۶) لوک سین (۲۶) شام تے
(۷) لکشمی سین (۲۷) مہا تے
(۸) راج سین
(۹) کام سین (۲۸) دھرم تے
(۱۰) روپ سین (۲۹) کرم تے
(۱۱) جسونت سین (۳۰) رام تے
(۱۲) مہا سین (۳۱) شرستا تے
(۱۳) پدم سین (۳۲) شیل تے
(۱۴) امر سین (۳۳) کشل تے
(۱۵) اجے سین (۳۴) یش تے
(۱۶) امرت سین (۳۵) گوتم تے
(۱۷) اندر سین (۳۶) نل
(۱۸) راج سین (۳۷) شری سین راٹے
(۱۹) بجے سین (۳۸) بوجن راٹے
(۲۰) شوتے (۳۹) راج جہان

فتح کر کے سری کرشن جی نے برہم دت برہمن کو وہاں کا راجہ بنایا۔ اور سندھ کو فتح کر کے اس کی عنان حکومت جہنار ودھن برہمن کے ہاتھ میں دی۔ مسیح سے ۳۱۴۰ برس پہلے پرجاس نیز نظر پر جادو بنسی آپس میں ہی خانہ جنگی کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ سے مر گئے۔ اور طوفان نوح سے دوارکا شہر سمندر میں غرق ہو گیا۔ اسی سال یدھشٹر نے سری کرشن کے پڑپوتے بجر ناجھ کو متھرا کی حکومت پر تفویض کیا۔ اور پنجاب۔ سندھ۔ افغانستان کے ملک اس کے سپرد کر دیئے۔ بجر ناجھ کی نویں پشت نے مہاراجہ گج نے اپنے نام پر افغانستان میں گجنی شہر بسایا۔ جو بعد میں غزنی کے نام سے مشہور ہوا۔ مدت تک پنجاب و افغانستان جادو بنسیوں کے قبضہ میں رہے۔ لیکن بعد کے زمانہ میں یہ دونوں ملک ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور متھرا کا علاقہ ان کے قبضہ میں رہ گیا۔

مہاراجہ مریاو پتی نے پھر قندھار تک تمام ملک فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کئے۔ مریاو پتی کے بعد ۴۸ راجے متھرا کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے لیکن یہ سب اپنے پڑوسیوں اور زیادہ تر ترکستان و ایران کے فرمانرواؤں کے ساتھ ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہے۔ اس عرصہ میں قلعہ غزنی تین مرتبہ انکے ہاتھ سے نکلا۔ اور ہر دفعہ انہوں نے واپس لے لیا۔ راجہ مولراج نے اپنے نام پر پنجاب میں ملتان شہر آباد کیا۔ ان تاجداروں کے عہد میں متھرا لاہور۔ رد تہاس۔ ملتان اور غزنی یہ شہر و قلعے جادو بنسیوں کے قبضہ میں تھے۔ متھرا کا آخری جادو بنسی راجہ جگت مال لاہور گیا ہوا تھا۔ پیچھے سے ویانہ کے راجہ نے بھارت سین کو جو قلعہ کا محافظ تھا۔ قتل کر کے متھرا چھین لی جگت مال نے اسے واپس لینے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ لاہور۔ ملتان اور غزنی میں مقیم رہ کر پنجاب اور افغانستان کی حکومت پر ہی قناعت کرتے وہاں رہائش اختیار کی۔ اس کے بعد متھرا پھر جادو بنسیوں کے

(۸۸) بجے پال (۱۱۱) سکھ پال
(۸۹) اینہ پال (۱۱۲) پرتاب پال
(۹۰) بھرگو پال (۱۱۳) دھرم پال
(۹۱) سہائے پال (۱۱۴) بھو پال
(۹۲) دیو پال (۱۱۵) دیش پال
(۹۳) برچن پال (۱۱۶) پرم پال
(۹۴) نین پال (۱۱۷) اندر پال
(۹۵) رتنک پال (۱۱۸) گوری پال
(۹۶) شو پال (۱۱۹) مہی پال
(۹۷) سرت پال (۱۲۰) کرم پال
(۹۸) سومتی پال (۱۲۱) سگر پال
(۹۹) ارتھ پال (۱۲۵) اگر پال
(۲۰۰) گجے پال (۱۲۳) سریش پال
(۱۰۱) جوگ پال (۱۲۴) مان پال
(۱۰۲) موکش پال (۱۲۵) پرم پال
(۱۰۳) تن پال (۱۲۶) پرم پال
(۱۰۴) شام پال (۱۲۷) کن پال
(۱۰۵) ہری پال (۱۲۸) کشور پال
(۱۰۶) شنکر پال (۱۲۹) گمبھیر پال
(۱۰۷) بیر پال (۱۳۰) سر پال
(۱۰۸) تروکسپال (۱۳۱) پلن پال
(۱۰۹) یگیہ پال (۱۳۲) کنھ دیو
(۱۱۰) مہی پال (۱۳۳) بیکل دیو

(۴۲) برج بھان (۶۵) اشو پال

(۴۳) مکھ برہم (۶۶) شام پال

(۴۴) منگل راٹے (۶۷) انگ پال

(۴۵) وکرم راٹے (۶۸) شو پال

(۴۶) انگ پال (۶۹) بسنت پال

(۴۷) شری متسن پال (۷۰) ہنس پال

(۴۸) بھیم پال (۷۱) کام پال

(۴۹) گنگ پال (۷۲) چندر پال

(۵۰) ہنس پال (۷۳) گوبند پال

(۵۱) مہیش پال (۷۴) اٹے پال

(۵۲) درج پال (۷۵) لنگ پال

(۵۳) مدن پال (۷۶) انگ پال

(۵۴) انند پال (۷۷) پشپ پال

(۵۵) بسنت پال (۷۸) ہری پال

(۵۶) بجے پال (۷۹) امر پال

(۵۷) کام پال (۸۰) چھتر پال

(۵۸) برہم پال (۸۱) بھی پال

(۵۹) وشنو پال (۸۲) سوم پال

(۶۰) پرن پال (۸۳) دھیر پال

(۶۱) کرم پال (۸۴) سکندھ پال

(۶۲) سہلے پال (۸۵) مد پال

(۶۳) بھیم پال (۸۶) کش پال

(۶۴) اجے پال (۸۷) وشنو پال

کہ" راجپوتوں کی ۳۶ راج کلوں میں سے ایک کچھواہا ہے۔ رام چندر جی سے ۱۹ ویں پشت میں کورم نامی ایک راجہ ہوئے۔ جنہوں نے مندسور میں سکونت اختیار کی اس کی اولاد میں سے سنگھ تے نامی ایک راجہ کچھ میں جا رہا۔ اس لئے اس کی اولاد کچھواہا کہلائی۔ بعد ازاں اسی خاندان میں راجہ نل ہُوا جس نے نرور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ نل سے گیارہویں پشت میں راجہ شرت پال نے گوالیار آباد کیا۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ سب قیاسی باتیں ہیں۔ کسی نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی تواریخی شہادت پیش نہیں کی۔ اصل واقعات اس طرح پہ ہیں۔ کہ اجودھیا کے راجہ نل نے جو سری رام چندر جی سے کچھ عرصہ بعد تخت نشین ہُوا۔ اپنے نام کی یادگار میں نرور شہر آباد کیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک نابھ جو اجودھیا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا۔ اور دوسرے نے نرور میں اپنی جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً نرور میں حکومت کرتی رہی۔ مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ راجہ نل کی انیسویں پشت میں مہاراجہ مہاکورم نرور کا حکمران ہُوا۔ جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا۔ راجہ نل اور کورم کے درمیان کا نسب نامہ غیر متیقن ہے۔ اس لئے ہم نے درج نہیں کیا۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے۔ کہ راجہ مہاکورم جنگ مہابھارت کے زمانہ میں نرور میں حکمران کر رہا تھا۔ ہری ونش اور دیگر پوراناں میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے۔ چنانچہ کندن پور کی راجکماری رکمنی کے سوئمبر میں ہندوستان کے جو راجے جمع ہوئے تھے۔ ان میں نرور کا راجہ مہاکورم بھی شامل تھا۔ علاوہ ازیں جراسندھ والی مگدھ نے متھرا پر متواتر حملے کئے۔ اس کے مددگار راجاؤں کی فہرست میں نرور کے راجہ مہاکورم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے جب کہ ۳۲۰۰ برس قبل مسیح میں شہر نرور کی موجودگی مہابھارت اور پوراناں سے ثابت ہوتی ہے۔ تو

(۱۳۴) ایشوری سنگھ

تاجداروں نرور کے نسب نامہ کے متعلق زمانہ حال کے مورخ بہت بڑی غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایک کی رائے دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ لیکن اس امر کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نرور کے حکمران کچھواہا راجپوت تھے۔ اور سری رامچندر جی کے بڑے بیٹے کش کی اولاد میں سے تھے۔ جے پور اور الور کی مشہور ریاستوں کے فرمانروا اور رام پور گوپال پورہ۔ لہار۔ مچھند۔ سیکری۔ بوہاری وغیرہ واقعہ علاقہ کچھواہا وگوالیار ملک بندھیل کھنڈ کے رئیس جو کچھواہا راجپوتوں کے سرتاج سمجھے جاتے ہیں۔ ان خاندانوں کے مورثاں اعلیٰ مختلف وقتوں میں نرور سے ہی نقل مکان کرکے مذکورہ الصدر خاندانوں کے بانی مبانی ہوئے تھے۔ اور اس امر پر بھی تمام مورخ متفق الرائے ہیں۔ کہ شہر نرور کچھواہا قوم کے ہی راجہ نل نے آباد کیا تھا۔ لیکن نرور کے آباد ہونے اور کچھواہا لفظ کے شہرت پذیر ہونے کے زمانہ کے متعلق مورخوں کی آرا میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

چارن رام ناتھ رتن مصنف اتہاس راجستھان رقم طراز ہیں۔ کہ "یہ بات عام طور پر مشہور ہے۔ کہ اجودھیا سے اٹھ کر پہلے یہ لوگ لودھیانہ میں رہے۔ پھر بہت عرصہ بعد مہاراجہ نل نے سنہ ۴۵۱ بکرمی میں نرور شہر آباد کیا۔ نل کی اولاد کے راجاؤں نے اپنے نام کے ساتھ عموماً لفظ پال استعمال کیا ہے۔ لفظ کچھواہا راجہ بنس پال کے عہد سے مشہور ہوا۔ کیونکہ ان کے باپ کا نام کورم تھا۔ کورم کا دوسرا اہم معنی لفظ سنسکرت میں کچھوا ہے۔ اس لئے مہاراجہ کورم کی اولاد کورمی یا کچھواہا کہلائی"

رائے بہادر ٹھاکر مہاراج سنگھ صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

اس کو شک تھا۔ کہ سوڑھ دیو ریاست واپس چھین لیگا۔ حالانکہ اس کے دل میں ہرگز یہ ارادہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ نرر اباڑی کو چھوڑ کر بریلی میں چلا آیا۔ اور بعد ازاں اپنی کوشش سے ایک نئی ریاست کا بانی بنا۔ جسے آجکل جے پور کہتے ہیں۔

(۳۱) پانچال

(۱) سوشانتی (۸) سومک
(۲) پروجاتی (۹) جنتو
(۳) باہیاشو (۱۰) پرمکھت
(۴) سرنجے (۱۱) ورودھ
(۵) پنچے جن (۱۲) درشٹ دیومن
(۶) سوم دت (۱۳) درشٹ کیتو
(۷) سہدیو

ہستناپور کے راجہ اجمیڑھ کے دوسرے بیٹے سوشانتی کو گزارہ کے لئے ریاست کی طرف سے کچھ علاقہ ملا۔ اس کی اولاد میں سے باہیاشو نے اپنے علاقہ کو وسعت دے کر ایک ریاست قائم کرلی۔ باہیاشو کے سرنجے جلوگل۔ برہدانشو۔ پوی نر اور کرملاشو یہ پانچ بیٹے تھے۔ انہوں نے ریاست کو پانچ مساوی حصوں میں تقسیم کرکے علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کریں لیکن وہ سب کے سب کمپل نگر کے راجگان کو اپنا سرتاج تسلیم کرتے تھے۔ اس لئے اندرونی طور پر یہ پانچ ریاستیں تھیں۔ لیکن بیرونی طور پر ایک ہی ملک سمجھا جاتا تھا۔ اور پانچ ریاستوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے اس کو پانچال کے نام سے نامزد کیا جاتا تھا۔

اس کو سنہ ۳۰۴۴ بکرمی میں آباد کیا جانا صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

راجہ بہاکرم کی دسویں پشت میں راجہ روی سین ہوا۔ کشمیر کی قدیم تواریخ رتناکر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ رام دیو نے جو ۳۰۶۶ برس قبل مسیح میں حکمران ہوا۔ نرور پر حملہ کیا اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ رتناکر نامی کتاب میں کشمیر کے راجگان رام دیو اور بیاش دیو کے حالات میں جنہوں نے ۳۰۶۶ قبل مسیح سے ۲۹۵۱ قبل مسیح تک حکومت کی۔ نرور کے راجگان روی سین اور اس کے بیٹے جیونت سین کا بطور ہمعصر راجگان کے بیان کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ کچھواہا تھے۔ اسکے بعد نرور کے کچھواہا راجہ دیوپال کا ذکر بھائی راجپوتوں کی تواریخ میں آتا ہے بھٹنیر کا راجہ بھیم اس کا ہمعصر تھا جس نے سنہ ۳۹۵ سے سنہ ۴۱۶ تک حکومت کی۔ اس سے جب کہ مہابھارت۔ کشمیر کی تواریخ رتناکر اور تواریخ قوم بھاٹی سے اس کی بخوبی تصدیق ہوجاتی ہے۔ تو مذکورہ الصدر نسب نامہ کی صحت میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

راجہ بیکل دیو کے بھائی اکل دیو نے کچھواہا دھارا نگر بندیل کھنڈ پر قبضہ کرکے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اُس کی اولاد میں سے بہت سے جاگیردار اب بھی اس علاقہ میں موجود ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ بیکل دیو سے بہت عرصہ پہلے کچھواہوں نے گوالیار کو اپنی صدر مقام بنا لیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ خاندان نرور اور گوالیار دو شاخوں میں منقسم ہوگیا تھا۔ اور نرور میں بھی ایک شاخ حکومت کرتی رہی۔ بیکل دیو کے بیٹے ایشوری سنگھ نے گوالیار کا راج اپنے نواسہ جیسا تومر کو دان دے دیا۔ اور خود دارالحکومت سے کچھ دور نندرا ہاڑی میں رہنے لگا۔ ایشوری سنگھ کے مرنے پر اس کے بیٹے سوڑھ دیو کو جیسا جی نے کہلا بھیجا۔ کہ یا تو اپنا دان واپس لے لو۔ یا اس علاقہ کی حدود سے باہر چلے جاؤ

(۹) کنول سین (۳۲) ماہل
(۱۰) پریم (۳۳) وگ راج
(۱۱) جھرکش (۳۴) تنگ بل
(۱۲) بھوم (۳۵) کیرت راج
(۱۳) پرشوتم (۳۶) دھرکھن
(۱۴) پارکھ (۳۷) سوکشن
(۱۵) بدھ بھاو (۳۸) اندر سین
(۱۶) دھورہر (۳۹) جے سین
(۱۷) سہہ دت (۴۰) بند
(۱۸) ابھے پتی (۴۱) اندر کیتو
(۱۹) کرشن (۴۲) شنکر
(۲۰) انب (۴۳) بدر
(۲۱) دھی ہر (۴۴) دہی کیتو
(۲۲) ترور (۴۵) اگر سین
(۲۳) دھابردھ (۴۶) آریہ سین
(۲۴) شور سین (۴۷) راج سین
(۲۵) دھم ادھار (۴۸) پران سین
(۲۶) راشٹر راج (۴۹) بھیم سین
(۲۷) دھیر سین (۵۰) رام سین
(۲۸) دھورن (۵۱) تیج سین
(۲۹) تھانو راج (۵۲) رجا جت
(۳۰) گرنتھل (۵۳) بھوم
(۳۱) شنکو واٹک (۵۴) پشپ سین

کنپل نگر کے راجاؤں میں سب سے مشہور فرمانروا دروپد ہوا۔ جس کی بیٹی دروپدی یدھشٹر والی دلی کے بھائی ارجن نے سوئمبر میں بیاہی۔ اس کے حالات مہابھارت میں مرقوم ہیں۔ دروپد کا بیٹا درشٹ دیومن مہابھارت کی مشہور لڑائی میں پانڈووں کی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا۔ اسکی بہادری اور شجاعت کا ثبوت یہ ہے۔ کہ مخالف فریق کوروؤں کی فوج کے سپہ سالار ۱۸ دن میں ۴ تبدیل ہوئے۔ اور درشٹ دیومن اکیلا ہی کمان کرتا رہا

فلسفہ طب کی سب سے مشہور کتاب چرک سنگھتا میں بیان کیا گیا ہے کہ مہرشی کرشن آترے زیادہ تر کنپل سنگو میں ہی رہا کرتے تھے۔ اس لئے مہرشی کرشن اترے اور اس کے شاگردوں کی بنائی ہوئی کتب اگنی دیش بھیڈ۔ جاتوکرن۔ پاراشر۔ ہاربت اور کشیر پانی سنگھٹاؤں کی تصنیف کا زمانہ تعین کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کتابیں جنگ مہابھارت سے بہت عرصہ پہلے کنپل نگر کے راجاؤں کے عہد حکومت میں تصنیف ہوئی تھیں۔ ناگ خاندان کے ایک راجرشی چرک نے اگنی دیش سنگھتا کی اصلاح اور ترمیم و تجدید کر کے اس کا نام چرک سنگھتا رکھا۔ چرک بھی طوفان نوح سے بہت مدت پہلے ہندوستان میں آیا تھا۔ اور سولک خاندان کے تاجدار علم و ہنر کی اشاعت میں سب سے زیادہ کوشش کرتے رہے ہیں۔

(۲۲) اُجین

(۱) پرسراٹ (۵) دھومرراج

(۲) پردروا (۶) دھورنگ

(۳) راشٹرمیں (۷) رہیر

(۴) دھندمار (۸) سچوڑ

(۱۰۲) وشنوراج (۱۲۵) گوپال سین
(۱۰۳) امان راج (۱۲۶) انگ سین
(۱۰۴) نرسنگھ (۱۲۷) دودھر سین
(۱۰۵) درگا (۱۲۸) سوم سین
(۱۰۶) برندا چل (۱۲۹) پن
(۱۰۷) پرتھو (۱۳۰) کملا نمو
(۱۰۸) بکشت (۱۳۱) بل
(۱۰۹) شال بھانو (۱۳۲) شل
(۱۱۰) کندن (۱۳۳) جے اتھ
(۱۱۱) پرتاب سین (۱۳۴) سندھل
(۱۱۲) برج دھیر (۱۳۵) بھوج
(۱۱۳) بلدیو (۱۳۶) انبوج
(۱۱۴) جے سین (۱۳۷) کنل
(۱۱۵) دھیر سین (۱۳۸) سادھو
(۱۱۶) رگھوناتھ سین (۱۳۹) جے سین
(۱۱۷) منسرج (۱۴۰) بند
(۱۱۸) دھورب (۱۴۱) جگ دھیر
(۱۱۹) سدا دک بیر (۱۴۲) اندر سین
(۱۲۰) جودھ (۱۴۳) گدھرب سین
(۱۲۱) سلین (۱۴۴) بھوتری ہری
(۱۲۲) کل سین (۱۴۵) بکرماجیت
(۱۲۳) اندر سین (۱۴۶) کرم چنتر
(۱۲۴) شرت سین (۱۴۷) شوسینہ

(۵۵) مہی پال (۷۹) بمل سین
(۵۶) مہندر برما (۸۰) چندراین سین
(۵۷) جے سین (۸۱) مسیا دھر
(۵۸) چنڈ سین (۸۲) نرسدن
(۵۹) گوپال سین (۸۳) ہندُن
(۶۰) دھن راج (۸۴) نرہری سین
(۶۱) شری پال (۸۵) سورج راج
(۶۲) راج سندھو (۸۶) سامرتھ راج
(۶۳) شل راج (۸۷) گوپال راج
(۶۴) برنگھن (۸۸) بھوپال راج
(۶۵) شور سین (۸۹) گج گڑ
(۶۶) سروپ سین (۹۰) انماد
(۶۷) چتر سین (۹۱) گیان راج
(۶۸) نند سین (۹۲) پھمن راج
(۶۹) ناتھ سین (۹۳) پھیرت راج
(۷۰) اے سین (۹۴) برج راج
(۷۱) کشور سین (۹۵) اوے سین
(۷۲) ایشور سین (۹۶) دیو سین
(۷۳) جے سین (۹۷) کشل سین
(۷۵) شون ہے (۹۸) اج دھر سین
(۷۶) چندر جے (۹۹) مہاراج سین
(۷۷) پرن راج (۱۰۰) جودھ سین
(۷۸) جیرن راج (۱۰۱) اج بیر سین

شہر اجین ہندوؤں کا ایک تیرتھ مانا جاتا تھا

ہندوستان کی تواریخ میں اجین کا نام سب سے پہلے مہاراجہ کولیاشو والی اجودھیا کے حالات میں آتا ہے۔ لیکن شہر تیرتھ کے طور پر نہیں بلکہ وہ یکستان کس میں یہ شہر آج کل آباد ہے۔ سحرائے اجانک کے نام سے شہرت پذیر تھا۔ مہاراجہ اونتی وائی اشٹمی کے ہاتھوں ایک شہر آباد کیا۔ اور بعد میں کسی راجہ نے اجانگ ہاؤ کو سمندر ہوں۔ تو پھر یہ سحرائے اجانک کے نام کی نسبت سے اس شہر کو اجینی کہنے لگے۔ مہاراجہ اونتی کی اولاد میں سے ہے ہے خاندان کے اجیونوں نے اپنی الگ ریاست قائم کرلی۔ اور یہ ریاست زمانہ قدیم میں سلطنت اجین کی ایک شاخ بھی باقی تھی۔ ہے ہے خاندان کے تاجداران اجین کا سب سے اور ان کے واقعات بعد استعداد زیادہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے۔ ان میں سے دو راجاؤں کا نام پورانوں میں ملتا ہے۔ ایک کا نام دیرگھ تمس دوسرا وجود جاجت ان میں سے اندر دیمن ایک زبردست حکمران ہوا۔ اس نے فتوحات عظیم کے بعد ایک بڑی سلطنت قائم کرلی اور زبردست حکومت کے لحاظ سے بھی اس نے بہت بڑی شہرت حاصل کرلی تھی۔ راجہ جودھاجت۔ اجودھیا کے فرمانروا دھروسندھو کا ہمعصر تھا۔ دھروسندھ کے مرنے پر اس نے اپنی قوت بازو سے سدرشن کی بجائے اس کے چھوٹے بھائی شترو جت کو جو اس کا نواسہ تھا۔ اجودھیا کا راجہ بنادیا۔ اور چند سال بعد جودھاجت کاشی کے راجہ کی بیٹی کاشی کماری سے سوئمبر میں سدرشن کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

سلطنت اجین کی مسلسل تواریخ ۶۱۳ برس قبل مسیح سے شروع ہوتی ہے۔ جب کہ پرمار راجپوتوں کے مورث اعلیٰ مہاراجہ پرمار نے اجین کو اپنی مستقر گاہ قرار دے کر اس کو دارالسلطنت کی بنیاد

(۱۴۸)	برھسین	(۱۶۳)	مُنج
(۱۴۹)	چندسین	(۱۶۴)	بھوج
(۱۵۰)	اوج بھوپال	(۱۶۵)	بھیم
(۱۵۱)	ارجن	(۱۶۶)	رتن پال
(۱۵۲)	ساندل	(۱۶۷)	اندر پال
(۱۵۳)	جگ جے	(۱۶۸)	مہندر پال
(۱۵۴)	بنب	(۱۶۹)	لچھے دت
(۱۵۵)	مہیش	(۱۷۰)	جگدیو
(۱۵۶)	بجے بھوپال	(۱۷۱)	نرندھول
(۱۵۷)	سرجن پال	(۱۷۲)	مہدیو
(۱۵۸)	سوہرو	(۱۷۳)	امرسین
(۱۵۹)	ایشور	(۱۷۴)	کل دیو
(۱۶۰)	جن شور	(۱۷۵)	لدھو
(۱۶۱)	شوراج	(۱۷۶)	شال بھانو
(۱۶۲)	سندھل	(۱۷۷)	نرسنگھ
		(۱۷۸)	امان

سلطنت ہشتمی کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ اونتی نے اپنے نام کی یادگار میں اونتی پوری شہر آباد کیا۔ اس کو پورانوں میں اونتکا پوری۔ امراوتی۔ اجینی وغیرہ کئی ایک ناموں سے بیان کیا گیا ہے بعد کے زمانہ میں اُجینی لفظ بدل کر اجین کے نام سے مشہور ہوا۔ قدیم زمانہ میں یہاں مہا کال کے نام سے مہا دیو کا ایک مندر تھا۔ یہ مندر اس قدر متبرک سمجھا جاتا تھا۔ کہ دُور دُور سے لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اس لئے

رہ جاتا تھا۔

اس پر وششٹ اور وشوامتر وغیرہ رشی کشمیر ساگر (بحر منجمد شمالی) کو عبور کرکے وشنو جی کے پاس پہنچے۔ اور اسروں کی زیادتیوں کے متعلق شکایت کی۔ انہوں نے برہما جی سے ارشاد کیا۔ کہ کشتریوں کی نسل جسے پرسرام نے تباہ کیا ہے۔ از سر نو پیدا کی جائے۔ چنانچہ اندر۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو سمیت اور بہت سے دیوتاؤں کے آبو پربت پر آئے۔ ہون کنڈ بنایا گیا۔ گنگا جل چھڑک کر اسے پوتر کیا۔ اور یگیہ کی کاروائی شروع کردی۔

پیشتر ازیں بیان کیا گیا ہے۔ کہ سلطنت امراوتی واقعہ ملک تبت کے ماتحت دیوتاؤں کی سات مشہور .. .. .. ریاستیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام شردھاوتی بھی تھا۔ جس کے حکمران ابتدا سے ہی اگنی کے نام سے شہرت پذیر ہوتے چلے آتے تھے۔ اس زمانہ کے حکمران اگنی کے چار بیٹوں پرم رائے۔ چالوکیہ۔ پرتی ہار۔ اور چتر بھج کو آریہ راجہ بنانے کی تجویز کرکے آبو پربت کے یگیہ میں ضروری رسومات ادا کرکے انہیں یگیہ کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنانچہ رشیوں نے ان کی حفاظت میں اپنے یگیہ کو پورا کرلیا۔ اور مہاراجہ اگنی کے مذکورہ اصدر چاروں بیٹوں کو ہندوستان کی حکومتیں تقسیم کردیں۔ پرم رائے کو اجین کا راج دیا۔ چتر بھج کو وتی کا۔ پرتی ہار کو گجرات کاٹھیاوار کا اور سونکلی کو دکن کا ملک عطا کیا۔ انہوں نے اپنی اپنی وارا حکومتوں میں قیام پذیر ہوکر کٹیو خاندان کے حملہ آوروں کے حملوں سے ہندوستان کو نجات دلائی۔ چونکہ یہ چاروں شاہزادے شردھاوتی واقعہ ملک تبت کے فرمانروا اگنی کے فرزند ارجمند تھے۔ اس لئے ان کو اگنی کل راجپوت کہنے لگے۔ جیسا کہ سورج اور چندر بان فرمانروایان تیجوتی اور شردھاوتی کی اولاد سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کے نام سے موسوم ہوچکی تھی۔ مہاراجہ پرمرائے نے اجین کے

سولنکی۔ پرمار۔ چوہان۔ سولنکی اور پڑہار۔ یہ چار خاندان اگنی کل راجپوت کہلاتے ہیں۔ پورانوں میں ان کی پیدائش ایسے مہمل طریقہ پر بیان کی گئی ہے۔ کہ ہر ایک مورخ اس کہانی کا جداگانہ مطلب بیان کرتا ہے۔ اور جس مورخ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ اس نے اصلیت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ ایک محقق بھی اصلیت کو نہیں پہنچ سکا۔

اگنی کل راجپوتوں کی اصلیت:۔ اصل حالات یہ ہیں۔ کہ مہیشمتی واقعہ ملک دکن کے فرمانروا مہاراجہ ایک بیر نے عرب کے بادشاہ کالی کیتو کو شکست دیکر کیتو خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا تھا۔ اور عرب کی سلطنت تال جنگھا خاندان کے راجپوتوں کے ہاتھ میں دیدی کیتو خاندان نے کچھ عرصہ تک آوارہ زندگی بسر کر کے ملک افریقہ میں حکومت قائم کر لی تھی۔ مسیح سے قریباً سات ہزار برس پہلے اس خاندان کے تاجداروں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کر دئے تھے۔ اور ان ایام میں راجپوت سلطنتیں اس قدر کمزور ہو چکی تھیں۔ کہ کوئی آریہ راجہ ان مغربی حملہ آوروں کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتا تھا۔ کوہ آبو پر بہت سے رشی ریاضت میں مشغول تھے۔ وہاں اچلیشور مہادیو کا ایک مندر تھا اور یہ مندر بہت متبرک خیال کیا جاتا تھا۔ اسکے گرد و نواح میں تارک الدنیا خواہشات نفسانی سے بالاتر دودو اور کندھوں پر بسر اوقات کرنے والے رشی نی تپسیا کر رہے تھے۔ دنیاوی نعمتوں کا انہیں خواب و خیال بھی نہ تھا۔ تاہم جنتر کیتو۔ دھومر کیتو وغیرہ اسر۔ ان کی ریاضتوں میں خلل انداز ہوتے۔ یگیہ کو روکتے۔ اور یگیہ کی اشیاء کو ناپاک کر دیتے تھے۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ رشی منی جانب جنوب مغرب اپنے ہون کنڈ بناتے تھے اور اسر لوگ گرد و غبار سے زمین پاٹ دیتے تھے۔ اور اشیائے غلیظ خون۔ ہڈی اور گوشت وغیرہ ناپاک چیزیں پھینک دیتے۔ اور یگیہ ناتمام

واقعات عہد بھوج پربندھ نامی کتاب میں وضاحت سے مرقوم ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ میں سنسکرت علم ادب کی اشاعت میں بہت کچھ کوشش کی۔ اسکے ایک بیٹے ہری سین نے آبو میں پرماروں کی ایک علیحدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد میں سے راجہ سلکھ پرمار پرتھوی راج والی دلی کے عہد میں گزرا ہے۔

اجین کے پرمار خاندان کا سب سے آخری راجہ امان ہوا۔ راجہ جے چند ارٹھور والی قنوج نے اس پر حملہ کرکے اجین چھین لی۔ اور وہ تخت و تاج سے محروم ہوکر چتور میں چلا آیا۔ اس کی اولاد نے بیجولیاں واقعہ اودے پور کی ریاست قائم کی۔ جو اب تک حوادث زمانہ سے محفوظ موجود ہے۔

(۳۳) ریاست بھدرا

(کپل وستو)

(۱)	شیگھر	(۹)	تکشک
(۲)	مرو	(۱۰)	برہدبل
(۳)	شرت دت	(۱۱)	برہدرن
(۴)	سنتری	(۱۲)	برہدسیہ
(۵)	امرشن	(۱۳)	اروکریہ
(۶)	مہیش ورن	(۱۴)	بنس برہد
(۷)	وشوسیہ	(۱۵)	دھارو
(۸)	پرسین جت	(۱۶)	برہدکشن

تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر ملک آریہ ورت کو کیتو خاندان کے راجا وکرم
کے حملوں سے نجات دلائی۔ اسکی اولین پیشانی میں مہاراجہ کنول پھن نے
تمام ایشیائی ممالک کو تسخیر کر کے اپنے بیٹے پرتم کے لئے سیلف ورمج جلانت
وستین چھوڑی۔ یہ تاجدار خاندان کا پانچواں راجہ تھا۔ یہ ۱۴۸ برس
پہلے مسیح کے تخت حکومت پر جلوہ افروز تھا۔ اس کا باپ بیٹے تھیں ہری
کرشن جی کے بعد بدھ کل میں سے تھا۔ مہاراجہ بندلے
اپنی بہن مترابندا کی شادی کے لئے یہیں پر سیر چاپال اور اس کو گھر
میں ہری کرشن جی مترابندا کو بیاہ لائے جو ستیہ بھامہ کے بطن سے تھا
پر جو کے تھے۔ ان سب میں بند شامل رہا۔ اور اس کے حالات واقعات
ہند اس زمانہ کی تصنیفات مہابھارت اور پورانوں میں بڑی صحت کے ساتھ
مرقوم ہیں۔ مسیح سے تریپن برس پہلے اجین کا راجہ گردابھ سین مدرس
گیتی کے ساتھ بڑا ظالم ہو گیا۔ بعض مورخ لکھتے ہیں کہ گردابھ کا لڑکا بھرتری
بڑھ ہند کو ہندوستان سے خارج کرنے کے لئے پیدا ہوا تھا۔ مگر
غلط واقعات پر مبنی ہے۔ جب کہ مہاراجہ بکرماجیت کے ہند میں کئے ہوئے کام
سامنے آئے اس خاندان کی موجودگی ہندوستان کی تواریخ سے ثابت
ہوتی ہے۔ تو اگنی کل راجپوتوں کی اصلیت کو ثابت کرتے ہیں۔ ان کی
سختیں۔ ناک وغیرہ اقوام ظاہر کرتا محض نادانیت کا اظہار کرنا ہے۔

اجین کے فرمانروا اوں میں سب سے مشہور حکمران بکرماجیت ہوا
ہے۔ وہ مسیح سے ۵۶ برس پہلے اجین کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور
پندرہ سال کے عرصہ میں اس نے ہندوستان۔ ایشیا اور یورپ کے
فرمانرواؤں کو زیر کر کے ۵۶ برس قبل مسیح میں اپنے نام پر ایک سنت جاری
کیا۔ جو آج تک سنت بکرمی کے نام سے رائج چلا آتا ہے۔ اس کے
بعد ۱۴۰۰ بکرمی مطابق ۱۳۴۳ء مہاراجہ بھوج تخت نشین ہوا۔ جس کے

اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے کم سن بیٹے شیگھر کی سرپرست کے طور پر حکومت کرنے لگی۔ گردونواح کے راجاؤں نے جمع ہوکر اجودھیا پر فوجکشی کردی۔ سلطنت اجودھیا اگنی برن کی ناقابلیت کی وجہ سے پہلے ہی کمزور ہوچکی تھی۔ اگنی برن کا بھائی اگنی گرجھ اس کی زندگی میں ہی ناراض ہوکر پنجاب کو چلا گیا تھا۔ سلطنت اجودھیا کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ رہا۔ اس لئے رانی پشووتی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے بیٹے کی جان بچانے کی غرض سے بھاگ نکلی۔ اور کسی رشی کے آشرم میں پناہ گزیں ہوکر اپنے کم سن بیٹے شیگھ کی پرورش کرتی رہی۔ اجودھیا پر دشمنوں کا قبضہ ہوگیا۔ شیگھ جوان ہوا۔ تو اُس نے جمعیت فراہم کرکے اپنی آبائی دارالحکومت واپس لینے کی غرض سے کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا۔ آخر اس نے مایوس ہوکر ہمالیہ کے دامن کوہ میں بھدرا کی ایک ریاست قائم کرکے حکمرانی شروع کی۔ یہ واقعہ مسیح سے چار ہزار برس پہلے کا ہے۔

گرگ سنگھتا کے مطالعہ سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ جب دوارکا کے راجہ اگرسین نے راجسوئیہ کیا۔ اور پردومن کی فوج ظفر موج ہندوستان میں فتح کے جھنڈے اڑاتی پھرتی تھی۔ تو ان ایام میں اجودھیا کی ریاست پر راجہ نگن جت حکومت کرتا تھا۔ اور یہ تاجدار اس خاندان میں سے تھا۔ جس نے رانی پشووتی سے اجودھیا کا تخت و تاج چھین لیا تھا۔ راجہ نگن جت نے اپنی بیٹی کا سوئمبر رچایا۔ اور کوئی راجہ سوئمبر کی شرط کو جیت نہ سکا۔ تو سری کرشن جی نے شرط پوری کرکے اس کی لڑکی سے شادی کی۔ راجہ نگن جت نے سری کرشن جی کو جہیز میں بہت سی دولت دی انہیں ایام میں ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے اپنا ملک دو حصوں میں تقسیم کرکے دلی کا اجڑا ہوا علاقہ یدھشٹر کو دے دیا۔ اور اسے آباد

(۱۷)	گرو کشیپ	(۴۷)	رکھ
(۱۸)	بتس	(۴۸)	سورن
(۱۹)	بتس بیوہ	(۴۹)	سوپتا
(۲۰)	پرتی بھوم	(۵۰)	مترجت
(۲۱)	بھان	(۵۱)	برہدراج
(۲۲)	دواکر	(۵۲)	بری
(۲۳)	سہدیو	(۵۳)	کرپنجے
(۲۴)	باہن متی	(۵۴)	رنجے
(۲۵)	بیبر	(۵۵)	سنجے
(۲۶)	برہدرشو	(۵۶)	شاک
(۲۷)	بھانورتھ	(۵۷)	شدھودن
(۲۸)	مان	(۵۸)	راہل
(۲۹)	پرتیکاشو	(۵۹)	سین جت
(۳۰)	دھومن	(۶۰)	شودرک
(۳۱)	پشکر	(۶۱)	لانگل
(۳۲)	سوپرتیک	(۶۲)	منگل
(۳۳)	مرودیو	(۶۳)	کردت
(۳۴)	سونکشتر	(۶۴)	سورتھ
(۳۵)	پشکر	(۶۵)	سومتر
(۳۶)	انترکش		

اجودھیا میں مریٰ رام چندر جی کے خاندان کا آخری راجہ اگنی برن مرض دق سے بیمار ہو کر مرگیا۔ تو اسکی رانی پشوونتی نے جنان حکومت

بارہ سو برس پہلے تک اس کی اولاد شمالی ہند میں حکومت کے دُنکے بجاتی رہی۔ اس خاندان کا آخری راجہ سومتر بیان کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ اس خاندان کا کیا حشر ہوا۔

ریاست الموڑہ

(۱) ست کرن (۸) اسی دُور پال
(۲) سویت کرن (۹) پتری پال
(۳) بجر پارس (۱۰) مہی پال
(۴) نل (۱۱) گگن پال
(۵) بنس (۱۲) تربھون پال
(۶) سوم دت (۱۳) کرو پال
(۷) سوم پال (۱۴) تھان پال

پانڈو خاندان کے آخری راجہ کشیمک کو اس کے وزیر دشرو نے قتل کرکے دلی کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس وقت کشیمک کا بھائی ست کرن الموڑہ میں اپنی جاگیر پر قابض تھا۔ بھائی کے قتل ہو جانے پر اس نے سلطنت دلی سے آزاد ہو کر گرد و نواح کے علاقہ پر قبضہ کرکے اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ راجہ نل نے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ کرو پال نے دریائے گنگا کو عبور کرکے پاپا پوری۔ ہردوار۔ اور منڈی سکیت واقعہ پنجاب تک کا سارا ملک فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ آخری سرحد پہ اپنے نام کا ایک قلعہ بنام کرو گڈھ تعمیر کروایا۔ جو آجکل کلو کے نام سے مشہور اور ضلع کانگڑہ میں واقعہ ہے۔ کرو پال نے

آباد کرنے کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت تھی۔ سری کرشن جی نے وہ سب دولت جو اجودھیا سے ہاتھ آئی۔ ارجن کے حوالے کی۔ اور اسی روپیہ سے پانڈوں نے دلی کا علاقہ آباد کر لیا۔

پردومن کی فوج آگے بڑھی۔ ثور ریاست بھدرا میں راجہ برہدبل حکومت کر رہا تھا۔ جو اجودھیا سے جلاوطن شدہ شیگھ کی اولاد میں سے تھا۔ یہی برہدبل جنگ مہابھارت میں دریودھن کی مدد کرتا ہوا بھیم سین کے ہاتھ سے مقتول ہوا تھا۔ اور جو اسندھ نے متھرا پر جتنے حملے کئے۔ ان سب میں یہ شامل رہا۔ سری کرشن جی کے خلاف ہر ایک لڑائی میں شامل ہوتا رہا۔

ریاست بھدرا کا دوسرا نام کپل وستو بھی تھا۔ درحقیقت کپل وستو ریاست کا نام تھا۔ اور بھدرا شہر میں ان کی دارالحکومت واقع تھی۔ یہاں کے راجہ شدھودن کا بیٹا گوتم۔ جسے اسکے دادا کے نام پر شاکی سنگھ بھی کہتے تھے دنیا کا سب سے بڑا ریفارمر ہوا۔ اس نے عالم جوانی میں ہی گھر بار ترک کر کے سنیاس لے لیا۔ اور زہد و ریاضت میں کامیابی حاصل کر کے اپنا نام بدھ رکھا۔ اس نے ہندوستان میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد رکھی۔ جسے اس کے نام پر بودھ درشن کہنے لگے۔ بدھ دھرم نے بہت جلدی عروج حاصل کر لیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔ بعد ازاں سوامی شنکر آچاریہ نے اس مذہب کو ہندوستان سے نکال دیا۔ لنکا۔ برہما۔ تبت۔ چین۔ ترکستان۔ ایران اور ایشیا کوچک تک اس کے پیروکاروں نے پھیل کر اپنا مذہب پھیلایا۔ زمانہ حال میں بھی دنیا کی کل آبادی کا ۱/۳ حصہ اسی مذہب کا پیروکار ہے۔

چونکہ گوتم اپنے باپ کی زندگی میں ہی سنیاسی ہو گیا تھا۔ اس لئے شدھودن کے بعد گوتم کا بیٹا راہل کپل وستو کی گدی پر بیٹھا۔ مسیح سے

(۱۹) ارگھ دیو (۳۱) پران دیو
(۲۰) مدن دیو (۳۲) دیو دیو
(۲۱) رتن دیو (۳۳) سکھ دیو
(۲۲) اہل دیو (۳۴) راج چند
(۲۳) جے دیو (۳۵) اوگھ چند
(۲۴) بجے دیو (۳۶) سبل چند
(۲۵) بلبھ دیو (۳۷) مرار چند
(۲۶) پرسل دیو (۳۸) گیان چند
(۲۷) انل دیو (۳۹) کتان چند
(۲۸) گیگن دیو (۴۰) کنول چند
(۲۹) کوشل دیو (۴۱) ہری ہر چند
(۳۰) پریم دیو (۴۲) گوبند چند

اس ریاست کا بانی مبانی راجہ رام پاد ریاست شکتی متی کے راجہ بھیم کا بھائی تھا۔ جس نے شکتی متی سے اٹھ کر اس ریاست کی بنیاد ڈالی اس کی بہت سی پشتوں کے بعد راجہ چیدی نے اپنے نام پر چیدی شہر آباد کر کے اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ ششپال ایک زبردست حکمران ہوا۔ جو مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے مہاراجہ یدھشٹر والی دلی کے راجسوئیہ میں سری کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کا بیٹا سوکرت مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے جنگ مہابھارت میں دروند چارج کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

سوکرت کی اولاد نسلاً بعد نسلاً چندیری کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر حکومت کرتی رہی۔ راؤ ہری ہر چند کے پانچ بیٹے ہوئے۔ سب سے بڑا گوبند چند چندیری کے تخت پر بیٹھا۔ بیر چند نے پنجاب میں ریاست

الموڑہ کو چھوڑ کر کلو کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے مرنے کے بعد تھان پال کو نابالغ دیکھکر دشمنوں نے الموڑہ پر قبضہ کر لیا۔ تھان پال نے جوان ہو کر کھویا ہوا تمام ملک فتح کر کے ریاست کو پھر بہت کچھ وسعت دی۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد دشمنوں نے پھر الموڑہ چھین لیا۔ اور یہ علاقہ اپنی اپنی ریاستوں کے ساتھ ملحق کر لیا۔

تھان پال کے بیٹے بھوگ پال نے مغربی سمت میں اپنے مقبوضات کو بڑھایا۔ اور بلاور کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ یہ شہر آج کل ریاست جموں میں واقعہ ہے۔ بھوگ پال کی اولاد مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے عہد تک بلاور اور بسولی میں حکومت کرتی رہی۔ اس خاندان نے اپنے زمانہ عروج میں بہت سی ریاستیں قائم کیں۔ ان میں سے بہت سی اب بھی برائے نام موجود ہیں۔

(۳۵) چندیری

(۱)	روم پاد	(۱۰)	دھرم پال
(۲)	بھیرو	(۱۱)	پرجا پال
(۳)	آہوتی	(۱۲)	برہم دیو
(۴)	کوشک	(۱۳)	انگرکھ دیو
(۵)	چیدی	(۱۴)	بان دیو
(۶)	دم گھوش	(۱۵)	نہری دیو
(۷)	ششپال	(۱۶)	چندر دیو
(۸)	سوکرت	(۱۷)	شری ہر دیو
(۹)	برہم پال	(۱۸)	کیرتی دیو

لیکن اس کا نسب نامہ مکمل دستیاب نہیں ہوا اس لئے یہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کہ یہ ریاست کس زمانہ میں قائم ہوئی۔ مذکورہ الصدر نسب نامہ چند کتبہ جات سے حاصل ہوا ہے۔ مسلمانوں کی آمد کے زمانہ میں یہ ریاست بہت کچھ اقتدار پر تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے مقابلہ میں کانجر کا راجہ جے پال والی لاہور کی امداد کو گیا تھا۔

قنوج

گپت خاندان

(۱) کرشن گپت		(۱۴) گپت	
(۲) ہرش گپت		(۱۵) گھٹوت کچھ	
(۳) جیوت گپت		(۱۶) چندر گپت	
(۴) کمار گپت		(۱۷) بھاؤ گپت	
(۵) داموڈر گپت		(۱۸) سمدر گپت	
(۶) مہاسین گپت		(۱۹) چندر گپت	
(۷) مادھو گپت		(۲۰) کمار گپت	
(۸) آدتیہ گپت		(۲۱) پرم گپت	
(۹) دیو گپت		(۲۲) رنگ گپت	
(۱۰) وشنو گپت		(۲۳) کمار گپت	
(۱۱) جیوت گپت		(۲۴) سکند گپت	
(۱۲) وشنو گپت		(۲۵) جاؤ گپت	

بلاسپور کی بنیاد ڈالی۔ کبیر چند نے ریاست کماؤن قائم کی۔ گمبھیر چند نے ریاست چینسی واقعہ پنجاب پر اپنا تسلط جمایا۔

اس ریاست کا نسب نامہ مکمل نہیں ہے۔ اور گوبند چند کے بعد کا شجرہ نسب بھی دستیاب نہیں ہوا۔

(۳۶) کالنجر

(۱) نونک (۱۴) بجے پال
(۲) ورک پتی (۱۵) دیو برمن
(۳) جے شکتی (۱۶) کیرتی برمن
(۴) بجے شکتی (۱۷) سولکشن
(۵) اراہل (۱۸) جے برمن
(۶) ہرش (۱۹) پرتھوی برمن
(۷) بھیجا (۲۰) مدن برمن
(۸) بیجا (۲۱) پرتاپ برمن
(۹) یشودرمن سمت ۱۰۱۱ (۲۲) یشو برمن
(۱۰) دھنگ (۲۳) پرمردن
(۱۱) گنڈ (۲۴) ترلوک برمن
(۱۲) بدیادھر (۲۵) بیر برمن
(۱۳) جے پال (۲۶) بھوج برمن سمت ۱۳۱۵

ریاست کالنجر چندیری کے چندیل خاندان کی ہی ایک شاخ تھی

چندر گپت کے بیٹے بھاؤ گپت نے بنگال۔ نیپال۔ کامروپ۔ مالوہ خاندیس۔ گونڈواڑہ مالابار اور کابل کے راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگذار بنایا۔ گپت خاندان کے آخری راجہ بھاؤ گپت کو سمت ۵۳۶ بکرمی میں راٹھور خاندان کے راجہ نین پال نے اڑیسہ کی طرف سے آکر شکست دی۔ اور قنوج پر قبضہ کرکے خود حکومت کرنے لگا۔ راجہ شری پنج بہت مشہور فرمانروا ہوا۔ اس کے ۱۴ بیٹوں کے نام پر راٹھور خاندان کی ۱۴ شاخیں پھیلیں۔ دھرم بھبو کے بعد کئی پشت تک راٹھور خاندان کے تاجدار راؤ کہلاتے رہے۔ پھر انہوں نے راجہ کہلانا شروع کیا۔ راجہ جے چندر کے عہد میں قنوج کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ اور ہندوستان کے راجاؤں میں اس خاندان کی فوقیت تسلیم کرلی گئی۔ لیکن اس کے بیٹے جے چندر نے پرتھوی راج چوہان والی دلی سے شکست کھائی۔ اور چوہانوں کی طاقت توڑنے کی غرض سے غزنی کے بادشاہ شہاب الدین محمد غوری کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جس نے سمت ۱۲۴۹ میں دلی لے لی اور دوسرے سال جے چند والی قنوج بھی محمد غوری کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ ریاست قنوج سلطنت دلی کے ساتھ ملحق کی گئی۔ لیکن قطب الدین ایبک نے چندر بردائی کو قنوج پھر واپس دے دیا۔ سیت رام کے عہد میں قنوج پر پھر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ اور آرام شاہ بادشاہ دلی نے یہ ریاست سیاجی کو دے دی۔ اور اس کی اولاد کئی پشت تک قابض رہی۔ لیکن اس خاندان کو قنوج میں پہلا سا اقتدار حاصل نہ ہوسکا۔ لیکن اسی زمانہ میں راٹھور خاندان نے بیکانیر۔ جودھ پور کی ریاستیں قائم کریں۔

راٹھور خاندان

(۱) نین پال
(۲) شری پنج
(۳) دھرم بھیو
(۴) دیوشکتی
(۵) ستس راج
(۶) ناگ بھٹ
(۷) رام دیو
(۸) بھوج دیو
(۹) مہندر پال دیو
(۱۰) بھوج پال دیو
(۱۱) بنایک پال دیو
(۱۲) مہی پال دیو
(۱۳) کشی پال دیو
(۱۴) دیو پال دیو
(۱۵) بنجے پال دیو
(۱۶) راج پال دیو
(۱۷) ترلوچن پال دیو
(۱۸) پشو دگرہ
(۱۹) مہی چندر
(۲۰) چندر ویر
(۲۱) مدن پال دیو
(۲۲) گوبند چند
(۲۳) راج پال دیو
(۲۴) بنجے چندر
(۲۵) جے چند
(۲۶) بروائی سین
(۲۷) سیت رام
(۲۸) سیا جی
(۲۹) جسونت رائے

قنوج کے گہت خاندان کے راجاؤں میں سب سے مشہور راجہ گہت ہُوا اس نے چاروں طرف ہندوستان کے راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ اس کے پوتے چندر گپت نے نیپال فتح کرکے وہاں کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اور دلبھی پور کے تاجدار کو مغلوب کرکے چیت سندی ایکم کو اتوار کے دن ۳۱۹ بکرمی میں گپت سمت چلایا۔ ان کو دلبھی سمت بھی کہتے ہیں

(۳۵) ساتکی (۳۷) بکرم
(۳۶) شتروجت (۳۸) سہدیو

پانڈو خاندان

(۱) یدھشٹر ۳۱۷۶ ق م (۱۶) شچی رتھ ۲۱۱۹ ق م
(۲) پریکشت ۳۱۴۰ ،، (۱۷) شورشین ۲۰۷۶ ،،
(۳) جنمیجے ۳۰۷۹ ،، (۱۸) پربت سین ۲۰۱۷ ،،
(۴) اشومیدھ ۲۹۹۴ ،، (۱۹) میدھادی ۱۹۶۱ ،،
(۵) اودیتیہ رام ۲۹۱۱ ،، (۲۰) سون چیر ۱۹۰۹ ،،
(۶) چھتر مل ۲۸۲۳ ،، (۲۱) بھیم دیو ۱۸۵۹ ،،
(۷) چتر رتھ ۲۷۴۱ ،، (۲۲) نرہری دیو ۱۸۱۰ ،،
(۸) دشٹ شیلیہ ۲۶۶۶ ،، (۲۳) پورن مل ۱۷۷۵ ،،
(۹) اگرسین ۲۵۹۰ ،، (۲۴) کرودی ۱۷۲۰ ،،
(۱۰) شورسین ۲۵۱۱ ،، (۲۵) المیک ۱۶۷۶ ،،
(۱۱) بھون پتی ۲۴۳۳ ،، (۲۶) اوے پال ۱۶۲۵ ،،
(۱۲) رنجیت ۲۳۶۳ ،، (۲۷) دون مل ۱۵۸۶ ،،
(۱۳) تکشک ۲۲۹۷ ،، (۲۸) دمات ۱۵۴۵ ،،
(۱۴) سکھ دیو ۲۲۳۴ ،، (۲۹) بھیم پال ۱۵۱۳ ،،
(۱۵) نرہری دیو ۲۱۷۱ ،، (۳۰) کشیمک ۱۴۵۵ ،،

وشروا کا خاندان

(۱) وشروا ۱۴۰۶ ق م (۲) پرسین ۱۳۸۰ ق م

سلطنت دہلی

چوہان خاندان

(۱) چتربھج (۱۸) مان سنگھ
(۲) سامنت دیو (۱۹) سہان
(۳) مہادیو (۲۰) چترسین
(۴) کبیر (۲۱) شمبھو
(۵) بندوسار (۲۲) مہاسین
(۶) سدھوا (۲۳) سرتھ
(۷) بیردھوا (۲۴) اندرت
(۸) جے دھوا (۲۵) ہیم رتھ
(۹) بیرسنگھ (۲۶) چترانگد
(۱۰) برسنگھ (۲۷) چندرسین
(۱۱) بیرونڈ (۲۸) بہیک
(۱۲) اری سنز (۲۹) درشٹ دیومن
(۱۳) مانک راج (۳۰) اتم
(۱۴) پشکر (۳۱) سنیک
(۱۵) اسمنجن (۳۲) سیاہو
(۱۶) پریم پور (۳۳) سرتھ
(۱۷) بھانوراج (۳۴) بھرت

پرمار خاندان

(۱) بکرماجیت ۷۲ ق م (۹) ہرچند پال سنہ ۲۲۷
(۲) سمند پال سنہ ۲۹ (۱۰) مہی پال سنہ ۲۴۰
(۳) چندر پال سنہ [illegible] (۱۱) ہری پال سنہ ۲۵۵
(۴) ینبال سنہ ۱۳۰ (۱۲) بھیم پال سنہ ۲۶۹
(۵) دیو پال سنہ ۱۴۲ (۱۳) [illegible] پال سنہ ۲۸۱
(۶) نرسنگھ پال سنہ ۱۵۹ (۱۴) [illegible] پال سنہ ۲۹۹
(۷) گوبند پال سنہ ۱۷۷ (۱۵) بکرم پال سنہ ۳۱۵
(۸) سکھ پال سنہ ۲۰۵

پرمار خاندان

(۱) ملکھ چند سنہ ۳۲۹ (۶) [illegible] چند سنہ ۳۷۲
(۲) بکرم چند سنہ [illegible] (۷) بھیم چند سنہ ۳۸۲
(۳) کاہن چند سنہ [illegible] (۸) [illegible] چند سنہ [illegible]
(۴) رام چند سنہ [illegible] (۹) گوبند چند سنہ [illegible]
(۵) ہری چند سنہ ۳۵۵ (۱۰) پریم دیوی سنہ [illegible]

بیراگی

(۱) [illegible] پریم سنہ ۴۲۴ (۳) گوپال پریم سنہ ۳۶۱
(۲) گوبند پریم سنہ [illegible] (۵) مہا باہو سنہ ۳۶۰

(۳) بیرسین ۱۳۴۶ ق م (۹) سنجے ۱۱۰۲ ق م
(۴) انگ شانی ۱۳۹۳ ؍؍ (۱۰) امرچوڑ ۱۰۷۰ ؍؍
(۵) ہری چندر ۱۲۴۶ ؍؍ (۱۱) امین پال ۱۰۴۲ ؍؍
(۶) پرم سین ۱۲۱۹ ؍؍ (۱۲) دسرتھ ۱۰۱۹ ؍؍
(۷) سکھ پال ۱۱۷۵ ؍؍ (۱۳) بیرسال ۹۹۴ ؍؍
(۸) کدرت ۱۱۴۵ ؍؍ (۱۴) بیرسین ۹۵۴ ؍؍

گوتم خاندان

(۱) بیرجا ۹۰۷ ق م (۹) تیج پال ۶۹۵ ق م
(۲) رجت سنگھ ۸۷۱ ؍؍ (۱۰) نانک چند ۶۶۶ ؍؍
(۳) سرپت ۸۴۴ ؍؍ (۱۱) کام سین ۶۴۸ ؍؍
(۴) بھون پتی ۸۱۶ ؍؍ (۱۲) [illegible] ۵۸۶ ؍؍
(۵) پرسین ۸۰۰ ؍؍ (۱۳) بیر لوک ۵۷۷ ؍؍
(۶) مہی پال ۷۷۹ ؍؍ (۱۴) ہری راؤ ۴۸ ؍؍
(۷) شتروپال ۷۴۸ ؍؍ (۱۵) بیرسین ۵۲۱
(۸) سنگرام راج ۷۱۲ ؍؍ (۱۶) آدتیہ سین ۴۸۰ ؍؍

میور خاندان

(۱) دھونی دھ ۲۶۲ ق م (۶) جیون راج ۲۶۸ ق م
(۲) مہرشی ۴۱۹ ؍؍ (۷) رودرسین ۲۲۳ ؍؍
(۳) من موچی ۳۷۸ ؍؍ (۸) آریہ کمش ۱۷۶ ؍؍
(۴) نہاپدھ ۳۱۷ ؍؍ (۹) راج پال ۱۲۳ ؍؍
(۵) ورناتھ ۲۹۷ ؍؍ (۱۰) مہاپال ۸۷ ؍؍

(۱۹) اگرپال ۱۰۹۹ء (۲۰) انگ پال سوم ۱۱۲۲ء

چوہان خاندان

۱- پرتھوی راج چوہان ۱۱۹۳ء

مسلمان فرمانروایان دہلی

غوری خاندان

(۱) غیاث الدین ۱۱۹۳ء (۲) شہاب الدین ۱۲۰۶ء

غلام خاندان

(۱) قطب الدین ایبک ۱۲۰۶ء (۶) رکن الدین فیروز شاہ ۱۲۳۶ء
(۲) آرام شاہ ۱۲۱۰ء (۷) رضیہ سلطانہ ۱۲۳۶ء
(۳) التمش ۱۲۱۰ء (۸) معزالدین بہرام شاہ ۱۲۴۲ء
(۴) فیروز شاہ ۱۲۳۵ء (۹) علاء الدین مسعود شاہ ۱۲۴۶ء
(۵) رضیہ بیگم ۱۲۳۶ء (۱۰) ناصر الدین محمود ۱۲۶۶ء

خلجی خاندان

(۱) جلال الدین ۱۲۹۰ء (۶) غیاث الدین تغلق شاہ ۱۳۲۱ء
(۲) رکن الدین ۱۲۹۵ء (۷) محمد بن تغلق ۱۳۲۴ء
(۳) علاء الدین ۱۲۹۵ء (۸) فیروز شاہ ۱۳۵۱ء
(۴) شہاب الدین ۱۳۱۵ء (۹) غیاث الدین تغلق شاہ ۱۳۵۳ء
(۵) مبارک شاہ ۱۳۱۶ء (۱۰) ابوبکر شاہ ۱۳۸۸ء
(۶) خسرو شاہ ۱۳۲۰ء (۱۱) محمد شاہ ۱۳۸۹ء

سین خاندان

(۱) اوے سین سنہ ۷۷۴ (۷) کلیان سین سنہ ۵۵۷
(۲) بلال سین سنہ ۲۹۴ (۸) ہری سین سنہ ۵۶۲
(۳) کنور سین سنہ ۵۰۵ (۹) کھیم سین سنہ ۵۷۴
(۴) مادھو سین سنہ ۵۲۱ (۱۰) نارائن سین سنہ ۵۸۳
(۵) شور سین سنہ ۵۴۲ (۱۱) لچھمن سین سنہ ۵۸۵
(۶) بھیم سین سنہ ۵۵۴ (۱۲) وامودر سین سنہ ۶۰۲

(۱) دیپ سنگھ سنہ ۶۱۳ (۴) نر سنگھ سنہ ۶۵۴
(۲) راج سنگھ سنہ ۶۳۰ (۵) ہری سنگھ سنہ ۶۹۹
(۳) رن سنگھ سنہ ۶۳۵ (۶) جیون سنگھ سنہ ۷۱۴

تنوار خاندان

(۱) انگ پال سنہ ۷۲۱ (۱۰) رکھ پال سنہ ۹۱۶
(۲) باسدیو سنہ ۷۵۰ (۱۱) انیک پال سنہ ۹۳۶
(۳) کنگ پال سنہ ۷۶۹ (۱۲) گوپال سنہ ۹۲۰
(۴) پرتھوی پال سنہ ۷۹۰ (۱۳) سوکشن پال سنہ ۹۵۸
(۵) جے دیو سنہ ۸۱۰ (۱۴) جے پال سنہ ۹۸۳
(۶) ہری پال سنہ ۸۳۱ (۱۵) کنور پال سنہ ۱۰۰۰
(۷) اوے راج سنہ ۸۴۶ (۱۶) انیک پال سنہ ۱۰۳۰
(۸) بجے راج سنہ ۸۷۲ (۱۷) بجے پال سنہ ۱۰۵۸
(۹) انگ پال دوم سنہ ۸۹۲ (۱۸) مہی پال سنہ ۱۰۸۳

(۵) اورنگ زیب ۱۶۵۸ء (۱۴) محمد شاہ ۱۷۲۹ء

(۶) اعظم شاہ ۱۷۰۷ء (۱۵) احمد شاہ ۱۷۴۸ء

(۷) بہادر شاہ ۱۷۰۷ء (۱۶) عالمگیر شاہ ۱۷۵۴ء

(۸) جہاندار شاہ ۱۷۱۲ء (۱۷) شاہجہان ثانی ۱۷۵۹ء

(۹) فرخ سیر ۱۷۱۳ء (۱۸) شاہ عالم ۱۷۵۹ء

(۱۰) رفیع الدرجات ۱۷۱۹ء (۱۹) بیدار بخت ۱۷۷۷ء

(۱۱) رفیع الدولہ ۱۷۱۹ء (۲۰) محمد اکبر ۱۸۰۶ء

(۱۲) نکوسیر ۱۷۱۹ء (۲۱) ابوظفر بہادر شاہ ۱۸۳۷ء

(۱۳) ابراہیم ۱۷۲۰ء

انگریز فرمانروایان دہلی

شاہان انگلستان کے وائسرے

(۱) لارڈ کیننگ ۱۸۵۷ء (۹) لارڈ لینس ڈون ۱۸۸۸ء

(۲) " ایلگن ۱۸۶۲ء (۱۰) " ایلگن ۱۸۹۳ء

(۳) " جان لارنس ۱۸۶۴ء (۱۱) " کرزن ۱۸۹۹ء

(۴) " میو ۱۸۶۹ء (۱۲) " منٹو ۱۹۰۵ء

(۵) " نارتھ بروک ۱۸۷۲ء (۱۳) " ہارڈنگ ۱۹۱۰ء

(۶) " مٹن ۱۸۷۶ء (۱۴) " چیمسفورڈ ۱۹۱۵ء

(۷) " رین ۱۸۷۶ء (۱۵) " ریڈنگ ۱۹۲۰ء

(۸) " ڈفرن ۱۸۸۴ء (۱۶) " ارون ۱۹۲۶ء

مسیح سے قریباً ۶۷۰۰ برس پہلے ہستناپور کے مشہور و معروف مہاراجہ دلیپ نے اپنے نام کی یادگار میں دریائے جمنا کے کنارے پر

(۱۳) سکندر شاہ ۱۳۹۱ء (۱۶) محمود شاہ ثانی ۱۳۹۹ء
(۱۴) محمود شاہ ۱۳۹۲ء (۱۷) دولت خاں ۱۴۱۲ء
(۱۵) نصرت شاہ ۱۳۹۲ء

سادات خاندان

(۱) خضر خاں ۱۴۱۴ء (۳) محمد شاہ ۱۴۳۳ء
(۲) مبارک شاہ ۱۴۲۱ء (۴) عالم شاہ ۱۴۴۳ء

لودھی خاندان

(۱) بہلول لودھی ۱۴۵۱ء (۴) ابراہیم لودھی ۱۵۱۷ء
(۲) سکندر لودھی ۱۴۸۹ء

مغلیہ خاندان

(۱) ظہیر الدین بابر ۱۵۲۶ء (۲) نصیر الدین ہمایوں ۱۵۳۰ء

سوری خاندان

(۱) شیر شاہ سوری ۱۵۳۹ء (۳) ابراہیم شاہ ۱۵۵۳ء
(۲) اسلام شاہ ۱۵۴۵ء (۵) سکندر شاہ ۱۵۵۴ء
(۳) عادل شاہ ۱۵۵۳ء

مغلیہ خاندان بار دوم

(۱) ہمایوں ۱۵۵۵ء (۳) جہانگیر ۱۶۰۵ء
(۲) اکبر ۱۵۵۶ء (۴) شاہجہاں ۱۶۲۷ء

دکن کی طرف بھاگ گیا۔ مہاراجہ پرشپ نے دلّی کا علاقہ ہستنا پور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اس وقت سے اس شہر کی رونق گھٹنی شروع ہوئی۔ لوگ جوق در جوق دوسرے شہروں میں چلے گئے۔ اور دلّی بالکل بے چراغ ہو گیا۔ اس کے گرد و نواح کو لوگ کھانڈو بن کہنے لگے۔ مہاراجہ دھرت راشٹر نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں میں مملکت تقسیم کی۔ یدھشٹر کو کھانڈو دیں کا علاقہ دیا۔ لیکن اس نے سری کرشن جی کی مدد سے یہ ملک از سر نو آباد کر دیا۔ اور پرانی دلّی کے کھنڈرات کے قریب ہی ایک شہر آباد کر کے اس کا نام اندر پرست رکھا۔ یدھشٹر نے سلطنت اندر پرست کو وہ رونق بخشی۔ کہ یہ شہر اپنی خوبصورتی اور شان و شوکت کے لحاظ سے ہندوستان کے تمام شہروں پر سبقت لے گیا۔ یدھشٹر کے بھائیوں ارجن اور بھیم نے بڑے بڑے سرکشوں کو مغلوب کر کے سلطنت دلی کا باجگزار بنایا۔ یہاں تک کہ مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے جب راجہ یدھشٹر نے راجسویہ کیا۔ تو دنیا بھر کے تاجدار اسکے دربار میں نذریں لے کر آئے۔ دریودھن دلی ہستنا پور کو اپنے بھائی کی یہ عظمت گوارا نہ ہوئی۔ اس نے قندھار کے راجہ شکنی کی مدد سے جوا کھیل کر دلی کی حکومت جیت لی۔ اور یدھشٹر و اسکے بھائیوں کو بارہ برس کے لئے جلاوطن کر دیا۔ مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے تک دریودھن ہستنا پور اور دلّی دونوں ملکوں پر حکومت کرتا رہا۔

جلاوطنی کی میعاد ختم ہونے پر یدھشٹر نے اپنا حق واپس طلب کیا۔ تو دریودھن کے انکار کرنے پر کورچھتر کے میدان میں مہابھارت کی مشہور لڑائی ہوئی۔ ہندوستان۔ ایشیا اور یورپ کا کوئی راجہ ایسا نہ رہا۔ جو اس لڑائی میں ایک طرف ہو کر نہ لڑا ہو۔ ۱۸ دن کی خونریز جنگ میں دریودھن اور اسکے مددگار راجے سب مارے گئے۔ اور مہاراجہ یدھشٹر دلی اور ہستنا پور کی وسیع سلطنت کا مالک بن گیا۔ اس کی نسل پشتوں نے قریباً ۱۷۰۰ سال تک

دلیپ پوری نامی شہر آباد کیا۔ جو بعد میں دلّی کے نام سے مشہور ہُوا۔ دلیپ کے مرنے سے تھوڑا ہی عرصہ بعد چوہان خاندان کے مورث اعلیٰ مہاراجہ چتر بھج نے مسیح سے ۶۶۴۳ برس پہلے اس شہر کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ ان دنوں میں ملک عرب سے جلاوطن شدہ کیتو خاندان کے بادشاہوں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کئے۔ مہاراجہ چتر بھج نے کیتو خاندان کے مشہور سپہ سالاروں اھومر دھوج۔ چتر کیتو۔ تال ہست۔ کرال۔ کپل۔ جیھ۔ ہر داوور۔ رکت نیتر۔ شومک اور شیل ناشک کو میدان جنگ میں قتل کرکے ان کی سیاہ کو ہندوستان کی سرزمین سے باہر نکال دیا۔ پھر اس نے متھرا پر فوج کشی کرکے جادو بنسیوں کو اپنا باجگذار بنایا۔ پشکر کے راجہ بجے اشو کو مطیع کیا۔ اور کشمیر تک کے راجاؤں کو زیر کرکے بعد ازاں اشو میدھ یگیہ کیا۔ ایشیا کے تمام تاجداروں کو فتح کرکے دلی کو مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔

چتر بھج کے پوتے مہادیو نے مارواڑ کے راجہ دیوراج کو شکست دیکر اپنا باجگزار بنایا۔ مہادیو کے پوتے بندوسار کے عہد میں سوروں کا راجہ پرتھو سونکی دلی پر چڑھ آیا۔ اور اس نے بندوسار کو میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا سدھنوا اعلیٰ کمسن تھا۔ اس لئے سلطنت دہلی کے مدارالمہام سدیودھار نے پرتھو کے ساتھ صلح کرلی۔ سدھنوا کی ۲۷ ویں پشت میں مہاراجہ سباہو دلی کے تخت پر بیٹھا۔ مہاراجہ چتر بھج کے عہد سے ہستناپور اور متھرا کے راجگان سلطنت دہلی کے باجگزار چلے آتے تھے۔ اب انہوں نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میدان جنگ میں راجہ سباہو کو قتل کرکے خود مختار بن گئے۔ اور سباہو کے بیٹے سرتھ نے ہستناپور کے کوروں کی ماتحتی قبول کی۔ اور اس کی اولاد چھ پشت تک ہستناپور کی باجگزار رہی۔ ساتویں جانشیں سمدیو نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن راجہ پرتھ والی ہستناپور نے اسے شکست دیکر تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ اور سمدیو

قطب الدین ایبک نے اس پر پلستر کروا کر بک سنسکرت کے الفاظ میں شامل کر دی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد جب پلستر ٹوٹ گیا۔ اور سنسکرت کی اصلی عبارت ظاہر ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ لاٹھ مسلمانوں کی نہیں۔ بلکہ کسی ہندو راجہ کی بنوائی ہوئی ہے

انگ پال کی بیس پشتوں نے ۱۱۴۴ء تک دلی میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ پھر اجمیر کے چوہان راجہ پرتھوی راج نے تخت دہلی کو زینت دی۔ یہ بہت بہادر راجہ تھا۔ ۸۴ برس تک حکومت کرنیکے بعد ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ اور اسیر ہوکر غزنی میں مقتول ہوا۔ ۱۱۹۲ء میں ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہوا۔ اور مسلمانوں نے اس شہر کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر ہندوستان پر حکمرانی شروع کی۔

۱۲۰۶ء تک دلی غور کے بادشاہوں کے ماتحت رہی شہاب الدین کے مرنے پر اس کا ایک زرخرید غلام جو بادشاہ کی طرف سے ہندوستان میں حکومت کرتا رہا۔ آزاد ہو بیٹھا۔ ۱۲۹۲ء سے ۱۵۵۶ء تک مسلمانوں کے حسب ذیل خاندانوں نے حکومت کی

غوری۔ غلام۔ خلجی۔ سید۔ لودھی۔ سوری۔ مغل۔ ان سات خاندانوں کے ۶۳ بادشاہوں نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ اور ۶۶۵ برس تک حکومت کرتے رہے۔ ان خاندانوں میں سے خلجی خاندان کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا خلیج بنگالہ سے لیکر خراسان تک تمام ممالک ان کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ اورنگ زیب کے عہد سے مسلمانوں کی حکومت کو زوال آنا شروع ہوا۔ راجپوتوں مرہٹوں اور سکھوں نے آہستہ آہستہ طاقت پکڑ کر پنجاب۔ راجپوتانہ اور دکن میں اپنی اپنی آزادانہ حکومتیں قائم کر لیں۔ دوسری طرف انگریز

دہلی میں حکومت کی۔ چھٹے جانشین راجہ چھترمل کے عہد میں دریائے گنگا کی طغیانی سے شہر ہستناپور بہہ گیا۔ اور دفتر حکومت کو شاہنی پوری میں منتقل کر لیا گیا۔ چھترمل کے بیٹے چترر تھ نے پنجاب فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ پانڈو خاندان کے آخری راجہ کشیمک کو اس کے وزیر دشروا نے قتل کرکے دلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس کی چودہ پشتوں نے ۵۰۰ سال حکومت کی۔ آخری راجہ بیرسین کو مگدھ کے گوتم بنسی حکمران بیر مہا نے قتل کرکے دلی کا علاقہ سلطنت مگدھ کے ساتھ ملحق کر لیا۔

۳۶۲ قبل مسیح میں مگدھ کے راجہ آدیتہ سین کو پریاگ کے راجہ دھن دھر نے قتل کرکے دلی کا علاقہ سلطنت پریاگ کے ساتھ ملحق کر لیا۔ دھن دھر کی اولاد کے آخری راجہ مہا پال کے مرنے پر ۲۷ سال قبل مسیح میں بیر بکرماجیت والی اجین نے دلی کی حکومت اجین کے ساتھ ملحق کر لی۔ ۲۹ء میں بکرماجیت کا انتقال ہوا۔ تو شالباہن کے سپہ سالار سمدر پال نے دلی پر قبضہ کرکے حکومت شروع کی اور ۳۲۹ء تک اس کی اولاد قابض رہی پھر پنجاب کے بریاہ خاندان کے راجہ ملکھ چند نے راجہ بکرم پال کو شکست دے کر دلی کا علاقہ اپنی ریاست کے ساتھ ملا لیا۔ ۴۲۲ء میں اودے سین والی بنگال نے یہ ملک اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اور قریباً ڈیڑھ سو برس تک یہ علاقہ بنگال کا ایک صوبہ رہا۔ بنگال کے راجہ دامودر سین کے مرنے پر دیپ سنگھ نے دلی پر قبضہ کیا۔ اور ۷۰ سال تک اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ اس کے بعد ۵۲۱ء میں راجہ انگ پال تومر والی پٹن نے جو مہاراجہ کشیمک کی اولاد میں سے تھا۔ دلی کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔

۲۱۲۷ سال کے بعد یہ شہر پھر اپنے اصلی آباد کنندگان دیپ اور یدھشٹر کی اولاد کے قبضہ میں آیا۔ راجہ انگ پال نے دلی کو بہت رونق بخشی لوہے کی ایک لاٹھ بنوائی۔ جسے آجکل قطب صاحب کی لاٹھ کہتے ہیں۔

(۲۶)	ہردیو	(۴۳)	بل دھر
(۲۸)	بھیم دیو	(۴۴)	مہادھر
(۲۹)	سہدیو	(۴۵)	دیودت
(۳۰)	رام دیو	(۴۶)	دامودر
(۳۱)	بسدیو	(۴۷)	کاشی ناتھ
(۳۲)	شام دیو	(۴۸)	لیلادھر
(۳۳)	ہری داس	(۴۹)	دھرنی دھر
(۳۴)	مہی دھر	(۵۰)	رمنیش
(۳۵)	بام دیو	(۵۱)	بھگوتا داس
(۳۶)	شری دھر	(۵۲)	کرشن داس
(۳۷)	گنگادھر	(۵۳)	شو داس
(۳۸)	مہا دیو	(۵۴)	ہرپورن
(۳۹)	شارنگ دھر	(۵۵)	دیوی داس
(۴۰)	مان سنگھ	(۵۶)	کرم چند
(۴۱)	چکر دھر	(۵۷)	رام داس
(۴۲)	شتروجیت		

سلطنت دِلّی کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے ۳۶۵۶ برس پہلے وہاں کے راجہ سہدیو چوہان کو شکست دے کر مہاراجہ پرتھپ والی ہستناپور نے دِلّی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور سہدیو تخت و تاج سے محروم ہو کر دکن کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے اپنے ماموں راجہ ارگھاٹ کی امداد حاصل کر کے کرناٹک پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے حکمران راجہ سناجھ کو میدان جنگ میں قتل کر کے ملک کرناٹک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں

اور فرانسیسی بھی اپنا اپنا اقتدار بڑھانے کی کوششوں میں مصروف ہوئے۔ اس کشمکش میں انگریزوں کی طاقت سب پر غالب آئی۔ انہوں نے تمام طاقتوں کو توڑ کر ہندوستان میں ایک متحد حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ان کا اقبال آج کل محسور عالم ہے۔ بحر الکاہل کے سواحل سے لیکر درہ خیبر تک اور ترکستان سے راس کماری تک سارا ملک ایک ہی حکومت کے تابع فرمان ہے۔ مہاراجہ بکرماجیت کے بعد ہندوستان کے کسی بادشاہ کو ایسا عروج حاصل نہیں ہوا۔

ریاست مہکاوتی

(۱)	سہدیو	(۱۴)	بھٹ دلن
(۲)	بیرو دیو	(۱۵)	انگ راج
(۳)	بسو دیو	(۱۶)	بھیم
(۴)	باسدیو	(۱۷)	گوگا
(۵)	رندھیر	(۱۸)	شبھ کرن
(۶)	شترو گھن	(۱۹)	ادے کرن
(۷)	شالباہن	(۲۰)	ایش کرن
(۸)	کرت برما	(۲۱)	ہری کرن
(۹)	سوبرما	(۲۲)	کیرتیش
(۱۰)	دیپ برما	(۲۳)	بال کرشن
(۱۱)	یودھا شو	(۲۴)	ہری کرشن
(۱۲)	ہریشو	(۲۵)	رام کرشن
(۱۳)	اج پال	(۲۶)	بل دیو

ایسی ایسی اور بھی بہت سی ہدایات دیکر سری کرشن جی کیلاس پوری کو روانہ ہوگئے۔ اور بارہ برس بعد جب انکے واپس آنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو باسدیو نے دوارکا پر حملہ کر دیا۔ ہری بنش میں پانڈو نے اس لڑائی کے جو حالات زیب قلم کئے ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ باسدیو پونڈرک بڑا شجاع و دلیر۔ دانشمند اور مدبر اور ہر ایک علم و فن میں شہرہ آفاق تھا۔ لیکن سری کرشن جی کے سدرشن چکر سے وہ دوارکا میں ہی لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بعد اسکے بیٹے ونڈ پانی نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے دوارکا پر چڑھائی کر دی۔ لیکن وہ بھی کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

باسدیو کا پوتا شنتر وگھن اجودھیا کے راجہ کی مدد کرتا ہوا مارا گیا اور اسکی اولاد مہکاولی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر حکومت کرتی رہی راجہ اج پال اس خاندان میں ایک مشہور حکمراں ہوا۔ جس نے اپنے نام کی یادگار میں اجمیر شہر بسایا۔ جو آجکل راجپوتانہ میں واقعہ ہے اس نے بنگال اور کامروپ تک سارا ہندوستان فتح کر کے اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ بیڈال ویڈمب وغیرہ کئی حکمرانوں کو قتل کیا۔ یہ غالباً چین کے راجے تھے۔ اور پراگ جیوتش اور ان کی دارالحکومت ہمالیہ پربت کے شمال میں واقعہ تھی۔ ان کے ساتھ چوبالوں کی ایک طویل جنگ چھڑ گئی۔ جو کئی پشت تک جاری رہی۔ راج پال کا بیٹا بھٹ دن اور اس کے بارہ بھائی راؤں کے بیٹے جٹ بک کے ہاتھ سے مارے گئے بھٹ دن کے بیٹے انگ راج کو بھی بمعہ اس کے دو بھائیوں کے راؤں کے بیٹوں نے قتل کر دیا۔ اور انگ راج کا بیٹا بھیم بھی بمعہ اپنے بیس بھائیوں کے اسی طویل جنگ میں کام آیا۔

بھیم کا بیٹا گوگا بہت شجاع اور دلیر تھا۔ اُس نے راؤں کے بیٹوں کو

لے لی۔ کچھ عرصہ بعد گجرات کے راجہ کی مدد سے اس نے پونڈرویش فتح کر لیا۔ اور مہکاوتی کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ باسدیو بہت زبردست فرمانروا ہوا۔ یہ راجہ سری کرشن جی اور یدھشٹر کا ہمعصر تھا۔ باسدیو کانتت نگر علاقہ کاشی میں رہتا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ پونڈرویش کا حکمران ہو کر کانتت میں رہنے کی کیا وجہ تھی۔ یا یہ شہر کس طرح اسکے قبضہ میں آیا۔ تاہم پونڈرویش کا حکمران ہونے کے باعث اس کا خاندان بجائے چوہان کے پونڈرک کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

باسدیو اس قدر شجاع اور دلیر تھا۔ کہ سری کرشن جی کو اس سے ہر وقت احتیاط رکھنی پڑتی تھی۔ انہوں نے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے جادو بنسیوں کے تمام دشمن تہ تیغ کر دئے۔ صرف باسدیو پونڈرک ہی باقی رہ گیا تھا۔ جو ان کے دل میں ہمیشہ کانٹے کیطرح کھٹکتا رہتا تھا۔ جب سری کرشن جی مہادیو والی کیلاس پوری سے ملاقات کرنے کی غرض سے دوارکا سے روانہ ہونے لگے۔ تو انہوں نے جادو بنسیوں کے بڑے بڑے سپہ سالاروں کو بلا کر کہا۔ کہ ہم نے اپنے خاندان کے تمام دشمن ایک ایک کر کے قتل کر دئے ہیں۔ صرف ایک باسدیو پونڈرک باقی ہے۔ ہم کسی کام کو کیلاس پوری کو جا رہے ہیں۔ تم ہر وقت احتیاط رکھنا۔ ہمارے واپس آنے تک شکار۔ کھیل۔ تماشے سب بند رکھنا۔ رات کو دوارکا میں چراغ نہ جلانا۔ اور کسی قسم کی بھی روشنی نہ رکھنا۔ علاقہ کاٹھیاواڑ کی حدود پر زبردست فوجی پہرہ لگا دو۔ اور کسی شخص کو بھی داخل نہ ہونے دینا اپنے آدمیوں کے چھاپ لگا دینا۔ تاکہ اپنے پرائے کی پہچان کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔ (بیراگی سادھوؤں میں جو آج تک چھاپ لگانے کا رواج چلا آتا ہے۔ اسکی بنا اسی واقعہ سے شروع ہوئی تھی)

شروع ہوئی۔ مہادیو وہیں مقتول ہُوا۔ اور یگیہ ناتمام رہ گیا۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ چکردھر ہُوا۔ وہ بھی راجہ مگدھ کے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن چکردھر کا بیٹا شترو جت بہت جنگجو تھا۔ اس نے نہ صرف مگدھ کو ہی فتح کیا۔ بلکہ اور بھی بہت سے تاجداروں کو مغلوب کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ اور اس نے بہت سے یگیہ کئے۔

شترو جت کے چھٹے جانشین کاغی ناتھ نے کنتل دیش کے راجہ شری دھر کو شکست دے کر اس کی بیٹی اپنے ولیعہد سلطنت بیلا دھر سے بیاہ دی۔ جب بیلا دھر تخت نشین ہُوا۔ تو شری دھر کا بیٹا مدھسین اپنے باپ کی شکست کی ندامت کا دھبہ دور کرنے کی غرض سے مہکاوتی پر چڑھ آیا۔ اس لڑائی میں بیلا دھر والی مہکاوتی اور مدھسین فرمانروائے کنتل دیش دونوں ہی مارے گئے۔ بیلا دھر کے چوتھے جانشین بھگوت داس کے عہد میں کنتل دیش کے راجہ نے حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں بھگوت داس اور اس کا بیٹا کرشن داس دونوں مارے گئے۔ کرشن داس کے پوتے ہرپورن نے کنتل دیش پر حملہ کیا۔ لیکن وہ میدان جنگ میں ہی لڑتا ہُوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے دیوی داس نے اپنے ولیعہد کرم چند کو ہمراہ لے کر کنتل دیش پر دھاوا کیا۔ راجہ درڑھ سین والی کنتل دیش نے دونوں کو ہی قتل کر دیا۔ اور خود بھی زخمی ہو کر مارا گیا۔ کرم چند کے بیٹے رام داس کے عہد حکومت میں درڑھ سین کا بیٹا جیا سین والی کنتل دیش چڑھ آیا۔ رام داس مارا گیا۔ چوہانوں کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہُوا۔ اور جیا سین نے مہکاوتی کی ریاست کا کنتل دیش کے ساتھ الحاق کر لیا۔ یہ دارالحکومت ہمیشہ کے لئے چوہانوں کے ہاتھ سے جاتی رہی۔

قتل کرکے اس طول و طویل جنگ کا خاتمہ کیا۔ جو راجہ رج پال کے وقت سے متواتر چلی آتی تھی۔ اس فتح سے گوگا کی دلاوری اور شجاعت کا سکہ چار دانگ عالم میں بیٹھ گیا۔ اس کے نانا دیوجی والی ریاست بھوج کٹ نے بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے اپنی ریاست بھی گوگا کے حوالے کردی اس کے موسیٰ زاد بھائی ارجن و سرجن فرزندان بھو دیو والی بنگال نے ریاست بھوج کٹ میں سے اپنا نصف حصہ مانگا۔ گوگا نے انکار کردیا تو انہوں نے مہکاوتی پر چڑھائی کردی۔ لیکن گوگا سے شکست کھاکر انہیں واپس لوٹنا پڑا۔ ایک تو اپنی حق تلفی کی فکر دوسرے شکست کی ندامت انہوں نے ایران کے بادشاہ ابوالفرج سے امداد مانگی۔ چنانچہ وہ بڑی جمعیت لے کر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ مہکاوتی کے قریب لڑائی ہوئی۔ ابوالفرج مقابلہ کی تاب نہ لاسکا۔ وہ شکست کھاکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ گوگا نے تعاقب کیا۔ اور ہریانہ ضلع رہتک وحصار میں اسے آگھیرا۔ یہاں پھر لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں ابوالفرج مارا گیا۔ ایرانیوں کی فوج بھاگ گئی۔ لیکن اس لڑائی میں گوگا کے ایسا کاری زخم لگا۔ کہ وہ بھی جانبر نہ ہوسکا۔ گوگا چوہان کو ہندو شیش ناگ کا اوتار مان کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔

گوگا کی بارھویں پشت میں راجہ بھیم مہکاوتی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اسپر گندھ کا راجہ چڑھ آیا۔ اور بھیم کو شکست دیکر اس سے بندیلکھنڈ (برار) کا علاقہ چھین لیا۔ اس کے چوتھے جانشین بسدیو نے اپنا کھویا ہوا ملک واپس لینے کے لئے گندھ پر حملہ کردیا۔ لیکن میدان جنگ میں ہی وہ لڑتا ہوا مارا گیا۔ گنگا دھر کے بیٹے راجہ مہادیو نے بہت کچھ طاقت حاصل کرلی اور اشومیدھ یگیہ کی تیاریاں کرنے لگا۔ فتوحات ملکی کی غرض سے یگیہ کا گھوڑا چھوڑا گیا۔ گندھ میں پہنچا۔ تو وہاں کے راجہ نے گھوڑا پکڑ لیا۔ لڑائی

(۴۱)	موہ کرما	(۵۷)	پرتاب سنگھ
(۴۲)	رام چند	(۵۸)	سنگھ دیو
(۴۳)	سنگرام سنگھ	(۵۹)	سنگھ بر
(۴۴)	شوبروت	(۶۰)	موہن روپ
(۴۵)	بھوگارت	(۶۱)	رتن سنگھ
(۴۶)	شوودت	(۶۲)	سین راج
(۴۷)	رُودروت	(۶۳)	سنبرتی راج
(۴۸)	ایشوردت	(۶۴)	ناگ ہست
(۴۹)	اُمادت	(۶۵)	انتول نند
(۵۰)	چترجی	(۶۶)	لودھار
(۵۱)	سومیشر	(۶۷)	دھرم سر
(۵۲)	بھرت	(۶۸)	بیر سنگھ
(۵۳)	یدھیشٹ	(۶۹)	بدھ سنگھ
(۵۴)	ہمی سنگھ	(۷۰)	یُوشور
(۵۵)	سنگھ	(۷۱)	چندر راج
(۵۶)	چندر گپت		

مہاکوٹ کے آخری چوہان راجہ رام داس کو قتل کرکے اس کی ریاست ہری سین نے گنتل دیس کے ساتھ ملحق کرلی۔ رام داس کا بیٹا مہانند ابھی کم سن تھا۔ اس کی ماں اپنے بیٹے کی جان بچاتے کے لئے بھاگ نکلی۔ اور بدربھو دیش (برار) میں اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ ہری سین نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا۔ اور راجہ بھیم سے کہا۔ مہانند کو ہمارے حوالہ کردو۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ بھیم اور ہری سین مصروف

(۴۰) ریاست سانبھر

(۱)	مہانند	(۲۱)	جگدیش
(۲)	وشنوداس	(۲۲)	جے رام
(۳)	جیارام	(۲۳)	بجے رام
(۴)	دیوی داس	(۲۴)	کرشن
(۵)	امرسنگھ	(۲۵)	پدھ جت
(۶)	گنگا داس	(۲۶)	گوردھن
(۷)	مان سنگھ	(۲۷)	موہن
(۸)	بشمبر داس	(۲۸)	گردھر
(۹)	ٹھاکر داس	(۲۹)	اوے رام
(۱۰)	دوارکا داس	(۳۰)	بھرت
(۱۱)	مادھو داس	(۳۱)	ارجن
(۱۲)	سُدارس	(۳۲)	شترو جت
(۱۳)	بیر بھدر	(۳۳)	سوم دت
(۱۴)	گوپال	(۳۴)	دشمنت
(۱۵)	گوبند داس	(۳۵)	بھیم
(۱۶)	مانک راج	(۳۶)	لچھمن
(۱۷)	سنگھ یو	(۳۷)	پرسرام
(۱۸)	رنگد	(۳۸)	رگھورام
(۱۹)	کیسری	(۳۹)	سمر سنگھ
(۲۰)	جے انت	(۴۰)	مانک راج

والی لاہور نے جسکو نوشیروان فرمانروائے خراسان نے لاہور کی سو بھائی راجپوتوں سے چھین کر عطا کی تھی۔ ریاست کانگڑہ کا کچھ علاقہ دبایا۔ جلبن چند نے راجہ مانک چند کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ دونوں نے ملکر راجہ کیدار کو شکست دی۔ اور کانگڑہ کا جو علاقہ دبایا ہوا تھا۔ وہ واپس چھین کر کانگڑہ کی ریاست میں شامل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد کیدار نے طاقت پکڑ کر پھر وہی علاقہ راجہ کانگڑہ سے چھین لیا۔ اور اس نے مانک راج کو پھر مدد کے لئے بلایا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ اس لڑائی میں مانک راج میدان جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ راجہ کیدار والی لاہور ۴۷۸ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس نے مانک راج والی سانبھر کا زمانہ بھی وہی سمجھنا چاہیے۔

مانک راج کے دس بیٹے تھے۔ انہوں نے اپنا ملک دس حصوں میں تقسیم کر کے اپنی اپنی جداگانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) موہ کرما سب سے بڑا تھا۔ یہ سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔

(۲) لال سنگھ:۔ اس نے مدرویش یعنی وسطی پنجاب میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی

(۳) ہری سنگھ:۔ اس نے سندھ میں اپنی ریاست قائم کی

(۴) شاردوں:۔ یہ بھی پنجاب میں چلا آیا۔ اسکے دو بیٹے تھے۔ ایک ٹنک دوسرا دھن راج ان دونوں نے دو ریاستیں قائم کیں۔

(۵) پورن راج:۔ اس نے بھداور کی ریاست پر قبضہ کیا۔

(۶) موکتک راج:۔ اس نے جالور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔

(۷) نروان:۔ اس کی اولاد نے سروہی کی ریاست قائم کی

(۸) کرشن راج:۔ اس نے پانڈو دیش پر قبضہ کر کے حکومت کی

(۹) سن راج:۔ اس نے گجرات میں ریاست قائم کی۔

کا رزار تھے۔ اور مہانند کی ماں وہاں سے بھی بھاگ نکلی۔ لوڑا کے راجہ اندرسین تومر کے پاس چلی آئی۔ اس نے مہانند کو سات سال اپنے پاس رکھا۔ اپنی بیٹی اس کے ساتھ بیاہ دی۔ اور آدھا راج بھی اسے دینا چاہا۔ لیکن مہانند نے منظور نہ کیا۔ کہا اپنی قوت بازو سے نئی ریاست قائم کرونگا۔ چنانچہ اس نے سانبھر پر حملہ کر دیا۔ وہاں اس زمانہ میں بید اقوم کے راجپوتوں کی حکومت تھی۔ مہانند نے سانبھر کے راجہ نرباہن اور اس کے بیٹے جے پال کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ سداس نے تلاسہ و نتال گڈھ فتح کرکے اپنی ریاست کو اور بھی وسعت دی۔ اسکے چوتھے جانشین مانک راج نے شمال میں کورکھیتر۔ جنوب میں چنبل۔ مشرق میں دوبانہ اور مغرب میں جالور تک اپنی مملکت کو پھیلایا۔ اس کا بیٹا سمگر لو ہوا۔ جس کے بھائی ہنومان نے پٹنہ کے سورج بنسی راجہ چندل کو مار کر اپنی حکومت قائم کی۔

سمگدیو کی اولاد میں سے کئی پشت بعد مشہور راجہ رگھورام ہوا۔ اس پر مروٹھ کا پڑہار راجہ منگل چڑھ آیا۔ اس نے رگھورام کو شکست دے کر بھگا دیا اور سانبھر کا اپنی ریاست کے ساتھ الحاق کر لیا۔ رگھورام تخت و تاج سے محروم ہوکر برہان پور کے راجہ ارجن کے پاس جا رہا۔ اس کے بیٹے سمرسنگھ نے اپنا ملک واپس لینے کے لئے مروٹھ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں سمرسنگھ اور منگل دونوں مارے گئے۔ سمرسنگھ کے بیٹے مانک راج نے برہان پور کے راجہ ارجن کے بیٹے چکر دھر کی مدد سے ناہر فرزند منگل کو بمعہ اس کے دو بیٹوں کے قتل کر دیا۔ اور سانبھر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مانک راج کی بہادری اور شجاعت کی داستانیں دور دور تک مشہور ہوگئیں چنانچہ کانگڑہ کے راجہ جان چند نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہ دی۔ راجہ کبدر

(۱۴) پرتھوی راج

سانبھر کے راجہ چندر راج نے ۸۵۰ء میں اجمیر کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اسکی ساتویں پشت میں بیسل دیو ایک مشہور حکمران ہُوا۔ جس نے انہل پور پاٹن کے راجہ مالک راج سولنکی کو شکست دی اور ۹۳۶ء میں اپنے نام پر بیسل پور شہر بسایا۔ بعد ازآں کو مالخولیا کی مرض لاحق ہو گئی۔ اس نے ظلم و تعدی پر کمر باندھی۔ لوگ تنگ آکر ریاست کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ علاقہ برباد ہو گیا۔ بیسل دیو کے مرنے پر اس کا پوتا انہل دیو حکمران بنا۔ اس نے اپنی حسن لیاقت سے ریاست از سر نو آباد کر دی اجمیر میں اپنے نام پر آنا ساگر تالاب بنوایا۔ جو اب تک موجود ہے۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ سومیشر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس کے عہد میں قنوج کا راجہ جے چند ہولی پر چڑھ آیا۔ راجہ اننگ پال سوم والی دِلّی نے سومیشر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ اس نے جے چند کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اننگ پال نے اپنی بیٹی سومیشر سے بیاہ دی جس کے بطن سے پرتھوی راج چوہان پیدا ہُوا۔

پرتھوی راج چوہان بہت دلاور اور شجاع تھا۔ اس نے منڈور اور انہل پور پاٹن کے راجاؤں کو شکست دی۔ اننگ پال والی دِلّی نے اپنا ملک بھی پرتھوی راج کو دے دیا اور وہ دِلّی و اجمیر دونوں ریاستوں کا مالک بن گیا۔ راجہ جے چند والی قنوج سے اس کی دشمنی تھی۔ لڑائیوں میں جے چند کو کامیابی نہ ہوئی۔ تو اس نے غور کے بادشاہ شہاب الدین کو دِلّی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ شہاب الدین نے حملہ کیا۔ پہلی مرتبہ اس نے شکست کھائی۔ لیکن دوسرے سال ۱۱۹۲ء میں اس نے پھر حملہ کیا۔ اور پرتھوی راج کو شکست دے کر دلی و اجمیر پر

(۱۰) مہرپال:- اس نے مگسر کو اپنی صدرگاہ بنایا۔

موہ کرما کے بعد اس کا بیٹا رام چند سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔ اسکے دوسرے بھائی کچھی راج نے راگھو گڈھ کی ریاست قائم کی۔ جو آجتک موجود ہے رام چند کی کئی پشتوں کے بعد مشہور راجہ بھرت سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے دوسرے بھائی ارتھ نے ایک علیحدہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ جو آجکل بوندی کوٹہ اور جھالاواڑ تین ریاستوں میں منقسم شدہ حالت میں موجود پائی جاتی ہے۔ سانبھر کے آخری راجہ چندر راج نے سمت ۸۷۵ بکرمی میں سانبھر میں اپنا نائب السلطنت مقرر کیا۔ اور خود اجمیر کو اپنی صدرگاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ بارہ پشت تک اسکی اولاد اجمیر میں حکومت کرتی رہی۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔ مذکورہ الصدر حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابھی راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کی بنیاد رکھی جانے کے سامان بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کہ چوہانوں نے یہاں آکر اپنے پائے استقامت جمائے۔ اس لئے راجپوتانہ کی تمام راجپوت حکمران قوموں کی نسبت چوہانوں کو سب سے قدیم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

(۴۱) اجمیر

(۱) چندر راج (۷) بیسل دیو
(۲) کرشن راج (۸) سارنگ دیو
(۳) ہری راج (۹) انہل دیو
(۴) بلہن راج (۱۰) جے سنگھ
(۵) پرتھوی راج (۱۱) آنندمے
(۶) دھرم ادھی راج (۱۲) سومیشر

چتا میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئیں۔ بہادر راجپوت کیسری باناپہن کر قلعہ سے نکلے۔ بادشاہی سپاہ کو قتل کرنے اور پیوند خاک بناتے ہوئے خود بھی شہید ہو گئے۔ ہمیر کے مرنے پر رنتھمبور کی ریاست دلی کے ساتھ ملحق کر لی گئی۔

(۴۴) بوندی

(۱)	ارنھو	(۱۷)	ہری ہنس
(۲)	چکرپانی	(۱۸)	ہرجس
(۳)	دیوکی نند	(۱۹)	سداشو
(۴)	یشودانند	(۲۰)	رام دیو
(۵)	نند نند	(۲۱)	رام چند
(۶)	کیشوراج	(۲۲)	جگ چند
(۷)	موہن	(۲۳)	دیپ چند
(۸)	سمندر راج	(۲۴)	سنڈن
(۹)	گوپال	(۲۵)	آتما رام
(۱۰)	بھوم چند	(۲۶)	آنند راج
(۱۱)	اجی پال	(۲۷)	ہمیر
(۱۲)	پرتھوی پال	(۲۸)	سمیر
(۱۳)	سین پال	(۲۹)	رندھول
(۱۴)	شترو شیہ	(۳۰)	سردار
(۱۵)	دامودر	(۳۱)	جودھ راج
(۱۶)	نرسنگھ	(۳۲)	رتن سنگھ

قبضہ کرکے ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل کردیا۔

(۴۲) رنتھمبور

(۱) سامنت سنگھ (۴) شور
(۲) جے مل (۵) جیت راج
(۳) گوبند (۶) ہمیر

ہمیر اور دلی کا آخری ہندو راجہ پرتھوی راج چوہان شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے شکست کھا کر مارا گیا۔ تو کچھ عرصہ بعد قطب الدین ایبک نے اس کے بیٹے سامنت سنگھ کو بلا کر میوات کا علاقہ عطا کردیا۔ اس کی پانچویں پشت میں جیت راج اور اس کے بھائی رندھیر نے مل کر بھیلوں سے رنتھمبور کا مضبوط قلعہ فتح کرلیا۔ اور اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ جیت راج نے اپنے بھائی رندھیر کو پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدن کا علاقہ چھان سپرد کرکے خود رنتھمبور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ جیت راج کا بیٹا ہمیر بہت دلاور تھا۔ دلی کے بادشاہ علاء الدین خلجی سے اسکی دشمنی ہوگئی۔ بادشاہ نے رنتھمبور پر چڑھائی کردی۔ تو رندھیر نے راستہ میں ہی بادشاہ کو روک لیا۔ خوب زور کی لڑائی ہوئی۔ اور رندھیر اس لڑائی میں مارا گیا۔ چھان پر قبضہ کرکے بادشاہ آگے بڑھا۔ اور رنتھمبور سے تین کوس کے فاصلہ پر ڈیرے لگا دئے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ اور ہمیر نے بڑی بہادری کے ساتھ بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس کا ایک سردار دشمن سے مل گیا۔ اس نے قلعہ کے سارے بھید بتلا دئے۔ ہمیر نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو ساکا کرنے کی ٹھان۔ تمام عورتیں

مین پوری کی گدی پر بیٹھا۔ اس پر کاپی کا راجہ پرتاپ جادو چڑھ آیا۔ گوپال اس سے شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور مین پوری کی ریاست اس کے ہاتھ سے چھن گئی۔ گوپال نے اسیر کے مکواہین راجہ ہمیر کو قتل کرکے اسکی ریاست چھین لی۔ اور وہان حکومت کرنے لگا۔ گوپال کا پوتا انتھی پال ایک فتح مند حکمران ہُوا۔ اس نے اہل پوریائن کے راجہ گوہیل راج سونگی کو شکست دی۔ سوری کے راجہ کبیر مکواہین کو مغلوب کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ کچھہ بھج کے راجہ بھیم جادو کو مطیع کیا۔ مارواڑ۔ سندھ اور کشمیر کو فتح کیا۔ دریائے گودا وری کے کنارے انتھی پال پور شہر بسایا۔ اس کی چودھوین پشت میں راجہ منڈن گدی پر بیٹھا۔ اجین کے راجہ لدھو پوار نے اسے شکست دیکر اسیر گڈھ پر قبضہ کر لیا۔ انہیں دنوں میں میواڑ کا راول تیج سنگھ ایک برس سے مارواڑ کے پڑہار راجہ اج جی کے ساتھ لڑ رہا تھا۔ منڈن نے میواڑ کا کچھہ علاقہ دبا لیا۔ اور منڈن گڈھ نامی قلعہ بنواکر وہاں حکومت کرنے لگا۔ منڈن کا پوتا آنندراج راجہ جے چند والی قنوج کا ہمعصر تھا۔ اس کا بھائی جے راج سومیشر والی اجمیر کی طرف سے قنوج کی لڑائی میں مارا گیا۔ اور اس کا بیٹا اکشے راج پرتھوی راج چوہان کی مدد کرتا ہُوا شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے مقتول ہُوا۔

آنند راج کے بیٹے ہمیر نے دہیا قوم کے راجہ رندھیر کو مار کر قلعہ نینوا پر قبضہ کر لیا۔ ہمیر اور اس کا بھائی گمبھیر دونوں قنوج کی لڑائی میں مارے گئے۔ ہمیر کی پانچویں پشت میں راجہ جودھ راج ہُوا۔ اس نے چتوڑ کے رانا اون کرن کو شکست دی۔ جودھ راج کے بیٹے رتن سنگھ کو چتوڑ کے رانا ناگ پال نے شکست دے کر اس کی ریاست چھین لی اور رتن سنگھ نے اپنے نام پر رتن گڈھ نامی قلعہ تعمیر کروا کر وہاں حکومت شروع کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سنکھولی۔ کھیڑی۔

(۴۳) کوہین (۴۷) سرجن سنگھ سمت ۱۵۹۸

(۴۴) انندپال (۴۸) بھوج راج سمت ۱۶۳۵

(۴۵) بجے پال (۴۹) رتن سنگھ سمت ۱۶۶۲

(۴۶) بنگ دیو ۵۰ شترسال سمت ۱۶۸۹

(۴۷) دیوا (۵۱) بھاؤ سنگھ سمت ۱۷۳۸

(۴۸) سمر سنگھ (۵۲) انردھ سنگھ سمت ۱۷۳۸

(۴۹) ناٹھو (۵۳) بدھ سنگھ سمت ۱۷۹۲

(۵۰) ہاسو سمت ۱۸۴۲ (۵۴) امید سنگھ سمت ۱۸۰۰

(۵۱) بیر سنگھ سمت ۱۸۵۶ (۵۵) اجیت سنگھ سمت ۱۸۱۳

(۵۲) باندو (۵۶) بشن سنگھ سمت ۱۸۲۹

(۵۳) نرائن سنگھ (۵۷) رام سنگھ سمت ۱۸۶۸

(۵۴) سورج مل (۵۸) سری مہاراجہ رگھو بیر سنگھ بہادر

(۵۵) سلطان سنگھ سمت ۱۹۵۹ والی حال

(۵۶) ارجن سنگھ سمت ۱۹۴۶

سانبھر کے راجہ بھرت کا بھائی ارتھ اس ریاست کے راجاؤں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اس کا بیٹا چکر پانی اپنے ماموں راجہ چوڑا منی والی کاپلی کے پاس آیا۔ اور اس کی تحریک سے مین پوری کے جادوبنسی راجہ کو قتل کرکے اس کی ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اس کا پوتا لیشو وائنند ولی کے راجہ بھون پال تومر کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے نندنند نے بھون پال کو شکست دے کر اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیا۔ اور بھون پال کی بیٹی سے شادی کرکے صلح کرلی۔ نندنند کا بیٹا کیشوراج بجے پور کے پرمار راجہ چندرراج کے ہاتھ سے مارا گیا۔ کیشوراج کی چوتھی پشت میں راجہ گوپال

ریاست پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جلدی ہی نرائن سنگھ نے مسلمانوں کو شکست دے کر یہ ریاست پھر واپس لے لی۔

جب سے بوندی پر چوہانوں کا قبضہ ہُوا تھا۔ یہاں کے راجگان عام طور پر چتوڑ کے ماتحت رہے۔ اگرچہ کبھی کبھی آزادی بھی حاصل کر لیتے تھے لیکن پھر ماتحتی قبول کر لیتے۔ سرجن سنگھ پہلا راجہ تھا۔ جس نے اکبر بادشاہ دہلی کی اطاعت قبول کی۔ اورنگ زیب اور اس کے بھائیوں کی لڑائیوں میں بوندی کے چوہان دارا شکوہ کے طرفدار رہے۔ اس لئے جب دہلی کی حکومت اورنگ زیب کے ہاتھ لگی۔ تو راجگان بوندی سے وہ ناراض رہتا تھا۔ لیکن چوہان بھی دلیر اور شجاع تھے۔ اس لئے بادشاہ کی چالبازیوں سے وہ ہمیشہ بچتے رہے۔ اورنگ زیب نے جب دیکھا کہ لڑائی میں فتح کرنا مشکل ہے تو اس نے بھاؤ سنگھ راجہ بوندی سے دوستی پیدا کر لی۔ بھاؤ سنگھ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے ان کے بعد ان کے بھائی کا پوتا اندر دھ گدی نشین ہُوا۔ وہ بادشاہی فوج کے ہمراہ دکن کی طرف گیا۔ اس کی غیر حاضری میں ایک ہاڈا سردار درجن شال نے بوندی پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اندر دھ نے واپس آکر اسے قرار واقعی سزا دی۔ بعد ازاں جے پور کے راجہ بشن سنگھ کے ہمراہ لاہور اور کابل کی طرف گیا۔ وہاں ہی اس کا انتقال ہُوا۔ اس کے بعد اندر دھ کا بیٹا بدھ سنگھ بوندی کا حکمران بنا۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی اس سے بہت محبت رکھتا تھا۔ بہادر شاہ کے مرنے پر دہلی کی حکومت کے متعلق جھگڑے پیدا ہو گئے۔ تو بدھ سنگھ نے فرخ سیر کا ساتھ دیا۔ اور راجہ کوٹہ نے سیدوں کو مدد دی۔

جے پور کے راجہ سوائی جے سنگھ نے بدھ سنگھ کو شکست دے کر بوندی پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس کے بیٹے امید سنگھ نے ریاست پھر واپس لے لی

اٹانا۔ جاکھ نیشری۔ بیٹو اور بچولیاں وغیرہ گردونواح کے قلعہ جات کو فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ بڑھایا۔ اس کے بیٹے راؤ دیوا نے جیتنا نامی بیٹے کو مار کر قلعہ بوندی پر قبضہ کیا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا اس وقت سے یہ ریاست بوندی کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ راؤ دیوا نے اپنی ریاست دو حصوں میں تقسیم کرکے بوندی کا راج اپنے بیٹے سمر سنگھ کو اور بنہا دوا کا راج ہرراج کو دے دیا۔ سمر سنگھ نے کیتھوں بیس والی بڑوا۔ ایلاون۔ رام گڈھ۔ مئو۔ سامود وغیرہ پرگنہ جات کو بھیلوں سے فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ اور کوٹہ کا علاقہ فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا۔ سمت ۱۳۲۸ میں علاء الدین خلجی نے چتوڑ پر حملہ کیا۔ چتوڑ کا رانا معروف جنگ تھا۔ تو سمر سنگھ نے اس کا بہت سا علاقہ دبا لیا۔ اس لڑائی کے خاتمہ پر جب چتوڑ علاء الدین کے قبضہ میں آگیا۔ تو اس نے سمر سنگھ سے وہ تمام اضلاع واپس لے لئے۔ اسکے بعد علاء الدین نے ہرراج پر حملہ کردیا تاکہ ریاست میواڑ کا جو علاقہ ریاست بنہادوا میں شامل ہے۔ اسے چھوڑا لیا جائے۔ سمر سنگھ ہرراج کی مدد کو گیا۔ اس لڑائی میں سمر سنگھ ہرراج اور ان کے سب بھائی میدان جنگ میں کام آئے۔

سمر سنگھ کا بیٹا ناپانی بہت کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ اس کا بہت سا علاقہ دشمنوں نے دبا لیا۔ لیکن اسکے پوتے برسنگھ نے وہ تمام علاقہ جات پھر واپس لے لئے۔ برسنگھ کے بعد دیری شال گدی پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں مانڈو کے سلمان بادشاہ نے زور پکڑا۔ اور راجپوتانہ کے تمام راجاؤں کو مطیع کرلیا۔ صرف بوندی اور چتوڑ دو ریاستیں آزاد رہ گئیں۔ لیکن اس نے بوندی پر بھی حملہ کردیا۔ اس لڑائی میں دیری شال مارا گیا۔ اور سمت ۱۴۹۰ میں مانڈو گدی نشین ہوا۔ اس نے چتوڑ کے رانا کنبھ کرن کو شکست دی مانڈو کے بادشاہ نے بوندی پر فوج کشی کی۔ اور اس کے سپہ سالار سمر قندنے

ریاست کوٹہ

(۱) مادھو سنگھ سمت ۱۶۵۸		(۹) اجیت سنگھ سمت ۱۸۱۳	
(۲) مکند سنگھ سمت ۱۷۰۰		(۱۰) شترو شال سمت ۱۸۱۶	
(۳) جگت سنگھ سمت ۱۷۱۵		(۱۱) گمان سنگھ سمت ۱۸۲۲	
(۴) کشور سنگھ سمت ۱۷۲۶		(۱۲) امید سنگھ سمت ۱۸۲۷	
(۵) رام سنگھ سمت ۱۷۴۲		(۱۳) کشور سنگھ سمت ۱۸۷۰	
(۶) بھیم سنگھ سمت ۱۷۶۳		(۱۴) رام سنگھ سمت ۱۸۸۴	
(۷) ارجن سنگھ سمت ۱۷۷۰		(۱۵) شترو سال سمت ۱۹۲۲	
(۸) درجن شال سمت ۱۷۸۱		(۱۶) سری مہاراجہ امید سنگھ صاحب بہادر والی حال سمت ۱۹۴۶	

اس ریاست کا بانی مبانی مادھو سنگھ ریاست بوندی کے راجہ رتن سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اس نے جوانی کی عمر میں شاہجہان بادشاہ دہلی کی فوج میں شامل ہو کر بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اسے کوٹہ کی ریاست عطا کی۔ شاہجہان کے بیمار ہونے پر جب اسکے بیٹوں میں سلطنت دہلی کی بابت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ تو شاہجہان نے مکند سنگھ کو دکن کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ اورنگ زیب کو روک دے اور دہلی و آگرے تک نہ آنے دے۔ چنانچہ اجین کے میدان میں اس نے اورنگ زیب کو روک دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ اور اس میں مکند سنگھ داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔

کوٹہ کے راجاؤں میں سب سے مشہور راجہ بھیم سنگھ ہوا ہے۔ اس نے بھیلوں اور کھچی راجپوتوں کا بہت سا علاقہ دبا کر اپنی ریاست کو بڑھایا۔ دہلی

تھوڑے ہی عرصہ بعد جے پور کے راجہ ایشری سنگھ نے امید سنگھ کو شکست دے کر بھگا دیا اور ریاست پر اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن مہاراجہ ہلکر کی مدد سے اس نے ریاست پھر واپس لے لی۔ سوائی مادھو سنگھ والی جے پور نے فوج کشی کر کے ریاست بوندی کو اپنا باجگذار بنایا۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد وہ پھر آزاد ہو گئی مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں بوندی کی رعایا کو سخت تکلیفوں کا سامنا رہا۔ لیکن ۱۸۱۷ء میں راجہ بشن سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہد نامہ کر لیا۔ تب سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

۱۸۷۱ء میں راجہ رام سنگھ بوندی کی گدی پر بیٹھا۔ یہ بہت علم دوست راجہ ہوا ہے۔ اس کے بھاٹ سورج مل چارن نے بنش بھاسکر نامی ایک ضخیم کتاب تصنیف کی۔ جس میں راجپوتوں کی تواریخ واضع طور پر بیان کی گئی ہے۔ اور اس میں جو شجرات حسب و نسب بیان کئے گئے ہیں بالکل درست ہیں۔ رام سنگھ جی کے ہی عہد میں دادو پنتھ کے ایک سادھو سنچل داس نے دو چار ساگر اور برتی پربھاکر نامی دو کتابیں تصنیف کیں۔ جو ویدانتی گنی میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستان میں مروج ہو گئی ہیں۔ دو چار ساگر کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ اس سے اس کتاب کی اہمیت بہت کچھ بڑھ گئی ہے۔ رام سنگھ جی کے بعد شری مہاراجہ رگھو بیر سنگھ جی ۱۹۲۶ء میں بوندی کی گدی پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے اعلیٰ انتظام اور تدبر سے رعایا کو بہت فیض پہنچا ہے۔ اور ریاست ہر پہلو سے روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

ہوگئی۔ راجہ نے گورنمنٹ انگریزی سے اس کی علیحدگی کی درخواست کی۔ یہ تکرار بہت بڑھ گیا۔ آخر اس امر پر تصفیہ ہوا۔ کہ ۱۷ پرگنے اور مہارانا کا خطاب دیکر اسے علیحدہ کیا گیا۔ اس وقت سے جھالاواڑ کی علیحدہ ریاست قائم ہوگئی کنٹنجنٹ کا خرچ تو ریاست کوٹہ پر رہا۔ لیکن سالانہ خراج کا تیسرا حصہ یعنی اسی ہزار روپیہ جھالاواڑ پر ڈالا گیا۔

(۴۶) جے پور

(۱) سوڑھ دیو	سمت ۱۰۲۴	(۱۶) [illegible]	سمت [illegible]
(۲) ڈولے راؤ	سمت ۱۱۶۳	(۱۷) [illegible]	سمت [illegible]
(۳) کاکل دیو	سمت [illegible]	(۱۸) [illegible]	سمت [illegible]
(۴) بنو دیو	سمت [illegible]	(۱۹) [illegible]	سمت [illegible]
(۵) جانٹہ	سمت [illegible]	(۲۰) بھیم سنگھ	سمت [illegible]
(۶) بیجون	سمت ۱۰۲۷	(۲۱) رتن سنگھ	سمت [illegible]
(۷) ملے سی	سمت ۱۱۵۷	(۲۲) بھارمل	سمت [illegible]
(۸) جیل دیو	سمت ۱۲۰۳	(۲۳) بھگوت داس	سمت [illegible]
(۹) راج دیو	سمت ۱۲۳۶	(۲۴) مان سنگھ	سمت [illegible]
(۱۰) کیلن	سمت ۲۷۳	(۲۵) بھار سنگھ	سمت [illegible]
(۱۱) کنتل	سمت ۱۳۳۳	(۲۶) جے سنگھ	سمت [illegible]
(۱۲) جون سی	سمت ۱۳۷۴	(۲۷) رام سنگھ	سمت ۱۷۳۴
(۱۳) ادے کرن	سمت ۱۴۲۲	(۲۸) کشن سنگھ	سمت ۱۷۴۲
(۱۴) بر سنگھ	سمت ۱۳۳۴	(۲۹) [illegible] سنگھ	سمت ۱۷۵۶
(۱۵) [illegible]	سمت ۱۴۸۵	(۳۰) [illegible]	[illegible]

مرہٹوں کی جنگجوؤں میں یہ سیدوں کا خزانہ رہا۔ اس سے اس نے فائدہ بھی اٹھایا۔ ایک تو یہ ریاست تیسرے درجہ سے دوسرے درجہ میں شمار کی گئی۔ دوسرے راجہ کی بجائے اس کو مہاراجہ کا خطاب مل گیا۔

سیدوں نے جو فوج نظام الملک آصف جاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجی اس میں بھیم سنگھ بھی شامل تھا۔ مالوہ کی لڑائی میں وہ داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ کوٹہ کے راجاؤں نے بھیم سنگھ کے عہد تک شاہان دہلی کی وفاداری میں بہت نام پایا۔ چنانچہ اس ریاست کے چھ راجاؤں میں سے پانچ شاہان دہلی کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت بہت کمزور ہو گئی تو مہاراجہ درجن شال نے مرہٹوں کی ماتحتی قبول کر لی۔ اور انہیں کچھ سالانہ خراج بھی دینا منظور کر لیا۔ مرہٹوں کی طاقت کمزور ہونے پر ۱۸۱۷ء میں مہاراجہ امید سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ کر لیا۔ تب سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

۴۵ جھالاواڑ

(۱) مدن سنگھ ۱۸۹۴ء (۳) ظالم سنگھ ۱۹۳۶ء
(۲) پرتھوی سنگھ ۱۹۰۱ء (۴) سری رانا سر بھوانی سنگھ بہادر
والی حال

کوٹہ کے راجہ رام سنگھ کے گدی نشین ہونے سے تھوڑے ہی دنوں بعد ریاست کا وزیر اعظم ظالم سنگھ ۸۰ برس کی عمر میں مر گیا۔ اس کا بیٹا مدن سنگھ وزیر بنایا گیا۔ لیکن راجہ رام سنگھ نے اس کی ان

جانہڑ کا بیٹا بچون بہت مشہور فرمانروا ہوا ہے۔ پرتھوی راج چوہان کا سپہ سالار ہو کر اس نے مہوبہ کے چندیلوں کو اور دو مرتبہ شہاب الدین محمد غوری کو شکست دی۔ قنوج کی لڑائی میں پرتھوی راج کی مدد کرتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے ملے سی کے عہد میں مانڈو کے راجہ نے ڈھونڈاڑ پر حملہ کیا۔ لیکن شکست کھا کر اسے واپس ہٹنا پڑا۔ کیلن جی کے عہد میں علاقہ مارواڑ میں سخت قحط پڑ گیا۔ اور لوگ وہاں سے ڈھونڈاڑ میں چلے آئے کیلن نے ایک سال تک انہیں کھانے کو دیا اور قحط دور ہونے پر جب لوگ اپنے وطن کو واپس جانے لگے۔ تو کچھ دولت بھی ان میں تقسیم کر دی اس سے اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اودے کرن کے آٹھ بیٹوں میں سے تین بہت مشہور ہوئے۔ برسنگھ جے پور کی گدی پر بیٹھا۔ دوسرے بابو جی کے پوتے شیخا جی کے نام پر کچھواہوں کی شیخاوت شاخ چلی۔ اس شاخ کے راجپوتوں نے علاقہ شیخاوا ٹی کو مسلمان نوابوں سے لڑ کر خالی کرالیا تھا۔ تیسرے برسنگھ جی کی اولاد نے جونرو کے ٹھلاڈ ریاست الور قائم کی۔ اس کے بعد مشہور راجہ چندر سین ۱۵۲۲ء میں ابیسر کی گدی پر بیٹھا اس کے عہد میں مانڈو کے بادشاہ ناصر الدین نے ابیسر پر فوج کشی کر دی۔ لیکن چندر سین نے انہیں شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کا بیٹا پرتھوی راج کچھواہوں کی تواریخ میں ایک نامور راجہ گذرا ہے۔ یہ بہت کثیر الاولاد ہوا ہے۔ اس کے بیٹوں کے نام پر کچھواہوں کی بہت سی شاخیں پھیلیں۔ پرتھوی راج کی رانیوں میں سے بیراں بائی بہت مشہور ہوئی۔ جس کے بنائے ہوئے بھجن آج تک لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ پرتھوی راج کا بڑا بیٹا بھیم سنگھ تھا۔ لیکن راجہ نے اپنے چھوٹے بیٹے پورن مل کو جانشین منتخب کیا۔ اور وہ حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بھیم سنگھ نے دوسرے بھائیوں کو اپنا حریف دیکھ کر پورن کو قتل

(۳۱) مادھو سنگھ سمت ۱۸۰۸ (۳۵) جے سنگھ سمت ۱۸۷۵
(۳۲) پرتھوی سنگھ سمت ۱۸۳۳ (۳۶) رام سنگھ سمت ۱۸۹۴
(۳۳) پرتاب سنگھ سمت ۱۸۴۴ (۳۷) سری مہاراجہ سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر
(۳۴) جگت سنگھ سمت ۱۸۵۸ فرمانروائے حال سمت ۱۹۳۷

نرور کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ ایشوری سنگھ نے گوالیار کا راج اپنے نواسہ جیاجی تومر کو دے دیا۔ اور خود ندرا باڑی میں رہنے لگا۔ اس کے مرنے پر جیاجی کو فکر ہوا۔ کہ ایشوری سنگھ کا بیٹا سوڑھ دیو ریاست واپس لینے کی کوشش کریگا۔ چنانچہ اس نے سوڑھ دیو کو کہلا بھیجا۔ کہ یا تو اپنا دان واپس لے لو یا ریاست کی حدود سے باہر چلے جاؤ۔ سوڑھ دیو کے دل میں ایسا خیال تک بھی نہ تھا اُس نے یہ پیغام سُنکر بہت افسوس کیا۔ اور ندرا باری کو چھوڑ کر بریلی چلا گیا

بریلی میں آکر دوست احباب کو چٹھیاں لکھیں کہ ہمارے رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ ہو تو بتلا دیں۔ اس پر موروں کے چوہان راجہ نے جواب دیا۔ کہ ہمارے متصل دیوسا کی ریاست ہے۔ اس میں سے آدھی تو ہمارے قبضہ میں ہے۔ اور باقی نصف بڑگوجروں کے پاس ہے۔ جو ہمارے پاس ہے۔ وہ آپ کی نذر ہے۔ بڑگوجروں سے آپ خود لڑکر چھڑا لیویں۔ چنانچہ سوڑھ دیو کے بیٹے دوے راؤ نے چوہانوں کی مدد سے دیوسا فتح کرکے اپنے باپ کو وہاں کا حکمران بنایا اور گرد و نواح کے مینوں کو مار کر ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ تین پشت تک اس خاندان کے راجگان ہمیشہ مینوں سے ہی لڑتے بھڑتے رہے۔ چوتھے جانشین جانہڑ جی نے مینوں کو نکال تمام ڈھونڈاڑ پر اپنا تسلط جما لیا

اس لئے اکبر نے راجہ کو زہر دینے کی کوشش کی۔ لیکن غلطی سے وہ خود ہی کھا کر مر گیا۔

سلیم نے تخت نشین ہو کر اپنا نام جہانگیر رکھا۔ اور مان سنگھ کو مشرقی بنگال فتح کرنے کو بھیجا۔ وہاں راجہ پرتاب آونیہ حکومت کرتا تھا۔ اسے پکڑ کر آگرہ بھیجا۔ لیکن وہ راستہ میں ہی مر گیا اور مان سنگھ نے اسکے بھتیجے ہری رائے کو ریاست واپس دلا دی۔ اس کے بعد مان سنگھ نے راجہ کیدار پر دھاوا بول دیا۔ لیکن کیدار جہاز پر سوار ہو کر کہیں چلا گیا اور جاتے وقت اپنے وزیر سے کہہ گیا۔ کہ مان سنگھ کو میری لڑکی دے کر صلح کر لینا۔ اور صلح ہو جانے پر مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مان سنگھ نے راجہ کیدار کو بھی سلطنت دہلی کا باجگزار بنا دیا۔ اس کے بعد مان سنگھ نے برار فتح کر کے جہانگیر کے حوالے کیا۔ اور وہاں ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے کاشی میں ایک عظیم الشان مندر بنوایا۔ جو آج تک مان مندر کے نام سے مشہور ہے۔ مان سنگھ کے مرنے پر امبیر کی راجگدی کی بابت جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ان کا بیٹا جگت سنگھ ابھی بارہ برس کی ہی عمر کا تھا۔ کہ اس نے خان زادہ کو شکست دی۔ اور بادشاہ نے خوش ہو کر اسے رائے زادہ کا خطاب دیا۔ اور خلعت فاخرہ عطا کر کے اسے ناگور کا پٹہ دے دیا۔ راجہ مان سنگھ نے اڑیسہ پر دوسرا حملہ کیا تھا۔ تب بھی جگت سنگھ نے بہت کچھ بہادری دکھائی اور زخمی ہو گیا تھا۔ لیکن وہ مان سنگھ کی زندگی میں ہی اس قالب عنصری کو چھوڑ گیا تھا۔ مہاں سنگھ۔ جو جھار سنگھ اور تاتار سنگھ اس کے بیٹے تھے اور دراصل راجگدی کا جائز وارث مہاں سنگھ تھا۔ اس لئے راجہ مان سنگھ اس کو تعلیم و تربیت دینے کے لئے اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ برار میں ان کا انتقال ہوا۔ تو مہاں سنگھ ان پاس تھے۔ اور فوج کے افسروں نے برار میں ہی

کر دیا۔ اور خود حکومت کرنے لگا۔

مہاراجہ بھارمل کے عہد میں آسکرن نے ریاست پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اور حاجی خاں نامی ایک پٹھان سے مدد کی التجا کی۔ حاجی خاں امبیر پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ لیکن بھارمل نے اسے رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور اسکرن کو الور بھیج دیا۔ اس جھگڑے سے بے فکر ہو کر بھارمل نے بیٹوں کو درست کیا۔ جو شورش برپا کر رہے تھے۔ اس کے بعد آج تک انہیں کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی سنہ ۱۵۷۱ء میں بھارمل نے سلطنت دہلی کی ماتحتی منظور کی اور کچھ سالانہ خراج دینا منظور کر لیا۔ بھارمل کی عمر کے آخری ۸ سال اکبر کی خدمات میں ہی گزرے۔ اس کے بیٹے بھگوت داس نے اکبر کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو اور بھی مضبوط کر لیا۔ یہ بات منلوں کے حق میں بڑی مفید ثابت ہوئی۔ اگر اکبر راجپوتوں کے ساتھ اپنے تعلقات نہ بڑھاتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ ہمایوں کی طرح اس کے اپنے ہی بھائی بند قدم نہ جمنے دیتے۔ بھگوت داس نے گجرات اور کشمیر فتح کر کے اکبر کے حوالے کئے۔ اس کے بعد وہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ اکبر کا بھائی مرزا حکیم پنجاب پر حملہ آور ہوا اور لاہور تک بڑھا چلا آیا۔ لیکن اکبر اور بھگوت داس نے شکست دے کر اسے پسپا کر دیا۔

بھگوت داس کے بیٹے مان سنگھ نے افغانستان اور بنگال فتح کر کے اکبر کی سلطنت کو وسعت دی۔ اس کے بعد اکبر کا جانشین منتخب کرنے کے متعلق جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اکبر سلیم کا طرفدار تھا۔ اور مان سنگھ خسرو کا اس لئے اکبر نے مان سنگھ کو بنگال کا صوبہ دار مقرر کر کے بھیج دیا۔ اور سلیم نے بھی مان سنگھ کو اپنا طرفدار بنا لیا۔ کرنیل جیمز ٹاڈ لکھتا ہے۔ کہ اکبر کو مرتے دم تک مان سنگھ کی طرف سے خوف رہا۔ کہ سلیم کے راستہ میں رکاوٹ ثابت نہ ہو

دکھن میں جاکر سیواجی کے ساتھ لڑائی شروع کردی۔ تھوڑے دنوں بعد جے سنگھ نے سیواجی کو سمجھایا۔ کہ بادشاہ کے ساتھ صلح کرلو۔ اور انہیں سمجھا کر دہلی بھیج دیا۔ لیکن بادشاہ نے سیواجی کے ساتھ اچھا نہ کیا۔ اسکی سر دربار توہین کی اور قید کردیا۔ سیواجی قید سے نکل کر دکن میں جا پہنچا۔ اورنگ زیب کو شک گزرا۔ کہ جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے اسے بھگا دیا ہے۔ اس لئے وہ ... نہ صرف رام سنگھ سے ہی بلکہ راجہ جے سنگھ سے بھی ناراض ہوگیا۔ جے سنگھ کو اس امر کی اطلاع پہنچی۔ تو وہ دکن سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ اور بادشاہ کو خوف ہوا۔ کہ اگر راجہ دہلی آپہنچا۔ تو نہ معلوم کیا آفت برپا کردیگا۔ وہ راجہ صاحب کی عقل و دانش سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے بادشاہ نے راستہ میں ہی اسکے نوکر سے افیم میں زہر ملادی۔ برہان پور میں راجہ جے سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ مورخوں کا خیال ہے۔ کہ دراصل اسی غلطی سے اورنگ زیب نے مغلیہ سلطنت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دیا۔ کیونکہ اس سے راجپوت راجاؤں کے دل میں بے اعتباری پیدا ہوگئی۔ اور انہیں سلطنت سے ہمدردی نہ رہی۔ بادشاہ نے مندروں کو توڑوانا اور ہندوؤں کو دق کرنا شروع کردیا۔ اور یہی امر مغلیہ سلطنت کے زوال کا باعث بن گیا۔

جے سنگھ کے بعد اس کا بیٹا رام سنگھ امبیر کی گدی پر بیٹھا لیکن اورنگ زیب نے ریاست پر اپنا قبضہ کرلیا۔ انہیں دنوں میں ملک آسام میں بغاوت پیدا ہوگئی۔ اس لئے بادشاہ نے مہاراجہ رام سنگھ کو خوش کرنے کے لئے اپنا قبضہ اٹھا لیا۔ اور رام سنگھ کو آسام کی مہم پر روانہ کردیا۔ اس نے تمام شورش کو دبا دیا۔ دہلی واپس آیا۔ تو بادشاہ نے اسکے بھائی کبیر تی سنگھ کو

مہاں سنگھ جی کی گدی نشینی کی رسم ادا کردی۔ اُدھر امبیر میں مان سنگھ کے چھوٹے بیٹے بھاؤ سنگھ نے چند اہلکاروں کو اپنے ساتھ ملا کر ریاست پر قبضہ کر لیا۔ مہاں سنگھ کی رانی اپنے بیٹے جے سنگھ کو لے کر دیوسا کو بھاگ گئی۔ مہاں سنگھ برار میں فوت ہو گیا۔ جوجھار سنگھ بھی ایک لڑائی میں مقتول ہوا۔ تاتار سنگھ لاہور میں کام آئے۔ بھاؤ سنگھ جی کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ اس لئے جے سنگھ امبیر میں آکر حکومت کرنے لگا۔

جے سنگھ نہایت ہی عقلمند راجہ تھا۔ اس نے ریاست کا انتظام تسلی بخش کر دیا۔ انہیں دنوں میں شاہجہاں کی بیماری کی خبر سنکر اس کے بیٹوں میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اورنگ زیب مراد اور شجاع اپنی اپنی سپاہ لیکر دارالحکومت کی طرف چلے۔ دارا شکوہ نے امبیر کے راجہ جے سنگھ اور جودھپور کے فرمانروا جسونت سنگھ کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اورنگ زیب۔ مراد اور شجاع کو صدر مقام تک نہ پہنچنے دیں جے سنگھ اورنگ زیب سے ملا ہوا تھا اسلئے وہ شجاع کو روکنے کیلئے چلا گیا۔ اور جسونت سنگھ کو اورنگ زیب اور مراد کے ..

مقابلہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ جے سنگھ نے بنارس کے قریب شجاع کو روک دیا۔ اور شکست دے کر مشرق کی طرف بھگا دیا۔ راجپوتانہ کے تمام راجے دارا شکوہ کے طرفدار تھے۔ وہ سب اورنگ کے ساتھ خوب بہادری سے لڑے۔ لیکن وہ چالبازی سے سب کو شکست دیکر صدر مقام میں جا پہنچا۔ اور بوڑھے باپ کو قید کر کے تخت نشین ہو گیا تب سے اورنگ اور جے سنگھ کی دوستی بہت مضبوط ہو گئی۔ بادشاہ نے اسے ہفت ہزاری کا منصب اور مرزا راجہ کا خطاب دیا۔

کچھ عرصہ بعد سیواجی مرہٹہ کی دست درازیوں سے تنگ آکر اورنگ زیب نے جے سنگھ کو بھیجا۔ کہ وہ سیواجی کو مغلوب کر کے سلطنت مغلیہ کے راستہ سے اس رکاوٹ کو دور کرے۔ جے سنگھ نے

بادشاہ کا مزاج کسی طرح بھی درست نہیں ہوتا۔ تو اس نے اجیت سنگھ والی جودھ پور کو ہمراہ لیا۔ اور دونوں اپنی فوجیں لے کر بغیر اجازت حاصل کئے اودے پور چلے آئے۔ مہارانا امر سنگھ کے ساتھ عہد نامہ کیا۔ کہ اگر جے پور۔ جودھ پور اور اودے پور میں سے کسی ایک ریاست پر بادشاہ دہلی دباؤ ڈالے۔ تو تینوں اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کرینگے اور سوائی جے سنگھ و مہاراجہ اجیت سنگھ نے مہارانا امر سنگھ کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ جب بادشاہ کو اس سازش کی اطلاع پہنچی۔ تو بہت گھبرایا لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ سوائی جے سنگھ اور مہاراجہ اجیت سنگھ نے اودے پور کی مدد سے اپنی اپنی ریاستیں آزاد کرائیں۔ بادشاہی فوج کو وہاں سے نکال دیا۔ بعد ازاں دونوں نے ملکر اجمیر کے بادشاہی صوبہ دار کو شکست دے کر اجمیر اپنا قبضہ جمایا۔ بادشاہ نے اجمیر واپس چھڑانے کے لئے خود فوج کشی کی۔ اجمیر پہنچکر بہادر شاہ کو اطلاع پہنچی۔ کہ پنجاب میں سکھوں نے شورش پیدا کر دی ہے۔ اس لئے اس نے جے سنگھ اور اجیت سنگھ کو اجمیر بلا کر ان کے ساتھ صلح کر لی۔ بعد ازاں جب فرخ سیر بادشاہ ہوا۔ تو اس نے جے سنگھ کو مالوہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ وہاں جا کر اس نے بیلوں کی شورش کو دبایا۔ اور مرہٹہ حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ بعد ازاں فرخ سیر کو عبداللہ اور حسن علی نامی سیدوں سے خوف پیدا ہوا تو اس نے اپنی حفاظت کے لئے سوائی جے سنگھ کو بلایا۔ اور سال بھر اپنے پاس رکھا۔ بعد ازاں جاٹوں نے بغاوت کر دی۔ تو جے سنگھ نے اسے جا کر دبایا۔ دو لڑائیاں فتح کریں۔ تیسرے مقام پر جے سنگھ ابھی پہنچا ہی تھا۔ کہ جاٹوں نے سیدوں کے ساتھ سازش کر کے بادشاہ سے جے سنگھ کی واپسی کا حکم بھجوا دیا۔ جے سنگھ دہلی آیا۔ تو

ریاست کا دعوے دار پیدا کر دیا۔ بودرام سنگھ سے نو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اسے دلوا دیا۔ رام سنگھ کے بعد ان کا پوتا بشن سنگھ گدی نشین ہوا۔ اور اس نے ٹھراکے گڑھ و نواح میں جاٹوں کی شورش کو دور کیا۔ جو مغلیہ سلطنت کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے۔

سمت ۱۷۵۶ میں مہاراجہ جے سنگھ گدی نشین ہوا۔ اس نے دکن کی لڑائیوں میں اورنگ زیب کے ساتھ ملکر بہت کچھ ناموری حاصل کی۔ اور بادشاہ نے اسے سوائی کا خطاب دیا۔ یہ بہت عرصہ تک گجرات میں شاہزادہ بیدار بخت کے ہمراہ رہا۔ اس کے ساتھ بہت محبت بڑھ گئی۔ اس لئے اورنگ زیب کے مرنے پر جب تخت و تاج کی بابت فساد پیدا ہوا۔ تو جے سنگھ۔ بیدار بخت اور اسکے باپ اعظم شاہ کا طرفدار رہا۔ چنانچہ ان دونوں کے ساتھ گجرات سے دہلی کو روانہ ہوا ادھر کابل سے بہادر شاہ بھی دلی کو چلا۔ دھول پور کے قریب لڑائی میں اعظم شاہ اور بیدار بخت دونوں مارے گئے۔ اور بہادر شاہ نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ سوائی جے سنگھ سے وہ سخت ناراض تھا۔ اس لئے اس نے ریاست امبیر پر قبضہ کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ لیکن سوائی جے سنگھ نے بادشاہی فوج کو شکست دے کر پسپا کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد بہادر شاہ نے کام بخش پر فوج کشی کی اور جاتے ہوئے ریاست امبیر پر قبضہ بیٹھا دیا۔ سوائی جے سنگھ نے پاس ادب سے بادشاہ کا مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ اپنی سپاہ لے کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے اس کے بعد بہادر شاہ نے جودھ پور پہنچ کر وہاں بھی فالصہ اٹھایا اور راجہ اجیت سنگھ کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ جب بادشاہی سپاہ دریائے نربدا کے کنارے پہنچی۔ اور سوائی جے سنگھ نے دیکھا۔ کہ

شہر جے پور آباد کیا اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ یہ شہر اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے ہندوستان کے شہروں میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

۱۷۵۹ء میں دکن میں مرہٹوں نے زور پکڑا اور مالوہ کے صوبہ دار محمود خان سے نہ رک سکے۔ تو بادشاہ نے جے سنگھ کو اس کی جگہ صوبہ دار مقرر کر کے بھیجا۔ دو برس تک اس نے مرہٹوں کی پیش قدمی کو روکے رکھا۔ پھر جب دیکھا۔ کہ مرہٹوں کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اور دہلی سے کچھ امداد نہیں ملتی۔ تو بادشاہ سے صوبہ مالوہ مرہٹوں کو دلوا کر خود جے پور چلا آیا۔ یہ بہت عقلمند اور مدبر تھا۔ علم جیوتش میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ ریاضی کی کئی کتابوں کا اس نے لاطینی سے سنسکرت میں ترجمہ کیا پرتگال کے بادشاہ نے اپنا ایک جیوتشی جے سنگھ کے پاس بھیجا تھا۔ اس نے جے پور کے باشندوں کی ہر ایک قوم کے رسم و رواج کی اصلاح کی اس کے بعد ایشری سنگھ گدی نشین ہوا۔ انہیں دنوں میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ ایشری سنگھ بھی اس کے مقابلہ کے لئے بادشاہی فوج کے ساتھ شامل ہوا۔ لیکن راستہ میں پتہ لگا۔ کہ مادھو سنگھ جے پور پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لئے ایشری سنگھ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی سے پہلے ہی جے پور چلا آیا۔

ان کے بعد مادھو سنگھ اسپیر کی گدی پر بیٹھا۔ اس نے ریاست کو بہت کچھ ترقی دی۔ انہیں دنوں میں رنتھمبور کے قلعہ کو مرہٹوں نے آگھیرا۔ قلعہ دار نے دہلی سے مدد مانگی۔ لیکن یہاں سے کچھ جواب نہ ملا۔ تو قلعہ دار نے یہ سوچ کر کہ راجہ مادھو سنگھ بادشاہ کا دوست ہے۔ اور مرہٹے دشمن۔ قلعہ رنتھمبور راجہ مادھو سنگھ کے حوالہ کر دیا۔ اور مرہٹے واپس چلے گئے۔ انہیں دنوں میں بھرت پور کے

بادشاہ اور جنگیز خان نے اسکے خلاف سازش کی۔ کہ سیدوں نے ہمیں بہت دق کر رکھا ہے۔ ان کی طاقت کو توڑنا چاہئے۔ حسن علی کو اس سازش کا علم ہوا۔ تو اس نے دکن سے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ جے سنگھ نے بادشاہ کو کہا۔ کہ حسن علی کے آنے سے پہلے عبداللہ کا کام تمام کر دینا چاہئے۔ اگر دونوں اکٹھے ہو گئے۔ تو بڑی مشکل ہو گی۔ لیکن فرخ سیر کچھ تیز فہم نہ تھا۔ اور سادہ ہی وہ مست بھی تھا۔ اس نے جے سنگھ کی رائے پر عمل نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ چنگیز خاں اور سربلند خاں دونوں عبد اللہ سے مل گئے حسن علی بھی دہلی کے نزدیک آپہنچا۔ اس نے بادشاہ سے کہلا بھیجا۔ کہ اگر جے سنگھ کو ابھی بھیج دو۔ تو میں آپ کا تابعدار ہوں۔ ورنہ جو ہو گا۔ سو دیکھا جائیگا۔ بادشاہ ڈر گیا اور اس نے جے سنگھ کو ابھی جانے کا حکم دے دیا۔ راجہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ تو سیدوں نے فرخ سیر کو قتل کر کے محمد شاہ کو بادشاہ بنا دیا۔ اور حسن علی محمد شاہ کو ہمراہ لے کر دکن روانہ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا۔ کہ ابھی پہنچکر ریاست پر خانصہ بیٹھا دیا جائیگا۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی مغلوں نے حسن علی کو مار ڈالا۔ اور عبداللہ نے یہ سنکر بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے دکن سے کوچ کر دیا۔ جے سنگھ نے بادشاہ کی حفاظت کے لئے اپنی فوج بھیج دی۔ اور عبداللہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اس طرح سے دلی کی مغلیہ سلطنت کو سیدوں کے پنجہ سے نجات ملی۔

اس کے بعد متھرا کے گرد و نواح کے جاٹوں نے بغاوت کر کے آگرہ کے صوبہ دار کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے سوائی جے سنگھ کو آگرہ کا صوبہ دار بنا کر بھیجا۔ اس نے جاٹوں کی شورش کو دبایا جودھ پور کے راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جے سنگھ نے وہ بھی بادشاہ کو واپس دلوایا۔ سنہ ۱۷۱۸ء میں سوائی جے سنگھ نے

یہ ریاست کچھواہا راجپوتوں کے نروکا نامی خاندان کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ اور نروکے خاندان کے کچھواہے۔ امبیر کے تیرھویں راجہ اودے کرن جی کے ساتویں بیٹے برسنگھ جی کی اولاد میں سے ہیں۔ ریاست امبیر کی طرف سے برسنگھ جی کو گذارہ کے لئے سوج آباد کا ٹھکانہ ملا۔ ان کے پوتے کا نام نروجی تھا۔ جس کے نام سے یہ خاندان نروکہلایا۔ نروجی کی پانچویں پشت میں کلیان سنگھ جی ہوئے۔ جو کچھ عرصہ امبیر کے مہاراجہ مرزا راجہ جے سنگھ کے چھوٹے بیٹے کیرتی سنگھ کے پاس رہے۔ جسکو اورنگ زیب نے نو لاکھ آمدنی کا علاقہ کام دلوا کر جے پور سے الگ ریاست قائم کروائی تھی۔ کیرتی سنگھ کے انتقال ہوجانے پر کلیان سنگھ جی امبیر گئے۔ وہاں ان کو راؤ کا خطاب اور ماچیڑی کی جاگیر مل گئی۔ کلیان سنگھ کی چھٹی پشت میں راؤ پرتاب سنگھ نے امبیر اور بھرت پور کا بہت سا علاقہ دبا کر الور کی ریاست قائم کرلی۔ جے پور کے مہاراجہ مادھو سنگھ کے ناراض ہوجانے پر راؤ پرتاب سنگھ اپنی جاگیر ماچیڑی کو چھوڑ کر بھرت پور چلے گئے۔ تھوڑے ہی دن گذرے تھے۔ کہ بھرت پور اور جے پور میں لڑائی شروع ہوگئی اور پرتاب سنگھ جی بھرت پور کے راجہ کا ساتھ چھوڑ کر جے پور کی سپاہ کے ساتھ آکر شامل ہوگئے۔ اسپر مہاراجہ مادھو سنگھ جی نے خوش ہوکر ماچیڑی کی جاگیر انہیں واپس کردی۔ مادھو سنگھ کے بعد جب مہاراجہ پرتاب سنگھ جے پور کی گدی پر بیٹھے۔ تو انہوں نے کسی بات سے ناراض ہوکر راؤ پرتاب سنگھ جی کی جاگیر ضبط کرکے نکال دیا۔ انہوں نے ادھر ادھر سے کچھ فوج جمع کرلی۔ اور جے پور و بھرت پور کے علاقہ جات دبا کر ریاست الور کی بنیاد ڈالی۔ وہ بادشاہ ثانی عالم ثانی نے ۱۱۷۶ھ میں پرتاب سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب۔ پنج ہزاری کا منصب اور ماہی مراتب کا

راجہ جواہر سنگھ نے جے پور پر حملہ کر دیا۔ لیکن کچھواہوں سے شکست کھاکر وہ واپس چلے گئے۔ سوائی پرتاب سنگھ کے عہد میں مرہٹوں نے زور پکڑا۔ لیکن اس نے راٹھوروں کے ساتھ دوستی پیدا کرکے سیندھیا کو شکست دی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد ہلکر نے حملہ کر دیا۔ تو پرتاب سنگھ نے کچھ خراج دینا منظور کر لیا۔ لیکن پھر بھی مرہٹوں کے حملے بند نہ ہوئے کبھی سیندھیا اور کبھی ہلکر راجپوتوں کو دق کرتے رہے۔ اور راجپوتوں کا بہت نقصان ہوا۔ سمت ۱۸۷۴ میں مہاراجہ جگت سنگھ نے سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ اس وقت سے امن امان کے ساتھ یہ ریاست قائم چلی آتی ہے۔

(۴۷) ریاست الور

نسب نامہ

۱-	پرسنگھ	۱۰-	تیج سنگھ
۲-	مہاراج سنگھ	۱۱-	زور آور سنگھ
۳-	نروجی	۱۲-	مہونت سنگھ
۴-	لال سنگھ	۱۳-	پرتاب سنگھ سمت ۱۸۲۷
۵-	اودے سنگھ	۱۴-	بختاور سنگھ سمت ۱۸۴۷
۶-	لاڑ سنگھ	۱۵-	بنے سنگھ سمت ۱۸۷۱
۷-	فتح سنگھ	۱۶-	شیوان سنگھ سمت ۱۹۲۲
۸-	کلیان سنگھ	۱۷-	منگل سنگھ سمت ۱۹۳۱
۹-	آنند سنگھ	۱۸-	سری مہاراجہ سوائی جے سنگھ بہادر فرمانروائے حال

ایک غلطی بھی ان سے ہوئی۔ اور اس غلطی کی وجہ سے ان کے جانشین شیووان سنگھ جی کو بڑی دقت پیش آئی وہ یہ کہ انہوں نے تمام بڑے بڑے عہدے مسلمانوں کو دے دئے۔ اور انہوں نے بعد میں بڑی بڑی آفتیں کھڑی کر دیں۔ راجہ شیووان سنگھ کو ہندوؤں سے عموماً اور راجپوتوں سے خاص کر بہت زیادہ متنفر کر دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالانکہ دو دفعہ سرکار انگریزی نے انہیں اختیارات دئے۔ لیکن ہر مرتبہ سرکار کو دست اندازی کرنی پڑی۔ سنہ ۱۹۳۱ء میں مہاراجہ منگل سنگھ جی الور کی راج گدی پر بیٹھے۔ ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور کئی ایک ملکوں کی انہوں نے سیر بھی کی۔ اب ان کے فرزند ارجمند ہز ہائی فس مہاراجہ سوائی سرجے سنگھ بہادر کے۔ سی۔ ایس آئی حکمراں ہیں۔ یہ بہت دانشمند۔ مدبر۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم اور قابل ہیں۔ ان کے عہد معدلت مہد میں ریاست کے ہر صیغہ میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ ریاست کے ہر ایک محکمہ کی نگرانی نہایت عمدگی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کام خود دیکھتے ہیں۔

(۴۸) ریاست اُوے پور

۱۔	کیشوادت	۷۔	گوہادت
۲۔	ناگادت	۸۔	بھوج
۳۔	بھوگادت	۹۔	مہندر
۴۔	دیوادت	۱۰۔	ناگ
۵۔	آساوت	۱۱۔	شیل
۶۔	کال بھوج	۱۲۔	اپراجت سمت ۷۱۸

عہدہ دیا۔ اور جے پور سے الگ ریاست تسلیم کرلی۔ اور پرتاب سنگھ ماجیرڑی کے سب سے پہلے حکمران مانے گئے۔ الور ابھی تک ان کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ صدر مقام ماچیڑی ہی تھا۔ بادشاہ کی طرف سے سندراجگی عطا ہونے سے پانچ سال بعد راؤ پرتاب سنگھ نے ریاست بھرت پور کے ساتھ لڑائی کرکے الور کا مضبوط قلعہ چھین لیا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ بنایا۔ اس وقت سے یہ ریاست الور کے نام سے مشہور چلی آتی ہے اس کے بعد راؤ پرتاب سنگھ جی ۵ برس اور زندہ رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے ریاست کو بہت وسعت دی۔ اسکے بعد مہاراجہ بختاور سنگھ جی گدی نشین ہوئے۔ انہوں نے جے پور جاکر مہاراجہ پرتاب سنگھ کو وہ تمام پرگنے واپس کردئے۔ جو ریاست جے پور کے چھین چکے تھے۔ اس کارروائی سے ریاست جے پور اور الور کے دوستانہ تعلقات زیادہ بڑھ گئے۔ سمت ۱۸۶۰ میں مہاراجہ بختاور سنگھ نے گورنمنٹ انگلشیہ کو کئی ایک لڑائیوں میں امداد دی۔ اس لئے سرکار کی طرف سے ان کو بہت سے پرگنے مل گئے۔ جن سے ریاست کی حدود میں بہت کچھ اضافہ ہوا اور گورنمنٹ انگریزی نے سالانہ خراج کچھ مقرر نہ کرکے ریاست الور کے ساتھ عہدنامہ کرلیا۔

بختاور سنگھ کے بعد بنے سنگھ جی الور کی گدی پر بیٹھے۔ یہ بہت عقلمند اور دوراندیش تھے۔ انہوں نے راجپوتانہ کے راجاؤں میں بہت کچھ رسوخ حاصل کرلیا۔ ایک دفعہ ان کا ارادہ ہوا۔ کہ آپ کو ریاست جے پور کے ماتحت قرار دیکر کچھواہوں کی طاقت کو بڑھائے لیکن سرکار انگریزی نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔ سمت ۱۹۱۴ کے غدر میں مہاراجہ بنے سنگھ جی نے گورنمنٹ انگریزی کو بہت مدد دی۔ مہاراجہ بنے سنگھ جی نے جہاں بہت سے اچھے اچھے کام کئے۔ وہاں

۵۹	ارسنگھ	۷۶	راج سنگھ سمت ۱۶۸۲
۶۰	اجے سنگھ	۷۷	جے سنگھ سمت ۱۷۲۷
۶۱	ہمیر سنگھ	۷۸	امر سنگھ سمت ۱۷۵۵
۶۲	کشیتر سنگھ سمت ۱۴۲۱	۷۹	سنگرام سنگھ سمت ۱۷۶۷
۶۳	لکشمن سنگھ سمت ۱۴۳۸	۸۰	جگت سنگھ سمت ۱۷۹۰
۶۴	موکل سنگھ سمت ۱۴۵۲	۸۱	پرتاب سنگھ سمت ۱۸۰۸
۶۵	کنبھ کرن سمت ۱۴۹۰	۸۲	راج سنگھ سمت ۱۸۱۰
۶۶	اودے کرن سمت ۱۵۲۵	۸۳	امر سنگھ سمت ۱۸۱۰
۶۷	رائے مل سمت ۱۵۳۰	۸۴	ہمیر سنگھ سمت ۱۸۲۹
۶۸	سنگرام سنگھ سمت ۱۵۶۵	۸۵	بھیم سنگھ سمت ۱۸۳۲
۶۹	رتن سنگھ سمت ۱۵۸۲	۸۶	جوان سنگھ سمت ۱۸۸۵
۷۰	بکرماوت سمت ۱۵۸۸	۸۷	سردار سنگھ سمت ۱۸۹۵
۷۱	اودے سنگھ سمت ۱۵۹۲	۸۸	سروپ سنگھ سمت ۱۸۹۶
۷۲	پرتاب سنگھ سمت ۱۶۲۸	۸۹	شمبھو سنگھ سمت ۱۹۱۸
۷۳	امر سنگھ سمت ۱۶۵۳	۹۰	سجن سنگھ سمت ۱۹۰۰
۷۴	کرن سنگھ سمت ۱۶۷۶	۹۱	سری مہاراناں فتح سنگھ صاحب بہادر
۷۵	جگت سنگھ سمت ۱۶۸۳		والی حال

گجرات کاٹھیاواڑ کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ سنہ ۵۸ بکرمی میں خراسان کے بادشاہ نوشیرواں نے ہندوستان پر حملہ کرکے ربیھی پور کو تباہ کیا۔ مہاراجہ شیلادت نے جب اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو اس نے ساکا کرنے کی ٹھانی۔ تمام رانیاں چتا کی آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔ راجپوتوں نے کیسری لباس زیب تن کیا۔ قلعہ کے

۱۳	باپا	۳۶	بکرم جی
۱۴	گوہل	۳۷	رن سنگھ
۱۵	بھوج	۳۸	کھیم سی
۱۶	شیل	۳۹	سکا سنت سنگھ
۱۷	کال بھوج	۴۰	کمار سنگھ
۱۸	بھرتری	۴۱	متھن سنگھ
۱۹	آد سنگھ	۴۲	پرم سنگھ
۲۰	سنبایک	۴۳	جیتر سنگھ
۲۱	کھمال	۴۴	تیج سنگھ سمت ۱۳۲۲
۲۲	الٹ سمت ۱۰۰۸	۴۵	سمر سنگھ سمت ۱۳۴۲
۲۳	نرباہن سمت ۱۰۳۸	۴۶	رتن سنگھ
۲۴	شالباہن	۴۷	کرم سنگھ
۲۵	شکتی کمار سمت ۱۰۳۳	۴۸	راہپ
۲۶	پنچی ورما	۴۹	[illegible]
۲۷	نربرما	۵۰	دن کرن
۲۸	کیرتی برما	۵۱	یش کرن
۲۹	یوگسا راج	۵۲	ناگ پال
۳۰	بنش پال	۵۳	پورن پال
۳۱	بیر سنگھ	۵۴	پرتھوی پال
۳۲	بیر سنگھ	۵۵	بھون پال
۳۳	بجے سنگھ	۵۶	جیم سنگھ
۳۴	ارسی	۵۷	جے سنگھ
۳۵	چونڑا جی	۵۸	گرم لچھمن سنگھ

بعد مہارانا تیج سنگھ ہوا۔ جو اجین کے راجہ لدھ۔ مارواڑ کے راجہ اج اور بوندی کے راجہ منڈن کا ہمعصر تھا۔ مہارانا تیج سنگھ اور راجہ اج کی ایک سال تک لڑائی جاری رہی۔ اس عرصہ میں اجین کے راجہ لدھ نے اسیر گڑھ فتح کر کے منڈن کو وہاں سے نکال دیا۔ اور منڈن نے چتوڑ کا کچھ علاقہ دبا کر اپنی ریاست قائم کر لی۔ تیج سنگھ مارواڑ کی لڑائی سے فارغ ہو کر منڈن پر حملہ آور ہوا۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تیج سنگھ کا بیٹا سمر سنگھ پرتھوی راج چوہان والی دہلی کا ہمعصر تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کی لڑائیوں میں پرتھوی راج کی مدد کرتا ہوا مارا گیا۔ اس کا بیٹا رتن سنگھ چتوڑ کا فرمانروا ہوا۔ دوسرے بیٹے کنھا جی نے ریاست نیپال پر قبضہ کیا۔ اور آج تک اسکی اولاد نیپال میں برسر اقتدار چلی آتی ہے۔ ہاراماون کرن نے بوندی کے راجہ جودھ راج سے شکست کھائی۔ لیکن ون کرن کے پوتے ناگ پال نے جودھ راج کے بیٹے رتن سنگھ کو شکست دے کر اس کا راج چھین لیا۔

بعد ازاں مسلمانوں نے چتوڑ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن بھون سی نے ان کو شکست دیکر پھر اپنی خاندانی عظمت کو بحال کر دیا۔ ان کے پڑپوتے لچھمن سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کا چتوڑ پر پھر قبضہ ہو گیا۔ بادشاہ جالور کے راجہ مال دیو سونگرا کو چتوڑ کا قلعہ سپرد کر کے دہلی کو چلا گیا اور لچھمن سنگھ کا بیٹا اجے سنگھ کیلواڑہ میں رہنے لگا۔ بعد ازاں ہمیر نے نہ صرف چتوڑ پر ہی قبضہ حاصل کر لیا۔ بلکہ تمام میواڑ پر اپنا تسلط جما لیا۔ اس خبر کو سنکر راجپوتانہ کے تمام تاجدار بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے ظلم سے سب تنگ آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے پھر چتوڑ پر حملہ کیا۔ تو جے پور۔ جودھ پور۔ گوالیار۔ بوندی۔ چندیری۔ [illegible]

دروازے کھول دئے۔ اور تلواریں سونت کر دشمنوں پر پل پڑے۔ ایک ایک نے سینکڑوں کو پیوند خاک بنایا۔ اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہوئے سب کے سب میدان جنگ میں شہید ہو گئے ایک بھی زندہ نہ بچا۔

شیلاوت کی ایک رانی حاملہ ہونے کی وجہ سے امبا بھوانی کی زیارت کو گئی ہوئی تھی۔ اس کا نام پشپاوتی تھا اور وہ چندراوتی کے پرمار راجہ کی شاہزادی تھی۔ واپس آتے ہوئے اس نے راستہ میں ہی اپنے خاندان کی بربادی کے حالات سُنے۔ برہمنوں کے منع کرنے پر اس نے ستی ہونے کا خیال ملتوی کر دیا۔ اور بقائے نسل کے واسطے حمل کے بچہ کی جان کی حفاظت کے خیال سے بیر نگر میں جا چھپی۔ میعاد معینہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ مہارانی نے اسے کملاوتی نام ایک برہمنی کے سپرد کیا۔ اور خود ستی ہو گئی۔ اس لڑکے کا نام کیشواوت رکھا گیا۔ اور عام لوگ اسے گوہ کہتے تھے۔ اس نے جوان ہو کر بھیلوں کے راجہ منڈلیک سے ایدر کی ریاست چھین لی۔ اور اس کی اولاد کئی پشت تک وہاں حکومت کرتی رہی۔ راجہ ناگاوت کے عہد میں اس ملک کے بھیلوں نے حملہ کر کے بادشاہی خاندان کو تباہ کر دیا۔ ایک بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ناگاوت کے کم سن پوتے باپا کی جان اسی کملاوتی برہمنی کی اولاد نے بچائی۔ جس نے راجہ گو کی پرورش کی تھی۔

باپا جوان ہوا۔ تو اس کے نانا مان سنگھ والی چتوڑ نے جو موری خاندان کا راجپوت تھا۔ چتوڑ کا راج اس کو دے دیا۔ اس وقت سے بجائے ایدر کے یہ خاندان چتوڑ میں حکومت کرنے لگا۔ باپا کی کئی پشتوں کے بعد راجہ کھمان چتوڑ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بہت شجاع و دلیر تھا۔ اس نے ۲۴ مرتبہ بغداد کے خلیفہ ماموں کو شکست دی۔ اور ہندوستان میں اس کے پاؤں جمنے نہ دئے۔ اس کی کئی پشتوں کے

جاگیر دیدی۔

موکل جی کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور وہ گاگرون کے کھیچی راجہ سے بیاہی گئی۔ اس نے شادی کے وقت درخواست کی۔ کہ جب کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے۔ تو میواڑ سے مدد ملجائے۔ چنانچہ ۱۴۲۹ء میں مالوہ کے بادشاہ ہوشنگ نے گاگرون پر حملہ کردیا۔ اور حسب وعدہ موکل جی امداد کے لئے اپنی سپاہ لے کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں چاچا اور میرا نے جو رانا کے دادا کھیت سی کے خواص زادہ تھے۔ موکل جی کو قتل کردیا۔ اور میواڑ پر قبضہ کرنے کے لئے چتوڑ کیطرف بڑھے۔ اس خبر کو سنکر سرداروں نے کنھا جی کے راج تلک کی رسم ادا کردی۔ اور جودھ پور کے مہاراجہ رڈمل کو اپنی مدد کے لئے بلالیا۔ اس کی مدد سے سرداروں نے چاچا اور میرا کو بمعہ ان کی سپاہ کے میدان جنگ میں تہ تیغ کردیا۔

رانا کنھا جی ابھی کم سن تھا۔ اس لئے رڈمل ریاست کا انتظام کرتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد میواڑ کے سرداروں کے دل میں شک پیدا ہوگیا کہ رڈمل ریاست میواڑ کو غصب کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے چونڈا جی کو اطلاع دی۔ اس نے یک لخت دھاوا کرکے رڈمل کو قتل کرکے قلعہ چتوڑ پر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور رڈمل کے بیٹے جودھا جی نے بھاگ کر اور جنگلوں میں چھپ کر اپنی جان بچائی اس طرح سے ریاست جودھپور پر بھی سیسودیوں کا قبضہ ہوگیا۔ پانچ سال بعد جودھا جی نے اپنا ملک واپس لیا۔ سنہ ۱۵۱۲ء میں مالوہ کے بادشاہ محمود اور گجرات کے بادشاہ قطب الدین نے ملکر میواڑ پر حملہ کردیا۔ رانا کنھا جی ایک لاکھ سوار اور پیدل سپاہ اور چودہ سو ہاتھی لے کر ان کے مقابلہ کے لئے سرحد پر جا پہنچے۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد دونوں کو شکست دے کر بھگا دیا

یگری۔ کالپی اور آبو وغیرہ کے تمام راجاؤں نے ہمیر کو مدد دی اس لڑائی میں بادشاہ کو شکست ہوئی۔ راجہ ہری سنگھ سونگرا جسکی تحریک سے بادشاہ نے حملہ کیا تھا۔ ہمیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ بادشاہ پکڑا گیا۔ اور پانچ پرگنے و پچاس لاکھ روپیہ نقد دینے پر ہمیر نے اسکو رہا کیا۔ ہمیر نے اپنی کوشش سے ریاست میواڑ کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا۔ اور دوسو برس تک یہ ریاست متزلزل ہونے کے خطرے سے بالکل محفوظ رہی۔ مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان ایام میں ریاست چتوڑ کو جو کچھ عروج و کمال حاصل ہوا۔ ایسا پھر کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ اس زمانہ میں دہلی کی بادشاہت کمزور رہی۔ لیکن مالوہ اور گجرات کی سلطان حکومتیں بہت زیادہ زبردست تھیں۔ انہوں نے چتوڑ پر کئی بار حملے کئے لیکن یہاں کے تاجداروں نے ہمیشہ ان کو شکست دی۔

ہمیر کا تیسرا جانشین لکشن سنگھ بہت مشہور رانا ہوا۔ اسکو عام طور پر لکھاجی کہتے تھے۔ اسکے دیرات گڈھ کو تڑوا کر اس کی جگہ بدنور آباد کیا۔ نگروال کے سانکھلوں کو ابیر کے قریب شکست دی۔ دہلی کے بادشاہ نے حملہ کیا۔ لیکن بدنور کے قریب بادشاہی سپاہ کو شکست ہوئی۔ جاوہ میں ایک کان بر آمد ہوئی۔ اس کی آمدنی سے لکھاجی نے رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ لکھاجی کے بڑے بیٹے چونڈاجی نے بھیشم پتامہ کی طرح اپنے باپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے میواڑ کی حکومت کا استحقاق چھوڑ دیا۔ اور سو تیلے بھائی موکل جی کو راجہ بنایا۔ جب تک موکل جی کمسن رہے چونڈاجی مدار المہام کی حیثیت سے ملک کا انتظام کرتے رہے۔ لیکن بعد ازاں دشمنوں نے دونوں بھائیوں میں ان بن پیدا کر دی۔ اس سے ناراض ہو کر چونڈاجی مانڈو چلے گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے نو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی

اسے اور کام کی فرصت نہ مل سکی۔ اسکے تین بیٹے سنگرام سنگھ پرتھوی راج اور جیمل اور ایک چچازاد بھائی سورج مل میواڑ کی حکومت حاصل کرنے کے لئے جداگانہ طور پر کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ ان چاروں نے آپسمیں ہی لڑکر ریاست میواڑ کو بہت کمزور کر دیا۔ سنگرام سنگھ میں دلیری اور تدبر دونوں صفات موجود تھیں۔ لیکن جب کوئی مددگار نہ ہو۔ تو قابلیتیں کیا کرسکتی ہیں۔ بھائیوں کی کشمکش میں شکست کھاکر وہ اجمیر کے قریب شری نگر کی پہاڑیوں میں جا چھپا۔ اور وہاں کسی گڈریے کی عورت سے ایک روٹی جلا دینے کے بدلے اُسے ایسی ہی جھڑکی سہنی پڑی۔ جیسی کہ انگلستان کے بادشاہ الفرڈ اعظم کو سہنی پڑی تھی۔ اسکے بعد سنگرام نے شری نگر کے پنوار راجہ کرم چند کے پاس اپنی مصیبت کے دن گزارے۔

پرتھوی راج اگرچہ بہادر اور شجاع تھا۔ لیکن دوراندیش اور عقلمند نہ تھا رائے مل نے اُسے جلاوطن کر دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد الوہ کے بادشاہ ناصرالدین نے چتوڑ پر دھاوا کیا۔ تو پرتھوی راج نے ایک ہزار سواروں کی جمعیت لیکر بادشاہی فوج پر چھاپہ مارکر اسے تتر بتر کر دیا۔ رائے مل نے اس کا قصور معاف کرکے اپنے پاس رکھ لیا۔ لیکن چند دنوں بعد وہ سروہی کے راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اب رہ گئے جے مل جی۔ تھوڑا کے راؤ سرتان جی نے ان سے کہا کہ میرا ملک پٹھانوں نے چھین لیا ہے۔ اگر چھوڑا دو۔ تو اپنی بیٹی کی تجھ سے شادی کر دونگا۔ جے مل نے اپنا وعدہ پورا کرنے اور شادی سے پہلے ہی سرتان کی بیٹی سے ملنا چاہا۔ راؤ سے ناراض ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ لوگوں نے رائے مل سے کہا۔ اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے راؤ پر حملہ کر دو۔ رانا نے جواب دیا۔ ایک معزز راجپوت کی توہین کرنے والے اور اخلاق سے گرے ہوئے شخص کی یہی سزا ہے

کنبھا جی نے تعاقب کیا۔ اور محمود کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ دار الحکومت میں لے آیا۔ ابو الفضل رقم طراز ہے۔ کہ کنبھا جی نے محمود کی ایسی عزت کی جیسی بادشاہ بادشاہوں کی کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس کو چھوڑ دیا اور اس کا ملک بھی واپس کر دیا۔ اسی طرح سے کنبھا جی نے اپنے پڑوسیوں کو کمزور کر کے ریاست کی حدود پر تیس نئے قلعے بنوائے۔ ان سب میں کنبھل میر کا قلعہ نہایت ہی مضبوط اور دشوار گزار مقام پر واقعہ ہے۔ اسکے بعد کنبھا جی اور مالوہ کے بادشاہ نے ملکر دہلی کے بادشاہ کو شجاوائی کے علاقہ میں شکست دی۔ اور کچھ علاقہ بھی فتح کر لیا۔ جس میں شجاوائی کا کچھ حصہ تورانا چتوڑ نے لے لیا۔ اور جھار کا علاقہ مالوہ کے بادشاہ کو ملا۔

بعض مورخوں کا خیال ہے۔ کہ مہارانا کنبھا جی کو ان کے ہی ولیعہد سلطنت اودے سنگھ نے مار ڈالا۔ اور اس سے میواڑ کو بہت نقصان پہنچا۔ ورنہ کوئی تعجب نہ تھا۔ کہ مالوہ اور گجرات ریاست میواڑ میں شامل ہو جاتے۔ اور ہندوستان میں مغلوں کی سلطنت کے قدم نہ جمتے۔ گدی نشین ہوتے ہی اودے سنگھ نے اپنے اہل خاندان کو ناراض کر لیا۔ اس کمزوری کی کسر پوری کرنے کے لئے اجمیر کا علاقہ راٹھوڑوں کو دے دیا۔ اور سروہی کے زبردست چوہان راجہ کو آزادی کی سند عطا کر دی جو پہلے میواڑ کا باجگزار تھا۔ ان باتوں سے ناراض ہو کر سرداروں نے اودے سنگھ کا ہاتھ پکڑ کر راج گدی سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کے چھوٹے بھائی رائے مل کے ہاتھ میں عنان حکومت دے دی۔ رائے مل بڑا عقلمند رانا تھا۔ اور اس میں سلطنت کو عروج و کمال پر پہنچانے کی سب قابلیتیں موجود تھیں۔ لیکن خانگی تنازعوں کے باعث اسے خاطر خواہ کام کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ مالوہ اور گجرات کے بادشاہوں نے ملکر میواڑ پر دھاوا بول دیا۔ لیکن رائے مل نے انہیں شکست دیکر بھگا دیا۔ اور پھر خانگی جھگڑوں میں ایسا الجھا۔ کہ

ملتان کے صوبہ دار کی سازش اور امداد سے بارہ ہزار سوار اور ایک توپخانہ کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودی کی ایک لاکھ سپاہ کو شکست دیکر دہلی اور آگرہ کا مالک بن بیٹھا۔ دوسرے سال مہارانا سنگرام سنگھ نے اسے ہندوستان سے نکالنے کے لئے راجستھان کے تمام راجاؤں کو ہمراہ لیا۔ اور دہلی پر حملہ کر دیا۔ بابر بھی پچاس ہزار فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ سیسودیوں نے بیانہ کو جا گھیرا اور بابر کی بیرہ ہزار سپاہ کو قتل کر کے آگے بڑھے۔ بابر نے دو ہزار فوج اور روانہ کی سیسودیوں نے وہ بھی قتل کر دی۔ مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے ایک نجومی نے بھی مشہور کر دیا۔ کہ بابر کو شکست ہو گی۔ لیکن بادشاہ کے دل میں بہادری اور بیباکی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ ذرا نہ گھبرایا۔ مگر فوج کے حوصلے پست دیکھکر بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور رانا کی طرف سے رائے سین کا رانا سیدی صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بابر کے پاس گیا۔ وہ بادشاہ سے مل گیا۔ اور بابر نے صلح کی شرائط نامنظور کر دیں۔ فتح پور سیکری کے میدان میں لڑائی شروع ہوئی۔ سیدی تیس ہزار سپاہ لے کر راجپوتوں پر ٹوٹ پڑا جس کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ یہ حال دیکر سانگا تشویش میں پڑ گیا۔ کہ نہ معلوم کون کون راجہ بابر سے ملے ہوئے ہیں۔ وہ اس خیال سے کہ اپنی طاقت کو جمع کر کے پھر بابر سے لڑونگا۔ دن تھمی کے ساتھ جنگ نہ کر سکا۔ اسے شکست ہوئی۔ اور بڑے بڑے سردار سب مارے گئے۔ سیدی نے اس لئے دغابازی کی تھی۔ کہ اس فتحیابی سے سانگا تمام ہندوستان کا مہاراجہ اور سمراج بن جائیگا۔ اور مجھے اس کا باجگزار بنکر رہنا پڑے گا اس شکست کے غم میں ہی رانا سانگا چندماہ کے اندر اندر گھل کر مر گیا مہارانا سانگا کے بعد رتن سنگھ نے اپنے چھوٹے بھائی بکرماجیت کو مرتھبو کا

رائے مل کے چچازاد بھائی سورج مل نے میواڑ پر قبضہ حاصل کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار وہ ریاست کی دکنی سرحد پر ایک ہزار گاؤں و بانیچھا۔ اور پرتاب گڑھ ریاست کا بانی مبانی ہوا۔

اسی طرح سے تمام رکاوٹیں دور ہوجانے پر سنگرام سنگھ کو اپنے باپ کے پاس آجانے کا موقعہ مل گیا۔ سنہ ۱۵۰۹ء میں مالوہ کا بادشاہ راجہ چندرسین مہانروائے امیر سے شکست کھاکر بھاگتا ہوا چتوڑ چلا آیا۔ مہارانا رائے مل نے اسے بحفاظت تمام مانڈو میں پہنچا دیا۔ رائے مل نے سروہی کے چوہانوں کو آبو کا پہاڑ اپنی لڑکی کے جہیز میں دے دیا۔ اور آج تک انہیں کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ رائے مل کے بعد سنگرام سنگھ نے میواڑ کی گدی کو زینت دی۔ رفتہ رفتہ راجستھان کے تمام فرمانرواؤں اور گوالیار چندیری۔ کالپی وغیرہ کے راجاؤں نے ان کی ماتحتی قبول کرلی۔ میواڑ کو اتنی ترقی ہورہی تھی۔ اُدھر دہلی کی سلطنت ازحد کمزور ہوگئی۔ تمام صوبہ دار خودمختار بن بیٹھے۔ ان صوبہ داروں میں مالوہ اور گجرات کے حکمران بہت زور پکڑ گئے تھے۔ انہوں نے اب ملکر میواڑ پر حملہ کیا۔ مہارانا سنگرام سنگھ مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کی فوج میں سات بڑے راجہ نو راؤ ایک سو چار رانیں اور راوت شامل تھے۔ اسی ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھی بھی تھے۔ اس سے چتوڑ کی عظمت بخوبی ذہن نشین ہوسکتی ہے۔ مہارانا نے دونوں بادشاہوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اس کے بعد کرم چند کو اجمیر کا پٹہ کردیا۔ مہارانا نے مالوہ اور دہلی کے بادشاہوں کو ۱۸ مرتبہ شکست دی۔ ان میں سے باکرولی اور گاگرون کی لڑائیوں میں دہلی کا بادشاہ ابراہیم لودھی بذات خود شامل تھا۔ ان لڑائیوں کے بعد مہارانا نے بیانہ کے پاس پیلا کھال نالے کو اپنی ریاست کی شمالی سرحد مقرر کرلیا۔

سنہ ۱۵۲۶ء میں ترکستان کی بادشاہت سے محروم ہوچکے ہوئے بابر نے

اور چتوڑ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔
بن بیر خواص زادہ تھا۔ اس لئے بسودہ سردار اسکے ماتحت رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ چند سرداروں نے کونبھل میر میں جاکر اودے سنگھ کی راج کی رسم ادا کردی۔ اور چتوڑ پر حملہ کر دیا۔ بن بیر مقابلہ کی تاب نہ لاکر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ اور اودے سنگھ چتوڑ میں حکومت کرنے لگا۔ اودے سنگھ کو چتوڑ کی حکومت دلوانے میں جودھ پور کے راؤ مالدیو نے بھی مدد کی تھی۔ لیکن پھر جلدی ہی ان دونوں میں عداوت پیدا ہوگئی۔ اور مالدیو نے چتوڑ کے کئی پرگنوں پر قبضہ کرلیا۔ اودے سنگھ نے سب واپس چھڑائے لیکن کوسی عقل ہاتھ نہ آیا۔ بعد ازاں جب شیر شاہ سوری نے مالدیو کو شکست دیکر دو برس جودھ پور پر قبضہ رکھا۔ تو اودے سنگھ نے وہ پرگنہ بھی لے لیا۔ شیر شاہ کے مرنے پر مالدیو نے جودھ پور اور اجمیر پر قبضہ کرلیا۔ اور رانا اودے سنگھ کو اجمیر مینا ناگوار گزرا۔ کیونکہ اس کو وہ اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ اس نے حملہ کردیا۔ لیکن راٹھور جان توڑ کر لڑے اجمیر نہ چھوڑا۔ مگر سلیم شاہ نے مالدیو سے اجمیر چھین کر راٹھوروں اور سیسودیوں کے جھگڑے کو مٹا دیا۔ اور سلیم شاہ کے مرنے پر اجمیر۔ ناگور اور رنتھمبور اکے قلعے اودے سنگھ نے فتح کرلئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد حاجی خان نے چتوڑ اور جودھ پور کی ناراضگی سے فائدہ اٹھاکر اجمیر اور ناگور پر قبضہ کرلیا۔ اور اس سے اکبر نے فتح کرلئے۔ راجپوتانہ میں اکبر کی طاقت بڑھتی ہوئی دیکھکر رانا نے قلعہ چتوڑ کی مرمت کروائی۔ سامان حرب وضرب بہت زیادہ بڑھا لیا۔ یہ سنے ہندو مسلمان روساء جن کی ریاستیں اکبر نے چھین لی تھیں اودے پور چلے آئے۔ اور باقی سب راجے دہلی دربار میں حاضر رہنے لگے۔ لیکن اودے سنگھ نے کبھی خیال بھی نہ کیا تھا۔ اس لئے اکبر کے دل میں چتوڑ کا راج گھرانا

قلعہ دے دیا۔ اور اس نے بابر کو کہا۔ اگر مجھے چتوڑ کی گدی دلوا دو تو رنتھمبو کا قلعہ آپ کے حوالے کر دونگا۔ لیکن بابر سیسودیوں کی بہادری دیکھ چکا تھا۔ اس نے انکار کر دیا۔ رتن سنگھ بوندی کے راجہ سورج مل کے ہاتھ سے مارا گیا اور بکرماوت کو خود بخود ہی گدی مل گئی۔ یہ بہت عیش پرست تھا۔ گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ سے شکست کھائی۔ پھر بھی اسے ہوش نہ آیا۔ گجرات اور مالوہ کے حکمرانوں نے ملکر دوسرا حملہ کیا۔ ان کا ارادہ تھا۔ کہ بعد فتحیابی کے میواڑ کا ملک آدھا آدھا تقسیم کر لینگے۔ یہ خبر عام راجپوتانہ میں پھیل گئی۔ اور جہاں جہاں کوئی سیسودیہ بیٹھا تھا۔ اپنے ملک کو بچانے کی خاطر ہتھیار باندھکر چل پڑا۔ بوندی۔ آبو۔ جالور اور پرتاب گڈھ کے راجے بھی مدد کے لئے آپہنچے۔ بہادر شاہ نے چتوڑ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک سرنگ کھدوا کر قلعہ کا دروازہ بمعہ برج کے اُڑا دیا۔ اور اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن راجپوتوں نے پیچھے ہٹا دیا۔ اور اس لڑائی میں بوندی کا راؤ بمعہ پانچ سو رما راؤوں کے کام آیا۔ دوسرے دن کی لڑائی میں درگا داس چونڈاوت اپنے دو جانباز سرداروں ستاجی اور دودا جی کے ساتھ شہید ہو گیا۔ اب سیسودیوں نے مہارانا بکرماوت اور اس کے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو بھگا دیا۔ تاکہ نسل باقی رہے۔ اور اس لڑائی کی خاطر پرتاب گڈھ کے راول جاگھ سنگھ کو گدی پر بٹھایا اس نے ساکا کرنے کا حکم دیا بارہ ہزار راجپوتنیاں چتا کی آگ میں جلکر راکھ ہو گئیں باگھ سنگھ نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور تمام راجپوت دشمنوں کو پیوند خاک بناتے ہوئے سب کے سب شہید ہو گئے۔ اس لڑائی میں ۳۲ ہزار راجپوت کام آئے۔ اور چتوڑ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ہمایوں نے مندسور کے قریب بہادر شاہ کو شکست دی اور بکرماوت نے چتوڑ پر قبضہ کر لیا۔ اس کو بن بیر نے قتل کر دیا

دلیری کا سکہ بیٹھ گیا۔ جن مسلمان مورخوں نے اس لڑائی کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ راجپوتوں کی جانبازی اور بہادری کا انہوں نے اعتراف کیا ہے اکبر نے جیمل اور پتا کی تصویر دہلی کے قلعے میں بطور یادگار کے رکھی آصف خاں کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کرکے اکبر اجمیر کو چلا گیا۔ رانا اودے سنگھ یہ سنکر میواڑ میں آیا۔ اور سوائے چتوڑ کے تمام میواڑ پر قبضہ کرکے حکومت کرنے لگا۔ اس نے اودے پور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اودے سنگھ کے بعد اس کے کہنے کے مطابق جگ مال گدی نشیں ہوگیا۔ لیکن ہر ایک سردار نے اس کا ایک ایک ہتھیار لے لیا۔ اور گدی کے سامنے بٹھا کر کہا۔ آپ کی جگہ یہ ہے۔ غلطی سے بڑے بھائی کی جگہ بیٹھ گئے ہیں اور پرتاب سنگھ کو گدی پر بٹھا کر راج تلک کی رسم ادا کردی۔ ان کے عہد میں میواڑ پر بڑی بڑی مصیبتیں نازل ہوئیں۔ رعیت نے بہت تکلیف پائی۔ ملک اجاڑ بن گیا۔ لیکن مہارانا پرتاب کی بہادری اور دانشمندی کا ہر شخص اعتراف کریگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں سارا ہندوستان اکبر کی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ بڑے بڑے سرکشوں نے مغل اعظم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا۔ لیکن پرتاب نے مرتے دم تک اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔ سنہ ۱۶۷۲ء میں بادشاہ نے بہت بڑی جمعیت سے کر میواڑ پر حملہ کردیا۔ اکبر خود اجمیر میں رہا۔ لیکن راجہ مان سنگھ کی سرکردگی میں اپنی سپاہ پرتاب کو مغلوب کرنے کے لئے روانہ کردی۔ بہت سے مقامات پر معرکہ آرائیاں ہوتے ہوئے بادشاہی فوج ہلدی گھاٹ میں جا پہنچی۔ جہاں مہارانا پرتاب بائیس ہزار دلیر راجپوتوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار بیٹھا تھا۔ ایک طرف ہندوستان بھر کی متحدہ طاقت اور اسکے ساتھ جے پور۔ جودھ پور۔ بوندی اور سروی کے راجے اپنی اپنی سپاہ لے ساتھ شامل ہوئے۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی

کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ اکبر نے تقاضا کیا اور باقی راجاؤں نے بھی سمجھایا۔ تو اودے سنگھ نے اپنے چھوٹے بیٹے شکت سنگھ کو بھیج دیا۔ اکبر کا دل مطمئن نہ ہوا۔ وہ چتوڑ پر حملہ کرنے کے بہانے ڈھونڈنے لگا۔ لیکن شکت سنگھ کی موجودگی اسے کچھ کرنے نہ دیتی تھی۔ ایک دفعہ مالوہ میں پٹھانوں نے فساد برپا کر دیا۔ اکبر اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں اسکی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ راجپوتانہ کے سب راجے ہمارے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن اودے سنگھ غفلت کی نیند میں ایسا مدہوش ہو رہا ہے۔ کہ اسکو اپنی حفاظت کا بھی خیال نہیں

سپاہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ ابھی تک سال نہ گذرا تھا۔ کہ جہانگیر نے ایک بہت بڑی جمعیت سپہ سالار عبداللہ کی زیر سرکردگی میواڑ پر حملہ کرنے کو بھیجی لیکن مہارانا نے اسے بھی شکست دیکر اپنی ریاست کی حدود سے باہر نکال دیا۔ اسی طرح کامیابی نہ دیکھکر جہانگیر نے پرتاب کے بھائی سگر کو چتوڑ کا راجہ بنایا۔ تاکہ سیسودیوں میں نفاق کی آگ مشتعل ہوجائے۔ مگر انہوں نے اسکی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ مہارانا امر سنگھ کے دباؤ ڈالنے پر سگر گدی چھوڑ کر بھاگا۔ اور چتوڑ۔ رنتا اور گڑھی پر بھی مہارانا کا قبضہ ہوگیا۔ چتوڑ ہاتھ آجانے سے سیسودیوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے لیکن اب جہانگیر خود میواڑ پر چڑھ آیا۔ اجمیر میں ڈیرے لگادے اور شاہزادہ پرویز کو شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اسی طرح سے سترہ لڑائیوں میں مہارانا امر سنگھ نے بادشاہی فوج کو شکست دی۔ لیکن ہر ایک لڑائی میں سیسودیوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ تمام بڑے بڑے سردار ایک ایک کرکے مارے گئے۔ بادشاہ کو اس کمزوری کا علم تھا۔ اس نے اب شاہزادہ خرم کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ میواڑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے کئی مقامات پر راجپوتوں کو شکست دی۔ اور تمام میواڑ پر قبضہ کرلیا۔ اس لئے میواڑ کے سرداروں کے مشورہ سے مہارانا نے جہانگیر کے ساتھ عہدنامہ کرلیا جس میں سیسودیوں نے مغلوں کی عظمت کو تسلیم کرلیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۶۱۴ء میں ہوا۔ سنہ ۱۶۱۴ء تک میواڑ کے مہارانا مغلوں کے دربار میں آتے جاتے رہے۔ لیکن مہارانا راج سنگھ نے گدی نشین ہوتے ہی بادشاہی علاقہ مان پور پر حملہ کردیا۔ شاہجہان نے چشم پوشی کردی اسکے تین سال بعد شاہجہان کے بیٹوں میں تخت دہلی کی بابت تنازعہ پیدا ہوا۔ تو اورنگ زیب نے رانا سے مدد مانگی۔ مگر اس نے بادشاہ کے خلاف ہونا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ رام پورہ کے علاقہ پر قبضہ کرلیا۔ اور

ریاست میواڑ کا مالک پرتاب ہلدی گھاٹی اور چیونڈ کا مقابلہ تھا۔ لیکن سیسودیوں نے بغیر لڑے کٹے اور خون بہائے میواڑ کی زمین کا ایک چپہ بھی اکبر کو نہ دیا۔ بادشاہی سپہ سالاروں کا خیال تھا۔ کہ یہاں پرتاب کو زندہ پکڑ لینگے۔ اس لئے وہ رہ رہ کر پرتاب پر حملہ کرتے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیتے تھے۔ لیکن وہ ہر مرتبہ بادشاہی سپاہ کو منتشر کر دیتا تھا۔ ہلدی گھاٹ کی لڑائی میں چودہ ہزار راجپوت اپنی آزادی کی خاطر شہید ہو گئے۔ باقیماندہ سرداروں نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو پرتاب کو مجبور کیا۔ کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اپنی طاقت بحال کر کے پھر بادشاہ سے مقابلہ کرینگے۔ لیکن پرتاب نہ مانتا تھا۔ آخر جھالا واڑ کے سردار نے کلغی پرتاب سے چھین کر اپنے سر پر رکھ لی۔ بادشاہی فوج اسپر ٹوٹ پڑی اور پرتاب میدان سے نکل کر بھاگ گیا۔ اس لڑائی کے بعد برسات کی وجہ سے اکبر جلد دلی کو چلا گیا۔ ادھر پرتاب نے اپنے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بیس سال زندہ رہا۔ لیکن اس کا دل خوش نہ ہوا۔ کیونکہ چتوڑ کے قلعہ کی دیواروں پر اکبر کا جھنڈا ہر اتا ہوا اسے ناگوار گزرتا تھا۔ اس نے پرن کیا تھا۔ کہ جب تک چتوڑ واپس نہ لینگے۔ اور دہلی کی وہی حالت نہ کرلینگے پلنگ پر سونا تھال میں کھانا کھانا اور فوج کے آگے نقارہ رکھنا تم ہے یہ قسم اب تک چلی آتی ہے۔ پرتاب کے بعد ۱۶۵۳ء میں اس کے بڑے بیٹے امر سنگھ نے اودے پور کی گدی کو زینت دی۔ اکبر آٹھ سال زندہ رہا۔ پھر اس نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ اور جہانگیر بھی چار سال خاموش رہا۔ ۱۶۱۵ء میں اس نے بہت بڑی جمعیت کے ساتھ میواڑ پر حملہ کر دیا مہارانا امر سنگھ باوجود خبر ہونے کے بھی قلعہ میں مست پڑا رہا۔ آخر سلومبرا کے سردار نے محلوں میں گھس کر رانا کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ اور میدان جنگ کی طرف لے چلا۔ اس لڑائی میں سردار کاہن سنگھ جی نے بادشاہی

گھاٹی کے پاس کیمپ لگائے پڑا تھا۔ یک لخت حملہ کر کے بادشاہ کو بھی شکست دی۔ اور اسے بھی سامان حرب وضرب چھوڑ کر اجمیر کی طرف بھاگنا پڑا۔ اسکے بعد راجپوتوں نے چتوڑ پر حملہ کر کے ان فوجوں کو میواڑ کی سرزمین سے باہر کیا۔ جو بادشاہ پہلے فتح کر چکا تھا۔ اس طرف سے بے فکر ہو کر رانا بھیم سنگھ فتح کے پھریرے اڑاتا سورت تک جا پہنچا۔ اسی طرح سے وزیر دیاں داس مالوہ کو فتح کرتا ہوا نربدا اور بتوا تک چلا گیا۔ سارنگ پور ویواس۔ سیرونج۔ مانڈو۔ اجین اور چندیری وغیرہ بادشاہی قلعوں پر میسودیوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ چتوڑ پر شاہزادہ معظم کو جے سنگھ اور دیانداس نے شکست دیکر انتنبور کی طرف بھگا دیا۔ سورتہ سے وٹھل بھیم سنگھ نے شاہزادہ اکبر اور سپہ سالار تہور خاں کو کئی شکستیں دیکر مغلوب کیا۔ اور اکبر اورنگ زیب سے ناراض ہو کر دکن میں چلا گیا۔ وہاں سمبھاجی سے جا ملا۔ اس سے اورنگ زیب کو بہت فکر پیدا ہوا۔ اور وہ صلح کر کے واپس دہلی چلا گیا۔

صلح نامہ کی شرائط ابھی طے نہ ہوئی تھیں۔ کہ راج سنگھ کا انتقال ہو گیا۔ اور جے سنگھ نے گدی نشین ہو کر بادشاہ سے صلح کر لی۔ جے سنگھ کے بعد رانا امر سنگھ نے ڈونگرپور بانسواڑہ اور بانسواڑہ کے میسودیوں کے ساتھ بلاوجہ بگاڑ پیدا کر لیا۔ انہیں ادے پور سے کچھ ہمدردی نہ رہی۔ جو آج تک چتوڑ کے نام پر خون بہاتے چلے آتے تھے۔

بادشاہ دہلی نے جے پور اور جودھ پور کی ریاستیں ضبط کر لی تھیں مہارانا امر سنگھ نے امداد دیکر انہیں واپس دلائیں۔ امر سنگھ کے بعد سنگرام سنگھ میواڑ کی گدی پر بیٹھا۔ یہ بہت دور اندیش۔ مدبر اور ملک قوم کا خیر خواہ تھا۔ اس کے زمانہ میں دہلی کی سلطنت از حد کمزور ہو کر

اورنگ زیب نے تخت نشین ہوکر اسکی نسبت کوئی نوٹس نہیں لیا جے پور
کے فرمانروا راجہ جے سنگھ اور جودھ پور کے مہاراجہ جسونت سنگھ
کے مرنے پر اورنگ زیب نے بے خوف ہوکر ہندوؤں پر جزیہ لگادیا
مہارانا راج سنگھ نے اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جودھ پور
کے کم سن راجہ اجیت سنگھ کو اورنگ زیب نے گرفتار کرنا چاہا۔ مہارانا
نے اس کی حفاظت کی۔ رد نپاگڈھ کی شاہزادی چنچل کماری کو مہارانا
نے اورنگ زیب کے ہاتھ پڑنے سے بچایا۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی باتوں
سے ناراض ہوکر اورنگ زیب نے راجپوتانہ کی تمام ریاستوں کو تباہ کر
دینے کا عزم بالجزم کر دیا۔ اور اس مہم کی امداد کے لئے اپنے بیٹے
اکبر کو بنگال سے معظم کو کابل سے اور معظم کو دکن سے بمہ تمام سپاہ
کے بلایا۔ اور سلطنت دہلی کی ساری طاقت میواڑ پر اٹھائی۔ بادشاہ
چتوڑ مانڈل گڈھ۔ مندسور جیون وغیرہ قلعوں کو فتح کرتا ہوا بڑھتا
چلا گیا۔ کسی نے بھی رکاوٹ نہ کی۔ اور فتح کی خوشیاں مناتا جنوبی
مغربی پہاڑیوں تک جا پہنچا۔ جہاں راج سنگھ مقابلہ کے لئے
تیار بیٹھا تھا۔

شاہزادہ اکبر پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ ادے پور جا پہنچا۔ کسی
نے بھی مزاحمت نہ کی۔ جب بے فکر ہوکر بیٹھ گیا۔ تو راجکمار جے سنگھ
نے اچانک حملہ کرکے تمام سپاہ تہ تیغ کر دی اور اکبر گرفتار ہو گیا۔
صلح کرنے پر اسے رہائی ملی۔ بادشاہی فوج کے دوسرے حصے نے
دلاور خاں سپہ سالار کی زیر سرکردگی مارواڑ کیطرف سے میواڑ پر
حملہ کر دیا۔ اسکو رانا کے سرداروں بکرم سنگھ سونکی اور گوپی ناتھ
راٹھور نے شکست دی اور سامان حرب و ضرب چھین کر واپس بھگا
دیا۔ مہارانا راج سنگھ نے اورنگ زیب پر حملہ کر دیا۔ جو دیواری

۵	گیوا	۱۵	جسونت سنگھ
۶	سوم داس	۱۶	کھمن سنگھ
۷	گنگا سنگھ	۱۷	رام سنگھ
۸	اودے سنگھ	۱۸	شو سنگھ
۹	پرتھوی راج	۱۹	دیپ سنگھ
۱۰	اسکرن	۲۰	فتح سنگھ
۱۱	سہس مل	۲۱	جسونت سنگھ
۱۲	کرم سنگھ	۲۲	دیپ سنگھ
۱۳	پنجا	۲۳	اودے سنگھ
۱۴	گردھر	۲۴	سری مہاراول بجے سنگھ صاحب بہادر فرمانروائے حال

اودے پور کے مہارانا کرن سی کے بھائی بھرت جی کا بیٹا رایپ جی جب میواڑ کی گدی پر بیٹھا۔ تو کرن سی کا بیٹا مایپ جی مایوس ہو کر دکن کی پہاڑیوں میں رہنے لگا۔ اسکی چوتھی پشت میں راول بیر سنگھ نے ڈونگا نامی ایک مشہور بھیل کو مار کر موجودہ ریاست کی بنیاد ڈالی بیر سنگھ کے پوتے ڈونگر سنگھ کے نام پر اس ریاست کا نام ڈونگرپور مشہور ہوا۔ آٹھویں جانشین اودے سنگھ تک ڈونگرپور کے راجگان عموماً اودے پور کے تابع رہے۔ لیکن پرتھوی راج اور اس کے بھائی جگ مال کے درمیان ریاست کی بابت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اور اس فساد کی وجہ سے گجرات کے سلطان بادشاہ کو ڈونگرپور پر حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ اس نے پرتھوی راج کو مجبور کر کے آدھی ریاست جگ مال کو دلوادی۔ اور اس نے بانسواڑہ کی ریاست قائم کی۔ مہاراجہ کھمن سنگھ کے

اس کی عمارت گرنے کو تھی۔ راجپوتانہ کی باقی ریاستوں نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھاکر اپنی ریاستوں کو دوگنا سے بھی زیادہ وسیع کر لیا۔ لیکن پرتاپ سنگھ نے ایسا نہیں کیا۔ بگت سنگھ کے عہد میں جے پور اور جودھ پور کے ساتھ عہدنامے ہوئے۔ اور انہوں نے میواڑ کو اپنا سردار تسلیم کیا۔ لیکن اسی زمانہ میں دہلی کا نظام حکومت مرہٹوں کے ہاتھ آگیا۔ اور انہوں نے راجپوتانہ کی ریاستوں کو بہت دق کیا۔ تمر یگاسب سے ہی خراج لینا قبول کرایا۔ چنانچہ میواڑ سے بھی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ خراج لیا گیا۔ ارسی جی کے عہد میں چند سرداروں نے ہم مشورہ ہوکر ایک اور دعویدار سلطنت پیدا کر دیا۔ اور اپنی امداد کے لئے مادھو راؤ سیندھیا کو بلاکر میواڑ پر حملہ کر دیا۔ ارسی نے اسے شکست دی۔ سیندھیا نے دوسری مرتبہ پھر حملہ کیا اور ارسی نے ۶ لاکھ روپیہ دیکر صلح کر لی۔ سنہ ۱۸۴۳ء میں راٹھوڑوں اور کچھواہوں نے ملکر سیندھیا کی طاقت توڑ دی۔ اس لئے مہاراناادے پور کو اپنا وہ علاقہ واپس لینے کا موقعہ مل گیا۔ جو پچھلے دنوں مرہٹے دبا چکے تھے۔ سنہ ۱۸۷۴ء میں مہاراناسجن سنگھ نے راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کے ساتھ سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ تب سے جنگ جدل کے دور کا خاتمہ ہوا۔ اور اہل ہند اشاعت تعلیم و سوشل اصلاح کے کاموں کی طرف راغب ہوئے۔

ریاست ڈونگرپور

۱ ڈونگر سنگھ ۲ کانہڑ دیو
۱ کرم سی ۲ پتا

پرتاب سنگھ نے دہلی کے بادشاہ اکبر کی ماتحتی منظور کی۔ لیکن لڑکے پرتاپ اگرسین نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اسکے بعد بانسواڑہ کے حکمران کبھی دہلی اور کبھی میواڑ کے ماتحت رہے۔ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں اس ریاست کو بھی بہت کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا اور ہمیشہ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ سنہ ۱۸۱۸ء میں یہ ریاست سرکار انگریزی کی حمایت میں آئی۔ تب تمام جھگڑوں کا خاتمہ ہوا۔

ریاست پرتاب گڑھ

۱ کھیم سنگھ	۲ پرتاب سنگھ سمت ۱۹۳۰
۲ سورج مل	۱۲ پرتھوی سنگھ سمت ۱۷۶۲
۳ باگھ سنگھ سمت ۱۵۸۷	۱۳ راہم سنگھ سمت ۱۷۷۳
۴ رائے سنگھ سمت ۱۵۹۲	۱۴ ابید سنگھ سمت ۱۷۷۳
۵ بیکاجی سمت ۱۶۰۹	۱۵ گوپال سنگھ سمت ۱۷۷۹
۶ بیج سنگھ سمت ۱۶۳۳	۱۶ سالم سنگھ سمت ۱۸۱۴
۷ مان سنگھ سمت ۱۶۵۰	۱۷ سامنت سنگھ سمت ۱۸۳۱
۸ سنگھ جی سمت ۱۶۶۰	۱۸ دیپت سنگھ سمت ۱۹۰۰
۹ جسونت سنگھ سمت ۱۶۹۰	۱۹ اودے سنگھ سمت ۱۹۲۰
۱۰ ہری سنگھ سمت ۱۷۶۹	۲۰ سری مہاراول رگھوناتھ سنگھ بہادر فرمانروائے حال

چتوڑ کے مہارانا موکل جی کے بعد اس کا بڑا بیٹا کیتھا جی چتوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ دوسرے بیٹے کھیم سنگھ کو سامدری کا ٹھکانہ جاگیر میں ملا

عہد تک ڈونگرپور کے حکمران کبھی دہلی کے بادشاہوں کی ماتحتی قبول کر لیتے تھے۔ اور کبھی اودے پور کے مہاراناؤں کے باجگزار بن جاتے تھے مہاراجہ رام سنگھ نے اپنی ریاست کو بہت ترقی دی۔ اس نے نئے نئے آئین و قوانین جاری کر کے عمدہ طریق سے انتظام کیا۔ اسکے بعد دیری شال اور فتح سنگھ کے عہد میں مرہٹوں کے فسادات شروع ہوئے۔ اس وقت بہت بدامنی رہی۔ یہ فسادات سمت ۱۸۷۶ میں بند ہوئے۔ جب مہاراجہ جسونت سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ کر کے اسکی عظمت کو تسلیم کیا۔ اس وقت سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ برقرار چلی آتی ہے۔

ریاست بانسواڑہ

۱	جگمال	۱۰	بشن سنگھ
۲	پرتاب سنگھ	۱۱	پرتھوی سنگھ
۳	کلیان سنگھ	۱۲	جے سنگھ
۴	اگرسین	۱۳	امیر سنگھ
۵	اودے بھان	۱۴	بھوانی سنگھ
۶	سمر سنگھ	۱۵	بہادر سنگھ
۷	کشل سنگھ	۱۶	لچھمن سنگھ
۸	مجیب سنگھ	۱۷	سری مہاراول تیمجھ سنگھ بہادر
۹	بھیم سنگھ		فرمانروائے حال

ڈونگرپور کے مہاراول پرتھوی راج کے چھوٹے بھائی جگمال نے سمت ۱۵۹۵ میں آدھا راج لیکر اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ سمت ۱۶۰۸ میں

۳	رائے پال	۱۹	چندرسین سمت ۱۶۱۹
۴	کنھ سمت ۱۲۹۱	۲۰	اوے سین سمت ۱۶۴۱
۵	جالن سمت ۱۳۰۲	۲۱	شور سنگھ سمت ۱۶۵۲
۶	چھاڑا سمت ۱۳۳۶	۲۲	گج سنگھ سمت ۱۶۷۶
۷	ڈھیر سمت ۱۳۴۵	۲۳	جسونت سنگھ سمت ۱۹۲۹
۸	کانھڑدیو سمت ۱۳۸۱	۲۴	اجیت سنگھ سمت ۱۷۳۶
۹	ملی ناتھ	۲۵	ابھے سنگھ سمت ۱۷۸۰
۱۰	بیرم دیو سمت ۱۳۸۱	۲۶	رام سنگھ سمت ۱۸۰۶
۱۱	چونڈا	۲۷	بخت سنگھ سمت ۱۸۰۷
۱۲	ستا سمت ۱۴۶۶	۲۸	بجے سنگھ سمت ۱۸۰۹
۱۳	رڈمل سمت ۱۴۷۹	۲۹	بھیم سنگھ سمت ۱۸۵۰
۱۴	جودھا سمت ۱۴۹۳	۳۰	مان سنگھ سمت ۱۸۶۰
۱۵	سانتل سمت ۱۵۴۸	۳۱	تخت سنگھ سمت ۱۹۰۰
۱۶	سوج مل سمت ۱۵۴۸	۳۲	جسونت سنگھ سمت ۱۹۲۹
۱۷	گانگاجی سمت ۱۵۷۲	۳۳	سری راجہ ہمیر سنگھ صاحب بہادر
۱۸	مال دیو سمت ۱۵۸۸		فرمانروائے حال

سیاجی کے بعد اس کا بیٹا جسونت راٹے قنوج کی گدی پر بیٹھا۔ اس کا سوتیلا بھائی انتھان جی اپنے دو بھائیوں سونگ اور اجے دیو کو ہمراہ لے کر قسمت آزمائی کے لئے اہل پور پاٹن کی طرف چلا۔ اس زمانہ میں جمنا اور سندھ کے درمیانی ملک کی پولیٹکل حالت اس طرح تھی

۱۔ سب سے پہلے مشرق کی طرف کچھواہے حکومت کر رہے تھے جنکو گوالیار چھوڑ کر یہاں آئے ۳۳۰ برس کے قریب گذر چکے تھے یہاں

اسکے بیٹے سورج مل نے ریاست چتوڑ پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ آخر کار وہ جنوب کی طرف کچھ علاقہ دبا کر اس ریاست کا بانی مبانی ہوا۔ اس کے بیٹے باگھ سنگھ نے بکراونیہ کے زمانہ میں ریاست میواڑ کو بچانے کے لئے بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اور اسی ریاست کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کردی۔ اسکے بیٹے رائے سنگھ نے جب بہادر شاہ گجراتی نے میواڑ پر حملہ کیا۔ تو مہارانا کو بچانے کے لئے بھگا دیا۔ اور خود میواڑ کی گدی پر بیٹھکر سلمانوں سے لڑتا رہا۔ جب بہادر شاہ چلا گیا۔ تو چتوڑ بکرماونیہ کے سپرد کرکے خود پرتاب گڈھ چلا آیا۔ بیکا جی نے سون گرا راجپوتوں سے سوہاگ پور اور مینوں سے کانٹھلا کا علاقہ دبا کر اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی اور سلمانوں کے حملوں سے اودے پور کو بچانے کے لئے ہمیشہ سینہ سپر ہوکر لڑتا رہا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بیکا جی نے آخر کار بادشاہ دہلی کے ساتھ عہد نامہ کر لیا تھا۔ تو بھی اودے پور کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ مان سنگھ جیسرن کی لڑائی میں کام آیا۔ پرتھوی سنگھ کے عہد میں رتلام کے راجہ نے پرتاب گڈھ پر حملہ کر دیا۔ لیکن شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ فرخ سیر نے پرتھوی سنگھ کو اپنا سکہ جاری کرنے کی اجازت دے دی۔ اودے پور اور سیندیا کی لڑائی میں سالم سنگھ نے اودے پور والوں کی مدد کی سامنت سنگھ کے عہد میں ہلکر نے اس ریاست پر بہت زور ڈالا اور کچھ سالانہ خراج لینا منظور کیا۔ لیکن ۱۸۱۸ء سے یہ ریاست سرکار انگریزی کی حمایت میں آئی۔

ریاست جودھپور

۱ استھان جی ۲۔ ڈھوہڑ

پرمار راجپوتوں کی حکومت تھی۔ اور یہ ریاست اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ شہر امرکوٹ اس زمانہ میں تجارت کی بہت بڑی منڈی بنا ہوا تھا۔ اور یہ ریاست سینکڑوں برسوں سے قائم چلی آتی تھی۔

۸۔ سندھ اور کچھ میں جاڑیجوں کا اور آبو اور چندراولی میں پراروں کا راج تھا۔ اور پراروں و جاڑیجوں کے درمیان میں سولنکی حکومت کر رہے تھے۔

استھان جی قنوج سے چلکر پالی میں آیا۔ وہاں کے برہمنوں نے شکایت کی۔ کہ بھیل ہمیں بہت دق کرتے ہیں۔ استھان جی نے بھیلوں کے راجہ کانہا کو مار کر پالی میں ایک تالاب بنوایا۔ اور برہمنوں کی درخواست پر وہاں ہی رہائش اختیار کی۔ تھوڑے دنوں بعد اس نے کھیڑ اور کوڑنا کی ریاستوں کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا اور کھیڑ کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کے بیٹے دھرہڑ نے پڑہاروں سے منڈور چھین لیا۔ لیکن دو ماہ سے زیادہ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا۔ راجہ رائے پال نے پراروں سے باڑمیر اور کوٹنا کے علاقہ جات چھین کر اپنی قلمرو کو وسعت دی۔ اسکے جانشین گردولواح کے راجپوت اور مسلمان حکمرانوں کے ساتھ لڑتے بھڑتے اپنی ریاست کو آہستہ آہستہ وسعت دیتے رہے۔ حتیٰ کہ سمت ۱۴۹۳ میں جودھا جی گدی پر بیٹھے۔ اس نے اپنے نام پر جودھپور شہر آباد کیا۔ اور منڈور کو چھوڑ کر اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ چھاپر دون پور کے راجہ کو مار کر اس کا علاقہ اپنے مقبوضات میں شامل کیا۔ چوہانوں سے سانبھر کا ملک فتح کیا۔ راجہ سانتل نے پوگرن کے گردونواح کا علاقہ فتح کیا۔ سانتل کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے اس کا بھائی

امبیر میں ان کی ریاست کچھ زیادہ وسیع نہ تھی۔ یہ لوگ اول اول کبھی دہلی کے اور کبھی اجمیر کے باجگزار بن جاتے تھے۔ لیکن جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت وہ آزادی حاصل کر چکے تھے۔

۲۔ اجمیر اور سانبھر کی متبرک سرزمین چوہانوں کے قبضہ اقتدار سے نکلکر مسلمانوں کے ہاتھ لگ چکی تھی۔ تاہم اروللی پربت کے نواحی علاقہ میں چند قلعے ابھی تک چوہانوں کے قبضہ میں بدستور چلے آئے تھے

۳۔ منڈور میں پڑہاروں کا راج تھا۔ وہاں کے راجہ ہان سی کو اس علاقہ کے راجپوت سردار تمام مارواڑ کا فرمانروا تسلیم کرکے کچھ خراج ادا کر رہے تھے۔

۴۔ شمال میں ناگور کے قریب گوہیل قوم کا راجپوت راجہ حکمران تھا۔ اور چھاپرون پور میں اس کی دارالحکومت تھی۔ لیکن ناگور میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو چکا تھا۔

۵۔ بیکانیر سے بھٹنیر تک کا سب ملک جاٹوں کے قبضہ میں تھا۔ اور ان سے آگے دریائے گھارا تک جوہیا۔ دہیا۔ کائی اور سہایا قوم کے راجپوتوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ جن کا آج نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ اور ان خاندانوں کے بہت سے افراد بعد کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے۔ اور کئی ایک خاندان راٹھوروں اور بھاٹیوں کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے ہیں

۶۔ جیسلمیر کی ریاست بھاٹیوں کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اور اس خاندان کو پنجاب سے آئے سات سو سال کے قریب گزر چکے تھے۔ اور بھاٹیوں کو یہ یقین نہ تھا۔ کہ یہ مٹھی بھر راٹھوڑ ترقی کرتے کرتے ان کے ملک تک بھی پھیل جائینگے۔

بھاٹیوں کے دکن کی طرف امرکوٹ میں سوڈا خاندان کے

دبائے۔ بیکانیر کی ریاست کے بغیر مالدیو نے کل ۸۰ پرگنے فتح کرلئے اور ہر ایک پرگنہ میں قریباً تین سو ساٹھ دیہات تھے۔ مالدیو نے مختلف مقامات پر قلعے تعمیر کروا کر فوج تعینات کردی۔ انہیں دنوں میں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ہمایوں بادشاہ مالدیو سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے جودھپور کی طرف چلا۔ راستہ میں پھلوری کے مقام پر وہ ٹھہرا۔ اس کے ساتھیوں نے گائے ذبح کردی۔ اس لئے پھلوری کے حاکم نے ہمایوں کو ریاست کی حدود سے باہر کیا۔ اور اس کے کئی آدمی مار دئے۔

بیکانیر کے راجہ جیت سی کا بھائی بھیم سنگھ۔ میرٹ کا راجہ بیرم دیو بھارمل والی جے پور سے نکالے ہوئے اسکرن اور ایسے ہی اور بھی بہت سے راجگان جو اپنی اپنی ریاستیں کھو چکے تھے۔ شیر شاہ سوری کے پاس شکایت لے کر گئے۔ اس نے سنہ ۱۶۰۰ میں جودھپر چڑھائی کردی اور دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ اسے راجہ مالدیو کی یہ ترقی گوارا نہ تھی۔ جب دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو شیر شاہ نے ایک جعلی خط جودھپور کے سرداروں کے نام لکھ کر راجہ کی فوج میں ڈال دیا۔ اور وہ مال دیو کے ہاتھ آگیا۔ اس میں بغاوت کی تعلیم تھی۔ اس لئے مالدیو اس کو سچ سمجھکر کہ سردار بادشاہ سے ملے ہوئے ہیں۔ جودھپور کو چلا گیا۔ سرداروں کو جب اس بات کا پتہ لگا۔ تو انہیں افسوس ہوا اور بغیر اپنے مالک کے حکم کے شیر شاہ کی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے مارے گئے۔ شیر شاہ کو اگرچہ اس لڑائی میں فتح حاصل ہوئی۔ لیکن راجپوتوں کی بہادری کو دیکھکر وہ دنگ رہ گیا۔ اور آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ کرسکا۔ اس نے کمپ اٹھایا۔ اور دہلی کا راستہ لیا۔ سنہ ۱۶۰۳ میں کلیان نے بیکانیر کی ریاست واپس لے لی۔

راجہ مالدیو کے عہد حکومت میں راٹھوڑوں کو جو ترقی حاصل ہوئی

سورج مل حکمران بنایا گیا۔ لیکن اس کے بھائی بیکا جی نے ریاست کے حقوق وراثت کا جھگڑا کھڑا کر دیا۔ دراصل بڑا ہونے کی وجہ سے وہی راجہ ہونے کا استحقاق رکھتا تھا۔ لیکن سورج مل نے فساد مٹانے کی غرض سے تاج اور تلوار وغیرہ دیکر صلح کر لی۔ اور بیکانیر کی ریاست کا مالک بیکا جی کو قرار دیکر جودھ پور میں حکومت کرنے لگا۔ گانگا جی کے عہد میں اسکا چچا سنکا جی ریاست کا دعویدار کھڑا ہو گیا۔ اور اسنے ناگور کے نواب دولت خاں کو جو راٹھوڑوں کا سب سے بڑا دشمن تھا اپنا مددگار بنایا۔ لیکن لڑائی میں دولت خاں نے شکست کھائی اور بیکانیر بھاگ گیا۔ بابر کی لڑائی میں اس نے مہارانا سنگرام سنگھ کو بہت مدد دی۔ اس کا بیٹا مال دیو راٹھوڑوں کی تواریخ میں سب سے مشہور حکمران ہوا ہے اس کو اپنی ریاست بڑھانے کا اچھا موقعہ مل گیا۔ کیونکہ دہلی کا بادشاہ ہمایوں گنگا کے نواحی علاقہ کو فتح کرنے میں مصروف رہا۔ مال دیو نے بہت سے سرحدی قلعے دبالئے۔ دوسری طرف میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ کے مرنے کے بعد اسے کوئی روکنے والا نہ رہا۔ اس لئے اس نے چاروں طرف اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ مالدیو نے بیکانیر پر بھی قبضہ کر لیا۔ کلیان مل نے بھاگ کر شیر شاہ سوری کے پاس پناہ لی۔

بیکانیر پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد مال دیو نے دریائے لونی کے کنارے کنارے مہوبہ کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور وہاں کے راجہ کو اپنا باجگزار بنایا۔ جودھ پور کے راٹھوڑوں اور جیسلمیر کے بھاٹیوں میں کئی پشتوں سے دشمنی چلی آتی تھی۔ اس لئے مال دیو نے پوکرن اور بیکم پور کے پرگنے بھاٹیوں سے چھین لئے۔ ان مفتوحات کو قبضہ میں لیکر مالدیو نے اپنی عنان توجہ مشرق کی طرف پھیلائی۔ سانبھر۔ کاسلی۔ رودسا۔ فتح پور اوسے پور۔ چاٹسو۔ مکھان۔ ملارنا۔ ٹودرا اور ٹونک وغیرہ کئی پرگنے

دے سے اس نے جہانگیر کے جیتے جی تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے کوشش جاری رکھی لیکن بادشاہ کے حکم سے گج سنگھ اور دوسرے راجاؤں نے اسے شکست دی۔ جہانگیر کے مرنے پر ۱۶۲۸ء میں شاہجہاں نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ گج سنگھ اظہار عقیدت کے لئے آگرہ میں گیا۔ اسے ڈر تھا۔ کہ بادشاہ گذشتہ واقعات سے ناراض ہوگا۔ لیکن شاہجہان کو راٹھوڑ کے یہ لفظ یاد تھے کہ میں تخت و تاج دہلی کا خادم ہوں۔ اس نے راجہ کا منصب بڑھا دیا۔ اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ سنہ ۱۶۳۶ء میں خاندیس کے صوبہ دار خان جہان لودھی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا لیکن گج سنگھ نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست دی۔ اور سلطنت دہلی کی اطاعت منظور کروائی۔

گج سنگھ کا بڑا بیٹا امر سنگھ بہت دلاور اور شجاع تھا۔ وہ دکن کی لڑائیوں میں اپنے باپ کے ساتھ بہت خوش رہا۔ جب جنگ و جدل کا خاتمہ ہونے پر جودھ پور آیا۔ تو اس کی جوشیلی طبیعت نے پنچلانہ بیٹھے دیا۔ گھر میں ہی روزمرہ نئے فساد کھڑے کرنے لگا۔ ارکان سلطنت کے مشورہ سے گج سنگھ نے اسے جلاوطن کر دیا۔ اور وہ دہلی چلا آیا۔ شاہجہان نے اسے فوج میں ایک عہدہ دے دیا۔ اور ناگور کی جاگیر کا پٹہ لکھ دیا ایک دن دربار میں کسی بات سے ناراض ہو کر اس نے بخشی صلابت خان کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے ملامت کی۔ تو اس پر بھی تلوار کا وار کر دیا۔ شاہجہاں تخت سے کود کر بھاگ نکلا۔ کئی درباریوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن جو سامنے آیا۔ امر سنگھ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے ڈیرے کو چلا۔ قلعہ کا دروازہ بند پایا۔ ایک کھڑکی کو توڑ کر اس سے نکلنے لگا۔ پیچھے سے اسکے ساتھی ارجن گوڑ نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال سے تلوار سے اس بہادر کو قتل کر دیا۔ اسکے ہمراہیوں کو پتہ لگا۔ تو لوہی اور بھاؤ جی وغیرہ راٹھور تلواریں سونت کر قلعے کی طرف چلے

وہ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ لیکن اس کا بڑا بیٹا اودے سنگھ مغلوں سے زیادہ میل ملاپ رکھنے لگا۔ اس لئے مالدیو نے اسے جلاوطن کر کے چندرسین کو راجہ بنا دیا۔ اودے سنگھ دہلی میں اکبر سے جاملا۔ اور اسکی مدد سے جودھ پور کا راجہ بن گیا۔ چندرسین نے عثمان حکومت ہاتھ میں لیکر مغلوں سے ہمیشہ رقابت رکھی۔ اس لئے اکبر نے حملہ کر کے جودھ پور چھین کر اودے سنگھ کو دیدیا۔ اور چندرسین آخیر دم تک مسلمانوں سے لڑتا ہوا ہی مارا گیا۔ اودے سنگھ نے ریاست تو حاصل کر لی لیکن راٹھوڑ سرداروں سے اسکی ان بن رہی۔ اور اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہ ہوا۔ اس کا بیٹا سورسنگھ بھی اکبر کی ہی خدمات میں رہا۔ اور اس نے مغلیہ سلطنت کے بڑے بڑے کام کئے۔ بہت سے حکمرانوں کو فتح کر کے دہلی کی سلطنت کا باجگزار بنایا۔ اکبر نے اسے راؤ سرتان سنگھ والی سروہی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جو بادشاہی اطاعت سے منحرف ہو گیا تھا سورسنگھ نے اسے مغلوب کیا۔ اس کے بعد گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ پر حملہ کیا۔ اس کو شکست دیکر تمام خزانہ چھین لیا۔ ایک کروڑ روپیہ اپنے لئے رکھ کر باقی سب دہلی بھیج دیا۔ اس کے بعد دکن پر فوج کشی کر کے بہت سی ریاستوں کو سلطنت دہلی کی باجگزار بنایا۔ سورسنگھ کے بیٹے گجسنگھ نے جہانگیر بادشاہ دہلی کے لئے کرکی گڑھ۔ گولکنڈہ۔ پرنالہ۔ گجن گڑھ۔ اسیر۔ اور ستارا وغیرہ علاقہ جات کو فتح کیا۔ سنہ ۱۶۲۸ میں جہانگیر کے بیٹے شاہجہاں نے سلطنت دہلی پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور گجسنگھ سے مدد کا طلبگار ہوا۔ لیکن راجہ نے کہا۔ میں تخت کا خادم ہوں۔ اور میرا کام یہ ہے۔ کہ تم کو گرفتار کر کے شاہ دہلی کے حوالے کر دوں۔ شاہجہاں بڑا بہادر اور عقلمند تھا۔ راٹھوڑ کا جواب سنکر وہ فوراً گھبرایا۔ میواڑ کے سپہ سالار بھیم سنگھ اور مہابت خان کی

حکم دیا۔ اورنگ زیب جسونت سنگھ سے سخت ناراض تھا۔ لیکن وہ اتنا قتاح تھا کہ بادشاہ کو بدلہ لینے کا موقعہ ہی نہ دیتا تھا۔ اورنگ زیب کبھی اسے گجرات میں اور کبھی دکن میں بھیجتا۔ لیکن راٹھور جہاں جاتا۔ وہاں لٹا ہی کام کرتا۔ اورنگ زیب نے بہت کچھ سوچ کر جسونت سنگھ کو افغانستان میں بھیج دیا۔ وہاں دہلی کی طرف سے جو صوبہ دار جاتا۔ افغان سب کو قتل کر دیتے۔ جسونت سنگھ نے ان کو درست کر دیا۔ اور آٹھ سال ان پر حکومت کرتا رہا

جسونت سنگھ اپنے بیٹے پرتھوی راج کو ملک کے انتظام کے لئے جودھپور چھوڑ گئے۔ اورنگ زیب نے دربار میں بلا کر اپنے پاس رکھا۔ اور زہر دیکر اسے مار دیا۔ دو لڑکے کابل میں مر گئے۔ اب کوئی اولاد نہ رہی۔ اورنگ زیب نے ایک خلعت نا زہ زہر آلودہ کر کے بھیجا۔ جسونت سنگھ اسے پہن کر بیمار ہو گیا اور مر گیا۔ اسکی ایک رانی سات ماہ کی حاملہ تھی۔ راٹھوڑ سردار اس کو لے کر دہلی کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں اجیت سنگھ پیدا ہوا۔ دہلی پہنچکر اورنگ زیب نے اسے گرفتار کرنا چاہا لیکن سرداروں نے تلواریں سونت لیں۔ اور بازاروں میں بادشاہی فوج کو قتل کر کے نکل گئے۔ اجیت سنگھ کو اردلی پرمیت میں چھپا کر پرورش کا انتظام کر دیا۔ ادھر اورنگ زیب نے جودھپور کی طرف کوچ کیا۔ خود اجمیر میں ڈیرہ لگایا۔ اور شاہزادہ اکبر کو ستر ہزار فوج دے کر جودھپور بھیجا۔ لیکن راٹھوروں اور سیسودیوں نے اکبر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسے کہا۔ اورنگ زیب کو تخت و تاج سے بیدخل کر کے تمہیں دہلی کا بادشاہ بنائینگے۔ یہ مشورہ کر کے راٹھور۔ سیسودے اور اکبر اجمیر کو روانہ ہوئے۔ تاکہ اورنگ زیب کو حکومت سے معزول کر دیں۔ جب نزدیک پہنچے۔ اکبر کے سپہ سالار تہور خاں نے رات کو بھاگ کر اورنگ زیب کو اطلاع دیدی۔ اور ایک خط بادشاہ سے لکھوا کر راجپوتوں کی فوج میں پھینک دیا۔ جس کا

اور جوراسنہ میں آیا۔ سب کو قتل کرتے امر سنگھ کی لاش کو نکال لائے۔ بڑی عزت کے ساتھ سنسکار کیا۔ گج سنگھ کے بعد جسونت سنگھ نے جودھ پور کی راجگدی کو زینت دی۔ شاہجہان اس پر بہت مہربان تھا۔ اسے کابل میں اپنے ساتھ لے گیا۔ واپس آکر گورنر دانہ کو بھیجا۔ اس علاقہ کو فتح کرکے دلی کی قلمرو میں شامل کیا۔ شاہجہاں کے بیمار ہونے پر اس کے بیٹوں میں تخت و تاج کی بابت نزاع پیدا ہوا۔ تو بادشاہ نے اورنگ زیب اور مراد کو روکنے کے لئے جسونت سنگھ کو حکم دیا۔ اس نے اجین کے قریب ان کا مقابلہ کیا ایک تو اورنگ زیب اور مراد کی فوجوں کو ملنے کا موقعہ دے دیا۔ دوسرے بادشاہی فوج کے بڑے بڑے افسر جو جسونت سنگھ کے زیر کمان تھے۔ اورنگ زیب سے مل گئے۔ اس لئے جسونت سنگھ نے شکست کھائی اور جودھپور کیطرف بھاگا۔ وہ زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے تخت حاصل کرکے شجاع پر حملہ کیا۔ جسونت سنگھ کا پہلا قصور معاف کرکے اپنے ساتھ لیا۔ الہ آباد کے قریب پہنچکر ڈیرے لگا دئے صبح کو شجاع کے ساتھ لڑنا تھا۔ رات کو اورنگ زیب کا کیمپ لوٹ کر جسونت سنگھ جودھ پور کو بھاگ آیا۔ بادشاہ نے اس قصور پر بھی چشم پوشی کی۔ دارا شکوہ نے گجرات سے دہلی پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اورنگ زیب نے جسونت کو گجرات کی صوبہ داری دیکر راضی کر لیا۔ اور اس حکمت عملی سے دارا شکوہ کو شکست دی۔ اورنگ زیب نے جسونت سنگھ کو شائستہ خان کے ہمراہ سیواجی مرہٹہ کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ سیواجی سے مل گیا۔ اور شائستہ خاں کو قتل کروا دیا۔ اورنگ زیب نے جسونت سنگھ کو شاہزادہ معظم کے ساتھ دکن میں بھیجا تو وہاں اسے ورغلایا کہ یہاں آزاد حکومت قائم کرلو۔ لیکن اورنگ زیب نے اس بات کی اطلاع ملنے پر فوراً ہی معظم کو واپس بلایا۔ اور جسونت سنگھ کو جودھ پور جانیکا

(۷۲) ریاست مہلوگ

۱ رتم چند	۱۹ پرتھی چند
۲ گرمکھ چند	۲۰ بھرت چند
۳ سرن چند	۲۱ رام چند
۴ بھج چند	۲۲ امر چند
۵ کام دھینو چند	۲۳ اودے چند
۶ دھرم چند	۲۴ نرو ہن چند
۷ بیر چند	۲۵ کرشن چند
۸ ششش چند	۲۶ گوردا س چند
۹ سہ چند	۲۷ ہر چند
۱۰ بین چند	۲۸ اودے چند
۱۱ لبھے چند	۲۹ گھمنڈ چند
۱۲ سین چند	۳۰ پرتھی چند
۱۳ مکھ پال چند	۳۱ خوشحال چند
۱۴ گرمکھ دیو چند	۳۲ سنسار چند
۱۵ گیان چند	۳۳ دیپ چند
۱۶ سروپ چند	۳۴ رگھوناتھ چند
۱۷ بکرم چند	۳۵ سری ٹھاکر ورگما چند صاحب
۱۸ پرتھی چند	والی حال

اس ریاست کے فرمانروا سورج بنسی راجپوت ہیں مہلوگ، پر قابض ہونے سے پہلے سہارنپور میں حکومت کرتے تھے شہاب الدین

مفہوم یہ تھا۔ کہ اکبر اورنگ زیب سے ملا ہوا ہے۔ اور وہ راجپوتوں کو دھوکا سے مروانا چاہتا ہے۔ اس خط کو دیکھکر راجپوت اکبر کا ساتھ چھوڑ کر واپس لوٹ گئے۔ جب اکبر کو اس بات کا پتہ لگا۔ وہ جودھ پور آیا۔ اور اصلیت سے انہیں آگاہ کیا۔ اپنے بال بچوں کو جودھ پور چھوڑ کر وہ بادشاہ کے خوف سے دکن کو بھاگ گیا۔

ریاست جودھ پور پر اورنگ زیب کا قبضہ تھا۔ راٹھوڑ سردار مسلمان حاکموں سے لڑتے بھڑتے رہے۔ اور انہیں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ راجپوت بادشاہی سپاہ کو قتل کرتے رہے۔ اور دہلی سے نئی سپاہ آتی رہی برسوں تک یہی حالت رہی۔ مسلمانوں نے سخت ظلم کئے۔ مندر توڑ ڈالے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رکھا اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان بناتے رہے درگا داس راٹھوڑ اجیت سنگھ کی حفاظت پر مامور تھا۔ اورنگ زیب نے اسے بڑے بڑے لالچ دیئے۔ کہ وہ اجیت سنگھ کو اسکے حوالے کر دے ایک دفعہ جودھ پور کا آدھا راج دینے کا وعدہ کیا۔ اور آٹھ ہزار اشرفی بھیجی درگا داس نے اپنے آقا کی پرورش کے لئے اشرفیاں رکھ لیں اور باقی باتیں ایک کان سے سنیں۔ دوسرے سے اڑا دیں۔

اورنگ زیب کے دل میں فکر پیدا ہوا۔ کہ اجیت سنگھ اب جوان ہو گیا ہے۔ کہیں صفیت النسا کی بے عزتی نہ کرے۔ جسکو اکبر دکن کو جاتے ہوئے بلند اختر کے ساتھ راٹھوڑوں کی پناہ میں چھوڑ گیا تھا۔ بادشاہ راجپوتوں کے دھرم اور اخلاق کی اہمیت سے واقف نہ تھا۔ اس نے اس لئے درگا داس کو لکھا۔ کہ اکبر کی بیٹی اور لڑکے کو دہلی بھیج دو۔ درگا داس نے یہ وعدہ بیکر اکبر کے قصور کے بدلے بلند اختر کو تکلیف نہ دینگا۔ اور دوسرے شاہزادوں کی طرح عزت رکھیگا۔ دونوں کو دہلی بھیج دیا۔ شاہزادی صفیت النسا نے راجپوتوں کی شرافت اور سلوک کے حالات بتلائے۔

باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے

ریاست بگھاٹ

۱	ہری چند	۱۹	گردھر پال
۲	بل بھدر پال	۲۰	بلدیو پال
۳	ہنس پال	۲۱	برج بامن پال
۴	ادے پال	۲۲	بسنت دیو پال
۵	کشیتر پال	۲۳	دیو دھرم پال
۶	پرکشت پال	۲۴	کرپال پال
۷	باسکی پال	۲۵	رام سرن پال
۸	اونکار پال	۲۶	جگت جیت پال
۹	جیونی پال	۲۷	گندھرپ پال
۱۰	بھوج پال	۲۸	امرت پال
۱۱	رن سر پال	۲۹	بکرم پال
۱۲	پریتم پال	۳۰	گندھرب سین
۱۳	سوبن پال	۳۱	سورج پال
۱۴	ہری کشن پال	۳۲	چندر پال
۱۵	مہانند پال	۳۳	کنور پال
۱۶	اندر پال	۳۴	کیدار پال
۱۷	دھرم پال	۳۵	سمیر پال
۱۸	مہدیو پال	۳۶	اوے کیرت پال

محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو راجہ سرل پال والی سہارنپور اس کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور یہ ریاست اس کی اولاد کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ سرل پال کی چوتھی پشت میں جگت چند نے اپنی قوت بازو سے ریاست پر پھر قبضہ کر لیا۔ سنہ ۱۲۵۷ء میں جگت چند کے مرنے پر اسکے بیٹے ہری چند نے دریائے جمنا سے کھڈ مائیڈ پٹہ صدر گاہ حال تک کل ملک قبضہ میں کر لیا۔ جس کی سالانہ آمدنی نو لاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ سنہ ۱۲۶۰ء میں اس نے مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا اور بجدارنہ کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ ہری چند کی ۲۵ ویں پشت میں مہاراجہ سکھ پال چند نے بوجہ سادہ لوحی انتظام ریاست اپنے ماموں راجہ سرمور کے حوالے کر دیا۔ اور اس نے دہلی کے بادشاہ جہانگیر کے ساتھ سازش کر کے سوائے پرگنہ نالاگڑھ اور دون کے سنہ ۱۵۵۶ء میں باقی تمام علاقہ اپنی ریاست کے ساتھ ملحق کر لیا۔ جب جہانگیر نے پنجوڑ میں جواب ریاست پٹیالہ میں واقعہ ہے۔ محلات تعمیر کرا کر رہائش اختیار کی۔ تو اس کے ظلم سے تنگ آ کر سکھ پال چند نے کوٹ مہلوگ کو اپنی صدر گاہ بنایا جو اب تک چلا آتا ہے۔

ٹھاکر سنسار چند کو گورکھوں نے ریاست سے نکال دیا اور اس نے رام سرن راجہ نالاگڈھ کے پاس پناہ لی سنہ ۱۸۱۵ء میں سرکار انگریزی نے اسے ریاست پر بحال کر دیا۔ ٹھاکر گھمنڈ چند صاحب بڑے ہر دلعزیز اور نامی حکمران ہوئے۔ اب ان کے فرزند ٹھاکر درگا چند صاحب حکمران ہیں۔

اس ریاست کا نسب نامہ بھی مکمل نہیں مل سکا۔ راجہ ہری چند اور اتم چند کے درمیان کے ۱۲ راجگان کے نام امتداد زمانہ کے

خاندان کا مورث اعلیٰ ہری چند دھار انگری سے پنجاب میں آیا۔ اس نے پرگنہ کیونتھل کے محال وار کو قتل کرکے اپنا قبضہ جمایا۔ اس کی تیسری پشت میں رانا ہنس پال نے بھدولی۔ بساہلی اور بھوچالی تین پرگنے اور فتح کرلئے۔ بعد ازاں رانا بھوانی پال نے بچھڑا نگر اور کسولی اور رانا اندر پال نے باسل۔ گھاڑ اور ٹکسال کے تین پرگنے دبا کر اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس وقت اس ریاست کے اندر بارہ گھاٹ موجود تھے۔ اس لئے اس کا نام بگھاٹ مشہور ہوا۔ گورکھوں کی بارہ سالہ حکومت کے دوران میں مہندر سنگھ رانا بگھاٹ بلا خدشہ اپنی ریاست پر قابض رہا۔ کیونکہ یہ راجہ بلاسپور کا رفیق تھا۔ جس کی ترتیب سے گورکھوں نے جمنا پار تک اپنی فتوحات کو وسعت دی تھی۔ جنرل اختر لونی نے گورکھوں کو یہاں سے نکالا۔ تو مہندر سنگھ اپنے دوستوں کا طرف دار رہا۔ اس لئے سرکار انگریزی نے اسکے پانچ پرگنے چھین کر مہاراجہ پٹیالہ کو دے دئے۔ اور باقی تین پرگنے ۱۸۳۹ء میں رانا مہندر سنگھ کے لاولد مرنے پر انگریزوں نے ضبط کرلئے۔ لیکن ۱۸۴۲ء میں لارڈ الن برا نے امید سنگھ کی درخواست پر جو مہندر سنگھ کا چچازاد بھائی تھا۔ بجے سنگھ کو یہ ریاست دیدی۔ جو مہندر سنگھ کا حقیقی بھائی تھا۔ ۱۸۴۹ء میں بجے سنگھ کے مرنے پر ریاست پھر ضبط ہوگئی۔ اور امید سنگھ نے اب اپنے لئے دعوے کیا۔ ایک وکیل انگلستان بھیجا اور مسٹر آئزک بٹ مشہور بیرسٹر کو وکالت کے لئے مقرر کیا۔ آخر کار ۱۸۶۰ء میں لارڈ کیننگ نے سفارش کی۔ کہ امید سنگھ کا دعوے منظور ہونا چاہئے۔ اور دوسرے سال یہ سفارش منظور ہوگئی۔ لیکن یہ خوش خبری سننے کے چند گھنٹے بعد جس کا وہ تیرہ برس سے منتظر تھا۔ اس دنیا سے چل دیا۔ اس لئے اس کا

۳۷	سورن کشیتر پال	۵۸	ہنس پال
۳۸	جے پال	۵۹	سنت پال
۳۹	سریندر پال	۶۰	رتن پال
۴۰	امرت پال	۶۱	برہم پال
۴۱	سہسر پال	۶۲	کیرت پال
۴۲	بسنت پال	۶۳	اجے پال
۴۳	سوہن پال	۶۴	چندر پال
۴۴	انگد پال	۶۵	دھرم پال
۴۵	روی پال	۶۶	شام پال
۴۶	کنور پال	۶۷	نرائن پال
۴۷	سندھی پال	۶۸	جمنی باہن پال
۴۸	دلیپ پال	۶۹	کرم پال
۴۹	بجے پال	۷۰	شارنگ دھر پال
۵۰	جگت پال	۷۱	فتح پال
۵۱	روپ پال	۷۲	رگھوناتھ پال
۵۲	ہیم پال	۷۳	دلیل پال
۵۳	ابھے پال	۷۴	مہندر پال
۵۴	دھرم پال	۷۵	بجے پال
۵۵	بیر پال	۷۶	امید پال
۵۶	بین پال	۷۷	دلیپ سنگھ
۵۷	جین پال	۷۸	سری رانا درگا سنگھ صاحب والی حال

یہ ریاست پرمار راجپوتوں کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ اور اس

۱۱	سبجے چند	۲۵	پراگ چند
۱۲	سبھجل چند	۲۶	بلاد چند
۱۳	سنده چند	۲۷	دھرم چند
۱۴	درپال چند	۲۸	جوگ چند
۱۵	دیوی چند	۲۹	بکت چند
۱۶	سہدیو چند	۳۰	رتن چند
۱۷	ہرپال چند	۳۱	اودے چند
۱۸	ہری چند	۳۲	انگد چند
۱۹	جاجو چند	۳۳	اچل چند
۲۰	سپورب چند	۳۴	سنسار چند
۲۱	چندن چند	۳۵	لال چند
۲۲	عالم چند	۳۶	مہتاب چند
۲۳	ادھن چند	۳۷	خوشحال چند
۲۴	اتم چند	۳۸	اجیا سنگھ

۳۹ سری رانا اجیندر سنگھ صاحب والی احال

یہ ریاست ڈوڈ راجپوتوں کے قبضہ میں ہے۔ جن کا مورث اعلیٰ رانا جودھ چند تھا اپنے برادران ہرکیسر۔ سارنگ چند۔ کپور چند اور جنج پال کے گڑھ مکتیسر سے پنجاب کی طرف آیا۔ کپور چلا لان کو فتح کرکے روپڑ کا محاصرہ کیا۔ بعد فتح یابی کے اس کی حکومت پر اپنے بھائی ہرکیسر کو تعینات کیا۔ اور خود ستلج کو عبور کرکے سڑویہ پر فوج کشی کی وہاں کے راجہ ہری چند کو جو پرمار خاندان سے تھا۔ قتل کرکے موستقاں پر گل پر اپنا تسلط جمایا۔ سارنگ چند کو سڑویہ۔ جنج پال کو جیجوں اور کپور چند کو کنگڑہ کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ اور خود گڈھی بالنسواں آباد

بیٹا دلیپ سنگھ رانا بنایا گیا۔ جس کی عمر اس وقت صرف دو برس کی تھی۔
پرگنہ کسولی جہاں اب چھاؤنی ہے۔ ۱۸۴۲ء میں رانا بگھاٹ کو پانچ ہزار روپیہ نقد اور پانچ سو روپیہ سالانہ دے کر خرید لیا تھا۔ لیکن جب ۱۸۶۱ء میں ریاست واپس دی گئی۔ تو یہ شرط نہیں رکھی گئی ۱۸۶۳ء میں وہ زمین جہاں اب سولن کی چھاؤنی ہے۔ پانچ سو روپیہ سالانہ پر رانا صاحب سے لی گئی تھیں اور ان کا خراج بھی دو ہزار روپیہ سے گھٹا کر ۶۰۳ روپیہ سالانہ کر دیا گیا تھا۔ جب یہ ریاست ضبط کی گئی تھی۔ تو جرنیل انیس نے اس ریاست کے بڑے حصے کے حقوق مالکانہ خرید لئے تھے۔ اور رانا صاحب نے یہ حقوق ۳۵ ہزار روپیہ دیکر واپس لئے۔

رانا دلیپ سنگھ صاحب بڑے تعلیم یافتہ۔ ہر دلعزیز اور خیر خواہ خلائق تھے۔ انہوں نے بہت نرمی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی اور رعایا کو ہر طرح سے آرام میں رکھا۔ اب سری رانا درگا سنگھ صاحب ان کے جانشین بھی نہایت عادل۔ رحمدل۔ اور رعیت کے دل و جان سے خیر خواہ ہیں۔

(۴۷) ریاست گڈھی مانسوال

۱	جودھ چند	۶	باسل چند
۲	امیر چند	۷	بیر چند
۳	گج چند	۸	گگن چند
۴	شرن چند	۹	ڈوڈ چند
۵	شالباہن چند	۱۰	مان چند

۳	کیسر تو سمت ۱۲۷۵	۱۳	باسدیو سمت ۱۶۴۵
۴	کھانگھو سمت ۱۳۰۰	۱۴	جگت سنگھ سمت ۱۶۶۵
۵	جھگڑ مل سمت ۱۳۲۵	۱۵	راج روپ سمت ۱۶۸۷
۶	جس پال سمت ۱۳۷۰	۱۶	ماں دھاتا سمت ۱۷۲۲
۷	کیلاس سمت ۱۴۱۷	۱۷	دیاد ھاتا سمت ۱۷۶۳
۸	ناگ پال سمت ۱۴۵۵	۱۸	پرتھی سنگھ سمت ۱۸۱۶
۹	فتح چند سمت ۱۴۹۵	۱۹	بیر سنگھ سمت ۱۸۶۱
۱۰	بھیلو سمت ۱۵۳۰	۲۰	جسونت سنگھ سمت ۱۹۰۳
۱۱	بخت مل سمت ۱۵۷۰	۲۱	سری راجہ گلگن سنگھ صاحب
۱۲	پہاڑ مل سمت ۱۶۰۰		گدی نشین حال سمت ۱۹۵۷

راجہ انگ پال سوم والی دہلی کا چھوٹا بھائی رانا جھپال دہلی سے چلکر پنجاب کی طرف آیا اور دوآبہ جالندہر میں تھوڑے دن قیام کرکے دریائے بیاس کو عبور کیا۔ کز بک خاں پٹھان کو قتل کرکے اس کا ملک دبا بیٹھا۔ اور پٹھانکوٹ کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ اس کا دوسرا نام رانا بھیٹ بھی تھا۔ راجہ کھکھ اور جھگڑ مل نے گرد و نواح کے علاقہ جات کو فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ راجہ جس پال نے علاؤالدین خلجی کی طرف سے پنجاب میں بڑے بڑے نمایاں کام انجام دئے۔ اور اس کے صلہ میں بہت سا علاقہ حاصل کرکے اپنی حدود سلطنت کو بڑھایا۔ راجہ کیلاس کے عہد میں تاتار خاں حاکم خراسان نے پنجاب پر فوج کشی کی اور بادشاہ دہلی کی طرف سے کیلاس نے اسے ۲۲ دفعہ شکست دی۔ راجہ بھیلو نے سکندر لودھی کے لئے بہت سا علاقہ فتح کرکے سلطنت دہلی میں ملایا۔ راجہ باسدیو نے پٹھانکوٹ کو

کرکے حکومت کرنے لگا۔ ان چار ریاستوں میں سے اب صرف گڈھی مانسواں اور کانگڑہ کی جاگیریں برائے نام اس خاندان کی بقائے یادگار باقی رہ گئی ہیں۔ گڈھ شنکر بھی اسی خاندان کے ایک راجکمار شنکر داس نے آباد کیا۔ لیکن جلدی ہی گھوڑے یا ہے راجپوتوں نے شنکر داس کو قتل کرکے اس پر اپنا قبضہ جمایا۔

کئی صدیوں تک گڈھی مانسواں کے رانا آزادانہ طور پر حکومت کرتے رہے۔ لیکن اٹھارھویں صدی کے آغاز میں جسوال راجاؤں نے انہیں اپنا باجگزار بنا لیا۔ ۱۷۵۹ء میں جسوالوں کو ہری سنگھ سیالبہ نے بہت دبایا۔ تو انہوں نے مانسوال سے جو خراج وصول کرتے تھے۔ آدھا دینا کرکے سردار مذکور سے صلح کر لی ۱۸۰۳ء میں راجہ سنسار چند والی کانگڑہ نے جسوال پر حملہ کیا۔ تو رانا مانسوال جسوالوں کے ساتھ شریک ہوا اور انہیں کامیابی ہوئی۔ اور سنسار چند نقصان اٹھا کر واپس گیا۔ ۱۸۴۶ء میں انگریز آئے تو لال سنگھ کو یہاں کا جاگیردار تسلیم کیا گیا۔ رانا بھنا سنگھ جو ۱۸۸۱ء میں گدی نشین ہوئے۔ نہایت ہی خوش خلق۔ ذی فہم اور بارسوخ سردار تھے اب ان کے فرزند رانا اپندر سنگھ صاحب اپنی جاگیر پر قابض ہیں چونکہ یہ شاہی راجپوت خاندان تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے وراثت کے قواعد کے مطابق جو گھرانے میں بڑا ہوتا ہے۔ وہی جاگیر کا مالک بنتا ہے۔

۵۔ ریاست نورپور

بھیٹ سمت ۱۲۴۰ ۲ رام سمت ۱۲۶۵

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اور انہیں تمہارے یہاں رہنے پر اعتراض ہے۔ چنانچہ بیر سنگھ ارکی میں چلا گیا۔ اور جب رنجیت سنگھ بیمار ہوا۔ تو بھیس بدل کر نورپور چلا آیا۔ اور ریاست پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دربار لاہور کی طرف سے سردار روپ سنگھ بہت سی فوج لے کر یہاں آیا اور بیر سنگھ کو شکست دیکر چمبہ کی طرف بھگا دیا۔ راجہ چمبہ نے اسے سکھوں کے حوالے کر دیا۔ اور قلعہ گوبند گڈھ میں قید کیا گیا۔ لیکن بعد ازاں راجہ چمبہ نے سکھوں کو ۸۵ ہزار روپیہ دیکر رہا کرایا۔ رنجیت سنگھ نے اسے کٹھلور کی جاگیر دینی چاہی۔ مگر اسنے منظور نہ کی۔ کیونکہ اسے اپنی قدیمی ریاست کے بغیر کوئی چیز خوش نہ کر سکتی تھی۔ سکھوں نے اسکے نابالغ بیٹے جسونت سنگھ کو صرف چھ ہزار کی جاگیر دی۔ ۱۸۴۱ء میں جب سکھ اور انگریز باہم لڑ رہے تھے۔ تو بیر سنگھ نے پھر کوشش شروع کی اور اسی کوشش میں وہ مر گیا مرتے وقت یہ خوش خبری سن لی۔ کہ اس کے دشمن انگریزوں سے ہار گئے ہیں۔

راجہ جسونت سنگھ بھی نابالغ تھا۔ اور انگریز اسکی ریاست کے متعلق غور کر رہے تھے۔ کہ اسکے وزیر رام سنگھ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ ملکر بغاوت کر دی۔ جو ۱۸۴۸ء میں واقعہ ہوئی۔ وزیر رام سنگھ نے اس بغاوت میں انگریزوں کا بہت نقصان کیا۔ لیکن نابالغ راجہ اس امر کا ہرگز ذمہ دار نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم ریاست نورپور انہیں واپس نہ مل سکی۔ صرف جاگیر میں برائے نام تھوڑا سا اضافہ کر دیا گیا۔ اب اس جاگیر پر راجہ گمن سنگھ صاحب قابض ہیں۔ اور انہیں کچھ جوڈیشل اختیارات بھی ملے ہوئے ہیں۔

چھوڑ کر نور پور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اکبر کی جو سپاہ بنگال فتح کرنے کو گئی اس میں یہ شامل تھا۔ اسکے جانشین راجہ جگت سنگھ نے اپنے مقبوضات کو بہت کچھ بڑھایا۔ جہانگیر کی بیگم نورجہان نے نور پور کی جگہ کو پسند کرکے اپنی رہائش کے لئے یہاں محلات تعمیر کروانے شروع کر دئے۔ راجہ جگت سنگھ نے اپنی بے رعبی کا خیال کرکے ایسے مزدور لگائے۔ جو بدصورت اور گھسیٹا کی بیماری والے تھے نورجہاں نے وجہ پوچھی۔ تو راجہ نے کہا۔ یہاں کی آب و ہوا از حد خراب ہے۔ اسپر بیگم نے وہاں رہائش کا ارادہ ترک کر دیا جہانگیر کسی بات سے جگت سنگھ پر ناراض ہو گیا۔ اس لئے نواب لودھی خاں کو اسے زیر کرنے کیلئے بھیجا۔ لودھی خاں مارا گیا۔ تو راجہ نے دربار دہلی میں حاضر ہو کر دہی خوشنودی حاصل کر لی۔ اور کابل کی مہم پر بھیجا گیا۔ اس نے بلخ۔ بدخشاں اور کابل کو فتح کرکے دہلی کے بادشاہ کے مقبوضات کو وسعت دی۔ اسکے بیٹے راج روپ کو شاہجہان نے ہفت ہزاری کا منصب دیا۔ اور کابل میں بھیجا۔ وہاں اس نے بغاوت کو دور کیا۔ حاصل کلام راجگان نور پور کی تمام عمر شاہان دہلی کی خدمت میں گذری۔ مغلیہ سلطنت کمزور ہوئی اور پنجاب میں سکھوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ انہوں نے دربار لاہور کی متابعت کی۔ لیکن راجہ بیر سنگھ والی نور پور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گیا۔ مہاراجہ نے ایک ذرا سی ناراضگی کے برے اس پر اتنا تاوان لگایا۔ کہ وہ پوجا کے برتن فروخت کرکے بھی ادا نہ کر سکا لاچار اپنی ریاست سے نکل کر چمبہ میں چلا گیا۔ لودھیانہ میں بیٹھکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خلاف شاہ شجاع کے ساتھ منصوبے گانٹھنے لگا۔ مہاراجہ نے انگریزوں سے شکایت کی۔ تو سرکار نے اسے کہا۔

۴۱	جے چند	۴۶	تیغ چند
۴۲	گوگے چند	۴۷	دیال چند
۴۳	بھوپال چند	۴۸	گجندر چند
۴۴	شمشیر چند	۴۹	بدری چند
۴۵	کشور چند	۵۰	سری راجہ کیدار چند والی حال

یہ ریاست مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر کی باجگذار ہے۔ اس کا مورث اعلیٰ گمبھیر چند چندیری کے راجہ گوبند چند کا بھائی تھا۔ جس نے اس ملک میں آکر ریاست چنہنی کی بنیاد ڈالی اور اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً یہاں حکومت کرتی رہی۔ یہاں کا راجہ شمشیر چند مہاراجہ رنجیت دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ سمت ۱۸۲۰ میں رنجیت دیو نے بجراج دیو کو کانگڑہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تو شمشیر چند بھی اس کے ہمراہ گیا۔ اور کٹوچوں کو مغلوب کرکے واپس آئے۔ اس کا ذکر بجراج پنچاسکہ نامی کتاب میں مندرج ہے۔ اسے پرتھی سنگہ والی نورپور نے قتل کر دیا۔

جب راجہ سوجیت سنگہ کو رام نگر کا علاقہ ملا۔ اور انہوں نے ریاست چنہنی کا بھی کچھہ علاقہ دبایا۔ تو راجہ دیال چند نے جنگ کی۔ لیکن خالصہ فوج سے شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور قلعہ شب گڈھ میں اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ کر دربار لاہور میں فریادی ہوا۔ اُدھر راجہ سوجیت سنگہ نے اسکے محلات جلا دئے۔ اور کل علاقہ چنہنی کو اپنی ریاست رام نگر میں شامل کر لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ نے اس کی درخواست منظور کرکے مہاراجہ گلاب سنگہ نے نام حکم جاری کیا۔ کہ ریاست چنہنی دیال چند کو دی جائے۔ دیال چند نے مہاراجہ گلاب سنگہ کے پاس آکر اطاعت منظور کر لی۔ اور ریاست پر قبضہ حاصل کیا۔ اس وقت سے راجگان

۷۶ ریاست چنہنی

۱	بگھیر چند	۲۱	سوشیل چند
۲	امر چند	۲۲	ہمیر چند
۳	سنسار چند	۲۳	بھومی چند
۴	ابھیر چند	۲۴	ادے چند
۵	پورب چند	۲۵	دیوک چند
۶	بھوپ چند	۲۶	دیپ چند
۷	نرسنگھ پال	۲۷	گنگا رچند
۸	اگم پال	۲۸	ہاری چند
۹	سدھ پال	۲۹	گن چند
۱۰	ہٹھی پال	۳۰	امیر چند
۱۱	گیان پال	۳۱	مدن چند
۱۲	ابھے پال	۳۲	اگم چند
۱۳	سپال	۳۳	سوہن چند
۱۴	دھرم پال	۳۴	سمیر چند
۱۵	دیوی پال	۳۵	بیر چند
۱۶	دریودھن پال	۳۶	بلال چند
۱۷	جودھ پال	۳۷	بلاڑل چند
۱۸	ہری پال	۳۸	انرودھ چند
۱۹	بجر پال	۳۹	گرڑ چند
۲۰	بھگت چند	۴۰	سین چند

۴۷ دیوی چند سمت ۱۷۹۸ء ۴۸ جگت چند سمت ۱۸۹۵ء
۴۸ مہاں چند سمت ۱۸۲۲ء ۴۹ بیرا چند سمت ۱۹۰۰ء
۴۹ کھرک چند ۵۰ امر چند سمت ۱۹۳۵ء
۵۰ سری راجہ سنجے چند صاحب بہادر والی حال سمت ۱۹۳۱ء

چندیری کے راجہ گوبند چند کے بھائی بیر چند نے ریاست بلاسپور کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت اس علاقہ میں بارہ چھوٹے چھوٹے راجہ حکومت کرتے تھے۔ بیر چند نے ان سب کو بزور شمشیر فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا اور ان سے سالانہ خراج بر تفصیل ذیل لینا شروع کیا۔

۱	ریاست باگھل	۱۰۰۰	روپے
۲	،، بگھاٹ	۱۰۰۰	،،
۳	،، کیونتھل	۳۰۰۰	،،
۴	،، منگل	۱۰۰	،،
۵	،، بجیہ	۱۰۰	،،
۶	،، بھجی	۷۰۰	،،
۷	،، مہلوگ	۷۰۰	،،
۸	،، دھامی	۳۰۰	،،
۹	،، کوٹھار	۱۰۰	،،
۱۰	،، کوٹ کھائی	۴۰۰	،،
۱۱	،، کنھیار	۱۰۰	،،
۱۲	،، نہرے	۱۰۰	،،
۱۳	،، بلسن	۲۰۰	،،
	کل میزان	۷۷۰۰	روپے

جموں کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ چلے آتے ہیں۔ آجکل راجہ کیدار چند صاحب حکمراں ہیں۔ جو بڑے قابل اور اچھے منتظم ہیں۔

(۱۷۷) ریاست بلاسپور

۱	بیر چند سمت ۷۵۴	۱۹	دیو چند سمت ۱۳۰۸
۲	اوھرن چند سمت ۷۸۷	۲۰	عالم چند سمت ۱۳۱۶
۳	جیس کرن سمت ۸۱۰	۲۱	ابھیانند سمت ۱۳۰۲
۴	مدن برہم سمت ۸۷۰	۲۲	سپورن چند سمت ۱۳۰۲
۵	انیل چند سمت ۹۱۹	۲۳	رتن چند سمت ۱۳۱۲
۶	گاہل چند سمت ۹۵۱	۲۴	نرندر چند سمت ۱۳۰۳
۷	سلار چند سمت ۹۷۹	۲۵	فتح چند سمت ۱۳۹۲
۸	بین چند سمت ۱۰۰۰	۲۶	پہاڑ چند سمت ۱۳۹۲
۹	سین چند سمت ۱۰۵۳	۲۷	رام چند سمت ۱۵۳
۱۰	سولکشن چند سمت ۱۰۹۱	۲۸	اتم چند سمت ۱۵۲
۱۱	کاہن چند سمت ۱۱۱۲	۲۹	گیان چند سمت ۱۶۷۵
۱۲	اجت چند سمت ۱۱۶۰	۳۰	بکرم چند سمت ۱۶۱۲
۱۳	گوکل چند سمت ۱۱۷۱	۳۱	سلطان چند سمت ۱۶۵۰
۱۴	اودے چند سمت ۱۱۹۰	۳۲	کلیان چند سمت ۱۶۵۷
۱۵	گگن چند سمت ۱۲۳۰	۳۳	تارا چند سمت ۱۶۹۳
۱۶	پرتھی چند سمت ۱۲۱۹	۳۴	دیپ چند سمت ۱۷۱۲
۱۷	سنگار چند سمت ۱۲۵۲	۳۵	بھیم چند سمت ۱۷۲۲
۱۸	میگھ چند سمت ۱۲۷۷	۳۶	اجمیر چند سمت ۱۷۳۹

تنکہ بکرم چند بھاگ کر کانگڑہ کے راجہ تلوک چند کے پاس پناہ گزین ہُوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد راجہ کانگڑہ سے اس کی ان بن ہو گئی اور وہاں سے اپنے مقبوضات میں چلا آیا۔ راجہ تلوک چند والی کانگڑہ نے ریاست کہلور پر حملہ کر دیا۔ لیکن شکست کھائی اور آخر کار صلح کر لی۔ راجہ کلیان چند نے اپنے نام پر قلعہ کلیان کوٹ سرحد ہنڈور پر تعمیر کروایا۔ جس کی وجہ سے راجہ نرائن چند والی ہنڈور نے لشکر کشی کر دی۔ مگر راجہ کلیان چند کے ہاتھ سے مارا گیا۔ راجہ کلیان چند نے راجہ سکیت کو تین مرتبہ شکست دی چوتھی لڑائی میں یہ خود مارا گیا۔ راجہ تارا چند کے عہد میں اس کی غفلت شعاری کی وجہ سے تمام ماتحت راجگان خود سر ہو گئے۔ راجہ دیپ چند نے بلاسپور نامی شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے عہد میں قلعہ اٹک پر پٹھانوں نے قبضہ کر لیا۔ اورنگ زیب نے پہاڑی ریاستوں کے تمام راجاؤں کی سپاہ پر کردگی دیپ چند پٹھانوں کی گوشمالی کے لئے روانہ کی۔ دیپ چند نے قلعہ اٹک فتح کر کے پٹھانوں کو سزا دی اور بغاوت فرو کر کے لاہور میں اورنگ زیب کے پاس آیا۔ بادشاہ نے راجہ دیپ چند کو پہاڑی علاقہ کے راجاؤں کا سرتاج مقرر کر کے انہیں اس کے ماتحت قرار دیا۔

دیپ چند کے مرنے پر اس کا بیٹا بھیم سنگھ گدی نشین ہُوا۔ یہ ابھی کم سن تھا۔ اس لئے ریاست کا انتظام اس کا چچا مانک چند انجام دینے لگا۔ یہ بہت ظالم اور سخت آدمی تھا۔ اس لئے رعیت تنگ آ گئی اور بھیم چند کی والدہ کے پاس شکایت کی۔ اس نے مانک چند کو جلاوطن کر دیا۔ اور وہ ناظم لاہور کے حکم سے راجہ کانگڑہ کو چڑھا لایا لیکن بھیم چند نے راجہ نالہ گڑھ وغیرہ کی مدد سے اسے شکست دیکر

علاوہ ازیں راجہ بلاسپور ماہ اسوج میں ایک دربار کرتا جس میں تمام ماتحت راجگان حاضر ہو کر نذر پیش کرتے تھے۔ یہ طریقہ مدت تک جاری رہا۔

راجہ کابن چند نے اپنے چھوٹے بیٹے بخت چند کو نالہ گڈھ ہنڈور نامی ایک جداگانہ ریاست کا راجہ بنایا۔ یہ ریاست اب تک قائم چلی آتی ہے۔ اور بخت چند کی ہی اولاد کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ راجہ میگھ چند نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ظلم و تعدی پر کمر باندھی رعیت نے تنگ آکر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ راجہ خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلا۔ اور کلو میں جاکر پناہ لی۔ کچھ عرصہ بعد دہلی کے بادشاہ کی امداد سے اپنی ریاست پر قابض ہوا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ ابھیسا نند بہت دلاور تھا۔ تاتار خاں نامی ایک بادشاہی اہلکار کے حکم سے کیرت پور میں قصابوں نے گائے ذبح کر دی۔ راجہ نے ان سب کو قتل کروا دیا۔ اور تاتار خاں سے لڑائی شروع ہوئی۔ تاتار خاں نے شکست کھائی۔ لیکن بعد ازاں راجہ سے دوستی پیدا کر کے اسے دھوکا سے مروا دیا۔ ابھیسا نند کے بیٹے سپورن چند نے تاتار خاں کو میدان جنگ میں قتل کر کے اس کی سپاہ کو بھگا دیا۔ راجہ سپورن چند کو قتل کر کے اس کا بھائی رتن چند حکومت کرنے لگا۔

راجہ گیان چند نے اپنے ماتحت راجگان کو بہت تنگ کیا اور وہ سب باہم مشورہ کر کے نواب سرہند کے پاس فریادی ہوئے جس نے ریاست بلاسپور پر حملہ کر کے راجہ گیان چند کو گرفتار کر لیا یہ راجہ بہت خوبصورت تھا۔ نواب سرہند نے اسے مسلمان کر کے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور بھی بہت سے لوگ اسکے ساتھ مسلمان ہو گئے۔

میں چنوائے گئے اور وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ سینکڑوں سکھ جو انہیں جان سے بھی زیادہ عزیز تھے۔ میدان جنگ میں کام آئے اور گورو صاحب کے دکن میں جانے کے بعد سکھوں کو جو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ یہ واقعات خواب و خیال میں بھی دیکھنے میں نہ آتے

بھیم چند کے پوتے راجہ دیوی چند کے عہد میں راجہ مان سنگھ والی ہنڈور کو بمعہ اس کے بیٹوں کے اس کے بھائی پدم سنگھ نے راج گدی حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا۔ رعیت نے پدم سنگھ کے ماتحت رہنا منظور نہ کرکے دیوی چند سے درخواست کی۔ کہ ریاست نالہ گڈھ بلاسپور کے ساتھ ملحق کر دی جائے۔ لیکن اس نے یہ مناسب خیال نہ کرکے گجے سنگھ کو ریاست نالہ گڈھ کا حکمران بنایا۔ راجہ اجے چند والی جسوان کو اس کے بھائی جگ روپ نے ریاست سے نکال دیا۔ تو راجہ دیوی چند نے اسے پھر ریاست پر بحال کیا۔ راجہ دیوی چند کے عہد میں شہر بلاسپور کی رونق اتنی بڑھ گئی۔ کہ بیس ہزار روپیہ سالانہ صرف محصول چونگی کا ہی وصول ہوتا تھا۔

دیوی چند کے بعد اس کا بیٹا مہاں چند گدی نشین ہوا۔ چونکہ وہ ابھی نابالغ تھا۔ اس لئے ریاست کا انتظام ایک کونسل کرتی رہی اس کونسل میں جب تک وزیر رامیوں رہا۔ انتظام اچھا رہا۔ لیکن اسکے مرنے کے بعد ابتری پھیل گئی۔ بیراگی رام برہمن وزیر بنایا گیا۔ اس نے تمام اہلکاروں کو قید کر دیا۔ اور انہوں نے مل کر وزیر مذکور کو قتل کرا دیا۔ اور وزارت کا کام دیوی سنگھ کے چھوٹے بھائی زور آور سنگھ نے اپنے ہاتھ میں لے کر انتظام درست کیا۔ لیکن راجہ مہاں چند کا چلن بہت خراب ہو گیا۔ راجہ سنسار چند والی کانگڑہ نے دریائے ستلج سے

بھگا دیا۔ انہیں ایام میں راجہ بشہر نے ریاست کلو کا کچھ علاقہ دبا لیا۔ اس نے بھیم چند سے امداد چاہی۔ چنانچہ بھیم چند اپنی سپاہ لیکر ریاست بشہر پر حملہ آور ہوا۔ راجہ بشہر کو شکست دی۔ اور کلو کے راجہ کو اس کا علاقہ واپس دلوا کر ریاست منڈی میں گیا۔ راجہ سدھ سین سے ملاقات کرکے واپس آتے ہوئے قلعہ میران گڑھ کو فتح کیا۔ بعد ازاں قلعہ کوٹ بہاجو کہلور کے قبضہ میں تھا۔ فتح کیا۔ اس کے بعد حسب ذیل رؤسا نے راجہ بھیم چند کی اطاعت منظور کی۔ بھبور۔ مانسوال بساہلی گمور۔ کٹھ سپور۔ سڑوبہ۔ انہوں نے سالانہ خراج دینا منظور کر لیا۔

اس کے بعد راجہ مان سنگھ والی گلیر نے بلاسپور پر حملہ کر دیا موضع گھمارویں کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جس میں راجہ مان سنگھ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ بھیم چند نے بڑی عزت کے ساتھ اسے رہا کر دیا۔ پھر نادوں میں راجہ کانگڑہ کو شکست دی۔ حاصل کلام ان ایام میں شمالی مشرقی پنجاب میں راجہ بھیم چند والی بلاسپور کے عروج و اقبال کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور دریائے بیاس اور جمنا کے درمیانی علاقہ کے تمام راجپوت راجے اس نے بزور شمشیر فتح کر کے اپنے باجگزار بنا لئے تھے۔ سکھوں کی تواریخوں میں لکھا ہے۔ کہ گرو گوبند سنگھ جو کہ ان ایام میں انند پور میں رہتے تھے۔ راجہ بھیم چند سے ان کی بڑی محبت تھی۔ مسلمان نوابوں کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں انہوں نے ملکر مسلمانوں کو شکستیں دیں۔ لیکن پھر ذرا سی بات پر رنج پیدا ہو کر باہمی نزاع تک نوبت پہنچی۔ کہ راجپوتوں نے گورو صاحب کو امداد دینا بند کر دیا۔ اور انہیں نواب سرہند سے شکست کھا کر دکن کی طرف بھاگنا پڑا۔ اگر گرو صاحب کی راجہ بھیم چند کے ساتھ رنجش پیدا نہ ہوتی تو انہیں جن تکالیف کا سامنا پیش آیا۔ دو بیٹے زندہ دیوار

شکست دے کر بھگا دیا۔ اور تمام رؤسا کو ان کی ریاستوں پر بحال کرکے راجہ بہان چند کے نام حکم بھیجا اپنا بیٹا لے کر دہلی آؤ۔ کہ اس علاقہ کی بارہ ریاستیں بلاسپور کی باجگزار ہیں۔ بہان چند گورکھوں کا طرفدار رہ چکا تھا۔ اسے خوف ہوا۔ کہ دہلی میں پہنچ کر گرفتار ہو جانے کے سوائے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اس لئے وہ دہلی نہ گیا۔ اور بارہ ریاستیں جو بلاسپور کی باجگزار تھیں براہ راست سرکار انگریزی کی ماتحت قرار دی گئیں یہاں چند کے بعد اس کا بیٹا کھڑک چند گدی نشین ہوا اس نے کثرت مینوشی سے خزانے خالی کر دئے۔ پھر اہلکاروں کی جائدادیں ضبط کرنی شروع کر دیں۔ جنہوں نے انکار کیا۔ انہیں قید کر دیا۔ پھانسی پر چڑھایا اور وہ جائدادیں بھی ختم ہو گئیں۔ پھر رعایا کو لوٹنا شروع کیا۔ شاہوکاروں پر بلاوجہ جرمانے کئے۔ وہ بھی ریاست چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جب ظلم حد سے تجاوز کر گیا۔ رعیت نے کنور جگت چند کے پاس فریاد کی۔ جو کھڑک چند کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے راجہ کو سمجھایا لیکن نتیجہ الٹا نکلا راجہ نے اپنے بھائی بندوں کی بھی تمام جاگیریں ضبط کر لیں۔ ان سب نے ملکر مسٹر کلارک صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ انبالہ سے شکایت کی۔ لیکن راجہ صاحب نے ان کی ہدایات کو بھی ایک کان سے سنا دوسرے سے اڑا دیا۔ آخر کار تمام جاگیرداروں نے ملکر کنور جگت چند کی زیر سرکردگی بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ قلعہ کوٹ فتح کر لیا۔ پھر راجہ کی فوج نے مقام بڈولی دیوی شکست کھائی راجہ نے اپنی خاص روہیلہ فوج کو ہمراہ لے کر مقابلہ کیا۔ لیکن اس لڑائی میں بھی جگت چند کامیاب ہوا۔ تب راجہ نے سوڈھی جوہر سنگھ سے مدد لی اور سوڈھی سندر سنگھ جگت چند کا طرفدار بن گیا۔ رد ھناتھ پور

پار کا سب علاقہ دبا لیا۔ مہان چند نے راجہ دھرم چند والی سرمور کی امداد لے کر سنسار چند سے جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی۔ اور وہ علاقہ ہمیشہ کے لئے ریاست بلاسپور سے الگ ہو گیا۔

دوسری طرف راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ نے بہت سا علاقہ دبا لیا راجہ مہاں چند قلعہ کوٹ متصل نینا دیوی میں چلا گیا۔ اور گوردت سنگھ و آسا سنگھ اہلکاران دربار لاہور سے امداد چاہی۔ جو انند پور مقیم تھے انہوں نے راجہ نالہ گڈھ سے جنگ کی۔ لیکن شکست کھا کر میدان جنگ میں مارے گئے۔ اور راجہ رام سنگھ نے بلاسپور میں داخل ہو کر شہر کو آگ لگا دی اور فتح پور۔ رتن پور۔ بہادر پور کے قلعوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ مہان چند نے ٹھاکر رام داس اور پریموں کو سپہ سالار مقرر کر کے بہت سی جمعیت ہمراہ پہنچائی۔ اور کانگڑہ پر حملہ کیا۔ تاکہ اپنے مقبوضات اس سے واپس چھڑا لیوے۔ لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی آخر سب طرف سے مایوس ہو کر مہاں چند نے شب دت رائے بھاٹ کو گورکھوں کے پاس بھیجا۔ جو گڈھوال میں مقیم تھے۔ اور پنجاب کا پہاڑی علاقہ فتح کرنے کی غرض سے نیپال سے اترے تھے۔ انہوں نے سرمور سے لے کر کانگڑہ تک تمام ملک فتح کر لیا۔ راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور مہاں چند نے اپنے مقبوضات پر دوبارہ قبضہ حاصل کر لیا۔ راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ جنرل اختر لونی کو چڑھا لایا۔ ان ایام میں گورکھے سکھوں سے شکست کھا کر دریائے ستلج کو عبور کر چکے تھے۔ جب اختر لونی سے مقابلہ پیش آیا۔ جنرل موصوف نے پٹیالہ۔ نابھ کی افواج کو ہمراہ لے کر گورکھوں پر حملہ کر دیا اور وہ تمام راجپوت رئیس بھی ساتھ ہو گئے۔ جو اپنی ریاستوں سے بے دخل ہو کر مارے مارے پھرتے تھے۔ اختر لونی نے گورکھوں کو

۷۸ ریاست بسوہلی

۱	بھوگ پال	۲۱	مہی پت پال
۲	ناگ پال	۲۲	ہری پال
۳	شمبھو پال	۲۳	بنے پال
۴	بھوج پال	۲۴	اودے پال
۵	سیناد ھک	۲۵	سدھ پال
۶	لچھمن	۲۶	بھاگ پال
۷	شکیہ پال	۲۷	جے رتھ پال
۸	مان شکیہ	۲۸	اچل پال
۹	دیو شکیہ	۲۹	بھوانی پال
۱۰	بھوگ شکیہ	۳۰	دولت پال
۱۱	امر شکیہ	۳۱	گجندر پال
۱۲	گنا شکیہ	۳۲	جس پال
۱۳	تر لوک شکیہ	۳۳	کشن پال
۱۴	کلش پال	۳۴	بھوپت پال
۱۵	تنگ پال	۳۵	سنگرام پال
۱۶	ٹھکر پال	۳۶	بندال پال
۱۷	مہی پال	۳۷	کرپال پال
۱۸	ارن پال	۳۸	دھیرج پال
۱۹	اجے پال	۳۹	سیدل پال
۲۰	پرتھی پال	۴۰	جیت پال

میں لڑائی ہوئی۔ جس میں طرفین کے بہت لوگ مارے گئے۔ اور جگت چند بھی زخمی ہو گیا۔ کھڑک چند اپنی بچی کھچی سپاہ لیکر جنجری میں وارد ہوا اور وہاں مرض چیچک نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ کنور جگت چند کو تمام رعیت نے اتفاق رائے سے اپنا فرمانروا تسلیم کر لیا۔ اور گورنمنٹ نے بھی منظور کر لیا۔

جگت چند کو گدی نشین ہوئے زیادہ عرصہ گذرا تھا۔ کہ کھڑک چند کی رانیوں نے چند اہلکاروں کو اپنے ساتھ ملا کر اور راجگان سکیت و کوٹلہر کے ساتھ سازش کر کے ان کی امداد سے بغاوت کر دی۔ راجہ سرمور نے بھی امداد دی۔ جب فساد بہت بڑھ گیا۔ تو راجہ جگت چند بھاگ کر نالہ گڈھ میں پناہ گزین ہوا۔ سرکار انگریزی نے رانیوں کو ریاست بدر کیا۔ مفسدوں کو سزائیں دیں اور جگت چند کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ جگت چند کے بعد اسکے پوتے ہیرا چند نے راجگدی کو زینت دی۔ اس نے رعایا کو ہر طرح سے آرام دیا۔ رفاہ عام کے بہت سے کام جاری کئے۔ اور سرکار انگریزی کو بھی کارہائے نمایاں انجام دیکر خوشنودی حاصل کی۔ دو پرگنے جو مدت سے کھوئے ہوئے تھے۔ سرکار سے حاصل کر لئے۔

ہیرا چند کے بعد ان کے بیٹے امر چند نے بھی اپنے عہد حکومت میں رعیت کو ہر طرح سے خوش رکھا۔ اب ان کے فرزند سری راجہ بجے چند صاحب حکمران ہیں۔ جو ہندوستان کے قابل۔ منتظم خیرخواہ ملک و قوم اور وفادار ان سرکار دیسی راجاؤں میں شمار کئے جاتے ہیں

چمبہ نے بسوہلی پر حملہ کر کے کچھ علاقہ دبا لیا۔ لیکن اس کے بیٹے میدنی پال نے چمبہ پر حملہ کر کے اگر سنگھ کو قتل کیا اور اپنے باپ کا مدد لیا راجہ اجیت پال نے بھدوہ کا بہت سا علاقہ اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا۔ لیکن اس کے بیٹے امرت پال نے واپس کر دیا۔ رنجیت دیو والی جموں کی طرف سے کانگڑہ پر حملہ کیا۔ بھدرواہ اور کشتواڑ کے راجاؤں کو فتح کیا۔ راجہ مہندر پال کو مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے اپنا باجگزار بنایا۔ اور کچھ عرصہ تک راجگان بسوہلی خراج ادا کرتے رہے۔ لیکن ۲ر جیٹھ سمت ۱۸۹۳ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ ریاست راجہ ہیرا سنگھ کو دیدی اور اس نے جسروٹہ کے ساتھ اس کا الحاق کر لیا۔

۷۹۔ ریاست بھدوال

۱	توکھ پال	۱۱	انت پال
۲	بکرم پال	۱۲	جے ورن پال
۳	نرد ہن پال	۱۳	ابھمان پال
۴	گوار پال	۱۴	مان سنگھ
۵	دھرم پال	۱۵	چھتر سال
۶	اتم پال	۱۶	اودے پال
۷	دکش پال	۱۷	پورن پال
۸	انردوھ پال	۱۸	ہستی پال
۹	نکودر پال	۱۹	پرتھی پال
۱۰	کریدھم پال	۲۰	جے سنگھ

۴۱ امرت پال ۴۴ بھوپندر پال
۴۲ سنجے پال ۴۵ کلیان پال
۴۳ مہندر پال

ریاست الموڑہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ بھان پال کے مرنے کے بعد دشمنوں نے حملہ کرکے اس ریاست کے حصے بخرے کر لئے۔ اسکے بیٹے بھوگ پال نے بلاور کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اس کی چند پشتوں کے بعد راجہ بھوج پال نے بنی پینپا لگ اور بھدرواہ کو فتح کرکے اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے راو جگ کو ریاست بھدرواہ کا حکمران بنایا۔ اور اس کی اولاد مدت تک اس علاقہ میں حکومت کرتی رہی۔ راجہ مان شکیہ نے بسولی کو آباد کرکے اپنی دارالحکومت وہاں تبدیل کر لی۔ سنہ ۱۱۱۱ بکرمی کے قریب اس خاندان کا راجہ تنگ پال بسولی کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے بھائی توکھ پال نے نصف حصہ ریاست کا دعوے کھڑا کر دیا۔ اور اپنی مدد کے لئے مسلمان حاکم لاہور کو چڑھا لایا راجہ تنگ پال کو شکست دے کر آدھی ریاست لے لی اور بھڈور کو اپنی دارالحکومت قرار دے کر راج کرنے لگا۔ راجہ ہری پال نے بھڈور پر حملہ کرکے اس کا کچھ علاقہ چھین لیا۔

راجہ اودے پال نے ریاست چمبہ کا بہت سا علاقہ فتح کرکے اپنی ریاست کے ساتھ شامل کیا۔ راجہ کشن پال نے اپنی خدمات حسنہ کے عوض جہانگیر بادشاہ سے شاہ پور کنڈی کا علاقہ لیا۔ اس کے بعد کے راجگان موٹا سلطنت دہلی کے باجگذار رہے ہیں۔ اور دہلی دربار میں آتے جاتے رہے۔ راجہ دھیرج پال کے عہد میں اگر سنگھ والی

۹	بھجو پال	۱۳	میدنی پال
۱۰	بھگت پال	۱۴	سمت پال
۱۱	بھوپ پال	۱۵	نتھ پال
۱۲	اجے پال	۱۶	دیا پال

بسولی کے راجہ سنیا دھک کے بھائی راد ھک نے ریاست بھدرواہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۶ پشت تک اس کی اولاد قابض ہی آخری راجہ دیا پال کے لاولد مرنے پر رنجیت دیو والی جموں نے اس ریاست کا اپنے مقبوضات کے ساتھ الحاق کر لیا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں و کشمیر نے اپنے چھوٹے بیٹے راجہ امر سنگھ کو یہ علاقہ جاگیر میں دے دیا۔ اور آج کل سری مہاراجہ صاحب بہادر جموں و کشمیر کی ذاتی ملکیت اور جاگیر میں شامل ہے۔

۸۰ سلطنت لاہور

جادو بنسی خاندان

۱	جگ مال	۸	لال سین
۲	بھیم سین	۹	سارنگ دیو
۳	تیج پال	۱۰	دیورتھ
۴	بھوپت سین	۱۱	جس پتی
۵	رسال تپ	۱۲	جگ پتی
۶	چندر سین	۱۳	ہنس پتی
۷	مول سین	۱۴	دواکر سمت

۲۱ اوتار سنگھ ۲۴ بھوپال سنگھ
۲۲ امید سنگھ ۲۵ راجہ مطر سنگھ صاحب
۲۳ بجے راج سنگھ گدی نشین حال

راجہ تنگ پال ابی بسوہلی کے بھائی توکھ پال نے نصف حصہ ریاست پر قبضہ کرکے ریاست بھدواں کی بنیاد ڈالی اور اس وقت سے توکھ پال کی اولاد نسلاً بعد نسلاً قابض چلی آئی۔ اس ریاست کے حکمران راجگان جموں کے باجگزار رہے۔ راجہ اوتار سنگھ کے عہد میں سکھوں نے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ سوچیت سنگھ جموں کو دیدیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں وکشمیر کو جب اس ملک کا پٹہ ملا۔ تو اس نے انگریزوں کو لکھا۔ کہ اوتار سنگھ کے اس علاقہ میں رہنے سے اندیشہ فساد ہے۔ اس پر گورنمنٹ انگریزی نے اسے تلوک پور ضلع کانگڑہ میں پانچ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر دے کر وہاں رہنے کا حکم دیا۔ تب سے راجگان بھدواں تلوک پور رہتے ہیں۔ اور اپنی ریاست سے بیدخل ہو چکے ہیں۔ صرف برادری میں گدی نشینی کی رسم ادا ہوتی چلی آئی ہے۔

۸۰ ریاست بھدرواہ

۱ راد ھمک ۵ کیلاش پال
۲ بھدر پال ۶ کش پال
۳ پرتھی پال ۷ مہاں پال
۴ اجے پال ۸ ناگ پال

غزنویہ خاندان

۱ محمود غزنوی	۱۰۲۲ء	۹ فرخ زاد	۱۰۵۲ء
۲ محمد جلال الدولہ	۱۰۴۰ء	۱۰ ابراہیم	۱۰۵۹ء
۳ مسعود	۱۰۳۰ء	۱۱ مسعود ثالث	۱۰۹۹ء
۴ مودود	۱۰۴۰ء	۱۲ شیرزاد	۱۱۱۴ء
۵ مسعود ثانی	۱۰۴۸ء	۱۳ ارسلاں	۱۱۱۵ء
۶ علی ابوالحسن	۱۰۴۸ء	۱۴ بہرام شاہ	۱۱۱۸ء
۷ عبدالرشید	۱۰۴۹ء	۱۵ خسرو شاہ	۱۱۵۲ء
۸ طغرل	۱۰۵۲ء	۱۶ خسرو ملک	۱۱۶۶ء

۴ شاہان غور ۱۱۸۶ء سے ۱۲۰۶ء تک
۵ شاہان دہلی ۱۲۰۶ء سے ۱۷۵۱ء تک
۶ شاہان کابل ۱۷۵۱ء سے ۱۷۹۸ء تک
۷ رنجیت سنگھ ۱۷۹۸ء
۸ دلیپ سنگھ ۱۸۴۹ء
۹ ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۸۴۶ء
۱۰ شاہان انگلستان ۱۸۵۷ء سے اب تک

تواریخی حالات

سلطنت متھرا کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے ۳۰ ۳۱ برس

۱۵ بھار مل
۱۶ کھمان
۱۷ ارجن
۱۸ جج سین
۱۹ گج سین
۲۰ سالباہن سمت ۲۱۵
۲۱ بالند سمت ۲۹۱
۲۲ بھوپتی سمت ۳۵۲
۲۳ بھیسم سمت ۳۹۵
۲۴ ستولاؤ سمت ۴۱۶
۲۵ بھیم کرن سمت ۴۵۲
۲۶ نرپتی سمت ۴۹۲
۲۷ گجوجی سمت ۵۲۱
۲۸ نوبھن راے سمت ۵۳۱
۲۹ بھاٹی سمت ۳۳۶

سلہریہ خاندان

۱ اکیدار سمت ۵۳۵
۲ سنگل
۳ روہنت
۴ ہنگل
۵ سلوم
۶ اودل
۷ بھرگوپتی
۸ چوم
۹ ہیم آریہ
۱۰ اسکر
۱۱ کسمتی
۱۲ کھڑگ پتی
۱۳ رگھل
۱۴ شرم پتی
۱۵ جے پتی
۱۶ سوہرش
۱۷ اجے سی
۱۸ گوم
۱۹ سنل
۲۰ ہلاس پال
۲۱ ہندپال
۲۲ چندر پال
۲۳ آنند پال
۲۴ روپ پال

جہلم بہت بڑا تھا۔ اور موسمی بارشوں سے خوب لبریز ہو رہا تھا۔ وہی کشتیاں جو دریائے سندھ پر پل بنانے کے کام آئی تھیں۔ توڑ تاڑ کر یہاں لائی گئیں۔ اور سکندر کا ارادہ تھا۔ کہ یہاں بھی ان کے ہی ذریعہ سے اس کی سپاہ دریا کو عبور کر گئی۔ لیکن دوسری طرف راجہ پورو دریا کے کنارے کے متوازی ہاتھی۔ گھوڑوں اور پیدل سپاہیوں کی قطاریں باندھے مقابلہ کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سکندر کے لئے سیدھے راستہ سے دریا کو عبور کرنا ناممکن دکھائی دیا۔ وہ ایک سپاہیانہ چال چلا راتوں رات اس مقام سے ۱۱ میل اوپر کی طرف جا کر اس نے دریا کو عبور کیا اور پورو کو بھی اپنی صفیں توڑ کر میدان جنگ میں اس کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ایرین مورخ رقمطراز ہے۔ کہ اس لڑائی میں راجہ پورس کی ۲۲ لاکھ سپاہ میدان جنگ میں کام آئی۔ راجہ کے دو بیٹے بھی اس کی آنکھوں کے سامنے ملک اور قوم کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ پورس نے بذات خود میدان میں آکر وہ وہ ہاتھ دکھائے۔ کہ سکندر بھی عش عش کر اٹھا۔ فوج ماری گئی۔ تو راجہ اکیلا ہی لڑتا رہا۔ یونانی لکھتے ہیں کہ پورس اس زمانہ کے فن جنگ میں ماہر کامل تھا۔ آخر کار وہ گرفتار کیا گیا۔ اور سکندر کے پیش کیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ راجپوت نے جواب دیا۔ جو سلوک ایک بادشاہ کو دوسرے کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ سکندر راجہ کی اس بیباکی سے خوش ہوا۔ اور اس کا ملک اس کے سپرد کر دیا۔ بلکہ اور بھی گردونواح کا تمام علاقہ اسے عطا کیا۔

اس لڑائی میں سکندر کو بہت سے ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ جنمیں ایک راجہ پورس کی خاص سواری کا ہاتھی تھا۔ جب لڑائی خوب

پہلے یعنی طوفان نوح سے چند روز بعد مہاراجہ یدھشٹر فرمانروائے دہلی نے سری کرشن جی کے پڑپوتے بجرنابھ کو متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور پنجاب و افغانستان کی عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دے دی۔ بجرناجھ کی اولاد ۶۵ پشت تک متھرا لاہور۔ روہتاس غزنی اور ملتان وغیرہ قلعوں میں رہ کر ان دونوں ملکوں پر حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ چونکہ ان ۶۵ تاجداران جادو بنسی کا ذکر سلطنت متھرا کے حالات میں کیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہاں محض تحریر میں لانے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی متھرا کے آخری جادو بنسی راجہ جگ مال کے ہاتھ سے جب ان کی آبائی دارالحکومت چھن گئی۔ تو اس نے لاہور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور پنجاب و افغانستان کے ممالک پر حکمرانی کرنے لگا۔

جگ مال کے پوتے تیج پال نے شہر ملتان کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ یہ شہر اسی خاندان کے ایک فرمانروا مول راج والی متھرا نے آباد کیا تھا۔ اور اس نے ہی یہاں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کروایا تھا۔ تیج پال کے پانچویں جانشین راجہ مول سین کے عہد حکومت میں سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ ایران کے بادشاہ دارا کو شکست دے کر وہ مشرق کی طرف بڑھا۔ تکشلا کا راجہ جو ابھی خاندان کا راجپوت تھا۔ دریائے اٹک کو عبور کر کے سکندر سے جا ملا۔ اس کی اطاعت منظور کی اور سکندر کو راجہ پورو (پورس) پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جو دریائے جہلم کے مشرقی اضلاع کا حکمران تھا۔ تکشلا کے راجہ سے اس کی دیرینہ عداوت تھی۔ سکندر کے ہمراہی بیان کرتے ہیں۔ کہ دریا

جادو بنسی راجہ مول سین حکمران تھا۔ سیڑھی لگا کر سب سے پہلے سکندر خود فصیل پر چڑھ گیا۔ چار افسر اور چڑھنے والے تھے۔ کہ سیڑھی ٹوٹ گئی اب اس کے سوائے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ جست کر کے اپنی فوج میں آپڑے یا دشمنوں میں جا گرے۔ لیکن اس نے پیٹھ دکھانے کی نسبت بہادرانہ موت مرنا افضل خیال کیا۔ جسہ کو تول کر شہر کے اندر کودا۔ کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا۔ کہ اسکے بدن میں سے بجلی نکلتی ہے۔ پہلے وہ ڈر کر بھاگ گئے۔ لیکن پھر اصل حقیقت سے آگاہ ہو کر اسپر پل پڑے۔ سکندر دیوار کے پیچھے لگا کر ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ اسی اثنا میں اس کے دو افسر اور پہنچ گئے۔ سکندر کو حوصلہ ہو گیا۔ اور جادو بنسیوں کے دو افسر اس نے مار دئے۔ اتنے میں سکندر کی سپاہ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گئی۔ سکندر زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس کے افسر اس کی حفاظت بھی کرتے رہے۔ اور دشمن سے بھی لڑتے رہے۔ آخر کار بڑی مشکل سے سکندر نے ملتان کو فتح کر لیا لیکن اس کے ایسا زخم ہو گیا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔

یونانیوں نے ملتان کے راجہ کا نام مالیوپائی لکھا ہے۔ جس کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے مورخوں نے اس کا مطلب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جداگانہ بیان کیا ہے۔ یونانیوں نے ہر ایک نام کے پیچھے ادپائی زیادہ کر دیا ہے۔ اس لئے مالیوپائی سے اس زیادتی کو دور کر دیں تو مالی رہ جاتا ہے۔ بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ مالی ایک قوم تھی جس نے ملتان شہر آباد کیا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ ملتان شہر منتھرا کے جادو بنسی راجہ مول راج نے آباد کیا تھا۔ اسکی اولاد میں سے سکندر کے حملہ کے وقت مول سین راجہ جادو بنسی ملتان میں حکومت کرتا تھا۔ اسی کو یونانیوں نے مولیوپائی لکھا ہے۔ چونکہ راجہ کا نام ہے۔

زور سے ہو رہی تھی۔ اس نے عین قلب لشکر میں جا کر دشمن کے بیشمار آدمی کچل دئے۔ ایک تیر اس کے جسم میں لگا۔ اس نے اپنے سونڈ سے نکال کر پھینک دیا۔ سکندر اس ہاتھی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اپنے سورج دیوتا کی نذر کر کے اسے آزاد چھوڑ دیا۔ اس کی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کروا دیا گیا۔ جس کے الفاظ یہ تھے۔ "سکندر ابن الجر بیطر نے یہ ہاتھی مچلس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کر کے آزاد کر دیا ہے" کہتے ہیں۔ کہ اس واقعہ کے ۴۵ برس بعد یہی ہاتھی کتبہ سمیت پھر دیکھا گیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس لڑائی کی یادگار میں سکندر نے دریائے جہلم کے دونوں طرف دو شہر نا سیا اور بوسیفالا آباد کئے۔ دریائے راوی کے نزدیک ایک اور دشمن سے سکندر کو مقابلہ پیش آیا۔ اس کا نام کاتھی لکھا ہے۔ چونکہ یونانیوں نے الفاظ کو اس طرح خراب کر دیا ہے۔ کہ جس سے اصلیت کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ تین دن کے ڈبل کوچ کے بعد سکندر بند گالہ پہنچا۔ جہاں کاتھی مقابلہ کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ لفظ کاتھی کو حل کرنے کے لئے مورخوں نے بہت کوشش کی ہے۔ لیکن اصلیت معلوم نہیں ہو سکی۔ ہمارے خیال میں یہ کٹوچ قوم ہے۔ سکندر نے ایک خونریز جنگ کے بعد اسے بھی مغلوب کیا۔ پنجاب میں داخل ہو کر چپہ چپہ زمین پر اسے سخت ترین مقابلے پیش آئے۔ اس لئے سکندر کی سپاہ کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ اور اسے واپس ہونے پر مجبور کیا۔ سکندر دریائے ستلج اور بیاس کے مقام اتصال سے واپس لوٹا۔

واپس جاتے ہوئے اس نے ملتان پر حملہ کیا۔ وہاں

ہُوا۔ اس کے ساتویں جانشین سالباہن کے عہد میں اہل خراسان نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ راجہ شالباہن اپنی سپاہ لے کر لڑنے کے لئے گیا۔ لیکن وہاں شکست کھائی اور قلعہ غزنی و ملک افغانستان جادونبسیوں کے قبضہ سے نکل گئے۔

بعض مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ قلعہ سیالکوٹ اسی راجہ شالباہن والی حصار کا بنایا ہُوا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ شہر سیالکوٹ پٹن کے راجہ شالباہن نے جو پرمار خاندان کا راجپوت اور مہاراجہ بکرماجیت کا پوتا تھا۔ شالباہن پرمار سمت ۱۳۵ بکرمی میں تخت نشین ہُوا۔ اس نے اہل خراسان سے جنگ کر کے پنجاب کا ملک ان سے چھڑایا۔ اہل خراسان پانچ بھائی تھے۔ جنہیں پانچ پیر کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک سیالکوٹ میں قتل ہُوا۔ دو ضلع گورداسپور میں اور دو جالندھر میں شالباہن کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جہاں جہاں وہ مرے۔ وہاں ان کی قبریں موجود ہیں۔ آج تک مسلمان وہاں میلہ کرتے ہیں۔ اور اس شالباہن نے اہل خراسان کے ساتھ عہدنامہ کر کے دریائے سندھ کو حد فاصل قرار دیا تھا۔ پس شالباہن پرماربانی سیالکوٹ ایک فتحمند راجہ تھا۔ برخلاف اس کے شالباہن والی حصار سمت ۲۱۵ بکرمی میں تخت نشین ہُوا۔ اس نے افغانستان میں شکست کھائی۔ ان دونوں کے زمانہ اور واقعات میں بہت فرق ہے۔

شالباہن کے بعد اس کا بیٹا بالند سمت ۲۹۱ میں حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا۔ یہ بہت فتح مند راجہ ہُوا۔ اس نے بزور شمشیر پنجاب افغانستان اور سندھ کو فتح کر کے اپنے مقبوضات کو وسعت دی اور مختلف مقامات پر قلعے تعمیر کرا کر اپنے بارہ بیٹوں کو وہاں کا گورنر

نہ کہ کسی ہندوستانی قوم کا۔

حاصل کلام اگر یونانی مورخوں کی تحریرات کا کچھ مطلب نکالا جاسکتا ہے۔ تو صرف یہ کہ مسیح سے ۳۲۷ برس پہلے پنجاب کی پولیٹکل تقسیم اس طرح پر تھی۔ دوابہ سندھ ساگر میں امبھی خاندان کا راجہ حکمران تھا جسکی دارالحکومت ٹکسلا نامی شہر میں تھی۔ دریائے جہلم کے مشرق کیطرف دوآبہ چینہ اور رچنا میں راجہ پورس (پردروا) کی حکومت تھی۔ دوآبہ باری تک تمام شمالی مشرقی پنجاب کانگڑہ کے کٹوچ خاندان کے راجہ سنگل چند کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ یونانیوں نے کٹوچ کی چ اڑا کر کتھیو یائی قوم لکھا ہے۔ دراصل یہ کٹوچ قوم ہے۔ اس قوم کے راجہ سنگل چند نے اپنے مقبوضات کی مغربی سرحد پر دوآبہ باری میں اپنے نام پر قلعہ سنگالہ تعمیر کروا کر فوج تعینات کر رکھی۔ راجہ کانگڑہ کے حکم سے کٹوچ راجپوت جنگ آزمائی کے لئے قلعہ سنگالہ میں سکندر کے منتظر بیٹھے تھے۔ یونانی لکھتے ہیں۔ کہ پورس جیسی بہادری کے ساتھ اس قوم نے بھی سکندر کا مقابلہ کیا۔ جنوبی پنجاب میں جادو بنسی خاندان کا راجہ مُول سین ملتان میں حکومت کے ڈنکے بجا رہا تھا۔ تینوں لڑائیوں میں راجپوتوں نے ثابت کر دیا۔ کہ ہندوستان کے راجپوت آسانی کے ساتھ مطیع ہونے والے نہیں ہیں۔ اس لئے وہ حوصلہ چھوڑ بیٹھا۔ اور واپس چلا گیا۔

سمت بکرمی کے آغاز تک شہر ملتان ہی جادو بنسیوں کا پایہ تخت رہا۔ اس کے بعد راجہ ہنس پتی نے سمت ۲ بکرمی کو کاتک شدی تردوشی بیروار کے دن اپنے نام پر ہنسار شہر آباد کیا۔ اور ملتان چھوڑ کر اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ یہ شہر آجکل حصار کے نام سے مشہور ہے اور جنوبی مشرقی پنجاب میں ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ ہنس پتی کے بعد سمت ۳۶ بکرمی میں اس کا بیٹا دوا کر حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز

(۶) چھٹے بیٹے جھنجھ نے پنجاب میں سنہ ۲۵۲ میں جھنجھیل کوٹ نامی قلعہ تعمیر کروا کر اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد جھنجھیلا بھائی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعد کے زمانہ میں یہ سب مسلمان ہو گئے۔

(۷) سہہ راج۔ اسکی اولاد سہراد بھائی کہلائی۔ اسکی حکومت بھی جنوبی مغربی پنجاب میں تھی۔

(۸) جیہہ۔ اس نے سنہ ۲۵۲ میں پنجاب میں جاندھ کوٹ تعمیر کروا کر اپنی حکومت کی بنیاد قائم کی۔

(۹) بھیٹر تیج۔ اسکی اولاد بھیٹر تیج بھائی کہلائی

(۱۰) لدھڑ۔ اس کی اولاد لدھڑ بھائی کہلائی

(۱۱) جیا جی۔ اس کی اولاد جیا بھائی کے نام سے مشہور ہوئی

(۱۲) سالوجی۔ اس کی اولاد بھی پنجاب میں حکمران ہوئی۔

مذکورہ بالا تفصیل قلعہ جات سے راجہ بالند کی وسعت سلطنت کا تمام راز طشت از بام ہو جاتا ہے۔ اور یہ امر صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ پنجاب۔ افغانستان اور سندھ کے علاقہ جات اس کی قلمرو میں شامل تھے۔

بالند کے بعد اس کا بیٹا بھائی سنہ ۳۳ میں حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ تھوڑے عرصہ بعد اس نے اپنے نام پر بھٹنیر شہر آباد کیا۔ اور وہاں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کروا کر اپنی صدر گاہ حصار سے بھٹنیر میں منتقل کر لی۔ شہر بھٹنیر ہندوستان کی تواریخ میں ایک مشہور مقام ہے۔ آج کل ہنومان گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور ریاست بیکانیر میں واقع ہے۔ بھائی جی کا پوتا بھیم جو سنہ ۶۱ بکرمی میں بھٹنیر کے تخت پر بیٹھا۔ زور کے کچھوا ہار راجہ دیوپال کا ہمعصر تھا۔ اس کا بیٹا سنتو راؤ ایک مشہور تاجدار ہوا۔ اس نے ملتان کے ابرت

مقرر کیا۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) سب سے بڑا بیٹا بھائی اپنی آبائی دارالحکومت حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے نام پر جادو بنسی راجپوت بھاٹی خاندان کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۲) دوسرا بیٹا ساموجی کچھ بھج کا حکمران بنایا۔ اس کی اولاد سامیچہ یا جاڑیچہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۳) ابھے راج نے ابھیر گڑھ پنجاب میں قلعہ تعمیر کروا کر ۳۲ سمت میں وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسکی اولاد ابھیریا بھائی کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔

(۴) چوتھے بیٹے کلور نے دیبند (افغانستان) کے راجہ لگتورمان کو شکست دے کر وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ دیبند کی ریاست کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھی۔ کلور کی اولاد کے آخری راجہ ترلوچن پال کو سلطان محمود غزنوی نے شکست دے کر افغانستان میں ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔

(۵) پانچویں بیٹے کا نام کھیم کرن تھا۔ اس نے بھی افغانستان میں ہی اپنی حکومت قائم کی۔ اسکی اولاد میں سے چکیتا نے شاہ بخارا کی بیٹی سے شادی کی۔ جو بودھ تھا۔ بھائیوں نے چکیتو کو برادری سے خارج کر دیا۔ اسکی اولاد چکیتائی یا چغتائی کہلائی نوشیرواں نے بھائیوں سے افغانستان کا ملک غزنی فتح کر کے چکیتائی خاندان کے سردار سموں کو دیدیا۔ جو نوشیرواں کی فوج سے مل گیا تھا۔ کچھ عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد چکیتائی خاندان افغانستان کے تخت و تاج سے بیدخل ہو کر ترکستان چلا گیا اور مغلوں میں مل جل گیا۔ اس خاندان کے سردار تموجن نے ۱۲۰۶ء میں مذہب اسلام قبول کر کے اپنا نام چنگیز خاں رکھا۔ جسکی اولاد نے پندرہویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں تخت دہلی پر قبضہ کر کے خلیہ ایچغتائیہ خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔

ہندوستان سے بودھ دھرم خارج ہو چکا تھا۔ لیکن راجپوت راجے ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کے خیال سے باہم لڑ رہے تھے دوسری طرف ترکستان اور ایران وغیرہ ملکوں میں بودھ دھرم اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ لیکن ہندوستان کی طرح ان ملکوں کے راجے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مصروف کارزار تھے۔ ملک عرب میں مذہب اسلام کے پیدا ہونے کا سامان جمع ہو رہا تھا۔ اس ملک کے لوگوں کے خیالات میں مذہبی بے چینی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ صوبہ سرحدی اور افغانستان کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے ابھی کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ اس لئے ہندوستان ترکستان اور ایران کے باشندے ایک دوسرے ملک میں بلاخدشہ آتے جاتے تھے۔ ہندوستان کے راجکمار تاج و تخت سے بیدخل ہو کر ایران اور ترکستان میں جاتے اور وہاں کے بودھ راجاؤں کی امداد لے کر اپنے ملک پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے۔ اسی طرح سے ترکستان اور ایران کے شاہزادے ہندوستانی راجاؤں کی مدد حاصل کر کے اپنے مدعا میں کامیابی حاصل کرتے تھے۔ خلیج بنگالہ سے بحرہ قلزم تک پر ایک حصہ ملک میں یہی شورسنائی دیتا تھا۔ ہر ایک فرمانروا اسی تاک میں رہتا۔ کہ پروسی حکمران ذرا غافل ہو اور اس کا ملک چھین کر اپنی قلمرو کو بڑھائے۔ اس لئے اس زمانہ میں ہر ایک تاجدار کو بہت ہوشیار اور محتاط رہنا پڑتا تھا۔ بھاٹیوں کی سلطنت پنجاب اور افغانستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ پنجاب میں حاکم اور محکوم سب ہندو دھرم کے پیرو کار تھے۔ لیکن افغانستان کی یہ حالت نہ تھی۔ وہاں حاکم ہندو تھے۔ اور رعایا بودھ دھرم کی پیرو کار تھی۔ بودھ ذات پات کو نہیں مانتے تھے۔ اس لئے افغانستان کا اگر کوئی بھاٹی راجکمار بودھوں کی لڑکی

ہوئے شہر کو از سر نو آباد کیا۔ وہاں زر کثیر خرچ کر کے دو مندر بنوائے۔ ایک بھگوان آدبا راہ کا اور دوسرا نرسنگھ جی کا۔ اسی نرسنگھ جی کے مندر کو آجکل لوگ پرہلاد بھگت کا استھان کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔ کہ یہاں پرہلاد نے ریاضت کی تھی۔ لیکن یہ سب خیالات بے بنیاد ہیں۔ پرہلاد بھگت بابل کا بادشاہ تھا۔ چونکہ وہ ویشنو دھرم کا پیرو کار بن گیا تھا۔ اس لئے اسکے باپ ہرنیاکش نے اسے سخت اذیتیں دیں۔ تاکہ وہ اس مذہب کو چھوڑ دے۔ پرہلاد نے ستیہ آگرہ کیا۔ آخر کار وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان نرسنگھ نے ہرنیاکش کو قتل کر کے اس کی رکشا کی تھی۔ یہ واقعہ ایشیا کوچک میں ہوا نہ کہ ملتان میں اس لئے پرہلاد بھگت کا ملتان شہر کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ راجہ ستوراؤ بھاٹی والی بھٹنیر نے بھگوان نرسنگھ کا مندر بنوایا۔ تو ان کے ساتھ ان کے بھگت پرہلاد کی مورتی استھاپن کرنا بھی لازمی تھا۔ لوگ نرسنگھ جی کے مندر کی بجائے اسے پرہلاد بھگت کا استھان کہنے لگے۔ اور یہی نام آج تک مشہور چلا آتا ہے۔ ستوراؤ نے بھٹنیر میں چار باولی بنوائیں۔ پڑہار راجپوتوں کی مدد سے اس نے قلعہ غزنی پر اپنا تسلط جمایا۔ اسکے بعد لاہور میں شکھر بندھ نامی ایک مندر بڑی لاگت سے تیار کروایا۔ ایک دروازہ اسی مندر کی طرف ستوراؤ کا بنایا ہوا آج تک لاہور میں بھاٹی دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

ستوراؤ کے پوتے نرپتی کی موت پر جو سمت ۵۲۱ بکرمی میں واقعہ ہوئی۔ اس کے دو بیٹوں گجوجی اور بجوجی کے درمیان تخت و تاج کی بابت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت ہندوستان اور مغربی ممالک ایشیائی میں بہت بڑی پولیٹیکل بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

نوشیرواں نے ایران و ترکستان کے بودھ راجاؤں کی سپاہ کو جمع کرکے اپنے بیٹے نوشیزاد اور سپہ سالار حسین شاہ کی زیر سر کردگی بھاٹیوں پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ انہوں نے سب سے پہلے غزنی کا محاصرہ کیا۔ مہاراجہ گجوجی نے ٹڈی دل سپاہ کو دیکھکر اپنے بیٹے لوہن مانے کو لاہور بھیج دیا۔ تاکہ نسل باقی رہ جائے۔ اور خود قلعہ کے اندر مقیم ہو کر لڑائی کرنے لگا۔ چکیتائی خاندان کا سردار سموں اُن تمام بھاٹیوں کو ہمراہ لے کر جو بودھ لڑکیوں کے ساتھ شادی کرنے سے برادری سے خارج ہو چکے تھے۔ نوشیروانی فوج سے جا ملا۔ اور قلعہ کے سارے بھید بتلا دئے۔ نوشیزاد نے قلعہ شکن توپوں کی گولہ باری سے فصیل کو چھلنی کر دیا۔ گجوجی نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ ساکا کرنے کی ٹھانی۔ تمام رانیاں چتا کی آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہوئیں بھاٹیوں نے کیسری لباس پہنا۔ قلعہ کے دروازے کھول دئے۔ تلواریں سونت کر دشمن کی فوج میں گھس گئے۔ ایک ایک راجپوت سینکڑوں کو پیوند خاک بناتا ہوا خود وہیں شہید ہو گیا۔

بعد فتح یابی کے غزنی کی حکومت پرسموں نامی چکیتا کو مامور کر کے نوشیزاد آگے بڑھا۔ اور لاہور پر دھاوا بول دیا۔ پنجاب کی راجپوت اقوام پڑہار۔ سلہریہ۔ ٹانک۔ پونڈیر۔ بریاہ اور جھالا دیزہ جو بھاٹیوں کی باجگزار تھیں۔ دشمنوں سے مل گئیں۔ لوہن رائے چار سال سنہ ۵۳۰ سے سنہ ۵۳۵ بکرمی تک۔ نوشیروانی فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ لیکن شکست کھائی۔ نوشیزاد نے پنجاب کا ملک مذکورہ بالا راجپوت اقوام میں تقسیم کر دیا۔ حصار اور ہسٹینر بھی تباہ کر دئے گئے۔ اور بھاٹیوں کو چن چن کر تلوار کے گھاٹ اتارا

بھاٹیوں کا مورخ بیان کرتا ہے۔ کہ پرجاس تیرتھ پر جادو بنسیوں

شادی کرلیتا۔ تو فوراً برادری سے خارج کر دیا جاتا تھا۔ وہ قوم کا دشمن بن جاتا۔ اور راجہ کو اس سے بھی احتیاط رکھنی پڑتی تھی۔

ان حالات میں بجوجی نے تخت و تاج کے متعلق جھگڑا کھڑا کر دیا لیکن گجوجی بڑا عقلمند اور دور اندیش تھا۔ اس نے یہ سوچکر کہ خانگی تنازعات پیدا ہو جانے سے بھائی خاندان کی عظمت کا بحال رہنا ایک مشکل امر ہے۔ اپنی وسیع سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا ملک بجوجی کے حوالے کر کے فساد کو دبا دیا۔ اس تقسیم مملکت میں لاہور۔ روہتاس اور غزنی کے علاقہ جات گجوجی کے حصے میں آئے اور بھٹنیر و حصار بجوجی کو دئے گئے۔ اسکے بعد گجوجی نے غزنی کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ تاکہ مغربی ملکوں کے بادشاہوں کی حرکات و سکنات سے قبل از وقت خبر ملتی رہے۔ اور بجوجی نے حصار کو اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ تاکہ ہندوستان کے راجاؤں کے حملوں کو روک سکے۔ اور دونوں بھائی اپنے اپنے ملک میں نہایت ہی احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔ اور دس سال بے کھٹکے راج کرتے رہے۔

اس کے بعد بجوجی والی حصار کا بیٹا جھجھ جی اپنے ہمعصر راجگان کی ملاقات حاصل کرنے کو نکلا۔ حصار سے روانہ ہو کر لاہور۔ روہتاس غزنی۔ دیبند۔ قندھار ایران وغیرہ ملکوں کی سیر کرتا ہوا خراسان تک جا پہنچا۔ اور ہر جگہ اس کی شاہانہ آؤ بھگت ہوتی رہی۔ خراسان وہ کئی دن تک ٹھہرا۔ واپس آتے ہوئے نوشیروان عادل کی پوتی بھگا لایا۔ غزنی میں پہنچا۔ تو مہاراجہ گجوجی نے اسے سمجھایا۔ کہ اس لڑکی کو واپس بھیج دو۔ زمانہ نازک ہے۔ آجکل سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ تم پڑوسیوں سے ناحق بیر مول لیتے ہو۔ لیکن جھجھ جی کی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ غزنی سے روانہ ہو کر سیدھا حصار جا پہنچا۔

بنیاد ڈالی۔ ۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگھ مرگیا۔ اس کا بیٹا دلیپ سنگھ ابھی نابالغ تھا۔ کہ سکھوں میں ابتری پھیل گئی۔ دلیپ سنگھ کے عہد حکومت کی خانہ جنگی کا انجام یہ ہوا۔ کہ ۱۸۴۶ء میں پنجاب کی حکومت سکھوں کے ہاتھ سے نکل کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں چلی گئی ۱۸۵۷ء میں ہندوستان کے ساتھ ہی پنجاب بھی ملکہ معظمہ وکٹوریا کے قبضہ اقتدار میں آگیا۔ اس وقت سے شاہان انگلستان کی قلمرو میں شامل چلا آتا ہے۔

۸۲ ریاست جیسلمیر

۱	رین سی سمت ۵۳۶	۱۵	باچھو سمت ۱۱۱۳
۲	بھوج سی	۱۶	دو سج سمت ۱۱۵۴
۳	منگل راؤ	۱۷	لانجا بجے راؤ سمت ۱۲۰۲
۴	مندم راؤ سمت ۶۵۶	۱۸	بھوج دیو سمت ۱۲۰۲
۵	شورسین	۱۹	جیسل دیو سمت ۱۲۰۹
۶	رگھو راؤ	۲۰	شالباہن سمت ۱۲۱۴
۷	مول راؤ	۲۱	بجیل دیو سمت ۱۲۴۶
۸	اودے راج	۲۲	کیلن سمت ۱۲۴۶
۹	منجم راؤ	۲۳	چاچک دیو سمت ۱۲۶۴
۱۰	کیہر راؤ	۲۴	کرن سی سمت ۱۲۹۹
۱۱	راؤ تنو	۲۵	لکھن سی سمت ۱۳۲۷
۱۲	بجے راؤ سمت ۸۷۰	۲۶	پُن پال سمت ۱۳۳۱
۱۳	دیوراج سمت ۹۱۲	۲۷	جیت سی سمت ۱۳۴۲
۱۴	موندھ سمت ۱۰۳۰	۲۸	مولراج سمت ۱۳۵۰

کی تباہی کے بعد یہ دوسری بربادی بھی ویسی ہی شدت کے ساتھ واقعہ ہوئی۔

نوشیزاد نے بعد فتحیابی کے اپنی مددگار راجپوت اقوام میں ملک پنجاب تقسیم کر دیا۔ تو سلہریہ خاندان کے راجہ کیدار کو لاہور کی دارالحکومت ملی۔ اور وہ سمت ۵۳۵ بکرمی میں لاہور کو اپنی صدرگاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس خاندان کے ۲۵ راجاؤں نے ۴۷۸ء سے ۱۰۲۲ء تک حکومت کے ڈنکے بجائے۔ آخر کار سلطان محمود غزنوی نے اس خاندان کے آخری راجہ روپ پال کو قتل کر کے پنجاب کا علاقہ اپنی سلطنت کے ساتھ ملحق کر لیا۔ قریباً ڈیڑھ سو سال تک غزنویہ خاندان کا پنجاب میں عمل دخل رہا۔ جب غزنی کا ملک غور کے بادشاہوں نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا۔ تو غزنویہ خاندان لاہور میں رہ کر پنجاب پر حکومت کرتا رہا۔ ۱۱۸۶ء میں غیاث الدین بادشاہ غور نے پنجاب کا ملک ضبط کر لیا۔ اور محمود کی اولاد کو تخت و تاج سے محروم کر دیا ۱۲۰۶ء میں شہاب الدین محمد غوری کے حکم سے ملک پنجاب کا سلطنت دہلی کے ساتھ الحاق کر دیا۔ اور اسکی عنان حکومت قطب الدین ایبک کے ہاتھ میں دیدی۔ اس وقت سے پنجاب شاہان دہلی کا صوبہ رہا دہلی میں مسلمانوں کے سات خاندان یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے رہے۔ اور پنجاب ان سب کے ماتحت رہا۔ آخر کار ۱۷۵۱ء میں احمد شاہ دُرانی نے پنجاب فتح کر کے افغانستان کے ساتھ اس کا الحاق کر لیا۔ لیکن اس کے پوتے زمان شاہ نے ۱۷۹۸ء میں پنجاب کی حکومت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سپرد کر دی۔ اس نے راجپوت راجاؤں مسلمانوں اور افغانستان کے امیروں کو شکست دے کر دریائے ستلج سے قندہار تک اور سرینگر سے بہاولپور تک ایک متحدہ سکھ حکومت کی

شہر آباد کرکے اسے اپنی دارالقیام قرار دیا۔ اس کے بیٹے راو تنو نے اسی برس کی حکومت میں پوگل کے پرماروں کا بہت سا علاقہ دبا لیا جنہوں نے اس کے بزرگوں کو مصیبت کے دنوں میں امداد دی تھی۔

سمت ۸۵۰ میں تنوجی کے مرنے پر اس کا بیٹا بجے راو گدی پر بیٹھا۔ تو بریاہ اور لنگینہ راجپوتوں نے مکر تنوٹ پر متواتر حملے کرنے شروع کئے مدت تک یہ لڑائیاں جاری رہیں۔ لیکن ہمیشہ شکست کھا کر پیچھے ہٹتے رہے۔ جب وہ عہدہ برآنہ ہوسکے۔ تو انہوں نے بھالا اور پراروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ سمت ۹۰۱ میں بجے راو اپنے بیٹے دیوراج کو بیاہنے کے لئے برات لے کر بھنڈہ کو گیا۔ تو ان چاروں راجپوت قوموں نے ملکر رات کو شبخون مارا۔ بجے راو کو بمعہ تیرہ سو بھاٹیوں کے سوتے ہوئے کو قتل کر دیا۔ بہت سے بھاٹی ادھر ادھر بھاگ گئے سانگی راو چارن نے دیوراج کو سانڈنی پر سوار کیا۔ اور تنوٹ کی طرف بھاگ نکلا۔ دشمنوں نے وہاں بھی حملہ کیا۔ تو دیوراج نے اپنے ماموں جھنجھ والی رُچ کے پاس جاکر پناہ لی۔

کچھ عرصہ بعد بابا رتنا نامی ایک سادھو نے اسے بہت سی دولت دی۔ جس سے اس نے اپنے نام پر دیوراول نامی قلعہ تعمیر کروا کر رہائش اختیار کی اور بکھرے ہوئے بھائیوں کو جمع کرنا شروع کیا راجہ اُچ کو اس جمعیت سے خوف پیدا ہوا۔ اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر دیوراول پر دھاوا بول دیا۔ لیکن دیوراج نے اسے شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے بھنڈ اپر حملہ کیا۔ وہاں کے راجہ کو قتل کرکے اس کی ریاست پر اپنا قبضہ جمایا سمت ۹۲۶ میں اس نے لدروا کو فتح کیا۔ اور دیوراول کو چھوڑ کر اسے اپنی صدرگاہ قرار دیا۔ اس زمانہ میں یہ ریاست لدروا کے نام سے

۲۹	دوداجی سمت ۱۳۵۷	۴۱	منوہر داس سمت ۱۶۸۰
۳۰	گھڑسی سمت ۱۳۷۳	۴۲	رام چند سمت ۱۷۰۴
۳۱	کیہرجی سمت ۱۳۹۴	۴۳	سبل سنگہ سمت ۱۷۰۷
۳۲	لچھمن سمت ۱۴۲۵	۴۴	امر سنگہ سمت ۱۷۱۶
۳۳	چاچک دیو سمت ۱۳۵۶	۴۵	جسونت سنگہ سمت ۱۷۵۸
۳۴	ببرسی سمت ۱۵۲۳	۴۶	بدھ سنگہ سمت ۱۷۶۸
۳۵	دیوی داس سمت ۱۵۲۳	۴۷	تیج سنگہ سمت ۱۷۷۶
۳۶	جیت سی سمت ۱۵۵۳	۴۸	اکھے سنگہ سمت ۱۷۷۹
۳۷	لون کرن سمت ۱۵۸۶	۴۹	مول رائے سمت ۱۸۱۹
۳۸	مال دیو سمت ۱۶۰۷	۵۰	گجے سنگہ سمت ۱۸۷۶
۳۹	ہرراج سمت ۱۶۰۸	۵۱	رنجیت سنگہ سمت ۱۹۰۳
۴۰	بھیم سنگہ سمت ۱۶۳۴	۵۲	ویری شال سمت ۱۹۲۱

۵۳ ہز ہائی نس مہاراجہ ادھراج مہاراول شری
شالی باہن صاحب بہادر فرمانروائے حال

سمت ۵۳۵ میں لاہور کا راجہ لوچن رائے نوشیزاد سے لڑتا ہوا شکست کھاکر مارا گیا۔ تو نوشیزاد نے پنجاب فتح کرکے سلہریہ بریاہ۔ لنگیہ وغیرہ راجپوت اقوام میں تقسیم کر دیا۔ جنہوں نے بھاٹیوں سے بغاوت کرکے اس کی مدد کی تھی۔ لوچن رائے کی اولاد چار پشت تک آوارہ زندگی بسر کرتی رہی۔ پانچویں جانشین منڈم راؤ کی حالت زار پر ترس کھاکر پوگل کے پرمار راجہ نے تھوڑی سی جاگیر عطا کر دی اور اس نے ہاکڑہ ندی کے کنارے مروٹھ نامی قلعہ تعمیر کرواکر سکونت اختیار کی۔ اور اس کے جانشین آہستہ آہستہ اپنے علاقہ کو وسعت دیتے تھے۔ چھٹے راجہ کیہرجی نے سمت ۷۸۷ میں تنوٹ

متواتر حملے کرتے رہتے تھے۔ اور راجگان لدروا کو سب سے پہلے ان کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ لانجا بجے راؤ کے مرنے پر بھوج دیو اس کا بیٹا گدی پر بیٹھا۔ تو جیسل دیو نے اپنا حق پیش کیا۔ لیکن بھائی سردار سب کے سب بھوجدیو کے طرفدار بن گئے۔ اس لئے جیسل دیو دو سو سواروں کو ساتھ لیکر غور کے بادشاہ شہاب الدین سے مدد لینے گیا۔ جس نے ان دنوں میں انہل واڑہ پاٹن پر دھاوا کرنے کی تیاری کر رکھی تھی اس نے جیسلدیو سے کہا۔ اگر آپ انہل واڑہ کی جنگ میں ہماری مدد کریں۔ تو بعد میں لدروا کی حکومت آپ کو دلوا دینگے۔ اس قرار داد پر شہاب الدین نے اپنے سپہ سالار بمید خاں کو جیسلدیو کے ہمراہ انہل واڑہ کی طرف روانہ کیا۔ بھر جدیو نے اپنی سیاہ لیکر راستہ روک دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں بھوجدیو پانچ ہزار بھائیوں کے ساتھ اور بمید خاں بارہ ہزار افغانوں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔ اور ریاست لدروا پر جیسلدیو کا قبضہ ہوگیا۔ اس نے نہایت ہی دانشمندی کے ساتھ حکومت کی۔ ارکان سلطنت اور رعایا کا دل تھوڑے ہی دنوں میں اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور لدروا سے پانچ کوس مشرق کیطرف اپنے نام پر جیسلمیر شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ ان کے عہد میں یہ ریاست حسب ذیل ۱۶ پرگنوں پر مشتمل تھی۔ جیسلمیر۔ دیوراول۔ تنوٹ۔ لکھیر۔ روڑی بھکر۔ گھوراڑو۔ پھلوری کھاوڑ۔ مروٹھ۔ شانتل میر۔ نوہر۔ چھوٹن۔ پوگل۔ باہڑمیر ننو۔ جونا گڈھ۔

جیسل دیو کے بعد اس کے بڑے بیٹے کامن کی بجائے چھوٹا شالی باہن جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں کا ٹھی

مشہور ہوئی۔ اور راجپوتانہ میں ایک با اقتدار ریاست تسلیم کی گئی۔ دیوراج کی موت کے وقت جو سمت ۱۰۳۰ میں واقعہ ہوئی۔ اس ریاست میں حسب ذیل نو پرگنے شامل تھے۔

پوگل[1]۔ لدروا[2]۔ دیوراول[3]۔ شنتل میر[4]۔ کدوہڑ[5]۔ کیراڈو[6]
پارکر[7]۔ بھٹنیر[8]۔ روڑی[9] بھکر بعد ازآں اس ریاست پر قابل حکمران بیٹھتے رہے۔ اور اپنے اپنے دوران حکومت میں مقبوضات کو بہت وسعت دیتے رہے۔

دیوراج کے بیٹے موندھ نے دریائے سندھ کو عبور کر کے بلوچوں کو قرار واقعی سزا دی۔ جنہوں نے دیوراج کو قتل کیا تھا۔ باچھو کے عہد میں کھاٹو کے کھیچی راجپوتوں نے پرگنہ پوگل میں لوٹ مار مچائی۔ اس نے انہیں سزا دے کر درست کرایا۔ پھر بلوچون نے پرگنہ کھڑال پر حملہ کیا۔ اور وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ دو سجے کے چار بیٹوں میں جیسل دیو سب سے بڑا تھا۔ اور رانجا بجے راؤ سب سے چھوٹا۔ دو سجے نے جیسل دیو کی بجائے لانجا بجے راؤ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ جس سے اس ریاست میں فساد پیدا ہو گیا۔ لیکن بجے راؤ بہت عقلمند اور ہر دلعزیز تھا۔ اس نے جیسل دیو کی ناراضگی کو دور کر دیا۔ دھار کے راجہ نے اپنی تین لڑکیوں کا ایک ہی دفعہ بیاہ کیا رانجا بجے راؤ والی لدروا۔ انہلواڑہ کے راجہ سدھ راج کا بیٹا جے پال۔ اور چتوڑ کا مہارانا اپنی اپنی برات لے کر دھار میں آئے وہاں پنواروں۔ سیسودیوں اور سولنکیوں نے ملکر رانجا بجے راؤ اُتر کا بھڑ کواڑ، یعنی شمالی جانب کے حملوں کا روکنے والا کا خطاب دیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ افغانستان۔ بلوچستان وغیرہ کے مسلمان اس زمانہ میں دریائے سندھ کو عبور کر کے راجپوتانہ پر

مسلمانوں سے شکست کھاکر جیسلمیر چلا آیا۔ اور وہاں اسے جاگیر دی گئی
جیت سی کے دوران حکومت کے آخری سالوں میں اسکے دو بیٹوں
مول راج اور رتن سی نے بادشاہی خزانہ چھین لیا۔ جسے بادشاہی
سپاہ ٹھٹہ سے ملتان کے راستہ سے دہلی کو لے جا رہی تھی۔ بہت سے
محافظ سپاہ کو قتل کر دیا۔ اور باقی کو مار مار کر بھگا دیا۔

علاؤ الدین خلجی نے جھنجلا کر ریاست جیسلمیر پر حملہ کر دیا۔ محبوب خاں
اور کمال الدین نامی سپہ سالار اجمیر سے اور قریب خان سپہ سالار ملتان سے
حملہ آور ہوا۔ بھاٹیوں نے قلعہ کے اندر بیٹھ کر لڑنا مناسب خیال کر کے
سامان خوراک بہت سی مقدار میں جمع کر لیا۔ بادشاہی فوج نے شہر کا
محاصرہ کر لیا۔ اور اسی محاصرہ کے دوران میں رتن سی مر گیا۔ اس کے بڑے
بیٹے مولراج کی قلعہ کے اندر ہی گدی نشینی کی رسم ادا کر دی گئی۔ ڈیڑھ برس
بعد سنہ ۱۳۵۰ء میں خوراک ختم ہو جانے پر بھاٹیوں نے ساکا کرنے کا ارادہ کیا
۲۴ ہزار عورتیں چتا میں جل کر راکھ ہو گئیں۔ راجپوتوں نے کیسری لباس
پہن لیا۔ قلعہ کے دروازے کھول دیے اور تلواریں سونت کر بادشاہی
سپاہ کے اندر گھس گئے۔ ایک ایک نے سینکڑوں کو پیوند خاک بنایا
اور خود بھی وہیں شہید ہو گیا۔ تمام بھاٹی جو قلعہ کے اندر تھے مارے
گئے۔ تو جیسلمیر پر بادشاہی قبضہ ہو گیا۔ مولراج کے بھائی رتن سی
کی محبوب خاں سپہ سالار کے زیر نیابت حکومت تھی۔ رتن سی نے اپنے
کم سن بیٹے کرن سی کو ساکا کرنے سے پہلے محبوب خاں کے پاس بھیج دیا
لڑائی کے بعد محبوب خاں اسے دہلی لے گیا۔ تاکہ بادشاہ سے سفارش
کر کے جیسلمیر مولراج اسے دلوا دے

جیسلمیر پر پانچ سال تک بادشاہی قبضہ رہا۔ اس عرصہ میں
پالن سی کے بیٹوں دودا جی اور تلوک سی نے متواتر حملوں سے

لوگوں نے بغاوت کی۔ لیکن وہ جلدی ہی مغلوب کرلئے گئے۔ شالی باہن اپنی شادی کے لئے آبو کو گیا۔ تو اُسکے بیٹے بیجل دیو نے قلعہ جیسلمیر پر قبضہ کر لیا۔ شالی باہن نے واپس آکر دیوراول میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد خضر خاں بلوچ نے سندھ سے پار اتر کر لوٹ مار شروع کر دی۔ شالی باہن اس کے ساتھ لڑتا ہُوا مارا گیا۔ اور تمام ریاست پر بیجل دیو کا قبضہ ہوگیا۔

بیجل دیو کے بھائی ہنسراج نے ریاست سرسور پر قبضہ کیا۔ اسکی اولاد آجتک وہاں حکمران چلی آتی ہے۔ بیجل دیو کے لاولد مرنے پر جیسل دیو کا بڑا بیٹا کیلن گدی نشین ہُوا۔ اس کے عہد میں خضر خاں بلوچ نے جیسلمیر پر حملہ کر دیا۔ کیلن نے اسکو میدان جنگ میں ہی تیغ کر دیا۔ کیلن کے بعد چاچک دیو گدی پر بیٹھا۔ اس نے چنا قوم کے راجپوتوں پر حملہ کرکے ان کے راجہ کو مار ڈالا۔ اسکے بعد امرکوٹ پر حملہ کرکے وہاں کے راجہ کو شکست دی۔ اس کے بعد اس کا پوتا کرن سی گدی نشین ہُوا۔ لیکن اس کا بڑا بھائی جیت سی ناراض ہوکر گجرات کی طرف چلا گیا۔ ۱۳۰۹ء میں ناگور کے صوبہ دار مظفر خاں نے بھگوتی واس پر یاہ پر حملہ کر دیا۔ اور وہ جیسلمیر میں چلا آیا۔ اس کی شکایت پر کرن سی نے ناگور پر چڑھائی کر دی اور مظفر خاں کو میدان جنگ میں قتل کرکے بھگوتی واس کا علاقہ اسے واپس دلایا۔ اس کے بعد لکھن سین گدی نشین ہُوا۔ لیکن اسکی نالائقیوں کی وجہ سے سرداروں نے اسے بیدخل کرکے اس کے بیٹے پن پال کو راجہ بنا دیا۔ لیکن وہ بھی قابل ثابت نہ ہُوا۔ اس لئے سرداروں نے اس کے دادا کے بھائی جیت سی کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ اسکے عہد میں منڈور کا پڑہار راجہ رودپ سی

تمام دولت چھین لی۔ اور ان کی محافظ سپاہ کو بھی مار دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع دہلی پہنچی۔ تو علاؤالدین برداشت نہ کر سکا۔ اس نے جیسلمیر پر حملہ کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ چھ برس تک محاصرہ رہا۔ آخر سمت ۱۳۶۲ میں بھاٹیوں نے ساکا کیا۔ اور جیسلمیر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اس عرصہ میں گھڑسی جسکو پہلے ساکا کے بعد محبوب خاں سپہ سالار دہلی لے گیا تھا۔ اس نے جوان ہو کر علاؤالدین کو مغلوں کی لڑائیوں میں بہت کچھ کام دیا تھا۔ اب سمت ۱۴۷۳ میں جیسلمیر کی ریاست اس کے سپرد کر دی گئی۔ اسکی چوتھی پشت میں چاچک دیو ہوا۔ اس کو راجہ امرکوٹ نے مار دیا۔ لیکن اسکے بیٹے بیرسی نے امرکوٹ پر حملہ کر کے اپنے باپ کا قتل کا بدلہ لیا بیرسی کے بیٹے دیوی داس کے عہد میں چانیا قوم کے بلوچوں نے ریاست کی حدود کے اندر لوٹ مار شروع کر دی۔ لیکن راجہ نے ان کو قرار واقعی سزا دے کر درست کر دیا۔

دیوی داس کے جانشین جیت سی کے مرنے پر اس کا بڑا بیٹا کرم سی گدی پر بیٹھا۔ لیکن اس کا چھوٹا بھائی لون کرن بہت مدت سے قندھار گیا ہوا تھا۔ اس نے واپس آکر کرم سی کو گدی سے اتار کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کے عہد میں دہلی کا بادشاہ ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کو جاتا ہوا ریاست جیسلمیر سے گزرا وہاں اسکے آدمیوں نے کاسے ذبح کر دی۔ لون کرن نے اسے مصیبت زدہ سمجھکر اور سزا دینے سے احتراز کیا۔ لیکن اپنی ریاست کی حدود سے باہر نکال دیا۔ بھاٹیوں کا مورخ بیان کرتا ہے۔ کہ ہمایوں نے قندھار پہنچکر علی خاں نامی ایک

بادشاہی سپاہ کی رہائش ناممکن کردی۔ یہ ساکا کرنے سے پہلے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے سُنا۔ کہ جیسلمیر پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا ہے۔ انہوں نے اپنی ریاست چھڑانے کی غرض سے مسلمانوں پر حملے کرنے شروع کردئے۔ مسلمانوں کی سپاہ تنگ آکر جیسلمیر کے قلعہ کی کنجیاں کھیڑ کے راجکمار جگ مال کے ہاتھ میں دے کر دہلی کو چلی گئی۔ دوداجی اور تلوک نے راٹھوڑوں سے جیسلمیر چھین لیا اور دوداجی گدی نشین ہوکر حکومت کرنے لگا۔

جیسلمیر پر بھاٹیوں کا قبضہ ہوگیا۔ لیکن دوسرے راجپوت انہیں بزدل خیال کرتے تھے۔ کہ ساکا کے وقت انہوں نے جان بوجھ کر پہلوتہی کی ہے۔ اس طعن کو نہ برداشت کرتے ہوئے دوداجی اور تلوک سی نے ندامت کا دھبہ دور کرنے کے لئے ایک اور ساکا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس خیال سے کہ بادشاہ دہلی پھر جیسلمیر پر حملہ کرے اور ہمیں ساکا کرنے کا موقعہ ملجائے۔ انہوں نے بادشاہی علاقہ میں لوٹ مار شروع کردی۔ بادشاہ جانتا تھا۔ کہ راجپوت مرنے مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور جب کوئی بہادر خود مرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو۔ کسی شخص کو اسکے نزدیک آنے کی جرات نہیں ہوتی۔ لوٹ مار کی اطلاع ملنے پر بھی بادشاہ نے پہلوتہی کی۔ بھاٹی لوٹ مار کرتے۔ پوتھی تک جا پہنچے۔ لیکن کوئی بھی سدراہ نہ ہوا۔ ایک دفعہ بادشاہ خواجہ محی الدین چشتی کی بارگاہ کی زیارت کے لئے اجمیر گیا۔ بھاٹیوں نے حملہ کرکے تمام گھوڑے چھین لئے۔ بادشاہ نے پھر بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ اجمیر کے پیرزادے مغربی ممالک میں جاکر اپنے مریدوں سے بہت سی دولت لائے۔ واپس آتے ہوئے جیسلمیر کی حد کے اندر سے گزرے۔ تلوک سی نے انہیں قتل کرکے

(۸۳) ریاست راہوں

۱ سُلے راؤ	۹ جے گوپال
۲ بیسل راؤ	۱۰ کشن راج
۳ دوسیل راج	۱۱ پرستار راج
۴ مینشر راج	۱۲ بھون راج
۵ راؤ مان	۱۳ اوے پال
۶ شیل راج	۱۴ رن جاتی راج
۷ جدو راج	۱۵ سہہ دت
۸ اچل راج	

سنہ ۹۰۰ میں تنوٹ کا راجہ بجے راؤ بمعہ تیرہ سو بھائی راجپوتوں کے بٹھنڈا میں مارا گیا۔ تو بہت سے بھائی سردار ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ بجے راؤ کا بھائی سلے راؤ دریائے ستلج کو عبور کرکے دوآبہ بست جالندھر میں چلا آیا۔ اور راہوں پر قبضہ کرکے یہاں حکومت کرنے لگا۔ اس کی پانچویں پشت میں راؤ مینشر کے دو بیٹے تھے۔ بڑا راؤ مار راہوں کی گدی پر بیٹھا۔ چھوٹے منج نے دوآبہ جالندھر کا بہت سا حصہ فتح کرکے اپنی علیحدہ ریاست قائم کی۔ اسکی اولاد منج خاندان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور اس علاقہ کا نام ہی منجکی مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام چلا آتا ہے۔ راؤ منج کے چار بیٹے تھے۔ جیسرتی۔ بیرسی اوے سی۔ اور مین سی۔ انہوں نے دریائے جمنا تک کا کل علاقہ فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا۔ ان میں سے مین سی نے اپنے

نواب کو ریاست جیسلمیر چھین لینے کی ترغیب دی۔ علی خاں لون کرن کا پرانا دوست تھا۔ وہ جیسلمیر آیا۔ تو راجہ نے اس کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ لیکن علی خاں کے دل میں کچھ اور ہی خیال تھا۔ اس نے ایک دن لون کرن سے کہا۔ ہماری بیگمات رانیوں سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں۔ اجازت دی جائے۔ راجہ نے منظور کر لیا۔ تو بیگمات کی بجائے جنگجو سپاہی ڈولیوں میں بٹھا کر قلعہ کے اندر داخل کر دئے۔ اس بات کا بھید کھل گیا۔ تو لون کرن نے ہر پال چارن کو نواس کی حفاظت پر مامور کر کے نواب کی فوج سے لڑائی شروع کر دی۔ قلعہ کے اندر راجہ کے سپاہی بہت کم تھے۔ اور مسلمان زیادہ تعداد میں داخل ہو چکے تھے راجپوت مارے گئے۔ لون کرن اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ مارا گیا۔ مسلمان رنواس کی طرف جانے لگے۔ پرپال نے خود اپنے راجہ کی عزت بچانے کی خاطر اپنے ہاتھ سے ہی رانیوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر مسلمانوں سے لڑ کر آپ بھی مارا گیا۔ لون کرن کا بڑا بیٹا مال دیو اس دھوکا دہی سے پہلے کہیں باہر گیا ہوا تھا اس کو اطلاع ملی۔ تو قلعہ پر حملہ کر کے علی خاں اور اس کی سپاہ کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور گدی نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔ اسکے بیٹے ہر راج نے اکبر بادشاہ دہلی کی اطاعت منظور کر لی۔ اور کئی پشت بعد راجہ مولراج نے ۱۸۱۸ء میں سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیں۔ اس وقت سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

۱۳ کرم چند پرکاش ۴۰ جگت پرکاش سمت ۱۸۲۷
۴۲ مان دھاتا پرکاش ۴۱ دھرم پرکاش سمت ۱۸۴۱
۴۳ سوبھاگ پرکاش ۴۲ کرم پرکاش سمت ۱۸۵۰
۴۴ بدھی چند پرکاش سمت ۱۸۶۱ ۴۳ فتح پرکاش سمت ۱۸۷۲
۴۵ ست پرکاش سمت ۱۸۷۲ ۴۴ رگھبیر پرکاش سمت ۱۹۰۶
۴۶ ہری چند پرکاش سمت ۱۸۶۱ ۴۵ شمشیر پرکاش سمت ۱۹۰۸
۴۷ بجے پرکاش سمت ۱۷۶۹ ۴۶ سریندر بکرم پرکاش
۴۸ پرتاپ پرکاش سمت ۱۷۹۲ ۴۷ ہز ہائی نسل مہاراجہ امر پرکاش
۴۹ کیرت پرکاش سمت ۱۸۱۱ صاحب بہادر فرمانروائے حال سمت ۱۹۶۵

یہ ریاست نہایت قدیم زمانہ سے قائم چلی آتی ہے۔ تیرہ سو چھ سمی بکرمی سے پہلے اس کے حکمران مہابھارت کے زمانہ کے مشہور راجہ وراٹ کے خاندان میں سے تھے۔ جس کے پاس پانڈوؤں نے اپنی جلا وطنی کا تیرھواں سال چھپ کر گذارا تھا۔ اس خاندان کے آخری راجہ اگر سین کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کی حاملہ رانی کسی مندر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ راجہ مر گیا۔ ارکان سلطنت نے اسے لاولد خیال کر کے جیسلمیر کے راجکمار ہنسراج کو بلا کر سنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ حاملہ رانی کے بطن سے کرن چند نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے جوان ہو کر اپنی آبائی دارالحکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور ایک علیحدہ ریاست قائم کر کے حکومت کرنے لگا۔ جو آج کل جُبل کے نام سے مشہور ہے۔ ہنسراج نے اپنا نام شمشیر پرکاش رکھ کر حکومت کرنی شروع کی۔ اس کے بیٹے پلاش کے نام پر اس ریاست کا نام پلاسٹ بھی مشہور ہوا۔ لیکن عام طور پر اسے

نام پر ایک شہر آباد کیا۔ جو آج تک منیاں کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

سُلے راؤ کی اولاد ۱۵ پشت تک راہوں میں حکومت کرتی رہی ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غوری نے اچھواجی کچھواہا راجپوت کو اس علاقہ کا پٹہ دے دیا۔ تو اس نے بھاٹیوں سے یہ ریاست چھین لی۔

(۸۴) ریاست سرمور

۱	شبھ مشن پرکاش سمت ۱۲۳۰	۱۶	شال برہم پرکاش
۲	سالباہن پرکاش	۱۷	مکت پرکاش
۳	بالک چندر پرکاش	۱۸	بیربل پرکاش
۴	مہی پرکاش	۱۹	تخت پرکاش
۵	مول پرکاش	۲۰	گربھ پرکاش
۶	اُوت پرکاش	۲۱	برہم پرکاش
۷	کنول پرکاش	۲۲	بنش پرکاش
۸	شمشیر پرکاش	۲۳	رتن پرکاش
۹	سورج پرکاش	۲۴	پرتھوی پرکاش
۱۰	پدم پرکاش	۲۵	شیل پرکاش
۱۱	کرن پرکاش	۲۶	دھرم پرکاش
۱۲	اکھنڈ پرکاش	۲۷	دیپ پرکاش
۱۳	میدنی پرکاش	۲۸	بخت پرکاش
۱۴	نسچل پرکاش	۲۹	بھوپت پرکاش
۱۵	بیرمان پرکاش	۳۰	اوے چندر پرکاش

۸۵ ریاست سنگھ پور

۱	سین برمن	۷	سنگھ برمن
۲	آریہ برمن	۸	جل برمن
۳	دت برمن	۹	یگیہ برمن
۴	پروہت برمن	۱۰	اچل برمن سمگھنگل
۵	ایشور برمن	۱۱	دوا کر برمن بھگھنگل
۶	بدھی برمن	۱۲	بھاسکر برمن رپوگھنگل

یہ نسب نامہ ایک کتبہ سے دستیاب ہُوا ہے۔ اور اس سے قدیم زمانہ میں پنجاب میں جادوبنسی خاندان کی ایک ریاست کا پتہ لگتا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ بھاسکر برمن کی رانی جیاولی راجہ کپل بردھن کی بیٹی تھی۔ اس کے بطن سے راجکماری ایشورا پیدا ہوئی۔ اور وہ جالندھر (کانگڑہ) کے کسی راجکمار گپت چندر سے بیاہی گئی۔ خاوند مر گیا۔ تو اسکی یادگار تازہ رکھنے کے لئے لاکھا منڈل میں ایک شوالہ تعمیر کروایا۔ اور وہاں یہ کتبہ نصب کروایا۔ اس کتبہ پر سمت وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ لیکن یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ کہ سنگھ پور کے راجے جن کی یہ راجکماری تھی۔ جادوبنسی خاندان کے راجپوت تھے۔ جالندھر کا نام اس کتبہ میں جال دھو لکھا ہے۔

(۸۶) ریاست کیہر گرام

۱ کنند ۲ بدھو

سرمیری کہتے تھے۔ راجہ سوبھاگ پرکاش دہلی کے بادشاہ اورنگ زیب کا ہمعصر تھا۔ راجہ ہری پرکاش نے سوہانہ۔ مظفر نگر اور جگت گڈھ پر قبضہ کر کے ریاست کو وسعت دی۔ راجہ کیرت پرکاش نے شمال مشرق کی طرف اپنی ریاست کو بڑھایا۔ اس نے گورکھوں سے اس کی جنگ چھڑ گئی اور دریائے گنگا حد فاصل قرار دے کر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ ۱۸۰۳ء میں گورکھوں نے سرمور کو فتح کیا۔ اور یہاں کے راجہ کو مجبوراً نیپال کی ماتحتی منظور کرنی پڑی۔ ۱۸۱۵ء میں جب گورکھوں کو انگریزوں نے اس ملک سے نکال دیا۔ اس وقت راجہ کرم پرکاش یہاں حکومت کرتا تھا۔ انگریزوں نے اسے گدی سے اتار کر اس کے بیٹے فتح پرکاش کو راجہ بنایا۔ اور کہنہ علاقہ کے سوائے کل ریاست پر اسے حکمران بنایا۔ جو علاقہ راجہ صاحب کو نہیں دیا گیا۔ اس میں سے پرگنہ مورنی ایک مسلمان سردار کو دیا گیا۔ کیاردہ دون جو بلد میں راجہ صاحب نے پچاس ہزار روپیہ نذرانہ دے کر واپس لیا اور پہاڑی علاقہ کا ایک قلعہ جو دریائے گری کے شمال میں واقعہ ہے رانا کیو خاندان کو عنایت کیا گیا۔ جونسر اور باون کے پرگنے انگریزی علاقہ ڈیرہ دون میں شامل کئے گئے۔ راجہ سریندر بکرم پرکاش نے اپنے عہد میں ریاست کو بہت ترقی دی۔ انہوں نے انگریزی طریقہ پر دیوانی و فوجداری کی عدالتیں قائم کیں۔ دیہات میں مدرسے جاری کئے۔ سڑکیں بنوائیں۔ جنگل کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ لوہا ڈھالنے کا ایک کارخانہ کھولا۔ موجودہ حکمران سری مہاراجہ امر پرکاش صاحب بھی ایک بیدار مغز حکمران ہیں۔ اور ہر ایک صیغہ کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ جس سے ریاست کو بہت کچھ ترقی ہوئی ہے

۸۷ ریاست ہریانہ

۱ ترلوچن پال	۲۰ شیر خاں
۲ نے پال	۲۱ خالق داد خاں
۳ رتن پال	۲۲ نورنگ خاں
۴ رائے پال	۲۳ الہ داد خاں
۵ سیہرا	۲۴ اشرف خاں
۱۰ مل	۲۵ فتح خاں
۱۱ کالچہ	۲۶ نور محمد خاں
۱۲ نظام الدین خاں	۲۷ جمال خاں
۱۹ محمد خاں	۲۸ قادر بخش

ریاست ہریانہ تارو راجپوتوں کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ جو جادو بنس کی ایک شاخ ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ ترلوچن پال ریاست ولیہند کا حکمران تھا۔ اور یہ ریاست افغانستان میں کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی نے حملہ کرکے اس ریاست کو تباہ کیا۔ ترلوچن پال سلطان کے مقابلہ میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا اس کے بیٹے رُوپ پال وغیرہ کشمیر میں چلے گئے۔ اور وہاں اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہوکر رہنے لگے۔ کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایک بیٹا نے پال کچھ عرصہ تک آوارہ پھرتا رہا۔ آخرکار وہ محمود کی ہی فوج میں شامل ہوگیا۔ جب محمود نے تھانیسر پر حملہ کیا۔ تو نیپال اس مہم میں شامل تھا۔ اس نے اپنی بہادری اور شجاعانہ کارناموں سے

۴	جوگرہ	۷	کلہن
۴	برہمن	۸	وہن
۵	ٹوہک	۹	رام چند
۶	بھون	۱۰	لچھمن چند

کیرگرام کی ایک مشہور ریاست پنجاب میں واقعہ تھی۔ اس ریاست کا راجہ وہن کانگڑہ کے راجہ ہردے چندر کی بیٹی لکشمکا سے بیاہا گیا تھا۔ اس کے بطن سے رام اور لچھمن دو بیٹے پیدا ہوئے۔ وہن کے بعد رام گدی پر بیٹھا۔ کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد وہ بھی لاولد مرگیا۔ تو اس کا بھائی لچھمن گدی نشین ہوا۔ لچھمن اور اس کے ماموں راجہ جے چند والی کانگڑہ کے عہد کے دو کتبے بیجناتھ سے برآمد ہوئے ہیں۔ جو کہ اُن کے حکم سے بھرنگ کے بیٹے رام نے نصب کئے تھے۔ ایک پرشتا کا سمت ۱۲۲۶ء اور دوسرے پر لوکک سمت درج ہے۔ اور دونوں باہم مطابق ہیں یعنی دونوں کتبے ایک ہی سال نصب کئے گئے تھے۔ کیرگرام کے راجہ لچھمن چند کی رانی کا نام مَنَلا اس کتبہ پر لکھا ہوا ہے

کیرگرام کو آج کل کریہا کہتے ہیں۔ جو بنگہ اور نواں شہر کے درمیان ایک پرانا قصبہ اور ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور کے پرمار راجپوت اپنا نکاس اسی قصبہ سے بتلاتے ہیں۔ ان کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کیرگرام کے مذکورہ الصدر راجگان پرمار خاندان کے راجپوت تھے۔

دھن پال نے مذہب اسلام قبول کیا۔ اور رانا کلچہ ہریانہ میں رہ کر حکومت کرنے لگا۔ اسکی ریاست ۷۶۵ دیہات پر مشتمل تھی۔ بھوج پال کو بجواڑہ اور شام چوراسی کے علاقے جاگیر میں ملے۔ اور دھنی نے دھنیت کے علاقہ پر قبضہ کیا۔ بجواڑہ کے ایک حصہ میں اس نے سکونت اختیار کی۔ اور وہ حصہ اسکے نام پر پٹی دھنیات کہلانے لگا۔ آج کل صرف پٹی کہلاتا ہے۔ یہ پرانا قصبہ ہے۔ اور مغلوں کی عملداری میں تحصیل رہ چکا ہے۔

جب مذکورہ بالا تینوں بھائیوں نے مذہب اسلام قبول کیا۔ تو دربار دہلی میں ان کی توقیر بڑھ گئی۔ لیکن دوسری طرف دوآبہ جالندھر کے راجپوت راجے ان سے عداوت کرنے لگے انہوں نے متواتر حملوں سے انہیں دق کر دیا۔ رانا کلچہ نے دربار دہلی سے اپنی امداد کے لئے پٹھانوں کی فوج منگوائی۔ اپنے علاقہ کی سرحد پر اس کی چوکیاں بٹھائیں۔ آج کل وہ چوکیاں بسیوں کے نام سے شہرت پذیر ہیں۔

رانا شیر خاں نے ہریانہ میں ایک عظیم الشان درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ اور علوم مشرقی کی تعلیم کا انتظام کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ دہلی کے وزیر اعظم نواب سعداللہ خاں نے کچھ عرصہ اس درسگاہ میں تعلیم پائی تھی۔ اس کے کھنڈرات آج تک ہریانہ میں موجود ہیں۔ رانا قادر بخش سردار بگھیل سنگھ کا ہمعصر تھا۔ جس نے اس ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اس کا نام و نشان بالکل ہی مٹ گیا۔

بادشاہ کو خوش کر لیا۔ اور ناہر خاں کا خطاب پایا۔ اس کی اولاد نارد راجپوت کہلانے لگی۔

بینپال نے اپنی خدمات کے صلہ میں محمود سے دریائے ستلج کے گردو نواح کا علاقہ حاصل کر لیا۔ اور منو کی بنیاد ڈال کر وہاں حکومت کرنے لگا۔ بینپال کے بیٹے رتن پال نے بھلور کی بنیاد ڈالکر اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اور اپنی ریاست کو رفتہ رفتہ وسعت دینا شروع کیا۔ اور شمال مشرق کی طرف کوہ پرگل تک کا کل علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے چھوٹے بیٹے ہری پال نے بھنگالہ اور دسوہہ کے علاقہ جات فتح کر کے اپنی علیحدہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ بہت عرصہ ہوا۔ یہ ریاست برباد ہو گئی۔ لیکن ہری پال کی اولاد اب تک اس علاقہ میں آباد چلی آتی ہے۔

رتن پال کے بڑے بیٹے رائے پال کی چوتھی پشت میں رانا سیہرا نے دوآبہ جللندھر کا بیشتر حصہ فتح کر لیا۔ اور اس کے نام پر اس علاقہ کا نام سیہرو واں مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام چلا آتا ہے۔ رانا سیہرا اکثر مہم پر ہندوستان کی طرف گیا۔ واپس آتے ہوئے سنام (دارالحکومت پٹیالہ) میں اس کا انتقال ہو گیا چنانچہ اب تک اس کی سمادھ وہاں موجود ہے۔ رانا سیہرا نے بھلور کا علاقہ اپنے بھائی گورپال کو دے دیا دوسرے بھائی رائے تھو کو بھونگہ کا علاقہ دیا۔ جو آجکل ریاست کپورتھلہ میں شامل ہے۔ رانا سیہرا کی چوتھی پشت میں رائے مل نے بجواڑہ کو فتح کیا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ ہریانہ۔ نندا چور اور شام چوراسی کے علاقہ جات اسکی ریاست میں شامل تھے۔

رائے مل کے پانچ بیٹوں میں سے رانا کلچہ۔ بھوج پال اور

ملک پر اس نے اپنے خاندان کے سردار اور راجکمار گورنر مقرر کر رکھے تھے۔ تاکہ انتظام درست رہے۔ چنانچہ جیسل دیو کا بیٹا ہیم پال بھٹنڈہ کا حاکم مقرر ہوا۔ چند پشت بعد اسکی اولاد کے ہاتھ سے حکومت جاتی رہی۔ اسکی پانچویں پشت میں کھیوا کے ہاں سدھو نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس کی اولاد بہت بڑھی۔ اور مذکورہ الصدر خاندانوں کی بانی مبانی ہوئی۔ سب سے پہلے راجگان فریدکوٹ کا خاندان علیحدہ ہوا۔ اور بعد ازاں بتدریج دوسرے خاندان الگ ہوتے رہے۔ مسلمانوں کی عملداری میں یہ سب خاندان کمزور حالت میں تھے۔ لیکن جب مغلیہ سلطنت کو زوال آنا شروع ہوا۔ اور سکھ پولیٹکل میدان میں ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ تو سدھو کی اولاد کو موقعہ ہاتھ آیا۔ اور وہ ستلج اور جمنا کے درمیان میں بہت سے ملک پر قابض ہوگئی۔

سولہویں صدی کے وسط میں جودھ پور کے کچھ علاقہ پر قبضہ کیا۔ اس نے کوٹ کپورہ شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ اس سے سو سال بعد سردار ہمیر سنگھ خود مختار بن بیٹھا۔ اس نے اپنے پڑوسیوں کو شکست دے کر ریاست کو بہت وسعت دی۔ اور فریدکوٹ شہر آباد کرکے اپنی دارالحکومت وہاں منتقل کرلی۔ اس کے بیٹے مہر سنگھ نے کچھ ترقی نہیں کی۔ مہر سنگھ کے بیٹے چڑھت سنگھ نے اپنے باپ کو گدی سے علیحدہ کرکے خود حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ چڑھت سنگھ کو اس کے چچا دل سنگھ نے قتل کردیا اور دل سنگھ کو اس کے چچازاد بھائی فوجا سنگھ نے قتل کرکے گلاب سنگھ کو گدی نشین کیا۔ اسکی نابالغی میں ریاست کا انتظام

۸۸ ریاست فریدکوٹ

۱	سنگھ	۸	دل سنگہ
۲	لالا	۹	گلاب سنگہ
۳	کپورا	۱۰	عطر سنگہ
۴	سکھا	۱۱	پہاڑ سنگہ
۵	ہمیر سنگہ	۱۲	وزیر سنگہ
۶	مہر سنگہ	۱۳	بکرماں سنگہ
۷	چڑھت سنگہ	۱۴	راجہ بلبیر سنگہ

فریدکوٹ۔ پٹیالہ۔ جیند۔ نابھ کے راجگان اور اٹاری کیتھل۔ جھومبہ۔ سدھووال۔ رنولی۔ لوڈھ گڈھ۔ ملود۔ جیونداں اور بھڈور کے سرداران نامدار سب کے سب ایک ہی خاندان کی شاخیں ہیں۔ جن کی ریاستیں۔ علاقہ جات اور جاگیریں دریائے ستلج کے جنوب مشرق میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور شملہ کے پہاڑی علاقہ کے سوائے ستلج اور جمنا کے درمیانی ملک کا بہت سا حصہ اسی خاندان کے قبضہ اقتدار میں چلا آتا ہے۔

ان کی خاندانی روایات اور نسب ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب خاندان جیسلمیر کے بھاٹی راجہ جیسل دیو کے ایک چھوٹے بیٹے ہیم ہیل کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسلدیو نے سمت ۱۲۰۹ سے سمت ۱۲۱۴ بکرمی تک حکومت کی۔ اور اس کا ملک ستلج کے جنوب میں دریائے جمنا سے سندھ تک پھیلا ہوا تھا۔ مختلف حصہ جات

دوسری لڑائی میں اس فوج نے کوہاٹ کی سرحد پر کام کیا۔ اس لئے ان کو فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند کا خطاب عطا ہوا۔

۸۹ ریاست پٹیالہ

۱ پھول	۶ صاحب سنگھ
۲ راما	۷ کرم سنگھ
۳ آلا سنگھ	۸ نرندر سنگھ
۴ سردول سنگھ	۹ مہندر سنگھ
۵ امر سنگھ	۱۰ مہاراجہ راجندر سنگھ بہادر

اس ریاست کا بانی مبانی راجہ آلا سنگھ ہیم ونسی نامی بھاٹی راجپوت کی اولاد میں سے پھول کا پوتا تھا۔ احمد شاہ ابدالی کی نئی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے سکھوں کا جو جتھا قائم ہوا۔ اس میں یہ بھی شامل ہوگیا۔ برنالہ کی لڑائی میں سکھوں نے شکست کھائی۔ ان کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مسلمانوں نے برنالہ میں قتل اور غارت گری کا بازار گرم کیا۔ لوٹ مچائی۔ آلا سنگھ گرفتار ہوکر احمد شاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ لیکن اس نے چار لاکھ روپیہ تاوان لے کر اسے رہا کر دیا۔ برنالہ کی لڑائی آلا سنگھ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئی۔ بادشاہ نے تاوان لے کر آلا سنگھ کو خلعت خاص عنایت کیا۔ اور راجہ کا خطاب دے کر اسکے وطن کے گردو نواح کے تمام دیہات کا حاکم بنا دیا۔

احمد شاہ کابل کو واپس چلا گیا۔ تو سکھ پھر جمع ہوئے۔ انہوں نے

خودکرتا رہا۔ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ رنجیت سنگھ کے جرنیل دیوان محکم چند نے فریدکوٹ پر حملہ کر دیا۔ دو سال تک لڑائی جاری رہی آخر کار مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک فوج جرار کے ساتھ چڑھائی کردی۔ ریاست فتح کرکے اس کی عنان حکومت دیوان محکم چند کے ہاتھ میں دیدی۔ اور گلاب سنگھ واس کے بھائیوں کو صرف پانچ گاؤں جاگیر میں دئے۔ سرکار انگریزی نے اس تنازعہ میں ہاتھ ڈالا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو مجبور کرکے راجہ گلاب سنگھ کو از سر نو ریاست پر بحال کر دیا۔ ۱۸۳۶ء تک حکومت کرکے صاحب سنگھ کی سازش سے وہ مقتول ہوا۔ اور عطر سنگھ راجہ بنایا گیا۔ لیکن اسکی عمر نے وفا نہ کی۔ عطر سنگھ کے مرنے پر اس کا چچا سردار پہاڑ سنگھ حکمران ہوا۔ اس نے سب قسم کا انتظام درست کیا۔ نہریں کھدوائیں اور زراعت کو خوب ترقی دی۔ بیس سال بعد سکھوں اور انگریزوں کی جنگ چھڑی۔ تو پہاڑ سنگھ انگریزوں کا طرفدار رہا۔ اور حتی الوسع بہت سی مدد دی۔ اس کے صلہ میں اسے راجہ کا خطاب عطا ہوا کچھ علاقہ بھی مل گیا۔ کوٹ کپورا بھی واپس دیا گیا۔ اور شمالی محالات کے تبادلے میں جنوب کی طرف چند گاؤں مل گئے۔

۱۸۴۵ء میں راجہ وزیر سنگھ مسند نشین ہوا۔ سکھوں کی دوسری لڑائی میں یہ سرکار کا وفادار رہا۔ اور غدر کے دنوں میں اس نے بہت مدد دی۔ باغی فوج کو عبور کرنے سے روکنے کے لئے اس نے دریائے ستلج کے گذرگاہوں کی حفاظت کی۔ کچھ فوج سرسہ بھیجی تھوڑے سواروں اور دو توپوں کو لے کر مشہور باغی شام داس پر حملہ کرکے اس کی گڈھی برباد کردی۔ راجہ بکرماں سنگھ ۱۸۷۵ء میں اپنے باپ کی جگہ گدی نشین ہوا۔ افغانستان کی دوسری

میں سرکار کو مدد دیں۔ اس علاقہ کی آمدنی دو لاکھ روپیہ تھی۔ علاوہ ازیں مہاراجہ صاحب نے ایام غدر میں سرکار کو جو قرضہ دیا تھا۔ اس کے عوض میں انہیں اجازت دی گئی۔ کہ وہ کانود پرگنہ جھجر اور قلعہ کھماؤں میں دائمی مطلق العنانی کے اختیارات خریدیں اسکے علاوہ مہاراجہ صاحب کو بھڈور پر اختیارات حکمرانی عطا کئے گئے۔ نیز بھڈور کے ان محالات میں جو لاوارث رہ جائیں۔ یا وقتاً فوقتاً ضبط کئے جائیں۔ حق بازیافت دیا گیا۔ اور ۵۲۶۵ روپیہ سالانہ جو سرداران بھڈور سرکار انگریزی کو خراج دیا کرتے تھے۔ مہاراجہ صاحب کا حق قرار دیا گیا۔

۱۸۶۲ء میں مہاراجہ مہندر سنگھ صاحب اپنے باپ کے بعد مسند نشین ہوئے۔ انہوں نے چودہ برس حکومت کی۔ ان کے عہد میں نہر سرہند جاری کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ اس نہر کی رسم افتتاح ۱۸۸۲ء میں وائسرائے ہند نے اپنے ہاتھ سے ادا کی۔ اس نہر سے ریاست پٹیالہ۔ نابھ۔ جیند کا بہت سا حصہ اور لودھیانہ و فیروز پور کے اضلاع کی زمین سیراب ہوتی ہے۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے اپنی رعایا کے مفاد کو مدنظر رکھ کر ایک کروڑ ۲۳ لاکھ روپیہ اس کی تیاری کے لئے دیا۔ اس نہر کی تیاری کا ۲/۳ حصہ خرچ سرکار انگریزی نے اپنے ذمہ لیا۔ اور ۱/۳ حصہ پٹیالہ۔ نابھ اور جیند سے لیا گیا ستر ہزار روپیہ کی ایک معقول رقم یونیورسٹی کالج لاہور کو دی۔ ۱۸۷۴ء میں قحط زدگان بنگال کی امداد کے لئے دس لاکھ روپیہ سرکار کو دیا۔ ۱۸۷۵ء میں زر کثیر خرچ کر کے پٹیالہ میں ایچیسن کالج بنوایا۔ غرض ریاست پٹیالہ کی تواریخ میں مہاراجہ مہندر سنگھ جی کا نام نامی اچھے اچھے کاموں کی وجہ سے مدت مدید تک مشہور رہیگا

سرہند پر حملہ کر کے وہاں کے ناظم کو قتل کر ڈالا۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی فوج کو شکست دے کر سرہند پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ اس لڑائی میں راجہ آلا سنگھ تمام سکھ سرداروں میں سربرآوردہ تھا اس لئے اس کے صلہ میں اس نے سرہند اور اس کا نواحی علاقہ حاصل کر لیا۔ لیکن اس نے اس شہر کو رونق دینے کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ کیونکہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے صاحبزادے یہیں شہید ہوئے تھے۔ اس لئے سکھوں کے خیال میں یہ شہر منحوس سمجھا جاتا تھا۔

سرہند کی لوٹ اور ۱۸۰۹ء کے درمیانی عرصہ میں جب کہ دریائے ستلج اور جمنا کی درمیانی ریاستوں نے سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ ریاست پٹیالہ کا علاقہ بہت بڑھ گیا۔ مہاراجہ کرم سنگھ نے گورکھوں کی لڑائی میں جو ۱۸۱۴ء میں واقعہ ہوئی۔ انگریزوں کو مدد دی۔ اس کے صلہ میں سرکار نے کیونتھل اور بگھاٹ کی ریاستوں کے ضبط شدہ علاقے جن کی آمدنی ۴۵ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ دو لاکھ اسی ہزار روپیہ نذرانہ دے کر عطا کئے ۱۸۳۴ء میں جب شملہ آباد ہوا۔ تو ریاست پٹیالہ کے علاقہ میں تھوڑا سا تغیر و تبدل ہوا۔ مہاراجہ صاحب کو اس قطعہ زمین کے عوض میں جو جیکو پہاڑی کے دامن میں واقعہ ہے۔ سپاٹو کے متصل علاقہ بھرولی کے تین گاؤں سرکار انگریزی نے دئے۔ مہاراجہ پٹیالہ نے سکھوں کی پہلی لڑائی میں انگریزوں کو مدد دی۔ اس کے صلہ میں ریاست نابھ کا کچھ ضبط شدہ علاقہ انکو ۱۸۵۰ء کے بعد مہاراجہ نرندر سنگھ کو غدر کی خدمات کے صلہ میں نواب جھجر کے ضبط شدہ علاقہ میں سے نارنول پر کامل اختیارات حکمرانی اس شرط پر دئے گئے۔ کہ خطرہ کے ایام

ناظم نے انہیں قید کرکے دہلی بھیج دیا۔ انہوں نے مطالبہ ادا کردیا اور شاہ عالم بادشاہ دہلی نے ۱۷۷۲ء میں انہیں ایک سند عطا کی جسمیں گجیت سنگھ کو راجہ تسلیم کیا گیا۔ اور وہ اسوقت سے خودمختار راجہ بن گئے اور اپنے نام کا سکہ بھی جاری کرلیا۔ چونکہ ان کا علاقہ ضلع رہتک کی شمالی مغربی سرحد سے ملتا تھا۔ اس لئے مرہٹے جب کسی دوسری طرف متوجہ ہوجاتے۔ تو انہیں گوہانہ اور حصار پر حملہ کرنے کا موقعہ مل جاتا۔ آخرکار راجہ گجیت سنگھ نے یہ علاقے مرہٹوں سے اجارہ پر لے لئے۔ اور مدت تک انکے قبضہ میں رہے۔ راجہ بھاگ سنگھ نے دور اندیشی سے سرکار انگریزی کے خلاف گروہ میں شمولیت نہیں کی جب سندھیا کا زور گھٹ گیا۔ تو راجہ صاحب نے جمنا کے مغربی مقبوضات سرکار انگریزی کے حوالے کردئے۔ اور لارڈ لیک نے گوہانہ کا علاقہ راجہ صاحب کو انعام میں دے دیا۔ جب لارڈ لیک نے جسونت راؤ ہلکر کا تعاقب کیا۔ تو راجہ بھاگ سنگھ دریائے بیاس تک ان کے ہمرکاب رہے۔ لارڈ لیک نے راجہ بھاگ سنگھ کو لاہور بھیجا۔ تاکہ دربار لاہور ہلکر کو مدد نہ دے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ راجہ بھاگ سنگھ کا بھانجا تھا۔ اس کے کہنے سے سکھوں نے امداد سے انکار کیا۔ راجہ بھاگ سنگھ کی یہ سفارت کامیاب ہوئی۔ اسکے صلہ میں راجہ صاحب کو پرگنہ بوانہ انعام میں ملا۔

راجہ بھاگ سنگھ کے مرنے پر اس خاندان پر مصیبت آئی راجہ سنگت سنگھ کو غیروں کے ہاتھ میں حکومت دے کر صدر مقام سے الگ رہنا پڑا۔ ان کے لاولد فوت ہونے پر سروپ سنگھ جانشین مقرر ہوا۔ لیکن یہ قرار پایا۔ کہ وہ اس علاقہ سے زیادہ کے مستحق نہیں ہیں۔ جو راجہ گجیت سنگھ کے قبضہ میں تھا۔ اس لئے دو لاکھ ۳۶ ہزار روپیہ

۱۸۷۹ء کی مہم کابل میں ریاست پٹیالہ نے فوجی امداد دی۔ اس فوج نے کورم گھاٹی میں ٹھل اور پیواڑ کے درمیان سلسلہ آمدورفت جاری رکھنے کے لئے بہت کام دیا۔ اس خدمت کے صلہ میں مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو دربار گورنری میں نذر دکھانے سے مستثنےٰ کیا گیا اس طرح سے اپنی بہادری اور شجاعت نیز وفاداری سرکار کے باعث پنجاب کی ریاستوں میں یہ ایک با اقتدار تسلیم کی گئی۔

۹۰ ریاست جیند

۱ پھول	۶ فتح سنگھ ۱۸۱۹ء
۲ تلوکا	۷ سنگت سنگھ ۱۸۲۲ء
۳ سکھ چین	۸ سروپ سنگھ ۱۸۳۴ء
۴ گجپت سنگھ ۱۷۵۱ء	۹ رگھبیر سنگھ ۱۸۶۳ء
۵ بھاگ سنگھ ۱۷۸۹ء	۱۰ سری راجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والی حال ۱۸۸۷ء

اس ریاست کے حکمران بھی پھول کی ہی اولاد میں سے ہیں ۱۷۶۳ء میں سرہند کے نواب زین خاں کے خلاف سکھوں کا جو گروہ کھڑا ہوا۔ اس میں گجپت سنگھ بھی شامل ہوا۔ اس کے مفتوحہ علاقہ میں سے بہت سا حصہ اس کے ہاتھ آیا۔ اور اس علاقہ میں جیند اور سفیدوں شامل تھے۔ راجہ گجپت سنگھ نے جیند کو اپنی صدر گاہ بنایا دربار دہلی نے بھی ان کی سرکشی سے درگذر کرکے جو گاؤں انکے قبضہ میں تھے۔ ان کی مالگزاری کا مستاجر تسلیم کر دیا۔ ۱۷۶۷ء میں ایک لاکھ پچاس ہزار مالگزاری کی بابت جو ان کے ذمہ بقایا نکلی

انگریزوں کو جو مدد اس نے دی۔ وہ کسی خوف سے نہیں۔ بلکہ محبت سے دی۔ ان کے بعد راجہ رگھبیر سنگھ نے راج گدی کو زینت دی ان کے عہد میں علاقہ داوری کے پچاس گاؤں کے باشندوں نے ایزادی لگان کی وجہ سے بغاوت کردی۔ اور بیکانیر و شیخاوائی کے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ راجہ صاحب نے بڑی عقلمندی کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کیا۔ جنگ افغانستان میں انہوں نے سرکار انگریزی کو بہت مدد دی۔ یہ راجہ بڑا قابل اور روشن دماغ ہوا ہے۔ ۱۸۸۷ء میں عالم جوانی میں ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اب ان کے پوتے ریاست جہند کی گدی پر رونق افروز ہیں۔

ریاست نابھہ

۱ بھول	۷ دیو اندر سنگھ ۱۸۴۰ء
۲ تلوکا	۸ بھرپور سنگھ ۱۸۴۶ء
۳ گوروتہ	۹ بھگوان سنگھ ۱۸۶۳ء
۴ صورتیا	۱۰ ہیرا سنگھ ۱۸۷۱ء
۵ ہمیر سنگھ	۱۱ راجہ رپودمن سنگھ
۶ جسونت سنگھ ۱۷۸۳ء	

پھول کے بیٹے تلوکا کی امداد میں سے ہمیر سنگھ نے اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ جو سرہند کی لڑائیوں میں سکھوں کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ سرہند کی فتح کے بعد اس کو پہلے پہل املوہ کا علاقہ ملا۔ اور نابھہ آباد کرکے اس نے اپنی صدر گاہ بنایا۔ وہ آزادانہ حکومت

مالگذاری کے ۳۲۲ گاؤں راجہ سروپ سنگھ کو ملے اور ایک لاکھ ۸۲ ہزار روپیہ کا علاقہ سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا۔ سکھوں کی پہلی لڑائی میں راجہ سروپ سنگھ نے انگریزوں کو مدد دی۔ باربرداری اور رسد رسانی کے لئے بھی کافی مدد دی۔ اسکے صلہ میں تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اور محصول راہداری معاف کرنے کے عوض میں ایک ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اور مل گیا۔ ۱۸۴۶ء میں راجہ صاحب کو ایک سند ملی۔ جس میں درج تھا۔ کہ سرکار اس ریاست سے نہ کبھی خراج طلب کریگی۔ نہ فوج کے عوض روپیہ مانگیگی۔ راجہ صاحب نے وعدہ کیا۔ کہ ضرورت کے وقت فوج اور مال و اسباب سے مدد دینگے۔ سڑکیں قائم رکھیں گے اور ستی بردہ فروشی۔ دختر کشی اپنی ریاست کے اندر نہ ہونے دینگے۔

ایام غدر میں راجہ سروپ سنگھ نے سرکار کو بہت مدد دی۔ چھاؤنی کرنال میں اپنا دخل رکھا۔ دریائے جمنا کے گذر بانپت پر انتظام قائم رکھا اس سے میرٹھ کی فوج سر۔ ایچ۔ برنارڈ کے دستہ سے مل گئی علی پور کی لڑائی میں راجہ صاحب خود شریک رہا۔ شہر دھلی پر دھاوا کرنے میں انگریزوں کو مدد دی۔ محاصرہ رکھنے والی فوج کو رسد پہنچانے۔ آمد و رفت کا رستہ کھلا رکھنے۔ اور اپنی ریاست کے ملحقہ اضلاع میں انتظام قائم رکھنے میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا۔

ان تمام خدمات کے عوض میں علاقہ دادری کے قریب چھ سو مربع میل کا علاقہ جو نواب بجھیرہ سے ضبط کیا گیا تھا۔ راجہ صاحب کو عطا ہو گیا جس کی مالگذاری سالانہ دو لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں ۱۲ گاؤں واقعہ پرگنہ کلاراں مرحمت ہوئے۔ جنکی آمدنی ایک لاکھ ۴۸ ہزار روپیہ تھی۔ راجہ سروپ سنگھ کی شکل و شباہت شاہانہ تھی۔

انہیں گدی سے علیحدہ کرکے ڈیرہ دون میں بھیج دیا اور ان کے فرزند کے سن بلوغت پہنچنے تک انتظام ایک کونسل کے سپرد کر دیا۔

۹۲ ریاست کپورتھلہ

۱	سدا دسنگھ	۶	بھاگ سنگھ ۱۷۸۲ء
۲	گوپال سنگھ	۷	فتح سنگھ ۱۸۰۲ء
۳	دیوا سنگھ	۸	نہال سنگھ ۱۸۳۶ء
۴	بدر سنگھ	۹	رندھیر سنگھ ۱۸۵۲ء
۵	جسا سنگھ ۱۷۲۶ء	۱۰	کھڑک سنگھ ۱۸۷۰ء

۱۱ ہز ہائی نس راجہ راجگان سری مہاراجہ جگتجیت سنگھ بہادر فرمانروائے حال ۱۸۷۷ء سے اب تک

مقبوضات:۔ اس ریاست کا خاص علاقہ دریائے بیاس کے بائیں کنارے کے برابر برابر ستلج اور بیاس کے مقام اتصال تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چوبیس گاؤں کا پرگنہ بھونگہ ہوشیار پور کے مغرب میں ہے۔ اور تحصیل پھگواڑہ جو جالندھر اور پھلور کے درمیان واقعہ ہے۔ علاوہ ازیں اضلاع لاہور اور امرتسر میں چند دیہات پر اس ریاست کو حق مالکیت حاصل ہے یہ مقبوضات پنجاب میں ہیں جن کا رقبہ ۶۲۰ مربع میل آمدنی قریباً ۱۱ لاکھ روپیہ اور آبادی تین لاکھ کے قریب ہے۔

پنجاب کے علاوہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں بھی فرمانروایان کپورتھلہ کا بہت سا علاقہ ہے جسکا رقبہ ۷۰۰ مربع میل اور آمدنی ۱۱ لاکھ کے قریب ہے۔

کرنے لگا۔ اور اس نے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ ۱۷۸۴ء میں اسکے فوت ہو جانے پر جسونت سنگھ گدی نشین ہوا۔ مہکر کے تعاقب میں اس نے انگریزوں کو مدد دی۔ اور مئی ۱۸۰۹ء میں اس نے انگریزی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ گورکھوں کی لڑائی میں اس نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ اور جنگ افغانستان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۸۴۰ء میں راجہ دیوان رنگھ نے زمام حکومت سنبھالی۔ چونکہ سکھوں کی پہلی لڑائی میں اس نے انگریزوں کو مدد نہیں دی۔ اس لئے ریاست کا چہارم حصہ ضبط کر لیا گیا۔ اور اسے گدی سے علیحدہ کر کے عنان حکومت اس کے بیٹے بجھ پور سنگھ کے ہاتھ میں دی گئی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں اس نے حتی الوسع انگریزوں کو امداد دی۔ اور اسکے صلہ میں باون اور کانٹی کے پرگنے حاصل کرلئے جو نواب جھجر کے ضبط کئے گئے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں اسکے لاولد مرنے پر راجہ بھگوان سنگھ گدی نشین کیا گیا۔ ۱۸۷۱ء میں وہ بھی لاولد فوت ہوا اس لئے ریاست پھر لاورث رہ گئی۔

۱۸۶۰ء میں سرکار انگریزی کے ساتھ عہد نامہ ہوا تھا۔ اس میں یہ شرط قرار پائی تھی۔ کہ ریاستہائے پھولکیاں میں سے اگر کوئی حکمران لاولد مر جائے۔ تو دوسرے دو راجاؤں کو ملکر اسی خاندان میں سے گدی کا وارث انتخاب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس شرط کے مطابق راجگان پٹیالہ اور جیند نے ہم مشورہ ہو کر سردار ہیرا سنگھ رئیس بڈرکھاں کو جو راجہ صاحب جیند کا چچا زاد بھائی تھا۔ راجہ نابھ قرار دیا۔ اس نے اپنے آپکو لائق حکمران ثابت کر دیا۔ ریاست کا انتظام نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیا۔ اور اپنے ملک کے باشندوں کی سوشل اصلاح میں بہت کوشش کی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے راجہ رپودمن سنگھ صاحب مسند حکومت پر بیٹھے۔ انگریزوں نے

اور ڈوگراں دلکھ کے پرگنے فتح کرلئے۔ اسی سال ہوشیار پور۔ بھڑوگ اور نرائن گڈھ بزور شمشیر فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کئے۔ کپورتھلہ کے حاکم رائے ابراہیم نے خراج ادا کرنا منظور کرلیا اس لئے وہ بچ گیا۔

سردار جسا سنگھ نے لاہور کے جنوب میں جھنگ کی جانب اپنی توجہ مبذول کی۔ اور عنایت اللہ سیال سردار سے لڑائی چھیڑ لی لیکن یہاں فتح و نصرت نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ پھر گوجرانوالہ پر چڑھائی کی۔ اور سردار چڑھت سنگھ سکرچکیہ کے مقابلہ میں شکست کھائی۔ یہاں ان کی توپوں اور سامان حرب وضرب کا بہت سا نقصان ہوا۔ اس کے بعد مغربی فتوحات کا خیال چھوڑ کر مشرق کا رخ کیا اور لوٹ مار کرتے ہوئے دریائے جمنا کے جنوب تک پہنچ گئے۔ وہاں یہ خبر سنکر کہ احمد شاہ درانی سرکش سکھوں کو مغلوب کرنے کے لئے کابل سے آرہا ہے۔ پنجاب کو واپس آنا پڑا۔ ستلج کے جنوب میں برنالہ کے مقام پر احمد شاہ اور سکھوں کا زبردست مقابلہ ہوا۔ یہاں احمد شاہ نے فتح پائی۔ اور چند روز بعد سرہند کی لڑائی میں سکھوں نے پھر شکست فاش کھائی۔ سردار جسا سنگھ اور ان کے ساتھی دوسرے سردار کانگڑہ کے پہاڑوں میں جاکر پناہ گزین ہوگئے۔ احمد شاہ کابل کو واپس چلا گیا۔ تو سکھ پھر جمع ہوئے۔ انہوں نے شہر قصور پر حملہ کردیا۔ جہاں خوب قلعہ بندی ہوئی تھی۔ یہاں سکھوں کی فتح ہوئی۔ اور اس کو اپنے قبضہ میں لے کر سردار جسا سنگھ کی سرکردگی میں سرہند کی طرف کوچ کیا۔ اس مقام کی بابت مسلمانوں اور سکھوں میں مدت سے جھگڑا چلا آتا تھا۔ نواب زین خاں نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا۔ لیکن نواب اور اسکی سپاہ میدان جنگ میں مقتول ہوئی اور

تواریخی واقعات:- اس ریاست کے حکمران اہلووالیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ خاندان بھاٹی راجپوتوں کی ہی ایک شاخ ہے۔ ان کا بزرگ سداؤ سنگھ ایک صاحب ہمت زمیندار تھا۔ تین سو برس کا عرصہ گذرا کہ اس نے لاہور کے قریب چار گاؤں آباد کئے تھے۔ جن کا حق ملکیت اب تک مہاراجہ صاحب کے پاس ہے۔ ان دیہات میں سے ایک کا نام آہلو ہے۔ جس کے سبب سے یہ خاندان آہلووالیہ کہلاتا ہے۔

سداؤ سنگھ کی پانچویں پشت میں سردار جسا سنگھ صاحب پیدا ہوئے۔ جنھوں نے ریاست کپورتھلہ کی بنیاد ڈالی۔ اس زمانہ میں دہلی کی مغلیہ سلطنت ازحد کمزور ہو چکی تھی۔ نادرشاہ اور احمدشاہ درّانی کے حملے ہو رہے تھے۔ اور پنجاب کے سکھ سیاست کے میدان میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ اس ابتری کے زمانہ میں سردار جسا سنگھ نے بہت سی جمعیت فراہم کر لی۔ اور لاہور کے مسلمان ناظموں کے ساتھ جنگ آزمائیاں شروع کر دیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان لڑائیوں میں سردار صاحب اکثر اوقات فتح پاتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۵۸ء میں انہوں نے امرتسر پر حملہ کر کے نواب صلابت خان کو میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اور اس ضلع کے بہت سے حصہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ۱۷۵۳ء میں وہ آپ جالندھر کے ناظم آدینہ بیگ کو شکست دے کر فتح آباد کا پرگنہ فتح کر لیا جو آج تک اس خاندان کے قبضہ اقتدار میں چلا آتا ہے۔ اور اس طرح سے سردار جسا سنگھ نے دریائے بیاس تک اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اسکے بعد سرہند اور دیالپور پر قبضہ کیا۔ جو دریائے ستلج کے جنوب میں واقعہ ہیں۔ پھر فیروزپور کی جانب بڑھے

مخاطب کئے گئے تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت رنجیت سنگھ اور فتح سنگھ دونوں کی مساوی حیثیت تھی۔ لیکن بعد از آں وہ کبھی مساوی خیال نہیں کئے گئے۔ رنجیت سنگھ نے آہستہ آہستہ اپنی طاقت کو بڑھانا اور سردار فتح سنگھ کی طاقت کو گھٹانا شروع کیا۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ انہیں اپنا مطیع سمجھنے لگا۔ لڑائی بھڑائی کے موقعہ پر باجگزار راجہ کی طرح سردار فتح سنگھ کی فوج کو طلب کرنے لگا اور دربار لاہور میں حاضر باشی کی تاکید بھی ہونے لگی۔ سردار فتح سنگھ اس سلوک کو برداشت نہ کر سکا۔ ۱۸۰۵ء میں دونوں دوابوں کا علاقہ چھوڑ کر وہ جگراواں چلا گیا۔ لیکن اس جلد بازی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ ممکن ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج ان کے علاقہ کی طرف بڑھی ہو گی۔ اور سردار صاحب کو اندیشہ پیدا ہو گیا ہو گا۔ کہ پنجاب کے دیگر راجگان کی طرح کہیں چپ چاپ ہی رنجیت سنگھ کی طمع کا شکار نہ ہو جاؤں۔

رنجیت سنگھ کو جب معلوم ہوا۔ کہ ان کا ایک پرانا دوست انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا ہے۔ تو اسے تعجب اور رنج ہوا۔ انگریز کچھ عرصہ سے دریائے ستلج کے کنارے مقیم تھے۔ سردار فتح سنگھ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ ریاستہائے پھولکیاں کی طرح انگریزوں سے مل کر اپنے علاقہ کی بابت اطمینان کر لینگے۔ لیکن سرکار انگریزی کے لئے بھی مشکل تھا۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کھلم کھلا مخالفت کئے بغیر سردار موصوف کا منشا پورا کرتے۔ اس حالت میں جو کچھ ہو سکتا تھا وہ صرف یہ تھا۔ کہ دریائے ستلج کے جنوبی مقبوضات کو انگریز اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اور دونوں دوابوں کے علاقہ کی بابت سردار فتح سنگھ کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ صلح کرا دیں۔

سکھوں نے شہر کو خوب لوٹا۔

سرہند کی فتح یابی کے بعد سردار جسا سنگھ صاحب امرتسر آئے فتح کے شکریہ میں زرکثیر خرچ کرکے دربار صاحب کی مرمت کروائی جسکو احمد شاہ نے توڑ ڈالا تھا۔ اور اس کے نزدیک ہی ایک آہلووالیہ بازار بنوایا۔ جو بناوٹ کے لحاظ سے بہت خوبصورت سمجھا جاتا ہے۔ نیز ایک قلعہ تعمیر کروایا۔ جسکی جگہ اب کپڑے کی بہت بڑی منڈی بن گئی ہے۔

سردار جسا سنگھ کی وفات کے بعد ان کے چچا کے پڑپوتے سردار بھاگ سنگھ مسند نشین ہوئے۔ لیکن یہ دل و دماغ کے کمزور تھے۔ انہوں نے اپنے خاندان کی جاہ حشمت کو کچھ ترقی نہ دی۔ ۱۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۸۰۱ء میں وہ فوت ہوئے اور ان کے بیٹے سردار فتح سنگھ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ابتدائی عہد حکومت میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے ساتھ ان کی بڑی محبت رہی۔ لارڈ لیک سے شکست کھا کر جسونت راؤ مہکر پنجاب میں آیا۔ تو سردار فتح سنگھ امرتسر میں تھے اور انہوں نے رنجیت سنگھ کو منع کیا۔ کہ مہکر کو امداد دے کر انگریزوں کو ناراض نہ کرے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۰۶ء کو جو عہدنامہ رنجیت سنگھ اور انگریزوں کے درمیان ہوا۔ اس پر رنجیت سنگھ اور سردار فتح سنگھ دونوں کے دستخط ثبت ہیں۔ اس عہدنامہ میں انگریزوں نے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ ہم ان کے علاقہ میں نہ تو دخیل ہونگے اور نہ ان کی جائدادوں کے چھیننے کے منصوبے باندھینگے۔ بشرطیکہ وہ ہمارے دشمنوں سے کوئی دوستانہ تعلق نہ رکھیں۔ اور نہ ہم سے کوئی معاندانہ حرکت کریں۔ اس عہدنامہ میں رنجیت سنگھ اور فتح سنگھ دونوں سردار کے خطاب سے

علاقہ میں ہر طرح سے امن رکھا۔ اسکے عوض میں دوابہ باری کا ضبط شدہ علاقہ انہیں پھر مل گیا۔ ایام غدر میں پنجاب میں امن رہا۔ اس لئے راجہ رندھیر سنگھ کو اجازت دی گئی۔ کہ اپنی فوج لے کر اودھ کو جائیں۔ اور جن اضلاع میں بغاوت پھیل رہی ہے۔ انگریزی سپاہ کے ساتھ ملکر اسکو دبائیں۔ راجہ رندھیر سنگھ دسمبر ماہ تک اودھ میں رہے۔ باغیوں کے ساتھ چھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑے اس عرصہ میں انہوں نے کبھی تکان محسوس نہیں کی۔ بلکہ اپنی فوج کی کمان خود کرتے رہے۔ اور باغیوں کو مغلوب کرنے میں بہادری و شجاعت سے کام لیا۔ ان اعلیٰ خدمات کے صلے میں راجہ صاحب کو دو ضبط شدہ علاقوں۔ بونڈی واقعہ ضلع بھڑائچ اور تھولی واقعہ بارہ بنکی میں حقوق اسمتراری عطا ہوئے۔ ان علاقوں کی آمدنی آج کل ۴ لاکھ ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔

ان کے بھائی سردار بکرماں سنگھ کو جنہوں نے راجہ صاحب کے ساتھ شریک ہوکر اودھ کی لڑائیوں میں کام کیا تھا۔ ضلع بھڑائچ علاقہ اکونہ کا کچھ حصہ جسکی آمدنی ۴۵ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ عنایت ہوا۔ ۱۸۶۹ء میں سر ہنری ڈیوس صاحب چیف کمشنر اودھ کے ثالثانہ فیصلہ سے راجہ صاحب نے اکونہ کا علاقہ چھوڑ دیا۔ اور سردار بکرماں سنگھ کو اسکے معاوضہ میں بریلی اور مکھیم پور میں اپنے پاس سے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کا علاقہ خرید دیا۔ اب مہاراجہ صاحب کپورتھلہ کو اکونہ کے علاقہ سے ۳ لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اور ایک لاکھ ۳۲ ہزار روپیہ سرکار انگریزی کو خراج دینا پڑتا ہے۔

راجہ رندھیر سنگھ صاحب کئی سال تک اپنے چھوٹے بھائیوں

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سردار موصوف جو ملک چھوڑ گئے تھے۔ وہ انہیں واپس مل گیا۔ اور ۱۸۰۹ء کے معاہدہ کے مطابق سردار فتح سنگھ کو دریائے ستلج کے جنوبی اضلاع کی بابت اطمینان دلایا گیا

سردار فتح سنگھ ۱۸۴۷ء میں فوت ہوگئے۔ اور ان کے بیٹے سردار نہال سنگھ نے مسند حکومت کو زینت دی۔ ان کے عہد میں ریاست کو اہم امور پیش آئے۔ پہلے تو ان کے بھائی سردار امر سنگھ نے بعض وجوہات سے اپنے آپ کو ریاست کا جائز وارث ظاہر کر کے فساد پیدا کیا۔ یہ تنازعہ رفع ہوا۔ تو سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی چھڑ گئی۔ ریاست کی فوج باغی ہوگئی۔ اور حیدر علی کے زیر حکم ملیوال اور بدووال کے مقام پر انگریزوں سے لڑائی کی۔ سکھوں نے شکست کھائی۔ تو سردار نہال سنگھ کو دوآبہ جالندھر کا علاقہ ایک لاکھ ۴۸ ہزار روپیہ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر مل گیا۔ لیکن دریائے ستلج کے جنوبی مقبوضات جن کی مالگذاری ۵ لاکھ ۶۰ ہزار روپیہ تھی انگریزوں نے ضبط کر لئے۔ کیونکہ سردار نہال سنگھ نے ۱۸۰۹ء کے معاہدہ کے مطابق ستلج کی لڑائی میں مدد نہ دی تھی۔

سکھوں کی دوسری لڑائی میں سردار موصوف نے اپنی پہلی غلطی کی تلافی کر دی۔ اور بار برداری و رسد رسانی میں خاطر خواہ مدد دی اس لئے لڑائی ختم ہونے پر لارڈ ڈلہوزی نے انہیں راجہ کا خطاب عطا کیا۔ ۱۸۵۲ء میں ان کا انتقال ہوا۔ اور راجہ رندھیر سنگھ نے مسند حکومت کو زینت دی۔ غدر کے ایام میں سرکار انگریزی کو انہوں نے بہت مدد دی۔ غدر کی خبر پاتے ہی اپنی سپاہ لیکر فوراً جالندھر آئے۔ اور دوآبہ جالندھر کو جہاں سے انگریزی فوج چلی گئی تھی۔ دہلی فتح ہونے تک سنبھالے رکھا۔ فوجی نقل سے اس

ہیں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ اشاعت تعلیم کی طرف سری مہاراجہ صاحب بہادر کو ابتدا سے ہی خاص طور پر خیال رہا ہے۔ ایک کالج اور متعدد ہائی سکول ریاست کے اندر چند مقامات پر جاری ہیں۔ ابتدائی پرائمری تعلیم لازمی کر دینے کے متعلق بھی تجربہ کیا جا رہا ہے۔ اپنی ریاست کی حدود سے باہر پنجاب کی مفید علمی تحریکوں میں بھی سری مہاراجہ صاحب بہادر خاص طور پر حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور گرانقدر رقوم بطور امداد کے عنایت فرماتے رہے ہیں۔ صدر مقام کپورتھلہ اپنی بناوٹ۔ خوبصورتی۔ عالیشان عمارت خوشنما باغات اور شان و شوکت کے لحاظ سے پنجاب کے تمام شہروں سے سبقت لے گیا ہے۔

(۹۴) ریاست جموں

۱	اگنی گرھ	۱۲	اگنی کرن
۲	بایو شروا	۱۳	شکنی کرن
۳	پُرمتر	۱۴	شب پرکاش
۴	لاکھو	۱۵	شام پرکاش
۵	کھیات	۱۶	جوتی پرکاش
۶	ارجن	۱۷	پشپ پرکاش
۷	باہو لوچن	۱۸	رتن پرکاش
۸	جاموں لوچن	۱۹	بھوشن پرکاش
۹	پورن کرن	۲۰	برہم پرکاش
۱۰	دھرم کرن	۲۱	جام پرکاش
۱۱	کیرت کرن	۲۲	کشور اندر

سردار بکرماں سنگھ اور سوچیت سنگھ کے رنج وہ جھگڑوں کے باعث مضطرب رہے۔ جن کی بنا اس وصیت کی تاویل تھی۔ جو ان سرداروں کے حق میں راجہ نہال سنگھ نے کی تھی۔ ۱۸۶۹ء میں صاحب وزیر ہند نے اس جھگڑے کا فیصلہ اس طریق پر کر دیا کہ راجہ صاحب ان دونوں چھوٹے بھائیوں کو ساٹھ ساٹھ ہزار روپیہ نقد سالانہ تاحین حیات دیتے رہیں۔ اور ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کو بھی ریاست کی طرف سے معقول گزارہ ملتا رہے

راجہ رندھیر سنگھ صاحب کو غدر کی خدمات کے صلے میں لارڈ کیننگ نے ایک سند عطا فرمائی۔ جسکی رو سے راجہ صاحب کو متبنیٰ بنانے کا حق دیا گیا۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب دیا۔ راجہ رندھیر سنگھ صاحب کی مدت سے یہ خواہش تھی۔ کہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے حضور میں پیش ہو کر تاج برطانیہ کے ساتھ اپنی عقیدت اور وفاداری کا اظہار کریں۔ ۱۸۷۷ء میں وہ ولایت روانہ ہوئے۔ ابھی عدن میں پہنچے تھے۔ کہ پیغام اجل آپہنچا۔ ان کی لاش کو ہندوستان میں واپس لائے اور دریائے گوداوری کے کنارے پر مقام ناسک آخری سنسکار کیا ان کی سمادھ پر ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائی گئی۔

ان کے بعد راجہ کھڑک سنگھ نے سات سال حکومت کی ۱۸۶۴ء میں ان کی وفات پر سری مہاراجہ جگدت جیت سنگھ نے مسند حکومت کو زینت دی۔ ان کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی۔ اس لئے نظام حکومت پنجاب کمیشن کے ایک افسر بہ امداد کونسل چلاتے رہے۔ جنگ افغانستان میں ریاست کپورتھلہ نے انگریزوں کو فوجی امدادی نومبر ۱۸۹۰ء میں سری مہاراجہ صاحب بہادر کو کامل اختیارات حکومت عطا ہوئے۔ ان کے عہد سعادت عہد میں ریاست کے ہر ایک صیغہ

۶۹	نندگپت	۹۲	جس دیو سنہ ۱۰۱۹
۷۰	آدراؤ	۹۳	سنگرام دیو سنہ ۱۰۵۳
۷۱	دیوراؤ	۹۴	جگ دیو سنہ ۱۰۹۶
۷۲	گندھرب راؤ	۹۵	برج دیو سنہ ۱۱۶۲
۷۳	کدب راؤ	۹۶	نرسنگھ دیو سنہ ۱۱۸۱
۷۴	کورم راؤ	۹۷	ارجن دیو سنہ ۱۲۲۳
۷۵	کشیر راؤ	۹۸	جودھ دیو سنہ ۱۲۷۸
۷۶	کھوکھر راؤ	۹۹	مالدیو سنہ ۱۳۲۸
۷۷	سندھو راؤ	۱۰۰	ہمیر دیو سنہ ۱۳۹۹
۷۸	جگت راؤ	۱۰۱	اجے دیو سنہ ۱۴۲۵
۷۹	دود راؤ	۱۰۲	برہم دیو سنہ ۱۴۵۶
۸۰	جوگ راؤ	۱۰۳	کھوکھر دیو سنہ ۱۵۰۱
۸۱	سورج ہنس دیو	۱۰۴	کپور دیو سنہ ۱۵۳۰
۸۲	گنگا دھر	۱۰۵	سمیل دیو سنہ ۱۵۷۱
۸۳	دیول دھر	۱۰۶	سنگرام دیو سنہ ۱۵۹۱
۸۴	سرپلا دھر	۱۰۷	بھوب دیو سنہ ۱۶۲۶
۸۵	کیرتی دھر	۱۰۸	ہری دیو سنہ ۱۶۵۲
۸۶	اجے دھر	۱۰۹	سجے سنگھ سنہ ۱۶۶۸
۸۷	بجے دھر	۱۱۰	دھرب دیو سنہ ۱۷۰۵
۸۸	بجر دھر	۱۱۱	رنجیت دیو سنہ ۱۷۳۵
۸۹	سورج دیو سنہ ۸۲۹	۱۱۲	بجراج دیو سنہ ۱۷۸۲
۹۰	بھوج دیو سنہ ۹۱۱	۱۱۳	سپورن دیو سنہ ۱۷۸۷
۹۱	اوتار دیو سنہ ۹۷۵	۱۱۴	جیت سنگھ سنہ ۱۷۹۷

۲۴	جے اندر	۴۶	مرگ برن
۲۴	راج اندر	۴۷	دھرم برن
۲۵	نرندر	۴۸	جے آکار
۲۶	بجے اندر	۴۹	دیو آکار
۲۷	ہریش چندر	۵۰	آدیا راہ
۲۸	ہرنیہ کل	۵۱	بھوم دت
۲۹	کنول برن	۵۲	ابھے دت
۳۰	دھاتو برن	۵۳	کودم دت
۳۱	تیج برن	۵۴	کسم دت
۳۲	بلی کرن	۵۵	جے دت
۳۳	بودھ ارجن	۵۶	بجے دت
۳۴	کنول ناجھ	۵۷	دامودر دت
۳۵	بجر ناجھ	۵۸	اوے چند
۳۶	شب ناجھ	۵۹	لچھمن چند
۳۷	کل ناجھ	۶۰	سمدر بھوشن
۳۸	کنول ناجھ	۶۱	جگت بھوشن
۳۹	سروپ بلجھ	۶۲	شکتی بھوشن
۴۰	بھوم بلجھ	۶۳	گجندر
۴۱	راج بلجھ	۶۴	جے اندر
۴۲	بھانو وکش	۶۵	بجر اندر
۴۳	سمدر وکش	۶۶	دیو گپت
۴۴	ہرت وکش	۶۷	رام گپت
۴۵	سنگھ برن	۶۸	چندر گپت

اپنے آخری عہد حکومت میں اپنی وسیع مملکت دونوں بھائیوں میں منقسم کرکے دھرم کرن کو جموں کا راجہ بنایا۔ اور دیا کرن کو ملک کشمیر کا فرمانروا قرار دیا۔ اس وقت سے دھرم کرن کی اولاد نسلاً بعد نسلاً جموں کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز چلی آتی ہے۔ جسکو آج پانچ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں سوائے کانگڑہ کے دوسری ایسی ریاست نہیں ہے۔ جو جموں کی طرح قدامت کا دعویٰ کر سکے۔

دھرم کرن کی ۳۲ ویں پشت میں راج بلب جموں کا حکمران ہوا اسکو کانگڑہ کے راجہ منگل چند نے میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اسکے بعد جموں کے راجگان جے اندر اور بجر اندر کا ذکر کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں آتا ہے۔ جن کا زمانہ سن عیسوی کے آغاز سے ایک صدی پیشتر قرار دیا گیا ہے۔ جموں کا راجہ بھوج دیو سنہ ۱۰۳۱ بکرمی میں جے پال والی لاہور کی مدد کرتا ہوا سبکتگین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے جانشین اوتار دیو اور جس دیو محمود غزنوی کے مقابلہ میں لڑتے رہے۔ بعد کے زمانہ میں راجگان جموں کا پنجاب کی تواریخ میں بار بار ذکر آیا ہے۔ ان بیانات سے ان کے زمانہ حکومت کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے۔ شاہان مغلیہ کے عہد حکومت میں یہ ریاست رفتہ رفتہ کمزور ہوتی چلی گئی۔ اور دیگر راجپوت راجگان کیطرح جموں کے تاجدار اپنی خاندانی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے۔ حتیٰ کہ راجہ جیت سنگھ کے عہد حکومت میں اس کی سادگی طبیعت کے سبب سے یہاں بہت بڑی بے چینی پھیل گئی۔ اس وقت پنجاب میں سکھوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اس خاندان کے تین راجکمار دھیان سنگھ سوجیت سنگھ اور گلاب سنگھ جو مہاراجہ رنجیت دیو والی جموں کے چھوٹے بھائی صورت سنگھ کے پوتے

۱۱۵ گلاب سنگھ ۱۸۲۲ء ۱۱۷ پرتاب سنگھ ۱۸۸۰ء
۱۱۶ رنبیر سنگھ ۱۸۵۵ء ۱۱۸ سری مہاراجہ ہری سنگھ صاحب بہادر فرمانروائے
حال ۱۹۲۵ء

اس ریاست کے تاجداروں کا مورث اعلیٰ اگنی گربھ اجودھیا کے آخری سورج بنسی راجہ اگنی برن کا چھوٹا بھائی تھا۔ جب اگنی برن عیش و عشرت میں پڑ کر امورات ملکداری سے لاپرواہ ہو گیا۔ تو اُس نے سمجھایا۔ کہ تمہاری اس روش سے سورج بنسی خاندان کی عظمت کا قائم رہنا ناممکن ہے لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ اس لئے اگنی گربھ بھائی سے ناراض ہو کر ترک وطن کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ راجپوتانہ۔ کانگڑہ ہوتا ہُوا پنجاب کے اس علاقہ میں پہنچا۔ جہاں آجکل کٹھوعہ آباد ہے۔ اور کچھ علاقہ دبا کر وہاں حکومت کرنے لگا۔ اسکے بیٹے بابو شروا نے دریائے توی تک علاقہ فتح کر کے اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس کے پوتے لاکھو نے کشمیر پر حملہ کیا۔ اور وہاں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی تین پشت تک وہ کشمیر میں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ چوتھے جانشین باہو لوچن نے شمالی پنجاب کے راجہ چندر بنس کو میدان جنگ میں شکست دیکر قتل کر ڈالا۔ اور اس کا ملک اپنی قلمرو میں شامل کر لیا۔ اس وسیع سلطنت کے استحکام کی خاطر اس نے اپنے نام پر شہر باہو آباد کر کے اسے اپنی صدرگاہ قرار دیا۔

باہو لوچن لاولد مر گیا۔ تو اسکے بھائی جاموں لوچن نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے نام کی یادگار میں شہر جموں آباد کر کے اسے اپنی دارالحکام قرار دیا۔ اس وقت سے اب یہ شہر آج تک اُشور کو خاندان کے تاجداروں کی صدرگاہ چلا آتا ہے۔ جاموں لوچن نے

انگریزوں کی طرف سے ان کو بادشاہ کا خطاب مرحمت ہُوا۔ ہندوؤں کی ہر ایک مفید علمی تحریک میں انہوں نے حصہ لیا۔ اس لئے ان کو راجہ رشی کا خطاب ملا۔ راجپوتوں کی سوشل انجمن آل انڈیا کشتری مہا سبھا اور راجپوت پراونشل سبھا پنجاب کے عہدہ پریذیڈنٹی کو زینت دی ان کے اعلیٰ اخلاق۔ بے لوث چلن اور گورنمنٹ در مایا کی خیر خواہی کے سبب سے ہر ایک طبقہ کے لوگ ان کی تعظیم میں صدق عقیدت سے سر جھکاتے رہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں ان کے انتقال پر ان کے بھتیجے سری مہاراجہ ہری سنگھ صاحب بہادر مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے۔ جو بیدار مغز۔ قابل اور اعلیٰ درجہ کے منتظم راجپوت حکمران ہیں۔

ریاست منکوٹ ۱۹۴۱ء

۱	بھودرک دیو	۱۲	بیسرم دیو
۲	بیسر دیو	۱۳	سُرپر دیو
۳	گرپال دیو	۱۴	پرتاب دیو
۴	انل دیو	۱۵	ارجن دیو
۵	مانک دیو	۱۶	ستیل دیو
۶	اوے دیو	۱۷	مہی پت دیو
۷	ناگر دیو	۱۸	ڈھونا دیو
۸	اتم دیو	۱۹	تریڈی دیو
۹	ہری چند	۲۰	عظمت دیو
۱۰	ایل دیو	۲۱	دلیل سنگھ
۱۱	کیلاس دیو	۲۲	چھتر سنگھ

کشور سنگھ کے بیٹے تھے۔ لاہور میں جاکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہوگئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کرکے سپہ سالار کے مرتبہ پر پہنچ گئے ریاست جموں کی بدنظمی کا حال سنکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۲ رہاڑ ۱۸۷۹ء کو اس ریاست کی عنان حکومت مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ میں دیدی۔ انہوں نے کشمیر۔ تبت اور لداخ کو فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کیا ۱۸۴۶ء میں سرکار انگریزی کا پنجاب پر تسلط ہوا۔ تو اس نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو اس ملک کا فرمانروا تسلیم کر لیا۔ اور وہ انگریزوں کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا

۲۰ ساؤن ۱۹۰۲ء کو مہاراجہ گلاب سنگھ کی وفات ہوئی۔ اور ان کے بیٹے مہاراجہ رنبیر سنگھ نے ریاست جموں وکشمیر کے تخت وتاج کو زینت دی مہاراجہ گلاب سنگھ کا نام نامی فتوحات ملکی کی وجہ سے مشہور ہے۔ لیکن مہاراجہ رنبیر سنگھ نے انتظام مملکت کی وجہ سے زندہ جاوید شہرت حاصل کرلی۔ ہر ایک صیغہ کا خاطر خواہ بندوبست کرکے انہوں نے اشاعت تعلیم کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ سنسکرت کے فاضلوں کو ہندوستان کے مختلف حصوں سے بلاکر قدیم سنسکرت لٹریچر کو مہیا کیا۔ علم طب۔ جیوتش وغیرہ کئی ایک علوم میں اپنے نام پر اچھی اچھی کتابیں تصنیف کروائیں مجموں کا رنبیر سپلکالہ ان کی علمی تحقیقات کی ایک عمدہ شہادت دے رہا ہے۔ حاصل کلام اس زمانہ میں ہندوستان کے راجاؤں میں مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر اور مہاراجہ رام سنگھ والی پٹیالہ یہ دو رتن سمجھے جاتے تھے۔ جن کی تصنیف کرائی ہوئی کتابیں ہندوستان کے ہر حصہ میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

ماہ بھادوں ۱۹۴۲ء میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا انتقال ہوا۔ اور ان کے بیٹے وہرم موہت مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے

نامی کتاب میں مرقوم ہے۔

راجہ پورب سنگھ کے عہد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے یہ ریاست ضبط کرکے رائے کیسری سنگھ کو دیدی۔ اور پورب سنگھ کے گزارہ کے لئے کچھ نقدی مقرر کردی۔ جو خراج ریاست گلیر کیطرف سے آتا تھا۔ وہ پورب سنگھ کو دیا گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرنے پر سمت ۱۸۹۶ میں راجہ صاحب گلیر کی درخواست پر یہ نقدی بند ہوکر اس کے عوض میں ریاست بلاسپور سے یہ نقدی دلوائی گئی۔ لیکن انگریزی عملداری کے آغاز میں صرف نقدی مقرر کی گئی۔ جو آجتک انہیں ملتی ہے

راجہ الکھ دیو کی مہاراجہ صاحب بلاسپور سے کچھ ناراضگی ہوگئی اس لئے وہ کہلور کو چھوڑ کر سلانگڑی میں رہنے لگا۔ جو دریائے ستلج کے کنارے پر ریاست کوٹلہر میں ایک خوشنما مقام ہے۔ راجہ جگدیش سنگھ اور ان کے بھائی راجہ بلبیر سنگھ لاولد فوت ہوئے اس لئے ان کے تیسرے بھائی شیو دیو سنگھ کے بیٹے نورنگ سنگھ کو گدی نشین کیا گیا۔

۹۵ ریاست جسروٹہ

۱	کرن دیو	۷	پرتاب دیو
۲	بیر دیو	۸	جنار دیو
۳	کمال دیو	۹	عطر دیو
۴	اچل دیو	۱۰	سلطان دیو
۵	بولا دیو	۱۱	شکست دیو
۶	کیلاش دیو	۱۲	دولت دیو

۲۳	پورب سنگھ	۲۶	بلبیر سنگھ
۲۴	الکھ دیو	۲۷	سری راجہ نورنگ سنگھ صاحب
۲۵	جگدیش سنگھ		گدی نشین جاں

مہاراجہ بھوج دیو والی جموں سمت ۱۰۳۲ میں جے پال والی لاہور کی مدد کرتا ہوا سبکتگین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکے چار بیٹے تھے۔ بھورک دیو اوتار دیو۔ سرن دیو اور سیلاد دیو۔ ان میں سے بھورک دیو بڑا ہونے کے سبب سے جموں کی ریاست کا اصلی وارث تھا۔ لیکن اس نے اس زمانہ کی پولٹیکل بدامنی اور مسلمانوں کے متواتر حملوں کا خیال کر کے اپنے آپ کو سورج بنسی خاندان کی عظمت کو بحال رکھنے کے قابل نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے چھوٹے بھائی اوتار دیو کے ہاتھ میں عنان حکومت خود ہی دیدی۔ اور آپ معمولی جاگیر پر قناعت کی اسکا پوتا کرپال دیو بہت بہادر تھا۔ اس نے راجہ جگ دیو والی جموں کی طرف سے بہت سی لڑائیاں فتح کر کے ناموری حاصل کی۔ اسکے پوتے مانک دیو نے جو راجہ نرسنگھ دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ اپنے نام پر منکوٹ شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ اسکے جانشین رفتہ رفتہ ریاست منکوٹ کی حدود میں اضافہ کرتے رہے۔ راجہ نرپڑی سنگھ مہاراجہ دھرب دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ اس نے اورنگ زیب بادشاہ دہلی کی طرف سے ایک لڑائی میں کامیابی حاصل کر کے علاقہ محل موری جاگیر میں حاصل کیا۔ لیکن یہ علاقہ تھوڑا ہی عرصہ اسکے قبضہ میں رہا۔ راجہ عظمت دیو مہاراجہ رنجیت دیو والی جموں کے زمانہ میں ہوا۔ جب رنجیت دیو نے اپنے بیٹے بجراج دیو کو ریاست کانگڑہ پر فوجکشی کرنے کا حکم دیا۔ تو عظمت دیو بھی اس مہم میں شامل ہوا۔ اس لڑائی کا مفصل ذکر بجراج پرکاش

ریاست واپس چھوڑانے کے لئے بہت کچھ جدوجہد کی۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکا۔

۹۶ ریاست باہو

۱ جگ دیو	۷ بسنت دیو
۲ پرسرام	۸ ہر دیو
۳ کرشن دیو	۹ شہزاد دیو
۴ عظمت دیو	۱۰ گمبھیر دیو
۵ کرپال دیو	۱۱ سنسار دیو
۶ نند دیو	

راجہ کپور دیو والی جموں کے بعد اس کے دو بیٹوں جگ دیو اور سیل دیو میں ریاست کی بابت تنازعہ پیدا ہوگیا۔ آخرکار ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرکے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا گیا۔ سیل دیو جموں کا حکمران ہوا۔ اور جگ دیو نے باہو کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ جگدیو کے بیٹے پرسرام کی سنگرام دیو والی جموں سے بہت دشمنی بڑھ گئی۔ جہانتک کہ دونوں ریاستوں کا جو باشندہ دریائے توی کو جو حد فاصل تھی عبور کرتا فوراً قتل کر دیا جاتا۔ آخرکار دونوں ریاستوں میں صلح ہوگئی اس خاندان کا آخری راجہ سنسار دیو سکھوں کی لڑائی میں کام آیا اس کی اولاد جلاوطن کی گئی۔ اور ریاست باہو سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دی گئی۔

۱۳	رائے بھبو	۲۰	دھرب دیو
۱۴	بھوج دیو	۲۱	کیرت دیو
۱۵	فتح دیو	۲۲	رتن دیو
۱۶	عطار دیو	۲۳	بھاگ دیو
۱۷	شب دیو	۲۴	عجیب دیو
۱۸	جگ دیو	۲۵	بمل دیو
۱۹	سکھ دیو	۲۶	رندھیر سنگھ

مہاراجہ بھوج دیو والی جموں کے تیسرے بیٹے کون دیو کو ریاست کی طرف سے گزارہ کے لئے جسروٹہ کا علاقہ ملا۔ شہر جسروٹہ راجہ جس دیو والی جموں نے آباد کیا تھا۔ کسی زمانہ میں یہ ایک بارونق شہر تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے راجہ ہیرا سنگھ کو یہ شہر دیا۔ تو اسکی رونق بہت بڑھ گئی۔ لیکن راجہ ہیرا سنگھ کے مرتے ہی اس کی ساری رونق جاتی رہی۔ آج کل کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے۔ گردو نواح میں جنگل اُگ رہا ہے۔ لیکن اسکے کھنڈرات اس کی گذشتہ عظمت کی شہادت دے رہے ہیں

کرن دیو بانی ریاست جسروٹہ کا بیٹا بیر دیو جموں کے راجہ سنگرام دیو کا ہمعصر تھا۔ ایل دیو نے مہاراجہ برج دیو والی جموں کی امداد میں پرتھوی راج چوہان والی دہلی سے جنگ کی۔ راجہ سلطان دیو دہلی کے بادشاہ اکبر کے زمانہ میں ہُوا۔ دربار دہلی میں اسکی بڑی قدر تھی۔ راجہ رندھیر سنگھ کے مرنے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے یہ ریاست ضبط کرلی۔ اور راجہ ہیرا سنگھ کے ہاتھ میں اس کی عنان حکومت دیدی۔ رندھیر سنگھ کے بھائی بھوری سنگھ نے

۳ پرمار خاندان

۱ لو ۲۰۹۷ ق م
۲ کشن ۲۰۶۲ ″
۳ کھگ اندر ۲۰۵۸ ق م
۴ سریندر ۱۹۹۸ ″

۴- گودھر خاندان

۱ گودھر ۱۹۶۷ ق م
۲ سورن ۱۹۳۲ ″
۳ جنک ۱۸۷۲ ″
۴ شچی نر ۱۸۶۶ ″
۵ گرگ اندر ۱۷۹۹ ق م
۶ بل دیو ۱۷۵۰ ″
۷ نل سین ۱۶۹۷ ″

۵- اکشواکو خاندان

۱ گوکرن ۱۶۶۹ ق م
۲ پرہلاد ۱۶۳۳ ″
۳ بمبور ۱۶۲۲ ق م

۶- گودھر خاندان

۱ پرتاپ شیل ۱۶۱۴ ق م
۲ سنگرام چند ۱۵۷۸ ″
۳ الرک چند ۱۵۷۶ ″
۴ بیرم چند ۱۵۴۵ ″
۵ بھبیش ۱۵۰۰ ″
۶ بھگونت ۱۴۸۶ ق م
۷ اشوک ۱۴۶۹ ″
۸ جلوک ۱۴۰۷ ″
۹ دامودر ۱۴۷۷ ″
۱۰ نرندر ۱۴۵۲ ″

سلطنت کشمیر

۱- اکشواکو بنش

۱	ویاکرن	۴	رانی یشووتی ۳۱۸۱ ق م
۲	گونہ و ۳۲۴۲ ق م	۵	سومتر ۳۱۸۱ "
۳	دامودر ۳۲۱۲ "		

۲- پانڈو خاندان

۱	ہرنیہ دیو ۳۰۹۶ ق م	۱۲	چندر دیو ۲۵۶۵ ق م
۲	رام دیو ۳۰۶۶ "	۱۳	آنند دیو ۱۱ ۲۵ "
۳	بیاس دیو ۳۰۰۷ "	۱۴	درو پد دیو ۲۴۸۵ "
۴	درونا دیو ۲۹۵۱ "	۱۵	ہرنام دیو ۲۴۳۴ "
۵	سہم دیو ۲۸۹۴ "	۱۶	سوکشن دیو ۲۳۹۵ "
۶	گوپال دیو ۲۸۳۹ "	۱۷	سیاوت ۲۳۶۷ "
۷	بجے آنند ۱۱ ۲۸ "	۱۸	منگل دت ۲۳۵۰ "
۸	سکھ دیو ۲۷۸۶ "	۱۹	کشیم دت ۱۱ ۲۳ "
۹	راماند ۲۷۴۵ "	۲۰	بھیم سین ۲۲۴۵ "
۱۰	سندھی مان ۲۶۸۵ "	۲۱	اندر سین ۲۱۸۴ "
۱۱	موہن دیو ۲۶۲۰ "	۲۲	سمندر سین ۲۱۳۸ "

۵ پروریسین سنہ ۲۹
۶ یدھشٹر سنہ ۹۹
۷ پرنیدرآدیتہ سنہ ۱۲۹
۸ تنجین سنہ ۱۴۲
۹ سرپسین سنہ ۱۸۵
۱۰ گندھرپسین سنہ ۲۲۳
۱۱ لچھمن سنہ ۲۵۰
۱۲ شورک سنہ ۳۰۲
۱۳ بجرآدیتہ سنہ ۳۵۶
۱۴ رناوتیہ سنہ ۴۱۶
۱۵ دیناوتیہ سنہ ۴۷۷
۱۶ بکرادت سنہ ۵۲۰
۱۷ بالادت سنہ ۵۶۲

۱۰- کرکوٹک خاندان

۱ درلبھ بردھن سنہ ۵۹۹
۲ درلبھک سنہ ۶۳۵
۳ چندرپیڑ سنہ ۶۸۵
۴ تارا پیڑ سنہ ۶۹۲
۵ للتاویتہ سنہ ۶۹۸
۶ کوبیا پیڑ سنہ ۷۳۵
۷ بجرادت سنہ ۷۴۷
۸ پرتھوی پیڑ سنہ ۷۴۲
۹ سنگرام پیڑ سنہ ۷۴۸
۱۰ نج سنہ ۷۴۸
۱۱ جیا پیڑ سنہ ۷۵۱
۱۲ للتا پیڑ سنہ ۷۸۲
۱۳ سنگرام پیڑ سنہ ۷۹۴
۱۴ چپت جیا پیڑ سنہ ۸۰۱
۱۵ اجت پیڑ سنہ ۸۱۴
۱۶ انتگ پیڑ سنہ ۸۵۰
۱۷ اپل پیڑ سنہ ۸۵۴

۱۱- نامعلوم خاندان

۱ اودتی برمن سنہ ۸۵۵
۲ شنکر برمن سنہ ۸۸۳
۳ گوپال برمن سنہ ۹۰۲

۷- اکشوا کو خاندان

۱ اکشک	۱۳۵۲ ق م	۱۳ بسوکل	۸۳۹ ق م
۲ ابھینبو	۱۲۹۲ ″	۱۴ مہرکل	۷۷۹ ″
۳ گونرد	۱۲۵۷ ″	۱۵ بک	۷۰۹ ″
۴ بھیشن	۲۲۲ ″	۱۶ کشتی نند	۶۴۶ ″
۵ اندرجیت	۱۱۶۸ ″	۱۷ بسونند	۶۰۶ ″
۶ رادن	۱۱۳۱ ″	۱۸ نر	۵۶۳ ″
۷ بھیشن	۱۱۰۱ ″	۱۹ اکش	۵۰۲ ″
۸ نر	۱۰۶۷ ″	۲۰ گوپاوت	۴۴۲ ″
۹ سدھ	۱۰۲۷ ″	۲۱ گوگرن	۴۸۳ ″
۱۰ اچلاکش	۹۷۷ ″	۲۲ نریندرآدیہ	۳۲۵ ″
۱۱ ہرنیاکش	۹۳۶ ″	۲۳ پدھشٹر	۲۸۶ ″
۱۲ ہرنیہ کل	۸۹۹ ″		

۸- پرمار خاندان

۱ پرتاپ آدیتہ	۲۶۱ ق م	۴ بجے	۱۶۱ ق م
۲ جلوکس	۲۲۹ ″	۵ جے اندر	۱۵۲ ″
۳ تنجین	۱۹۷ ″	۶ سندھی تی	۱۱۶ ″

۹- اکشوا کو خاندان

۱ میگھ باہن	۹۹ ق م	۳ ہرنیہ	۵ ق م
۲ سریشٹ	۴۵ ″	۴ ماتری پت	۲۵ ″

۱۵ راج دیو	۱۲۳۴ء	۱۸ لچھمن دیو	۹۵ء
۱۶ سنگرام دیو	۱۲۵۶ء	۱۹ سہم دیو	۱۳۰۸ء
۱۷ رام دیو	۱۲۷۳ء	۲۰ سہدیو	۱۳۲۲ء

۱۴۔ مسلمان فرمانروایان کشمیر

۱ رنچن شاہ	۱۳۲۱ء	۱۲ حیدر	۱۴۹۲ء
۲ اودیان دیو	۱۳۲۲ء	۱۳ حسن شاہ	۱۴۹۳ء
۳ رانی کوٹہ	۱۳۵۹ء	۱۴ محمد شاہ	۱۵۰۲ء
۴ شمس الدین	۱۳۵۹ء	۱۵ ابراہیم	
۵ جمشید	۱۳۶۲ء	۱۶ نازک شاہ	۱۵۳۲ء
۶ علاؤالدین	۱۳۶۳ء	۱۷ محمد شاہ	۱۵۳۳ء
۷ شہاب الدین	۱۳۷۵ء	۱۸ شمس الدین	۱۵۳۸ء
۸ قطب الدین	۱۳۹۵ء	۱۹ اسمٰعیل	۱۵۳۹ء
۹ سکندر	۱۴۱۱ء	۲۰ ابراہیم	۱۵۷۱ء
۱۰ علی شاہ	۱۴۲۵ء	۲۱ مرزا حیدر	۱۵۴۲ء
۱۱ زین العابدین	۱۴۷۲ء		

۱۵۔ خاندان چک

۱ دولت چک	۱۵۵۴ء	۴ علی خاں	۱۵۷۰ء
۲ غازی چک	۱۵۶۰ء	۵ یوسف خاں	۱۵۷۸ء
۳ حسین خاں	۱۵۶۱ء	۶ مبارک شاہ	۱۵۸۶ء

۴ سنگٹ برمن	۹۰۲ء	۱۰ پارتھ	۹۳۴ء
۵ رانی سوگندھا	۹۰۲ء	۱۱ چکر برمن	۹۳۵ء
۶ پارتھ	۹۰۶ء	۱۲ شمبھو برمن	۹۳۵ء
۷ نرجت برمن	۹۲۱ء	۱۳ چکر برمن	۹۳۶ء
۸ چکر برمن	۹۲۴ء	۱۴ اتھاوتی	۹۳۷ء
۹ شور برمن	۹۳۴ء	۱۵ شور برمن	۹۳۹ء

۱۲- نامعلوم خاندان

ایشکر	۹۳۹ء	۵ ابھینو	۹۵۸ء
۲ سنگرام دیو	۹۴۸ء	۶ نندی گپت	۹۷۲ء
۳ پرد گپت	۹۷۹ء	۷ ترجون	۹۷۳ء
۴ کشیم گپت	۹۵۰ء	۸ بھیم گپت	۹۷۵ء

رانی دوا ۹۸۱ء

۱۳- خاندان لوہر

۱ سنگرام راج	۱۰۰۳ء	۸ رڈ	۱۱۱۱ء
۲ مہرراج	۱۰۲۸ء	۹ سلہن	۱۱۱۱ء
۳ انت	۱۰۲۸ء	۱۰ سسل	۱۱۱۲ء
۴ کلش	۱۰۶۳ء	۱۱ بھکشاچر	۱۱۲۰ء
۵ اتکرش	۱۰۸۹ء	۱۲ سسل	۱۱۲۱ء
۶ ہرش	۱۰۸۹ء	۱۳ جے سنگھ	۱۱۲۷ء
۷ اودیچل	۱۱۰۱ء	۱۴ نامعلوم راجگان	

شروع کی۔ اس کا بیٹا گونرد مسیح سے ۳۴۵۲ برس پہلے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ترکستان کا بہت سا علاقہ فتح کر کے اپنی سلطنت کو بہت کچھ وسعت دی۔ چنانچہ یارقند اور خیوا کے علاقہ جات جو اس زمانہ میں بٹون ویش کے نام سے شہرت پذیر تھے۔ بہت مدت تک اس خاندان کے قبضہ اقتدار میں رہے۔ مہابھارت اور پورانوں میں گونرد فرمانروائے کشمیر کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سری کرشن جی کے عہد معدلت مہد میں یہ ایک با اقتدار حکمران تھا۔ جراسندھ والی مگدھ اور سری کرشن جی کی سرکردہ لڑائیوں میں جو ۳۶۴۹ قبل مسیح سے ۳۲۲۶ قبل مسیح تک ٹھہرا میں ہوتی رہیں۔ مہاراجہ گونرد جراسندھ کی امداد میں جادو بنسیوں سے لڑتا رہا۔ پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی رقم طراز ہے۔ کہ انہیں لڑائیوں میں وہ سری کرشن جی کے بھائی بلرام کے ہاتھ سے دریائے کالندی کے کنارے پر دادِ شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ لیکن یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جنگ گومنت پربت اور بدرکھ ویش کی شاہزادی رکمنی کے سوئمبر میں گونرد والی کشمیر موجود تھا۔ اور یہ واقعات متھرا کی لڑائیوں سے بعد ظہور میں آئے۔ گونرد کے بعد اس کا بیٹا دامودر تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اور وہ قندہار کے راجہ کی بیٹی کے سوئمبر میں سری کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکی رانی یشودی حکومت کرنے لگی۔ چند ماہ بعد اسکے بطن سے سوحسر نامی بیٹا پیدا ہوا۔ کشمیر کے ارکان سلطنت نے نام کرن سنسکار کے ساتھ ہی اس کے راج تلک کی رسم ادا کر دی۔ اگرسین والی دوارکا کے راجسویگیہ کی تقریب پر پرد ومن کی فوج ظفر موج فتح کے پھریرے اڑاتی کشمیر میں وارد ہوئی تو راجہ سوحسر ان ایام میں حکومت کر رہا تھا۔ کشمیر کی قدیم تواریخوں میں

۹ یعقوب چک ۱۵۸۳ء

۱۶ مغلیہ بادشاہان دہلی ۱۵۸۶ء
۱۷ درانی فرمانروایان افغانستان ۱۷۳۸ء
۱۸ راجہ سنگھ جموں ۱۸۲۶ء
۱۹ جموال فرمانروایان جموں وکشمیر ۱۸۳۴ء

تواریخی حالات

اکشواکو خاندان ریاست جموں کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے چار ہزار برس پہلے اجودھیا کے راجہ اگنی برن کا بھائی اگنی گرھ پنجاب میں آیا۔ اور جہاں آجکل کٹھوعہ آباد ہے۔ کچھ علاقہ دبا کر حکومت کرنے لگا۔ اسکے پڑپوتے لاکھو نے بزور شمشیر شمال تک تمام علاقہ فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اور بجائے کٹھوعہ کے کشمیر کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر اس نے جہانبانی شروع کی اسکے چوتھے جانشین باہو لوچن نے دریائے توی کے کنارے پر شہر باہو آباد کر کے اسے اپنی دارالقیام قرار دیا۔ اور باہو لوچن کے بھائی جاموں لوچن نے اپنے نام پر شہر جموں آباد کیا۔ اور باہو سے اپنی دارالحکومت وہاں منتقل کر لی۔ جاموں لوچن نے اپنی وسیع مملکت دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے بڑے بیٹے دھرم کرن کو جموں کا راجہ بنایا۔ اور چھوٹے دیا کرن کو کشمیر کی حکومت پر تفویض کیا دیا کرن نے بابل کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر ملک کشمیر پر حکمرانی

کشمیر کیطرف مراجعت کی۔ کماؤں۔ کانگڑہ۔ بنکوٹ اور ان تمام ریاستوں کے تاجداروں کو جو کوہ شوالک کے دامن میں واقعہ تھیں۔ فتح کرتا ہوا کشمیر کو واپس آیا۔ راجہ جموں نے ایک خونریز جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی اور رام دیو کو یہاں سے بہت دولت ہاتھ لگی۔ تیسری دفعہ ہندوستان کے فرمانرواؤں کو مطیع اور باجگزار بناتا ہوا راس کماری تک جا پہنچا۔ پھر خلیج بنگالہ کے ساحل کے راستہ سے ہوتا ہوا بنگال میں آیا۔ وہاں کے راجہ کو فتح کر کے قنوج سے ہو کر کشمیر آیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس مرتبہ اس نے پانچ سو تاجداروں کو اپنا باجگزار بنایا۔ پنڈت رتنا کر بیان کرتا ہے کہ فتوحات ملکی سے فارغ ہو کر اس نے ایک عظیم الشان یگیہ کیا۔ اور اپنے مال غنیمت کا تیسرا حصہ رعایائے کشمیر میں تقسیم کر دیا۔ لوگ دولت سے مالا مال کر دیئے۔ اور اس ملک میں کوئی بھی مفلس و نادار نہ رہا۔ اس کے بیٹے بیاس دیو نے اشاعت تعلیم کے لئے اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ علامہ عصر پنڈتوں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے اسکے خزانوں کے منہ کھول دیئے۔ اور اسکے عہد میں کشمیر میں گھر گھر علم و ہنر کا چرچا ہو رہا تھا۔ اس کے زور کے راجہ جیونت رائے کی بیٹی کے ساتھ شادی کی۔ اسکے بعد درونا دیو اور سہیم دیو نے بھی رعایا کی رعایا کی بہتری اور بہبودی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

راجہ گوپال دیو کی شادی کاشغر کے راجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اسکے عہد میں راجہ ختن نے کاشغر پر حملہ کر کے وہاں کے راجہ کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر راجہ گوپال دیو نے اپنے سپہ سالار شش پال کو ایک فوج دیکر راجہ ختن کو سزا دینے کے لئے بھیجا۔ کوہ ٹونک پر لڑائی ہوئی لیکن شش پال نے شکست کھائی۔ اور کشمیری فوج میدان جنگ میں تباہ ہو گئی۔ راجہ گوپال دیو اس کے غم میں ہی چند روز بیمار رہ کر مر گیا

اس کا دوسرا نام گونر دوم بھی لکھا ہے۔ اس نے ۸۵ سال حکومت کے ڈنکے بجائے۔ اس کے آخری عہد حکومت میں دہلی کے راجہ پریکشت کا دوسرا بیٹا ہرنیہ دیو اپنے بھائی بھتیجے کے ولیعہد سلطنت قرار پائے جانے سے آشفتہ خاطر ہو کر کشمیر میں چلا آیا۔ اور راجہ سومتر کو قتل کر کے سلطنت کشمیر پر قابض ہو گیا۔ سومتر کا بیٹا اودے دت ہون دیش کی طرف بھاگ گیا۔ اور یارقند و خیوا کے علاقہ جات پر حکومت کرنے لگا۔

پانڈو خاندان۔ ہرنیہ دیو نے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہو کر اس ملک میں پانڈو خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے رام دیو نے پیداوار کی بجائے ۱/۶ حصہ خراج مقرر کر کے رعایا کو بہت کچھ آسودہ حال کر دیا۔ کریوہ پٹن پر ۱۱ لاکھ مکانات تعمیر کروا کر بابل نامی ایک عالیشان شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ کوہستان اوچھن پارہ سے ایک نہر کاٹ کر زراعت کو ترقی دی۔ مارتنڈ ایشور نامی ایک مندر تعمیر کروایا بڑے بڑے پتھر جن کو آجکل ایک ہزار مزدور نہ اٹھا سکیں۔ بڑی کاریگری سے لگوا کر پچاس گز بلند عمارت بنوائی۔ اسکی درزیں اس صفائی کے ساتھ جوڑیں۔ کہ تمام مندر ایک ہی پتھر سے بنا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ دو سو چالیس نقش ستونوں سے مزین بارہ دری کی شکل کا دالان اس مندر کی عظمت کو دوبالا کرتا تھا۔ اس راجہ نے انتظام ملکی سے تسلی پا کر فتوحات ملکی کا عزم کیا۔ افغانستان۔ پنجاب۔ ملتان۔ مارواڑ اور نرور کو فتح کرتا ہوا لکھنؤ تک جا پہنچا۔ اور اس شہر کو فتح کر کے اس کی حکومت اپنے چچازاد بھائی کو دیدی تین سال بعد قنوج اور مالوہ کو فتح کر کے وہاں کے راجاؤں کو اپنا باجگزار بنایا۔ اور نرور کی عمارات کی جسے اپنے پہلے حملہ کے وقت گولہ باری سے تڑوا دیا تھا۔ از سر نو مرمت کروائی۔ راجہ بیجانگر اور راجہ شورسین کو شکست دیکر ان کی بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ پھر گونڈوانہ کو فتح کر کے

سب لوگ تعریف ہی کرتے تھے۔ اس نے پانڈوں خاندان کی گرتی ہوئی عظمت کو از سر نو بحال کر دیا۔ اس کا بیٹا سندھی مان بھی ویسا ہی مدبر اور منتظم تھا۔ اس نے حکومت کشمیر کو اور بھی استحکام اور تقویت بخشی اپنے نام پر سندھ مت نگر ایک شہر آباد کیا۔ ایکیس دلکش مندر اور بہت سی عالیشان عمارتیں تعمیر کروائیں۔ جن سے ملک کشمیر کی خوبصورتی کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔ ان تمام مندروں میں اشٹی ایشور کا مندر اپنی خوبصورتی اور بناوٹ کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتا تھا۔ جو جو کہ کوہ شنکر اچارج کی چوٹی پر بنا تھا۔ اور سلیمان اسی مندر کو تخت سلیمان کہتے ہیں۔

اندرونی انتظام کو درست کر کے کھوئے ہوئے ملکوں کی بازیافت کا خیال کیا۔ ایک لشکر جرار تیار کر کے ہندوستان کا رخ کیا۔ تمام فرمانروا کو زیر کرتا ہوا قنوج تک جا پہنچا۔ بعد ازاں ہندوستان کے مشہور ہیروؤں کی زیارت کی اور پھر قندھار پر حملہ کیا۔ راجہ قندھار نے اپنی بیٹی کی شادی کر کے اسکے ساتھ صلح کر لی۔ سندھی مان کے بعد اس کا بیٹا موہن دیو تخت نشین ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسکے بھائی کامن دیو نے علم بغاوت بلند کیا۔ اور مغربی حصہ کشمیر پر قبضہ کر کے آزادانہ حکومت کرنے لگا کامن دیو کے علاقہ کو کا راج اور مرتنڈ دیو کے ملک کو مراج کہنے لگے۔ اس کے عہد میں کشمیر میں طوفان آیا۔

موہن دیو کے بیٹے چندر دیو نے کامن دیو کو شکست دیکر قتل کر دیا۔ اور دونوں ریاستوں کی پھر ایک ہی متحدہ حکومت بنا دی۔ اس لئے ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ اسکے مرنے پر اس کا بھائی نندیو تخت نشین ہوا۔ اس نے سختی کو کام میں لا کر بدامنی کو دور کیا۔ اسکے بیٹے ورو پد دیو نے رعیت کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اور

اس کے بھائی بجے آنند نے تخت کشمیر کو زینت دی اور ایک لاکھ پیدل و پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر راجہ ختن پر دھاوا بول دیا۔ راجہ ختن نے شکست کھائی۔ اور اپنی بیٹی سمرن کی شادی کرکے بجے آنند کے ساتھ صلح کرلی۔ بجے آنند نے اپنے نام پر بجیشوری مندر تعمیر کروایا۔ جو متانت اور استواری میں بے نظیر نقش و نگار سے مزین تین سو گز اونچا تھا۔ اسکے درمیان میں ایک مصنوعی گائے کشش مقناطیس کے زور سے معلق ٹھہرائی گئی۔ رتناگر لکھتا ہے۔ کہ اس مندر کے نقش و نگار اور ملمع پر دس لاکھ اشرفی صرف ہوئی تھی۔

بجے آنند کے بعد اس کا بھتیجا سکھ دیو تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا اس زمانہ میں کشمیر کی وسعت ترکستان سے ملتان تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور ہندوستان و ایران کے راجے اسکے باجگزار تھے۔ یہ راجہ تخت نشین ہوتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ اسکا بھتیجا رامانند کچھ عرصہ تک بطور مدار المہام کے حکومت کو سنبھالتا رہا۔ لیکن پھر ناراض ہوکر اپنی جاگیر میں چلا گیا۔ اسکے بعد راجہ چتر رتھ والی دہلی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کرکے پنجاب پر بھی قبضہ کرلیا۔ ترکستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور کشمیر میں بھی ابتری پھیل گئی۔ یہ حال دیکھکر رامانند سے رہا نہ گیا۔ اس نے سکھ دیو کو گرفتار کرکے دریائے بھبودری میں غرق کرایا۔ اور عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کردیا۔ پہلے ملک کشمیر کی اندرونی بغاوتوں کو دور کیا۔ تمام سرکشوں کو مغلوب کرکے امن و امان بحال کیا۔ بعد ازاں جموں اور کانگڑہ کے راجاؤں پر فوجکشی کرکے انہیں اپنا باجگزار بنایا۔ راجہ سکھ دیو کی بدعنوانیوں کی وجہ سے خزانہ خالی تھا۔ اس لئے مالگذاری دسویں حصہ کی بجائے پانچواں حصہ کردی۔ پھر بھی رعایا بہت خوشحال ہوگئی۔ اور راجہ کی

راجہ ختن پر حملہ کیا۔ لیکن کوہ قراقرم عبور کرتے ہوئے تمام فوج برف گر کر تباہ ہوگئی۔ اسکے بیٹے اندرسین کے عہد میں وزیر شورانڈر نے بغاوت کی۔ لیکن شکست کھائی اور راجہ نے عیاشی کو ملک میں خوب ترقی دی۔ اس کے بیٹے سندرسین کے عہد میں نندگپت نامی ایک کمہار نے ملک کی اخلاقی حالت کو درست کرنے کے لئے وعظ کرنا شروع کیا۔ لیکن نقارخانے میں طوطی کی کون سنتا ہے۔ اس کی پند و نصائح پر کسی نے بھی التفات نہ کی۔ وہ مایوس ہوکر شہر سے نکل گیا۔ اور کشمیر میں ایسا سخت زلزلہ آیا۔ کہ راجہ اور اس کا تمام خاندان ارکان سلطنت اور ان کے متعلقین مکانات گرنے سے ان کے نیچے دب کر سب کے سب مرگئے۔ علاقہ کامراج پانی سے بھر گیا۔ دیہات اور قصبے برباد ہوگئے۔ بہت سی مخلوقات تباہ ہوگئی۔ جو بچے وہ جان بچاکر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ اور اس طرح سے پانڈو خاندان کے آخری راجاؤں کی نالائقیوں کی وجہ سے ملک برباد ہوگیا۔

پرمار خاندان پانڈو خاندان کے آخری راجہ کے عہد میں مالوہ کا ایک راجکمار تو نامی کسی وجہ سے ترک وطن کرکے کشمیر میں چلا آیا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے علاقہ آلاب کا جاگیردار بن گیا۔ راجہ سندرسین کی تباہی کے بعد دو ماہ تک یہاں کوئی حکمران نہ رہا۔ پھر اہالیان کشمیر نے تو کو حکومت کے قابل سمجھکر اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اس خاندان کے چار راجاؤں نے کشمیر میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ انہوں نے ہر طرح سے انتظام درست کیا۔ لوگوں کے اخلاق سنوارے۔ دھرم۔ اخلاق اور تعلیم و تعلم کو رواج دیا۔ نئے نئے شہر اور قصبے آباد کئے۔ ملک کو سرسبز اور شاداب بنایا۔ ان چار راجاؤں نے ۱۲۰ سال حکومت کی اور اس عرصہ میں ملک کی

نہایت ہی عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ اس کے عہد سلطنت تک پانڈو خاندان کا اقبال ترقی پر رہا۔ لیکن اسکے بھائی ہرنام دیو نے ادھر سے کچھ جمعیت فراہم کرکے علم بغاوت بلند کیا۔ اور لڑائی میں درد پید دیو کو قتل کرکے تخت کشمیر پر قدم رکھا۔ اس خاندان کو زوال آنا شروع ہوا۔ اس نے شراب نوشی اور عیش و عشرت کو ہی اپنا مزاج بنایا۔ اسکی دیکھا دیکھی رعیت کا بھی چلن بگڑ گیا۔ کشمیر کے ہر ایک شہر اور قصبہ کے گلی کوچوں میں میخانے جاری ہوگئے۔ سر بازار عورتوں کی بے عزتی کیجاتی۔ یہ حالت دیکھکر سپہ سالار درگاہ کے دل میں خون حمیت نے جوش مارا۔ اس نے شاہی محل پر دھاوا کرکے اسے آگ لگادی۔ اور اس نے شہر بابل کا بھی ایک بھی ایک حصہ جل گیا بادشاہی فوج کو شکست دینا کچھ مشکل نہ تھا۔ لیکن اس غلطی سے تمام لوگ اس کے دشمن بن گئے۔ اور اس کی سپاہ پر ٹوٹ پڑے۔ درگا شکست کھاکر مارا گیا۔ ہرنام دیو نے رعیت کو دو سال کا محاصلہ معاف کردیا۔ اور پھر عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ درگا کے بیٹے رنگو نے اسے موقعہ پاکر قتل کردیا۔ اور ہرنام دیو کا بیٹا سولکشن دیو تخت پر بیٹھا۔ یہ ہفتہ میں ایک دن ریاست کے کاروبار کو دیکھتا۔ اور چھ دن عیش و عشرت میں محو رہتا۔ اس کے بیٹے سیناوت نے انتظام ملک تو وزیر کے سپرد کردیا۔ اور خود ہر وقت عیش و عشرت میں ہی محو رہتا۔ یہ بہت بیوقوف تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بھائی سنگلاوت تخت نشین ہوا۔ اسکے عہد میں بے نوشی۔ عیاشی اور قمار بازی کو بہت بڑی ترقی ہوئی۔ اسکے بیٹے کھیم اندر نے انتظام ملک درست کرنے کیطرف توجہ کی۔ لیکن جلدی ہی وہ بھی اپنے دادا کی چال پر چلنے لگا۔ اسکے بیٹے بھیم سین کے عہد میں راجہ خطن نے کاشغر پر قبضہ کرلیا۔ اس نے

گوندھر خاندان پرتاپ سنگھ نے جو گوندھر خاندان کے سابق راجہ گرگ اندر کا پوتا تھا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لیکر عدل و انصاف اور جود و سخا سے رعایا کو خوش کیا۔ اسکے بیٹے سنگرام چند نے اپنے نام پر سنگرامپور شہر بسایا۔ سنگرام چند کے بیٹے ارک چند نے ارکنہ لار میں ارکپور شہر آباد کیا۔ اور ایک نہر کھدوائی۔ اس خاندان کے ساتویں راجہ اشوک نے سری نگر نامی شہر آباد کیا۔ جو آج تک کشمیر کا صدر مقام چلا آتا ہے مورخین کشمیر بیان کرتے ہیں۔ کہ راجہ پہلے شیو دھرم کا پیرو تھا لیکن بعد ازاں اس نے بودھ مذہب قبول کر لیا۔ اس کا بیٹا جلوک بہت طاقتور راجہ ہوا۔ اس کا اتالیق بودھ رشی تھا جس نے بودھوں کو جو اس زمانہ میں بہت زور پکڑ گئے تھے۔ مباحثوں میں شکست دی۔ اس نے راجہ جلوک اور دوسرے بہت سے لوگوں کو ویدک دھرم میں شامل کیا۔ راجہ اشوک کے عہد میں مغربی ممالک کے حملہ آور بہت زور پکڑ گئے تھے۔ اور ملک کشمیر پر بھی بار بار یورشیں کرتے تھے۔ راجہ جلوک نے انہیں شکست دے کر اپنے ملک سے نکال دیا۔ اس سے پہلے کشمیر میں صرف سات بڑے بڑے عہدے ہوتے تھے۔ اشوک نے ۱۸ محکمے قائم کئے۔ اشوک کا تیسرا جانشین مہاراجہ نر اندر ابھی تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔ کہ چند ماہ بعد مندھی مان نامی ایک رشی مغربی ممالک سے یہاں آیا۔ اس کا ہوائی تخت جب لارک ہاکوہ شنکر اچارج کی چوٹی پر اترا۔ اہالیان کشمیر اسکی فوق الفطرت طاقتوں کو دیکھکر اس کے معتقد ہوگئے۔ راجہ نر اندر بھی اسکے معتقدوں میں داخل ہوا۔ اس زمانہ سے قریباً ایک ہزار برس پہلے سندست نگر غرقاب ہو کر تباہ ہو چکا تھا۔ اور بارہ مولا کے پاس پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر کر اور مخرج آب کے سد راہ ہو کر

حالت ہی درست ہو سکی۔ اس خاندان کے آخری راجہ سریندر کے لاولد مرنے پر گودھر نے کشمیر پر قبضہ کیا۔

خاندان گودھر اس خاندان کے سات راجاؤں نے ۲۹۸ سال حکومت کی۔ اپنے اعلیٰ اخلاق۔ رعیت پروری۔ جود وسخا سے رعیت کو ہمیشہ خوش رکھا۔ چھٹے راجہ بلدیو کے عہد میں راجہ بھیکھم والی اجین نے کشمیر پر فوجکشی کی۔ لیکن شکست کھا کر واپس چلا گیا۔ مورخین کشمیر بیان کرتے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت کے بعد یہ پہلا حملہ غیر ملکی حکمران کا کشمیر پر ہوا۔ راجگان اجین کے نسخہ میں بھیکھم نامی کوئی حکمران نہیں آیا۔ ممکن ہے۔ کہ یہ اجین کے کسی راجہ کا سپہ سالار ہو بلدیو کے بیٹے نل سین نے ظلم وستم پر باندھی۔ ارکان سلطنت اور رعایا نے تنگ آکر ہون ویش (یا رقندر) کے راجہ گوکرن کی پناہ لی۔ اس نے نل سین کو حکومت کشمیر سے بیدخل کر کے اس ملک پر قبضہ کیا۔

اکشوا کو خاندان۔ ہون ویش کے راجہ گوکرن نے ملک کشمیر کا اپنی سلطنت میں الحاق کر لیا۔ اس نے ہندوستان کے تمام مشہور تیرتھوں کی زیارت کی اس نے ۴۶ سال اور اس کے بیٹے پرہلاد نے ۱۱ سال کشمیر میں حکومت کی۔ پرہلاد کے مرنے پر اس کا نائب السلطنت بمبور خود سر ہو گیا۔ اور اپنی آزادانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن آٹھ سال حکومت کرنے پر اسے خلل دماغ کا عارضہ ہو گیا اور ارکان سلطنت سر دربار اسے تخت و تاج سے بیدخل کر کے نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق سرگوشیاں کرنے لگے۔ اتنے میں بمبور مر گیا۔ اور ارکان سلطنت نے گودھر خاندان کے ہی ایک شاہزادہ پرتاپ شیل کو اپنا حکمران بنایا۔

جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ویدک دھرم کی اشاعت میں بہت کچھ کوشش کی اور سلطنت کو استحکام بخشا۔ اسکے چھوٹے جانشین راجہ نر نے کسی بدھ فقیر سے ناراض ہوکر بودھوں کے ہزاروں دہار جلا ڈالے ان کی متعلقہ جاگیریں ضبط کرکے برہمنوں کے حوالے کر دیں۔ دریائے جہلم کے کنارے پر ایک شہر آباد کیا۔ جس کا نام نرپور رکھا۔ یہ شہر ایک تجارتی منڈی بنایا گیا۔ جہاں ہمیشہ مال کی خرید و فروخت ہوتی رہتی تھی۔ عالیشان عمارات اور خوبصورت باغات کے ذریعہ اس کو دلکش بنایا گیا۔ نر کے بعد اس کا بیٹا سدھ تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے نیک کاموں سے رعایا کو بہت آرام دیا۔ اس کے بعد جو چار راجے کشمیر میں حکمران ہوئے۔ نہایت ہی نیک۔ رحمدل اور ہمدرد خلائق تھے۔ پانچواں راجہ مہر کل نہایت ہی ظالم اور سنگدل تھا اس نے لنکا پر فوجکشی کی۔ وہاں کے راجہ کو حکومت سے محروم کرکے اس کی جگہ دوسرا راجہ بنایا۔ واپس آتے ہوئے اس نے چولا۔ کرناٹک اور لاٹ کے راجاؤں کو شکست دیکر ان کی ریاستیں تباہ کر دیں۔ پنڈت کلہن بیان کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنی زندگی میں تین کروڑ آدمی مختلف لڑائیوں میں قتل کئے۔ علاوہ ازیں اس نے بہت سے مندر بنوائے۔ رفاہ عام کے کام کئے اس لئے کئی ایک قدیم مورخ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ زمانہ حال کے مورخ ان متضاد بیانات سے راجہ مہر کل کے کیرکٹر کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اسکے چھوٹے جانشین بسو نند نے سمر شاستر نامی ایک مشہور کتاب تصنیف کی۔ بسو نند کا چوتھا جانشین گوپادتیہ اپنی قابلیتوں اور نیک اخلاق کی وجہ سے بہت کچھ شہرت رکھتا تھا۔ راجہ نریندر آدتیہ کے عہد تک اس خاندان کے راجہ بڑے دھرماتما

نصف حصہ کشمیر کو غرق آب کئے ہوئے تھا۔ اس سے زراعت اور ملک کی آبادی کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا۔ سندھی مان کی عظمت وشان کو دیکھکر رعایائے کشمیر نے اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے استدعا کی۔ رشی نے قوم اجنہ کو حکم دیا۔ اور انہوں نے دریائے جہلم کو گہرا کرکے تمام پانی خارج کر دیا۔ اور سوائے جھیل وار کے تمام علاقہ کا مزاج خشک ہوکر آبادی کے لائق بن گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد راجہ نرندر سندھی مان کے ہمراہ مغرب کو چلدیا۔ اور راجہ کنشک کشمیر پر حکومت کرنے لگا۔

اکشواکو خاندان۔ راجہ کنشک جو سندھی مان رشی کی امداد سے ملک کشمیر کا حکمران بن گیا۔ ہون دیش کے راجہ سنگرام دیو کا بیٹا تھا اس نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر چین۔ ترکستان۔ تبت چین تاتار۔ افغانستان۔ ایران۔ بلوچستان۔ پنجاب۔ سندھ اور گجرات کاٹھیاوار کو فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اس کے عہد میں بدھ کو نروان حاصل کئے ڈیڑھ سو برس گزر چکے تھے اور بدھ کا تیرھواں جانشین سدھ ناگ ارجن تمام دنیا کے بودھوں کے واحد مذہبی پیشوا کی حیثیت سے سدرادوں میں رہتا تھا۔ اسکی کوششوں سے راجہ کنشک نے بودھ دھرم قبول کیا۔ پرشاپور (پشاور) شہر آباد کرکے اس نے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے عہد میں چندراچارج برہمن نے ناگ ارجن سدھ اور دوسرے بودھوں کو مذہبی مباحثوں میں شکست دے کر راجہ ابھمنیو اور اہالیان کشمیر کو از سر نو ویدک دھرم میں شامل کیا۔ اشٹادھیائی نامی سنسکرت گرامر کی مشہور کتاب پر چندر دیاکرن نامی شرح لکھی۔ نیل پوران میں مندرج مراسم کو کشمیر میں مروج کیا اسکا بیٹا گرڑدیو جسکو گونرد سوم بھی کہتے ہیں مسیح سے ۱۲۵۷ برس پہلے کشمیر کے تخت سلطنت پر

مصروف رہ کر امورات ملک سے لاپرواہ ہوگیا۔ اور ارکان سلطنت دربار میں بیٹھے ہوئے نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق مشورہ کرنے لگے چند روز بعد اس عابد راجہ نے دربار آراستہ کیا۔ ارکان سلطنت اور رعایا کے سربرآوردہ اشخاص کو مدعو کرکے سلطنت ترک کردی اور جنگل کا راستہ لیا۔

اکشوا کو خاندان۔ سندھی ستی کے ترک سلطنت کرنے کے بعد اہلکار قندہار میں جاکر میگھ یاہن کو لے آئے۔ جو سابق راجہ اندھ بدھشٹر کی اولاد میں سے گوپادت کا بیٹا تھا۔ اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ حاصل کرنے کی غرض سے گرد و نواح کے راجاؤں کے پاس امداد کے لئے التجائیں کرتا پھرتا تھا۔ اب بغیر کسی کوشش کے وہ کشمیر کا مالک بن گیا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی ملک کے اندر جانوروں کا مارنا بالکل بند کردیا۔ اور پھر محض جانور کشی کو بند کرنے کی غرض سے ہندوستان پر چڑھ آیا۔ اس کی غرض معلوم کرکے تمام راجاؤں نے اپنی اپنی مملکت میں جانوروں کو مارنا اور ایذا رسانی قطعی بند کردی۔ میگھ یاہن اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہوا لنکا تک جا پہنچا۔ اور وہاں کے راجہ کو اپنے مقصد سے آگاہ کرکے اور جانور کشی کے رواج کو ترک کرنے کا وعدہ لے کر کشمیر کو واپس آیا۔ اسکے بیٹے سریشٹ سین نے بھی اپنے باپ کے نقش قدم پر چلکر مدت تک حکومت کی۔ سریشٹ سین کے بعد اس کا بڑا بیٹا ہرنیہ تخت پر بیٹھا۔ اور چھوٹا تورمان مدار المہام بنایا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے نام کا سکہ مضروب کروایا۔ اس پر ہرنیہ نے ناراض ہوکر اسے قید کردیا۔ جیل میں ہی تورمان نے وفات پائی۔ اس کی حاملہ رانی اپنے باپ بجر اندر والی جموں کے ہاں چلی آئی۔ اسکے بطن سے پردر سین نامی بیٹا پیدا ہوا۔ جو

مدبر اور بہادر ہوئے۔ انہوں نے رعایا کو ہر طرح سے آسائشیں بہم پہنچائیں۔ لیکن نریندر آدت کا بیٹا یدھشٹر جسکو چوٹی چھوٹی آنکھوں کی وجہ سے اندھ یدھشٹر بھی کہتے تھے۔ پہلے پہل تو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسکو حکومت کا غرور ہوگیا۔ عالموں اور دانا ؤں کی بجائے وہ خوشامدیوں کی قدر کرنے لگا۔ مدبروں کی عزت زائل کرتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ نیک لوگ اس سے پرے رہنے لگے اور مکار و خوشامدیوں سے اس کا دربار بھر گیا۔ انہوں نے راجہ کو عیبوں میں ڈال دیا ملک میں عام نارا ضگی پھیل گئی۔ اور وہی بدطن اہلکار راجہ کے خلاف سازشیں کرنے لگے۔ وزرا کی متعلق اخبار اور راجہ کی اس کمزوری کو معلوم کرکے گردونواح کے سردار اس پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ اس پر انہیں نا بکا۔ امرا نے اس کے محل پر حملہ کرکے بمعہ رانیوں اور ماں بچوں کے نکال دیا۔ اور راجہ پرتاپ آدتیہ کو کشمیر کا حکمران بنایا۔

پرمار خاندان۔ پرتاپ آدتیہ نے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوکر ملک کے اندرونی انتظام کو درست کیا۔ اس کے پوتے بنین کے عہد میں کشمیر میں قحط عظیم پڑا۔ راجہ نے ہر ایک ممکن کوشش سے خود تکلیف برداشت کرکے رعایا کو فاقہ کشی سے بچایا۔ اسکے تیسرے جانشین کے اندر کی اپنے وزیر سندھی متی کے ساتھ ناراضگی پیدا ہوگئی جسکی وجہ سے اس نے سندھی متی کو وزارت سے علیحدہ کرکے سخت تکلیفیں دیں۔ سندھی متی بغاوت میں معروف ہوگیا۔ راجہ کے لارلد مرنے پر رعایائے کشمیر نے اسے اپنا فرمانروا منتخب کیا کچھ عرصہ تک تو انتظام اچھا کرتا رہا۔ لیکن پھر عیاشی میں دن بھر

حکومت کو سخت نقصان پہنچایا۔ تمام باجگزار راجے خودسر ہو گئے
کشمیر میں بھی بدامنی پھیل گئی۔ یہ حال دیکھکر تنجن کے پوتے لچھمن
نے جو دچھن پارہ کا جاگیردار تھا۔ بہت سی فوج لیکر گندھرب سین پر
حملہ کر دیا۔ اور اسے تخت و تاج سے بیدخل کر کے خود حکومت
کرنے لگا۔ اس نے تمام راجاؤں کو جو جادۂ اطاعت سے نکل
گئے تھے۔ از سر نو مطیع کر لیا۔ راجہ سوکرم پال والی ملتان پر حملہ آور
ہوا ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ لیکن راستہ میں ہی
جان بحق تسلیم ہوا۔ اس بھتیجا شورک جو ہمراہ تھا۔ تاج شاہی سر پر رکھکر
ملتان پر حملہ آور ہوا۔ راجہ سوکرم پال کو مغلوب کر کے کشمیر کو واپس
لوٹا۔ لچھمن کا بیٹا بجروت ابھی نابالغ تھا۔ اسلئے یہاں بھی اسے کوئی
روکاوٹ پیش نہ آئی۔ شورک حکومت کرنے لگا۔ بہت عرصہ بعد راجہ
دروستان نے کشمیر پر حملہ کر کے علاقہ کامراج کو تاخت و تاراج
کر ڈالا۔ راجہ شورک فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ پہلی لڑائی میں
فتح حاصل کر کے دوسری مرتبہ شکست کھائی۔ اور شورک قید ہو کر
پٹن بھیجا گیا۔ یہ خبر سنکر بجروت نے عنان حکومت ہاتھ میں لی۔
اور ٹڈی دل سپاہ لیکر دروستان پر حملہ کر دیا۔ راجہ دروستان
کو شکست دیکر کشمیر میں واپس آیا۔ شورک کو قلعہ پٹن میں لڑائی
سے پہلے ہی راجہ دروستان نے قتل کر دیا تھا۔ اسکے بیٹے جے اندر
نے بجروت کی حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور علاقہ
مراج کو دبا کر حکومت کرنے لگا۔ بجروت اور جے اندر کی ایک
سال تک جنگ جاری رہی۔ بعد ازآن دھوکا سے اس نے جے اندر
کو قتل کر دیا۔ بجروت کے بعد رنادت نے تخت کشمیر کو زینت دی۔ یہ
مرتاضوں کا سرتاج مدت تک عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا

جموں میں ہی پرورش پاتا رہا۔

راجہ ہرینہ بھی لاولد مر گیا۔ اور بکرماجیت والی اجین نے ملک کشمیر پر قبضہ کر کے ماتری گپت نامی برہمن کو اس کا حکومت سپرد کر دی۔ چار سال کے بعد بکرماجیت کا انتقال ہو گیا۔ تو ماتری گپت بھی اپنے محسن اور مربی کی موت کے غم میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے لئے تخت و تاج خالی چھوڑ کر کاشی کو روانہ ہو گیا۔ راستہ میں اسے پرارسین ایک لشکر جرار لئے ہوئے کشمیر کی طرف جاتے ہوئے ملا۔ اور بعد ملاقات کے کشمیر کے تخت سلطنت پر قابض ہو گیا۔

پرورسین نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کو فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ اور بکرماجیت کے بیٹے پرتاپ شیل کو جسے دشمن ملک اجین کی حکومت سے محروم کر چکے تھے پھر بحال کر دیا۔

ترکستان کے راجہ مومن کو اس نے آٹھ مرتبہ شکست دی۔ اپنے نام پر پرور پور شہر آباد کیا۔ اس کے تیسرے جانشین نرپند رادت کے مرنے پر اس کا بھائی تنجین حکمران ہوا۔ اور نرپند آدیتہ کا بیٹا شیر دول وزارت کے عہدہ پر مامور ہوا۔ کچھ عرصہ تک تو اتفاق سے حکومت کرتے رہے۔ لیکن بعد ازاں دونوں میں ان بن ہو گئی۔ اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ جس میں شیر دول مارا گیا۔ اور کچھ عرصہ تک امن قائم رہا۔ شیر دول کا بیٹا سرب سین کشمیر سے بھاگ گیا۔ اور کانگڑہ وجموں کے راجاؤں کی مدد سے میدان جنگ میں تنجین کو قتل کر کے ملک پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہندوستان پر فوجکشی کی۔ تمام راجاؤں کو مطیع کرتا ہوا قنوج تک جا پہنچا۔ وہاں کے راجہ سے دوستی پیدا کر کے کشمیر کو واپس آیا۔

سرب سین کے بیٹے گندھرب سین نے عیش و عشرت میں پڑ کر

کونکن۔ میاگدی وغیرہ کے راجاؤں کو فتح کرتا ہوا مغربی ساحل
کے کنارے کنارے افغانستان میں گیا۔ وہاں کے راجہ کو
مطیع کرکے ترکستان۔ چینی تاتار۔ چین۔ جالندھر۔ لوہر کے حکمرانوں
کو اپنا باجگزار بنایا۔ اسکے بہت مدت بعد مہاراجہ جیاپیڑ کشمیر کے تخت
پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک لشکر جرار جمع کرکے ہندوستان کے راجاؤں
کو فتح کرنے کے لئے گیا۔ تین سال تک وہ ہندوستان میں پھرتا رہا۔
اسکے پیچھے جج جو اس کا سالا تھا۔ کشمیر پر آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ جیاپیڑ
نے واپس آکر جج کو قتل کیا۔ اور عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اشاعت تعلیم
کی طرف توجہ کی۔ اسکے دربار میں [illegible] گیت۔ [illegible]
چٹک۔ سندھی متی وغیرہ اچھے اچھے شاعر جمع تھے۔ جنہوں نے [illegible]
نظم میں اعلیٰ پایہ کی کتابیں [illegible] جیاپیڑ
جس کا دوسرا نام [illegible] تھا۔ [illegible] کشمیر کے تخت پر بیٹھا
اس کی نابالغی کے دنوں میں [illegible] اپتل کلیان
مم اور دھرم یہ پانچ بھائی بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہو کر سلطنت
کا کام چلاتے رہے۔ اور انہوں نے کرکوٹک خاندان کی
عظمت کو خاک میں ملا دیا۔ پہلے تو انہوں نے چیت جیاپیڑ کو مار
ڈالا اور پھر اپنی اپنی پسند کے موافق راجہ بنانے کے لئے ان
پانچوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اپتل نے اجتاپیڑ کو حکمران بنایا۔ لیکن وہ
محض برائے نام راجہ تھا۔ حکومت کی کسی چیز پر اس کا قبضہ نہ تھا۔
چونکہ پانچوں عہدہ داروں میں باہمی پھوٹ تھی۔ اس لئے وہ ایک کے
ساتھ بولتا۔ تو دوسرے ناراض ہو جاتے۔ اس خوف کی حالت
میں اجتاپیڑ رہ گیا۔ تو نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق مم اور
اپتل میں سخت لڑائی ہوئی۔ اور مم کی طاقت سب پر غالب آئی

اسکی رانی چول کے راجہ رتی سین کی بیٹی تھی۔ اسکا بیٹا ونیاوت بھی عابد اور مرتاض تھا۔ اس نے اپنے ملک میں جھوٹ بولنا وعدہ خلافی بیگانہ جوئے کھانا اور جانورکشی بالکل بند کردئے۔ ملازمان ریاست کو ہر مہینے نقد تنخواہ دینے کا قاعدہ جاری کیا۔ اسکے بعد اس کا چھوٹا بھائی بکرماوت تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی

بکرماوت کے جانشین بالاوت نے بنگال تک تمام شمالی ہند فتح کیا۔ اس کی بیٹی انگ لیکھا کے متعلق جوتشیوں نے بتلایا کہ یہ کشمیر کی ملکہ ہوگی۔ بالاوت نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کی اولاد نرینہ کی بجائے اسکا داماد ملک کشمیر کا حکمران ہو۔ اس لئے اس نے انگ لیکھا کی شادی دربھ بردھن نامی کرکوٹک خاندان کے راجپوت کے ساتھ کر دی۔ جس کے بزرگوں نے مدت مدید اور عرصہ بعید سے کبھی تخت و تاج کی شکل نہ دیکھی تھی۔ دربھ بردھن نے نجومیوں کی بات پر اعتقاد کرکے اپنا چلن درست کرنا شروع کیا۔ اور اپنی نیکیوں کے باعث ارکان سلطنت اور رعایا کے سربرآوردہ اشخاص کے ساتھ روح پیدا کرلیا چنانچہ بالادت کے مرنے پر اس کے بیٹے سنسارودت کو تخت و تاج سے محروم کرکے کھنکھ وزیر کی مدد سے ملک کشمیر کا فرمانروا بن گیا۔ سنسارودت نے بہت کوشش کی۔ آخرکار اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوکر بارتند کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں حکومت کرنے لگا

کرکوٹک خاندان۔ اس خاندان کے راجہ للتادیتیہ نے قنوج کے راجہ یشوورمن کو شکست دے کر اپنا باجگزار بنایا۔ اس کے بعد بنگال کو فتح کرکے کرناٹک پر حملہ کیا۔ جہاں راجکماری تا حکومت کر رہی تھی۔ اس نے بھی للتادیتیہ کی حکومت منظور کرلی۔ بلدزاگ

گورجر سے کلہن کی مراد ترکستان کے ایک علاقہ سے ہے۔ جہاں ایلک خاں حکومت کرتا تھا۔ اور وہ غور خاندان میں سے تھا۔ جس نے بعد کے زمانہ میں افغانستان میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ ایلک خاں نے ویشن شنکر برمن کے سپرد کر کے صلح کر لی۔ کلہن بیان کرتا ہے۔ کہ جب غور پر حملہ کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ تو کانگڑہ کے راجہ پرتھوی چندر نے اگرچہ اپنے بیٹے بھون چندر کو فوج ہمراہ دے کر شنکر برمن کے پاس بھیج دیا تھا۔ لیکن بعد میں اس نے شنکر برمن کے ارادوں کا تمسخر اڑایا۔ اور پھر اظہار وفاداری کے لئے کشمیر میں آیا یہاں دیکھا کہ بہت سے ماتحت راجگان اپنی اپنی سپاہ لے کر امداد کے لئے آئے ہیں۔ تو اسکو حیرت ہوئی۔ اور اس خیال سے کہ کہیں گذشتہ تمسخر کی وجہ سے گرفتار نہ ہو جاؤں شنکر برمن کی ملاقات کئے بغیر ہی کانگڑہ کو چلا گیا۔ اودبھانڈ (افغانستان) کے راجہ بھوج نے شنکر برمن کی اطاعت منظور نہیں کی۔ اس طرح سے فتوحات ملکی کی دھن میں ریاست اڑیسہ میں سے اس کا گزر ہوا۔ اور وہاں قیام کرتے وقت باشندوں سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا۔ ایک دیہاتی نے تیر سے راجہ کا کام تمام کر دیا۔

شنکر برمن کے بعد اس کا بیٹا گوپال برمن تخت پر بیٹھا۔ اسکے وزیر پربھاکر نے اودبھانڈ (افغانستان) کے راجہ پر حملہ کیا اور اسے شکست دے کر مایہ کے بیٹے تورمان کو تخت نشین کیا۔ اور اس کا نام کملک رکھا۔ پربھاکر نے شنکر برمن کو مروا کر اس کے بھائی سنگٹ کو راجہ بنایا۔ لیکن دس دن حکومت کرنے کے بعد وہ بھی مر گیا۔ اب کوئی شاہزادہ نہ رہا۔ تو رعایا کے ہرگوپال برمن کی والدہ رانی سوگندھا حکومت کرنے لگی۔ دو سال حکومت کرنے کے بعد

اس نے اتنگ پیڑ کو راجہ بنایا اپل کے مرنے پر اسکے بیٹے سکھ برمن نے اپنا پیڑ کے ہاتھ میں حکومت دیدی۔ اور رنگا پیڑ علیحدہ کیا گیا۔ سکھ برمن وزیر بہت طاقت پکڑ گیا۔ لیکن اسے اس کے ہی ایک رشتہ دار شنک نے حسد کی وجہ سے مار ڈالا۔ اس پر وزیر شور نے سکھ برمن کے لائق بیٹے اونتی برمن کا ساتھ دیا۔ اور اسکی نسبت اعلان کر دیا۔ کہ وہ تخت کا حقدار ہے۔ چنانچہ اپل پیڑ کو تخت وہ تاج سے بیدخل کر کے عنان حکومت اونتی برمن کے ہاتھ میں دیدی۔ کرکوٹک خاندان ہمیشہ کے لئے حکومت کشمیر سے محروم کیا گیا۔

اونتی برمن کا خاندان۔ اونتی برمن نے تخت نشین ہو کر رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ اور زرعی پیداوار بڑھانے میں بہت کوششیں کیں۔ بہت سے مندر اور عالیشان عمارتیں تعمیر کیں۔ مختلف علوم و فنون کو ترقی دی۔ اونتی برمن کے بعد رتن بردھن وزیر نے اس کے بیٹے شنکر برمن کو کشمیر کا راجہ بنایا۔ اور اس کے بھائی سکھ برمن کو مدار المہام کا عہدہ دیا۔ کچھ عرصہ بعد شنکر برمن میں جنگ چھڑ گئی۔ اور سلطنت کشمیر کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اور اس لڑائی میں بڑے بڑے بہادر اور جاں نثار مر گئے۔ آخر کار بڑی مشکل سے شنکر برمن نے وزیر سکھ برمن کو شکست دی۔ اور اپنے تمام مخالفوں کو آہستہ آہستہ مغلوب کر لیا۔ اسکے بعد ۷ لاکھ فوج لیکر دوسرے راجاؤں پر فوج کشی کر دی۔ وارو البہار کو فتح کر کے گورجر پر حملہ کیا۔ اور وہاں کے مسلمان بادشاہ ایلک خاں کو شکست دی۔ گورجر کے متعلق بہت سے مورخ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس سے گجرات پنجاب مراد لیتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک مسلمان پنجاب میں ابھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ

وہ تنترن لوگوں کو ہنڈیوں کا روپیہ ادا نہ کر سکا۔ اس لئے تخت چھوڑ کر
خود ہی خوف کے مارے فرار ہو گیا۔ شنکر برمن نے جو تخت کا خواہشمند
تھا شمبھو بردھن کو تنترن لوگوں کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ کہ وہ اس کی
مدد کریں۔ لیکن شمبھو بردھن نے خود ہی اپنے لئے ان کی مدد حاصل
کر لی۔ اور تخت کشمیر کا مالک بن بیٹھا۔ ایک سال بعد چکر برمن نے
تنترن سپاہ کو مغلوب کر کے تیسری مرتبہ تخت سلطنت پر قدم رکھا۔
اس نے ڈامروں کی مدد سے حکومت حاصل کی۔ لیکن جلدی ہی
ان سے بگاڑ ہو گیا۔ ڈامروں نے اسے محل کے اندر قتل کر کے
پارتھ کے بیٹے اتپلا دتی کو راجہ بنایا۔ دو سال بعد وہ بھی مر گیا۔ تو اسکے
بیٹے شور برمن کو تخت نشین کیا۔ لیکن کمل بردھن نے دار الحکومت
پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا۔ اور بیوقوفی سے تخت نشین ہونے
بیٹھ گئی۔ دوسرے دن اس نے برہمنوں کو بلایا اور کشمیر کا راجہ
انتخاب کرنے کا سوال ان کے سامنے پیش کیا۔ برہمن اس معاملہ پر
بہت بحث مباحثہ کرنے لگے۔ اور یہ سوال حل نہ ہوتا تھا۔ کمل بردھن
نے جس کا خیال تھا۔ کہ برہمن اسے راجہ منتخب کرینگے۔ جب کسی نے
اسکا نام تک نہ لیا۔ تو برہمنوں کی توجہ دلاتے ہوئے اپنا نام پیش
کر دیا۔ برہمنوں نے اسے اینٹ پتھر مار کر دربار سے نکال دیا۔ اور
پھر اتفاق رائے سے سہ تے پرتھا کر نامی سابق خزانچی کے ایک غریب
اور مفلس بیٹے یشسکر کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کیا۔

یشسکر کا خاندان۔ یشسکر نے تخت کشمیر پر قابض ہو کر درباریوں
کو حکم دیا۔ کہ برہمنوں کو پرے ہٹا دو۔ جب وہ دور کھڑے ہو گئے۔ راجہ
نے ان کو پرنام کر کے کہا۔ چونکہ تم نے مجھے راج دیا ہے۔ اس لئے
ضروری ہے۔ کہ تمہارے دل میں نخوت پیدا ہو گی۔ اور سلطنت کی

اس نے ارکان سلطنت۔ باجگزار راجگان۔ تانترک سپاہیوں اور
ایکانک لوگوں کو دربار میں بلا کر نئے راجہ کے انتخاب کا سوال
پیش کیا۔ اور یہ بھی ارادہ ظاہر کیا۔ کہ شور برمن کے پوتے اور سکھ برمن
کے [illegible] نرجت برمن کو حکومت دی جاوے۔ جو اس کا رشتہ دار
[illegible] اسکے چلن کو تخت کشمیر کے موزوں نہ سمجھا۔
[illegible] تانترک سپاہ نے جو اس وقت زور پکڑ گئی تھی۔ نرجت برمن کے
[illegible] رانی سوگندھا روتی ہوئی محل سے نکل گئی
[illegible] لوگوں نے [illegible] پور سے رانی کو واپس بلا لیا۔
تانترک [illegible] اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ ایکانگوں کی سازش
[illegible] دربار کشمیر میں پھوٹ بہت بڑھ گئی۔ ملک
[illegible] ستانی وغیرہ کا بازار گرم ہو گیا۔ پارتھ
[illegible] نرجت برمن میں فساد پیدا ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا
کہ [illegible] بیٹے کو مغلوب کر کے حکمران بن بیٹھا۔ دو سال حکومت
کرنے کے بعد [illegible] اپنے دوسرے بیٹے چکر برمن کو راجہ بنا کر مر گیا
[illegible] تنترن [illegible] کی [illegible] حاصل کرنے کے لئے
[illegible] چھیڑی جو چکر برمن کے طرفدار تھے۔ دس سال
تک یہ فساد جاری رہا۔ اور چکر برمن کے مرنے پر تنترن لوگوں نے
نرجت برمن کے تیسرے بیٹے شور برمن کو حکومت دلوا دی۔ لیکن
ارکان سلطنت [illegible] پسند نہ کرتے تھے۔ اور شور برمن نے تنترن
سپاہ کو [illegible] ناراض کر لیا۔ اس لئے
انہوں نے شور برمن کو معزول کر کے پارتھ کو دوسری دفعہ راجہ بنایا
اور ایک سال حکومت کر کے وہ پھر معزول ہوا۔ اور اس کی جگہ چکر برمن
کے ہاتھ میں [illegible] حکومت دی گئی۔ خزانہ خالی ہونے کی وجہ سے

زندگیاں۔ اعزا اور دولت تباہ کرتے چلے آتے تھے۔ رانی دوا نے ان سب کو برباد کرکے رکھ دیا۔ ان لڑائیوں میں وزیر نرواہن نے نہایت ہی وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ اور اس کی ہی مدد سے رانی ہر معرکہ میں کامیاب ہوتی تھی۔ بعض لوگوں نے نرواہن اور رانی دوا میں دشمنی پیدا کردی۔ اسی اثنا میں راجہ ابھیمنو مر گیا۔ اور اس کا بیٹا نندی گپت تخت نشین کیا گیا۔ نندی گپت۔ تربھون اور بھیم گپت تینوں بھائی جو یکے بعد دیگرے تخت نشین کئے گئے۔ اور اپنی دادی رانی دوا کے اقتدار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے دوا کے ہی ہاتھوں مارے گئے۔ اور رانی دوا اب خود تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئی۔ اس کا بھائی ودگرہ راج والی لوہر تخت کشمیر پر قبضہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوا۔ لیکن وزیر تنگ کی دانائی سے وہ ناکامیاب ہوکر لوہر کو واپس چلا گیا۔

راجپوری کے راجہ پرتھوی پال نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن وزیر تنگ نے اسے شکست دیکر پھر مطیع کرلیا۔ ۲۴ برس حکومت کرنے کے بعد مہارانی دوا نے اپنے بھائی ادے راج والی دارو بھیسار (لوہر) کے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور بہت سے سیب زمین پر پھینک کر ان سے کہا تم میں سے جو سب سے زیادہ سیب حاصل کرلے اسکو ملک کشمیر کی حکومت دیجائیگی۔ چنانچہ زیادہ سیب حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کوشش کی۔ رانی نے دیکھا۔ کہ باقیوں نے بہت سی چوٹیں کھانے کے بعد صرف چند سیب حاصل کئے ہیں۔ لیکن سنگرام راج کے پاس سیب بھی سب سے زیادہ ہیں۔ اور کسی نے اسے چھوا تک نہیں۔ رانی نے اسے اپنا جانشین مقرر کردیا۔ اس رانی کے آخری ایام حکومت میں سلطان محمود غزنوی نے کشمیر پر حملہ

خرابیاں اسی طرح بدستور قائم رہینگی۔ ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے لازم ہے۔ کہ تم سوائے ضروری کام کے میرے پاس کبھی نہ آؤ۔ راجہ کی اس تقریر سے سب نے جان لیا۔ کہ یہ ہر خاص و عام کی رسائی سے باہر ہے چنانچہ اس نے اپنی دانائی اور تدبیر سے ملک کی تمام خرابیوں کو بہت جلد دور کر دیا۔ اچھے سے اچھے عالم اور مدبر اپنے اپنے عہدوں پر مقرر کئے۔ اور ملک کا انتظام ہر پہلو سے درست کر دیا اس کے بعد اس کا بیٹا سنگرام دیو تخت نشین کیا گیا۔ لیکن وہ کم سن تھا اس لئے وزیر پھر طاقت پکڑ گئے۔ پروگپت نے باقی چاروں وزیروں کو کمزور کر کے اور سنگرام دیو کو مار کر تمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ ایک سال حکومت کر کے وہ بھی مر گیا۔ اور اس کا بیٹا کشیم گپت تخت نشین ہوا۔ اسکے عہد میں دربار کشمیر میں شرابیوں۔ جواریوں کسبیوں وغیرہ کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں ایام میں سنگھ راج والی لوہر نے اپنی بیٹی دِدا کی شادی راجہ کشیم گپت کے ساتھ کر دی۔ جو دِدا بھانڈ (افغانستان) کے فرمانروا بھیم شاہی کی نواسی تھی۔ کشیم گپت کے مرنے کے بعد اس کا کم سن بیٹا ابھینو تخت نشین ہوا اور رانی دِدا اس کی سرپرست بن گئی۔ کچھ عرصہ بعد ہی اس نے بغاوت کر دی لیکن رانی نے اسے قتل کر کے بغاوت کو فرو کر دیا۔ سپہ سالار نے شاہی راجہ ٹھکن پر فوجکشی کر کے اسے شکست دی۔ لیکن پیچھے سے چند شریر لوگوں نے سپہ سالار کے خلاف رانی کے کان بھر دئے۔ چنانچہ جب وہ فتح کی خوشی میں واپس آیا۔ تو رانی نے اسے جلاوطنی کا حکم دیا۔ اسی طرح سے اور کئی جاں نثار اور وفادار لوگوں کے ساتھ برسلوکی ہوئی۔ اور ان سب نے مل کر رانی کے خلاف بغاوت کر دی اس طرح کے وزیر راجہ گوپال برمن کے عہد سے ۱۶ راجاؤں کی

ہمراہی جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ محمود نے ترلوچن پال کو شکست دیکر افغانستان پر قبضہ کرلیا۔ تو شاہی خاندان کے شاہزادے کشمیر میں آکر راجہ اننت کے دربار میں اعلیٰ عہدوں پر مامور ہوئے۔ انہوں نے بڑی بڑی تنخواہیں لے کر خزانہ خالی کردیا۔ انہوں نے یہاں بہت کچھ اقتدار حاصل کرلیا۔ رُودرپال ان سب کا سردار تھا۔ کچھ عرصہ بعد سپہ سالار ڈھون نے ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے بغاوت کردی۔ لیکن اننت نے اسے شکست دیکر مغلوب کیا۔ اننت نے اپنے ایک رشتہ دار پرم راج کو افسر خزانہ مقرر کیا۔ اور رُودرپال شاہی سے اس کی ان بن ہوگئی۔ اس لئے وہ ناراض ہو کر چلا گیا دردوں کے راجہ اچل سنگل اور سات اور ترک راجاؤں کو ہمراہ لے کر کشمیر پر حملہ آور ہُوا۔ لیکن رودرپال نے ان سب کو میدان جنگ میں قتل کیا اور بعض کو گرفتار کرکے قید کردیا۔

کچھ مدت بعد رُودرپال اور دوسرے شاہی شاہزادے مر گئے تو اننت کی رانی سوریہ متی نے نظام حکومت پر آہستہ آہستہ اپنا قبضہ کیا۔ اور ملک میں اس کا حکم چلتا تھا۔ راجہ محض برائے نام رہ گیا۔ رانی سوریہ متی بڑی فاضلہ تھی اور عالموں کی قدر کرتی تھی۔ اسکے حکم سے سوم دیو نے برہت کتھا کا سنسکرت میں ترجمہ کیا اور اس کا نام کتھا سرت ساگر رکھا۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے۔ راجہ اننت نے بہت سے دوسرے راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا چنانچہ چمپہ کے راجہ سال کو شکست دی۔ اسکی جگہ اسکے بیٹے سوم کو گدی نشین کیا۔ اسی طرح ہلاور اور ارشہ پر بھی حملے کئے۔ آخرکار اننت نے رانی سوریہ متی کے کہنے سے اپنے بیٹے کلش کو تخت نشین کردیا۔ اور وہ حکومت کے غرور میں اپنے باپ اور پورانے اہلکاروں کو

کیا۔ لیکن اس کی فوج راستہ بھول گئی۔ برف گرنے لگی۔ بہت سی فوج ہلاک ہوئی اور محمود ناکام واپس گیا۔

خاندان لوہر۔ مہارانی دد کے مرنے کے بعد سنگرام راج کشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے دوسرے وزیروں اور رعایا کے بہت سے سربرآوردہ اشخاص نے مگر راجہ کو مجبور کیا کہ وزیر تنگ کو عہدہ وزارت سے علیحدہ کر دے۔ چنانچہ اسے سبکدوش کیا گیا۔ تو اس نے بغاوت کر دی۔ اور کامیاب ہو کر اپنے عہدہ پر پھر بحال ہو گیا انہیں دنوں میں سلطان محمود غزنوی نے ویہند پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے راجہ نرلوچن پال نے سنگرام راج سے مدد طلب کی اور تنگ ایک لشکر جرار لے کر افغانستان میں گیا۔ لیکن محمود سے شکست کھا کر کشمیر کو واپس آیا۔ کچھ عرصہ بعد سنگرام راج کے بھائی دگرہ راج والی لوہر نے راجہ کو ترغیب دی کہ تنگ کی طاقت کو توڑ دینا چاہئے چنانچہ اس نے ایک دن اپنے محل میں بلایا۔ اور فریب سے قتل کر دیا

سنگرام راج کے بعد اس کا بیٹا ہری راج تخت نشین ہوا لیکن اس کی ماں نے بائیس دن کے بعد خود حکومت کرنے کے لالچ سے مروا دیا۔ اور محل کے اندر عمل کرنے لگی۔ تاکہ لباس شاہانہ زیب تن کر کے تخت نشین ہو۔ لیکن اس عرصہ میں ہری راج کے سوتیلے بھائی سانگر نے اسکے بیٹے انت کو تخت پر بٹھا دیا۔ اسی اثنا میں دگرہ راج والی لوہر جوانت کا چچا تھا۔ کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے فوج کشی کر دی اور کوچ کرتا ہوا دارالخلافہ کے اندر جا داخل ہوا۔ ایک مکان کے اندر ٹھہر گیا۔ رانی انگ لیکھا کی فوجوں نے اس مکان کو جلا دیا۔ جہاں دگرہ راج مقیم تھا۔ دگرہ راج اور اسکے

راجہ سنگرام پال سرکش ہوگیا۔ لیکن سپہ سالار کندرپ نے اسے شکست دیکر خراج وصول کیا۔ ہرش کے آخری ایام حکومت میں پھر ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ خاندان لوہر کی باہمی خانہ جنگی میں شکست کھاکر مرگیا۔ اور اس کی جگہ اچل تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں بھی خاندان لوہر کی دونوں شاخوں والیان کشمیر اور دارد والیان میں خانہ جنگی کی آگ اسی طرح مشتعل رہی۔ جیسی کہ ہرش کے دوران حکومت میں تھی۔ ان لڑائیوں میں بہت سی جدوجہد کے بعد رڈ تخت نشین ہوگیا۔ اس نے راجہ اچل کے تمام طرفداران کو قتل کیا۔ لیکن خود بھی مارا گیا۔ اس پر گگن چندر نے ازراہ غداری رعایا کی مرضی کے خلاف اچل کے بھائی سلہن کو تخت نشین کردیا۔ جب سسل کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو وہ بہت بڑی جمعیت لیکر لوہر کوٹ سے کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ لیکن کشتواڑ میں فوج سے شکست کھاکر واپس چلا گیا۔ اور گگن چندر نے دامروں کو بھی شکست دے کر بغاوت کو فرو کیا۔ کچھ عرصہ تک تو گگن چندر حکومت کا کام چلاتا رہا۔ لیکن بعد ازاں راجہ سلہن کی نامناسب حرکات سے ناراض ہوکر سلطنت دارد و ابھیسار کی سرحد پر ایک قلعہ بناکر رہائش اختیار کی اور سسل سے نامہ و پیام جاری کرکے اسے تسخیر کشمیر کی ترغیب دی۔ وہ بہت بڑی فوج لیکر کشمیر پر چڑھ آیا۔ سلہن کو شکست دے کر گرفتار کیا۔ اور لوہر کے قلعہ میں قید کرکے تخت کشمیر پر بیٹھ گیا۔ تخت نشین ہوکر سسل نے تمام مفسدوں کو جلاوطن کردیا۔ وہ لوگ گردونواح کے راجاؤں کی پناہ میں رہ کر سازشیں کرتے رہے۔ اسی اثنا میں ہرش کے پوتے بھکشچرنے کشمیر پر حملہ کردیا۔ لیکن شکست کھائی۔ کچھ دنوں بعد گگن چندر نے دامروں سے بغاوت کرادی۔ سسل کے

ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے لگا۔ تو انتت نے اختیارات چھین لئے اور کلش برائے نام راجہ رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد باپ بیٹے میں دشمنی بہت بڑھ گئی۔ اور جنگ وجدل تک نوبت پہنچی۔ اس کا انجام یہ ہوا۔ کہ انتت خودکشی کرکے مرگیا۔ رانی سوریہ متی اسکے ساتھ ستی ہوگئی راجہ سہج پال کے مرنے پر اس کا بیٹا سنگرام پال راجوری کے تخت پر بیٹھا۔ اس کا چچا مدن پال تخت غصب کرنے کے لئے اسے تنگ کرنے لگا۔ کلش نے مدن پال کو شکست دیکر سنگرام کی حفاظت کی۔ کلش کے دربار میں راجاؤں کا اجلاس ہوا۔ جس میں حسب ذیل تاجدار جمع ہوئے۔

راجہ بدھاپور۔ چمبہ کا راجہ آسٹ۔ بلاور کا راجہ کلش۔ راجوری کا راجہ سنگرام پال۔ لوہر کا راجہ اتکرش۔ ارشہ کا راجہ سنگت۔ کانڈ کا راجہ کام بجیسی۔ کشتوار کا راجہ اتم راج کلش کا بیٹا ہرش بہت دانشمند۔ عالم اور مدبر تھا۔ کچھ عرصہ بعد باپ بیٹے میں ان بن ہوگئی۔ اور ہرش نے بغاوت کردی۔ لیکن شکست کھاکر قید ہوگیا۔ کلش کی موت کا وقت نزدیک آیا۔ تو اس کا ارادہ تھا۔ کہ ہرش کے ہاتھ میں عنان حکومت دے۔ لیکن وزرا کی مخالفت سے وہ ایسا نہ کرسکا۔ بلکہ لوہر سے اتکرش کو بلا کر اسے تخت نشین کیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہرش کے طرفداروں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کرکے اتکرش کو حکومت کشمیر سے بیدخل کرکے ہرش کو قید سے چھڑایا اور اس کی راج تلک کی رسم ادا کردی اسکے بھائی وجے مل نے بغاوت کردی۔ لیکن جلدی ہی فرو کی گئی راجہ ہرش نے ملک کا انتظام درست کیا۔ عالموں اور فاضلوں کی قدر کی۔ رعایا کو بہت سی آسائشیں بہم پہنچائیں۔ راجوری کا

کرکے بغاوت کو فرو کیا۔ اسکے بیٹے رام دیو کے کوئی اولاد نہ تھی
اس لئے رام دیو نے لچھمن نامی ایک برہمن کو متبنی بناکر حکومت کشمیر
اسکے سپرد کی اسکے زمانہ میں ترکوں نے کشمیر کو تاخت و تاراج کیا۔
اسکے سرداروں

سہم دیو اور سنگرام چند کی دشمنی کی وجہ سے خانہ جنگی کا بازار گرم ہوا
سنگرام چند مارا گیا۔ تو سہم دیو نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔
اور رعایا کو ظالموں کے پنجہ سے نجات دلائی۔ سہم دیو کے جانشین بھیدیو
کے زمانہ میں لشکری چک اپنے وطن سے جلاوطن ہوکر کشمیر میں وارد
ہوا۔ اور بقیہ نل جو تخت سے [illegible] گیا تھا دشمنوں کے
ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کا بیٹا [illegible] کشمیر میں چلا آیا۔ وہ القصہ
نامی ایک ترک نے اس [illegible] پر حملہ کیا۔ راجہ بھیدیو
مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گیا۔ ترکوں نے [illegible] میں
خون کی ندیاں بہائیں۔ قتل عام۔ آتشزدگی۔ لوٹ مار کی۔
قطع سلسلہ کاشتکاری [illegible] کھا۔ [illegible] بڑے ظالم گزرے
اسکے علاوہ برف باری اور قحط سالی نے [illegible] کشمیر کو برباد کیا۔ اس
وقت اس ملک میں کوئی راجہ نہ رہا۔ [illegible] چھوڑ کر پنجاب کیطرف
بھاگ گئے۔

مسلمان فرمانروا ایان کشمیر جب کشمیر میں کوئی حکمران نہ رہا
تو رینچن شاہ تبتی نے ایک جمعیت فراہم کرکے کشمیر پر قبضہ کرلیا۔ سب
سرداروں نے اس کی [illegible] لی۔ رینچن نے گلگن کشمیر کے
راجہ رام چندر سے اطاعت [illegible] کی۔ اسکے پاس رینچن شاہ تبت
سے آکر پناہ گزیں ہوا تھا۔ رام چندر کو دھوکہ سے قتل کرکے اس کے
ملک پر قبضہ کیا۔ اور اسکی رانی کوٹا کو جبراً اپنے عقد مناکحت میں

گھر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس لئے وہ شکست کھا کر لوہر کوٹ کو بھاگ
گیا۔ اور بھکشا چر نے تخت کشمیر پر قبضہ کیا۔ اس کی بعض باتوں
سے اس کے ساتھی بھی اس سے برگشتہ ہو گئے۔ اس دوران میں
اس نے غلطی سے کھس۔ اور ترک راجاؤں کی امداد سے کر سل
کے خلاف لوہر لوٹ پر حملہ کر دیا۔ فوجوں کو لوہر میں بھیج دیا۔ اور آپ
عیش و عشرت میں محو ہو گیا۔ لوگ اس کی حرکات ناشائستہ دیکھکر
اس کی مذلت اور کر سل کی تعریف کرنے لگے اور اسی ناراضگی کے
اظہار میں کشمیر میں عام ہڑتال کی گئی۔ اُدھر شاہی فوجوں نے کر سل
سے شکست کھائی اور وہ کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اِدھر بھکشا چر
کے خلاف جنک سنگھ نے بغاوت کر دی۔ اس لئے کر سل کے خوف
سے کشمیر پر قابض ہو گیا۔ بھکشا چر ملک میں بغاوت پھیلاتا رہا۔ بہت سی
لڑائیاں ہوتی رہیں۔ کر سل نے اپنی کمزوریوں کا خیال کر کے اپنے
بیٹے جے سنگھ کو لوہر سے بلایا اور اس کی تاجپوشی کی رسم ادا کر کے
خود حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ لیکن جلدی ہی کر سل کو
لوگوں نے جے سنگھ کی طرف سے برگشتہ خاطر کر دیا۔ باپ بیٹے میں
جنگ شروع ہوئی۔ ان لڑائیوں میں کر سل مارا گیا۔ اور جے سنگھ
نے کشمکش راج کرنے لگا۔ بعد ازاں بھکشا چر۔ ڈامروں۔ سجی
بھٹن اور بھوج نے یکے بعد دیگرے بغاوتیں کیں۔ لیکن جے سنگھ
نے دانائی سے کام لے کر سب کو مغلوب کر لیا۔ اور اطمینان کے
ساتھ حکومت کرنے لگا۔

راج دیو کے عہد میں قوم بٹ نے بغاوت کی۔ لیکن اس نے
اس قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اسکے بیٹے سنگرام دیو کے زمانہ
میں اس کے بھائی سورج دیو نے بغاوت کی۔ راجہ نے اسے

بیٹھا۔ اس نے افغانستان اور بدخشاں تک تمام ملک فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ پھر تبت پر حملہ کیا۔ جو بادشاہ کاشغر کے قبضہ میں تھا اسے فتح کر کے کشمیر کے ساتھ الحاق کر لیا۔ پھر کشتواڑ اور کانگڑہ کے راجاؤں کو اپنا باجگزار بنا کر ہندوستان پر حملہ کیا۔ دریائے ستلج کے کنارہ پر فیروز شاہ بادشاہ دہلی سے اسکی جنگ ہوئی۔ لیکن صلح ہو کر سرہند تک کا تمام پنجاب کشمیر کے ماتحت کیا۔ اس نے ہندوؤں کے ساتھ سلوک رکھا۔ اس لئے ہر طرف فتح و نصرت اس کا ساتھ دیتی رہی اسکے جانشین قطب الدین کے عہد میں سید علی ہمدانی نے یہاں آ کر مذہب اسلام کو بہت اشاعت دی۔ ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ مشہور تیرتھ کالی کنڈ پر قبضہ کیا۔

قطب الدین کے بعد اس کا بیٹا سکندر مسند نشین ہوا۔ اس نے بہت سے ملکوں کو فتح کیا۔ بعد ازاں سید علی ہمدانی کا بیٹا سید محمد کشمیر میں آیا۔ اس نے بادشاہ کو مذہب اسلام پھیلانے کی ترغیب دی۔ اس پر بادشاہ نے مندروں کو مسمار کر کے مسجدیں بنانا۔ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانا شروع کیا۔ اور ہر طرف آہ وزاری کی صدائیں بلند ہوئیں۔ کشت و خون۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ ان پر جزیہ لگایا۔ کتابیں دریا برد کیں جلا دیں۔ شاردا حروف تہجی کے سوائے کوئی کتاب باقی نہ رہی اس بادشاہ کے ظلم و ستم سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں اس کے بیٹے علی شاہ نے بھی ہندوؤں کے قتل و غارت کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ اس نے ہندوؤں کو پوتا پاٹھ۔ تیرتھ یاترا۔ اور تلک لگانے کی ممانعت کر دی۔ ہندوؤں پر بلا وجہ جرمانہ کرتا۔ زر جزیہ بڑی سختی سے وصول کرتا۔ جس نے حکم عدولی کی۔ فوراً قتل کر دیا گیا۔ لوگ

لایا۔ رینچن شاہ نے تخت نشین ہو کر ہندوؤں کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اسکی بڑی خواہش رہی۔ کہ برہمن اسے ہندو دھرم کا اپدیش کریں۔ بار بار درخواست کرنے پر بھی کسی نے التفات نہ کی۔ اپنے آبائی دھرم بدھ کے اصولوں سے بھی وہ بے خبر تھا۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں ہی تبت سے آگیا تھا۔ جب شری ور وغیرہ برہمنوں نے اسے اپنے مذہب میں شامل نہ کیا۔ تو اس نے تنگ آکر دل میں عہد کیا۔ کہ کل صبح جو شخص مجھے سب سے پہلے دکھائی دیگا۔ اسی کا مذہب قبول کرونگا۔ اتفاقاً صبح کو بلبل شاہ فقیر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور اسے بلا کر مذہب اسلام میں داخل ہو گیا۔

رینچن شاہ کے مرنے پر اس کا بیٹا ابھی کم سن تھا۔ اس لئے کوٹہ رانی نے سابق راجہ سہدیو کے بھائی اویان دیو کو مسند حکومت پر بٹھایا۔ اسکے عہد میں اور ڈل نامی ایک ترک نے کشمیر پر حملہ کیا اویان دیو خوف سے تبت کی طرف بھاگ گیا۔ کوٹہ رانی نے .. .. بڑی دانائی سے ترکوں کو ملک سے نکال دیا۔ اور اویان دیو پھر واپس آکر حکومت کرنے لگا۔ لیکن بلبل شاہ سے اس کی ان بن ہو گئی۔ اس فقیر نے اویان دیو کے طرفداروں کو قتل کر کے راجہ کو بھی مار ڈالا۔ اب کوٹہ رانی خود تخت نشین ہوئی۔ لیکن بلبل شاہ نے رانی کو قید کر کے خود تخت پر قبضہ کیا۔ اور اپنا نام شمس الدین رکھکر حکومت کرنے لگا۔ تین برس حکومت کر کے مر گیا۔ تو اسکا بیٹا جمشید تخت پر بیٹھا۔ لیکن اسکے بھائی علاو الدین نے اسے علیحدہ کر کے حکومت کرنی شروع کی اسکے عہد میں کشمیر میں سخت قحط پڑ گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا شہاب الدین مسند حکومت پر

ہاتھ میں آگیا۔ اس کے عہد میں ظلم وستم فسق وفجور۔ لوٹ کھسوٹ قتل وغارت۔ انہدام عمارات۔ آتشزدگی۔ جزیہ وجرمانہ کی وصولی اور اور خانہ جنگی کا بازار گرم رہا۔ محمد شاہ کئی دفعہ تخت وتاج سے بیدخل ہوا۔ اور کئی مرتبہ بادشاہ بنا۔ اس کے مرنے پر ابراہیم تخت پر بیٹھا۔ لیکن مفسدوں نے اس کو بھگا کر نازک شاہ کو تخت پر بٹھایا۔ ایک برس کے بعد اسے بھی علیحدہ کیا گیا۔ اور محمد شاہ بادشاہ بنا۔ ہمایوں کے بھائی کامران نے کشمیر پر حملہ کیا۔ قتل وغارت لوٹ کھسوٹ اور شہر و دیہات جلا کر واپس گیا۔ پھر سعید خاں والی کاشغر اور اس کے بیٹے سکندر خاں نے بھی کشمیر اور بعد حملہ کرکے وہی خونریزی۔ آتشزدگی لوٹ مار شروع کی۔ اسکے بعد شمس الدین کو بادشاہی کا خلعت پہنایا گیا۔ اسکے عہد میں امرا میں عناد رہا۔ اور یہی حال اس کے جانشین اسمٰعیل۔ ابراہیم۔ اور مرزا حیدر کے عہد میں رہا۔ غرض کہ اس خاندان کا زمانہ حکومت سوائے زین العابدین کے بالکل ظلم وستم اور قتل وغارتگری کا تھا۔

خاندان چک پچھلے بادشاہوں کے عہد میں چک حکومت پر مستقل ہوئے آخر کار یہی چک کے بیٹے دولت چک نے عنان حکومت ہاتھ میں لی اس کے عہد میں کشمیر میں سخت زلزلہ آیا۔ ہندوستان کے افغان کشمیر پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن قتل کر دیے گئے۔ اس کے برادران غازی وغیرہ ناراض ہوگئے۔ اور اس کی تخریب کے درپے ہوئے ایک سال کے بعد اسے قتل کرکے غازی چک بادشاہ بنا۔ اس نے تبت۔ گلگت۔ دارو۔ پھگلی۔ وانگلی۔ بھمبر۔ کشتواڑ کو فتح کیا اس پر سید ابوالعالی کاشغری نے کشمیر پر دعوا کیا۔ لیکن شکست کھا کر واپس گیا۔ پھر ہندوستان کے حکام نے کشمیر پر حملہ

ملک چھوڑ چھوڑ کر پنجاب کی طرف بھاگنے لگے۔ تو بادشاہ نے راستہ میں پہرے بٹھا دئے۔ ہندوؤں کے لئے شاہراہ رفتن نہ جائے ماندن وہ پہاڑوں سے گر کر آگ میں جلکر۔ کنوؤں میں ڈوب کر جانیں دینے لگے۔ آخر کار راجہ دسرتھ والی گھکھر سے شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور زین العابدین تخت پر بیٹھا۔ اس نے ہر قسم کے جور و ستم۔ اور ظلم و تعدی کو روکا۔ عدل و انصاف سے حکومت کی۔ جزیہ موقوف کیا۔ دارد۔ سندھ۔ قندھار۔ پنجاب۔ اور تبت کو اس نے فتح کیا۔ زراعت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت اور علوم و فنون کو ترقی دی۔ رفاہ عام کے کام بے شمار کئے۔ مدرسے اور پاٹھ شالائیں جاری کیں۔ پچھلے بادشاہوں نے سنسکرت کی جو کتابیں نیست و نابود کی تھیں۔ ہندوستان سے منگوا کر برہمنوں کو تقسیم کیں۔ ایک زبان کی کتابوں کا دوسری میں ترجمہ کروایا۔ بھاگے ہوئے ہندوؤں کو واپس بلاکر کشمیر میں بڑی عزت کے ساتھ آباد کیا۔

اس کے بعد سلطان حیدر بھائیوں سے لڑ جھگڑ کر بزور شمشیر تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں ایک مسلمان حجام نے زور پکڑا اور ہندوؤں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ناک کاٹنا۔ دریا برد کرنا۔ جلانا وغیرہ اپنا شیوہ بنایا۔ سلطان حیدر کو ورغلا کر ارکان سلطنت کو مروا ڈالا۔ اور نئی بھرتی کرلئے۔ سلطان نے اپنے دادا کا وہی پرانا زمانہ ہندوؤں کے واسطے لاکر کھڑا کر دیا۔ لوٹ کھسوٹ۔ قتل و غارت۔ کتابیں جلانا پھر شروع ہوا۔ اس کے بعد حسن خان نے تخت کشمیر پر قبضہ کیا۔ اس کے عہد میں سید شمس الدین عراقی نے خراسان سے آکر شیعہ مذہب کی اشاعت کی۔ حسن شاہ کے بعد اس کا بڑا بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ اور نظام حکومت سیروں کے

یارقند

ہون ویش

۱- اگنی گربھ ۴۱۹۴ ق م ۲۰ مانک دت
۲- بابو شروا ۲۱ سنسار دت
۳- پُرمتر ۲۲ گپت دت
۴- لاکھو ۲۳ یوجن پرکاش
۵- کھیات ۲۴ یگیہ نابھ
۶- ارجن ۲۵ ابھے دت
۷- باہو لوچن ۲۶ جوتی سروپ
۸- جاسوں لوچن ۲۷ دیودھیان
۹- پورن کرن ۲۸ ہنسراج
۱۰- دیا کرن ۲۹ بلی کرن
۱۱ گونرو ۳۲۲۳ ق م ۳۰ بخت مل
۱۲ دامودر ۳۲۱۲ " ۳۱ بھرت نابھ
۱۳ رانی نیوتا ۱۹۸ ۳۲ اکشے راج
۱۴ سومتر ۳۱۸۱ ۳۳ مان دھاتا
۱۵ ادے دت ۳۰۹۹ " ۳۴ جیہ سین
۱۶ بھوی دت ۳۵ [illegible]
۱۷ ہری دت ۳۶ بھوپت
۱۸ گیان دت ۳۷ پرتھوی پت
۱۹ تارا دت ۳۸ بلی بھدر

لیکن شکست کھائی۔ پھر اس کا چھوٹا بھائی علی خاں تخت نشین ہُوا اس کے عہد میں سخت قحط پڑا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اکبر بادشاہ دہلی کی اطاعت منظور کی۔ آخری بادشاہ یعقوب چک نے بادشاہ دہلی سے بغاوت کی۔ تو یہ ملک سلطنت دہلی کے ساتھ ملحق کر لیا گیا۔

بعد کے حالات۔ اکبر کے عہد سے لے کر محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ تک کشمیر مغلیہ سلطنت کا ایک صوبہ رہا۔ مغلیہ سلطنت کے کمزور ہو جانے پر نادر شاہ درانی لاہور میں آیا ہُوا تھا۔ تو فخر الدولہ نے لاہور پہنچکر فرمان حاصل کر لیا۔ چونکہ نادر شاہ نے دہلی فتح کر کے محمد شاہ کو پھر عطا کر دی۔ ادھر تمام منصب دار اور سردار فخر الدولہ سے ناراض ہو گئے۔ اس لئے عنایت اللہ خاں نے ابو البرکات خاں کو صوبہ دار بنایا۔ دو سال بعد پھر خود ہی اس سے برسرِ پیکار ہُوا۔ لیکن مغلوب ہُوا۔ کچھ عرصہ بعد احمد شاہ درانی نے کشمیر پر قبضہ کیا اور اسکے نائب یہاں حکومت کرتے رہے۔ درانیوں کو کمزور ہونے پر راجہ سکھ جیون نے عنان حکومت ہاتھ میں لی۔ اور رکھنور۔ سیالکوٹ۔ گجرات اور بھمبر تک تمام ملک فتح کیا۔ رعیت کے آرام و آسائش کے لئے بڑے بڑے کام کئے۔ احمد شاہ دُرّانی نے نور الدین خاں کو ایک لشکر جرار دیکر کشمیر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے رنجیت دیو والی جموں کی امداد سے سکھ جیون کو شکست دیکر اذیتوں سے مارا۔ سکھوں کے زمانہ تک رنجیت دیو کو خراج کشمیر میں سے ایک گرانقدر رقم ملتی رہی ۴ ہاڑ سنہ ۱۸۷۹ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے مہاراجہ گلاب سنگھ جموال کو جموں و کشمیر کی ریاست عطا کی۔ اس وقت سے یہ ریاست مہاراجہ گلاب سنگھ کے خاندان میں چلی آتی ہے

۸۶	لچھمن سنہ ۳۷۰	۹۶	کاک برہم
۸۷	سورک سنہ ۳۰۲	۹۷	بھید متر
۸۸	بجراوت سنہ ۳۵۶	۹۸	شمبھورت
۸۹	رناوت سنہ ۳۱۶	۹۹	سرب دیو
۹۰	دیناوت سنہ ۳۷۷	۱۰۰	سونتھو دیو
۹۱	بکرماوت سنہ ۵۲۰	۱۰۱	سبل دیو
۹۲	بالاوت سنہ ۵۶۲	۱۰۲	جنک دیو
۹۳	سنارت سنہ ۵۹۹	۱۰۳	لشن دیو
۹۴	اجمیسر	۱۰۴	بھاؤ دیو
۹۵	نرپندر		

خاندان ایلک خاں

۱	ایلک خاں	۹	ارسلان
۲	ایلک نصر	۱۰	یوسف تگدر
۳	عبدالکریم	۱	شجاع
۴	موسیٰ	۲	محمود
۵	ہارون	۱۳	طغرل خاں
۶	نصر	۱۴	طغرل تگیں
۷	احمد	۱۵	ہارون
۸	طغان	۱۶	احمد

۳۹ وشو دیو ۶۲ بک ۷۰۹ ق م
۴۰ نرائن دیو ۶۳ کشتی نند ۶۴۶ ״
۴۱ ارجن دیو ۶۴ بسونند ۶۱۶ ״
۴۲ گوکرن ۱۶۶۹ ق م ۶۵ نر ۵۶۳ ״
۴۳ پرہلاد ۱۶۳۳ ״ ۶۶ اکش ۵۰۲ ״
۴۴ شام دیو ۱۶۲۲ ״ ۶۷ گوپادت ۵۴۳ ״
۴۵ دھیان دیو ۶۸ گوکرن ۳۸۳ ״
۴۶ کنول دیو ۶۹ نریندرادت ۳۲۵ ״
۴۷ روپ دیو ۷۰ یدھشٹر ۲۸۶ ״
۴۸ سورج دیو ۷۱ کنکم دیو
۴۹ سنگرام دیو ۷۲ ہے لوچن
۵۰ کنشک دیو ۱۳۵۲ ق م ۷۳ بھوج دیو
۵۱ ابھمنو ۱۲۹۲ ״ ۷۴ چندر دیو
۵۲ گوند ۱۲۵۷ ״ ۷۵ شیلادت
۵۳ بھیش ۱۲۲۲ ״ ۷۶ گویادت
۵۴ اندرجیت ۱۱۶۸ ״ ۷۷ میگھ باہن ۶۹ ق م
۵۵ راون ۱۱۳۲ ״ ۷۸ سریشٹ سین ۳۵ ق م
۵۶ نر ۱۰۴۷ ״ ۷۹ ہرنیہ ۵ ق م
۵۷ سدھ ۱۰۲۷ ״ ۸۰ پردرسین سنہ ۳۹
۵۸ اپتاکش ۹۷۷ ״ ۸۱ یدھشٹر سنہ ۸۹
۵۹ ہرنیاکش ۹۳۶ ״ ۸۲ نریندرادت سنہ ۱۲۹
۶۰ [illegible] ۸۹۹ ״ ۸۳ تنجیں سنہ ۱۳۲
۶۱ مہرکل ۷۷۹ ״ ۸۴ سرب سین سنہ ۱۸۵

۹ محمود سنہ ۱۴۹۳

خاندان اُزبک

۱ محمد شیبانی	سنہ ۱۵۰۰	۲۰ یادگار	سنہ ۱۷۱۴
۲ البرز	سنہ ۱۵۱۵	۲۱ اوانک	سنہ ۱۷۱۲
۳ سلطان حاجی	سنہ ۱۵۲۵	۲۲ شیر غازی	سنہ ۱۷۱۵
۴ حسن قلی		۲۳ البرز ثانی	
۵ سنیان		۲۴ نادر شاہ	سنہ ۱۷۴۰
۶ بجوگہ		۲۵ تاگیر	سنہ ۱۷۴۱
۷ اوانگ		۲۶ ابو محمد	سنہ ۱۷۴۱
۸ کال		۲۷ ابوالغازی	
۹ اکاتائی	سنہ ۱۵۴۰	۲۸ کیپ	سنہ ۱۷۴۵
۱۰ دوست	سنہ ۱۵۴۶	۲۹ ابوالغازی	سنہ ۱۷۷۰
۱۱ حاجی محمد	سنہ ۱۵۵۸	۳۰ التنزر	سنہ ۱۸۰۳
۱۲ عرب محمد	سنہ ۱۶۰۰	۳۱ محمد رحیم	سنہ ۱۸۰۶
۱۳ اسفندیار	سنہ ۱۶۲۳	۳۲ الہ قلی	سنہ ۱۸۲۵
۱۴ ابوالغازی	سنہ ۱۶۴۳	۳۳ رحیم قلی	سنہ ۱۸۴۲
۱۵ انوشہ	سنہ ۱۶۶۳	۳۴ محمد امین	سنہ ۱۸۴۵
۱۶ محمد ازبک	سنہ ۱۶۷۴	۳۵ عبداللہ	سنہ ۱۸۵۵
۱۷ اسحاق	سنہ ۱۶۸۷	۳۶ قتلو محمد	سنہ ۱۸۵۵
۱۸ عرب محمد	سنہ ۱۷۰۲	۳۷ سید محمد	سنہ ۱۸۵۶
۱۹ حاجی محمد		۳۸ محمد رحیم	سنہ ۱۸۶۵

سلجوق

۱ انوش تگین ۱۰۷۷ء
۲ قطب الدین ۱۰۹۷ء
۳ اسیز ۱۱۲۷ء
۴ ارسلان ۱۱۵۶ء
۵ سلطان شاہ ۱۱۶۲ء
۶ تکوش ۱۱۷۳ء
۷ علاؤ الدین ۱۱۹۹ء
۸ جلال الدین ۱۲۲۰ء

خاندان ایلک خاں دوسری شاخ

۱ چنگیز خاں
۲ جوجی
۳ اردا ۱۲۹۶ء
۴ کوجی ۱۳۰۸ء
۵ بایاں ۱۳۰۱ء
۶ ساسی بوکہ ۱۳۰۹ء
۷ ابیان ۱۳۱۵ء
۸ مبارک خوجہ ۱۳۲۰ء
۹ چغتائی ۱۳۲۲ء
۱۰ ارس ۱۳۶۱ء
۱۱ تکستکیہ ۱۳۷۵ء
۱۲ تیمور ملک ۱۳۷۵ء
تکتمش ۱۳۷۶ء

خاندان تیموریہ

۱ تیمور ۱۳۹۱ء
۲ خلیل ۱۴۰۴ء
۳ شاہ رخ ۱۴۰۴ء
۴ الغ بیگ ۱۴۴۷ء
۵ عبد اللطیف ۱۴۴۹ء
۶ عبداللہ ۱۴۵۰ء
۷ ابو سعید ۱۴۵۲ء
۸ احمد ۱۴۶۷ء

اور دیاکرن کو کشمیر اور ہون دیش کا حکمران بنایا۔ دیاکرن کی اولاد پانچ پشت تک دونوں ملکوں پر حکومت کرتی رہی۔ آخری راجہ سوستر کے مرنے پر اس کا سپہ سالار ہرنیہ دیو کشمیر کا ملک دبا بیٹھا اور علم بغاوت بلند کرکے اس ملک میں اس نے اپنی آزادانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ توسومتر کا بیٹا اودے دت ہون دیش میں حکومت کرنے لگا۔ اسکے بعد کشمیر اور یارقند کی تواریخ بہت کچھ الجھی ہوئی ہے۔ کیونکہ اودے دت کی اولاد جہاں سلسلہ طور پر ہون دیش میں حکومت کرتی رہی وہاں کئی مرتبہ ملک کشمیر پر اس خاندان کا قبضہ ہوا۔ اور کئی دفعہ یہ ملک اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ نسب نامہ میں جن تاجداروں کے سمت تخت نشیں ہم نے درج کئے ہیں۔ انہوں نے یارقند اور کشمیر دونوں ملکوں پر جہانبانی کی ہے۔ اور جن کے سمت درج نہیں ہیں۔ انہوں نے محض ہون دیش پر ہی حکومت کی ہے کشمیر ان کے قبضہ اقتدار میں نہیں رہا۔

۲۰۰ برس قبل مسیح سے شروع ہوکر ۵۹۹ء تک ہون دیش میں ۸۰۴ سو سال تک ایک ہی خاندان نے حکمرانی کی ہے۔ جس کا نسلی تعلق اجودھیا کے سورج بنسی خاندان سے ملتا ہے۔ جس کو قدیم الایام میں اس ملک میں اکشوا کو خاندان کہتے تھے۔ اور ہون دیش میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے ہون قوم کے نام سے بھی مشہور تھا۔ اپنے آخری عہد حکومت تک اس خاندان کے تعلقات رشتہ داری پنجاب اور ہندوستان کے راجپوتوں کے ساتھ بدستور قائم رہے۔ جب اس خاندان کے ہاتھ سے اس ملک کی حکومت جاتی رہی۔ تو یہ لوگ شمالی پنجاب میں آکر آباد ہوگئے ریاست جموں میں اب بھی یہ خاندان موجود پایا جاتا ہے۔

تواریخی حالات

ترکستان کا وہ حصہ جو کشمیر کے شمال میں یارقند اور خیوا کے علاقہ جات پر مشتمل ہے۔ قدیم زمانہ میں ہُون دیش کے نام سے شہرت پذیر تھا۔ اور یہاں کے باشندے ہُوں کے نام سے مشہور تھے۔ اور یہاں قدیم الایام میں آریوں کی ایک زبردست سلطنت تھی۔ پورانوں میں سب سے پہلے اس ملک کا ذکر مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے حالات میں آتا ہے بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ رگھو ایشیائی تاجداروں کو فتح کرتا ہُوا اس ملک میں پہنچا۔ تو ہُون قوم کے دلاوران کا بزرار اور بہادران ضیغم شکار نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اسی طرح سے پورانوں میں جہاں کہیں براعظم ایشیا کا جغرافیہ بیان کیا گیا ہے۔ ہون دیش کا نام اور محل وقوع بتلایا گیا ہے۔ لیکن اس ملک کی ابتدائی تواریخ اقتدار زمانہ کے باعث موخوں کی یاد سے فراموش ہوگئی۔

ہُون دیش کے حالات اور واقعات تواریخی کا سلسلہ بیالیس سو سال قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ جب کہ اجودھیا کے راجہ اگنی بدن کے بھائی اگنی گربھ کے بیٹے بالیو شرو اسنے کشمیر پر اپنا قبضہ جمایا اسکی اولاد کئی پشت تک جموں۔ کشمیر اور ہون دیش پر حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ اس ملک کا نام یارقند سنسکرت لفظ آریہ کھنڈ کا بگڑا ہُوا تلفظ ہے۔ اور اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ یہاں آریوں نے مدت مدید اور عرصہ بعید تک کوس سمن الملوکی بجایا بالیو شرو اکی اولاد آٹھ پشت تک جموں کشمیر اور ہون دیش پر حکومت کرتی رہی۔ آٹھویں جانشین پورن کرن نے اپنی وسیع مملکت اپنے دونوں بیٹوں میں تقسیم کردی۔ دھرم کرن کو جموں کا ملک دیا۔

پھر اس خاندان کے قبضہ اقتدار سے نکل گیا۔ وزیر بمبور جو ان کی طرف سے کشمیر میں گورنر مقرر تھا۔ خود سر ہو بیٹھا۔ اس لئے شام دیو فرزند پرہلاد محض ہون ولیش کا ہی حکمران رہ گیا۔ چھ پشت تک پرہلاد کی اولاد ملک کشمیر کو واپس لینے کی جدوجہد میں مصروف رہی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

ساتویں جانشین کنشک دیو نے حضرت سلیمان فرمانروائے ملک شام کی امداد سے ۱۳۵۲ قبل مسیح میں ملک کشمیر کا پھر اپنی قلمرو کے ساتھ الحاق کر لیا۔ اس نے اپنے دو بھائیوں ہوشک اور جوشک کو مختلف علاقوں کا گورنر بنایا۔ کشمیر کی قدیم تواریخی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ان تینوں بھائیوں نے ہشک پور۔ جشک پور اور کنشک پور نامی تین شہر آباد کئے۔ بہت سے مندر۔ مٹھ اور چیتیہ اور اس قسم کی عمارات تعمیر کروائیں جنرل کننگھم صاحب نے پتہ لگایا ہے۔ کہ ہشک پور کا موجودہ نام اسکور ہے۔ جو بارہ مولا سے جنوب مشرق کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور دریائے جہلم کے بائیں کنارے پر واقعہ ہے۔ اور جشک پور کا موجودہ نام زوکر ہے۔ یہ ایک بڑا قصبہ سرینگر کے شمال کیطرف بارہ پربت سے قریباً چار میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ جنرل صاحب کا بیان ہے۔ کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور قبروں کا بہت مصالحہ اسی شہر کی قدیمی عمارات سے لیا گیا تھا۔ سٹاٹن صاحب کہتے ہیں۔ کہ کنشک پور کا موجودہ نام کانس پور ہے۔ جو دریائے جہلم اور اس شاہی سڑک کے درمیان واقعہ ہے۔ جو بارہ مولا سے سرینگر کو جاتی ہے۔ پنڈت صاحب رام نے تیرتھ سنگرہ میں اس کا نام کنشک پور ہی لکھا ہے۔ پنڈت کاشی رام کو جو سٹائن صاحب کیطرف سے تحقیقات کے لئے وہاں گیا تھا۔ تو برہمنوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہر کنشک راج نامی ایک راجہ نے آباد کیا تھا۔ اس گاؤں کے پاس

۳۰۹۶ قبل مسیح میں مہاراجہ سوستر کے مرنے پر اس کا پہ سالار ہرنیہ دیو کشمیر کا ملک دبا بیٹھا۔ تو سوستر کا بیٹا اوے دت ہون دیش میں حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد ۲۷ پشت تک حکمرانی کرتی رہی۔ ان ۲۷ راجاؤں کے حالات اور واقعات عہد امتداد زمانہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ ۲۷ ویں راجہ ارجن دیو کی بابت کشمیر کے ملک میں ایک قصہ مشہور ہے۔ جسے ہر ایک کشمیری بڑے ذوق شوق سے پڑھتا اور ورد زبان رکھتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ ان ایام میں کشمیر میں راجہ بل دیو حکومت کرتا تھا۔ اسکی لڑکی مالا نہایت خوبصورت تھی اور اس کے حسن کا شہرہ چاروانگ عالم میں پھیلا ہوا۔ ہون دیش کے راجہ نرائن دیو کا بیٹا ارجن دیو اس لڑکی کی کشش محبت کے باعث فقیرانہ لباس زیب تن کر کے گھر سے نکلا اور کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ مالا اس کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئی۔ اور اپنے باپ سے اجازت لیکر سوئمبر کا اشتہار دیا۔ اور اسی ادھون کے ساتھ شادی کر لی۔ اور اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ وہاں جا کر پہلی بیویوں کی سازش سے ان جوڑے میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک مالا اپنے شوہر کے فراق میں سرگرداں رہی آخر بہت سی جدوجہد کے بعد اپنے خاوند کے گھر پہنچی۔ اور اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے اظہار میں مورخوں نے بڑی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ نرائن دیو کے بعد ارجن دیو ہون دیش کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ ادھر کشمیر میں بل دیو کے بیٹے نل سین کی تباہی پر ارجن دیو کے بیٹے گوکرن نے ملک کشمیر کو اپنی مملکت کے ساتھ ملحق کر لیا۔

گوکرن کے بیٹے پرتھا دت کے مرنے پر ۱۶۲۲ قبل مسیح میں ملک کشمیر

دریافت کیا۔ تو سادھو نے کہا۔ کہ میں تو اپنے کام میں مصروف ہوں مجھے تمہارے ہرن کی بابت کیا معلوم ہے۔ جب پھر راجہ نے پوچھا کہ تم کیا کام کر رہے ہو۔ تو سادھو نے جواب دیا۔ کہ مہاتما بدھ کا مندر بنا رہا ہوں۔ راجہ نے کہا کہ تم اتنے بڑے مندر کو اکیلے کیسے بنا سکو گے تو سادھو بولا۔ مہاتما بدھ کی یہ پیشینگوئی تھی۔ کہ راجہ کنشک اس مقام پر ایک عالیشان مندر تعمیر کروائیگا۔ لیکن افسوس کہ راجہ نے ابھی تک اس کام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اس لئے مجبوراً میں نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور جو کچھ مجھ سے بن پڑیگا کرونگا۔

معلوم نہیں۔ سادھو نے راجہ کو ایک معمولی آدمی سمجھ کر یہ گفتگو کی تھی۔ یا اس کو علم تھا۔ کہ یہ راجہ ہے۔ تاہم کنشک کے دل پر سادھو کی گفتگو کا گہرا اثر ہوا۔ اس نے کہا میں ہی راجہ کنشک ہوں۔ اب تم کو زیادہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں اس مندر کو میں خود بنوا دونگا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد راجہ نے ایک عالیشان مندر تعمیر کروانے کا بندوبست کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب مندر بن کر تیار ہوا۔ تو اس کی چھت خود بخود گر گئی۔ دوبارہ تیار کی گئی تب بھی یہی واقعہ ہوا۔ اس طرح کئی مرتبہ گری اور بنوائی گئی۔ راجہ نے اس سادھو سے وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا کہ اگرچہ تم نے اپنے قول کے مطابق یہ مندر بنوایا۔ لیکن مہاتما بدھ پر تمہیں پورا اعتقاد نہیں ہے۔ اس لئے چھت گر جاتی ہے۔ اور جب تک تم خود اس مذہب کو قبول نہ کرو گے۔ برابر گرتی رہیگی کہتے ہیں۔ کہ راجہ کنشک نے اسی وقت بدھ دھرم قبول کر لیا۔ اور پھر چھت نہیں گری۔

ایک چینی سیاح بیان کرتا ہے۔ کہ یہ مندر پانچ سو فٹ بلند تھا

ایک بلند ٹیلہ ہے۔ جہاں سے کبھی کبھی پورانے سکے اور کتبے ملتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہاں راجہ کے محل تھے۔

ان تینوں راجاؤں کے جو سگے بھائی تھے۔ اور ایک ہی زمانہ میں انہوں نے حکومت کی۔ آج تک بہت سے سکے ملتے ہیں۔ جن پر کنشک کا نام کنہکی اور ہشک کا نام اوہکی درج ہے۔ بھاؤ راجپوتوں کے نسب نامہ میں مہاراجہ کنشک کا نام کینچن دیو لکھا ہے۔ مہاراجہ کنشک نے قریباً تمام ایشیا کو فتح کر لیا تھا۔ کشمیر پر قابض ہونے کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ چین کو بھی اس نے فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ اور چین کا ولیعہد سلطنت اس کے دربار میں بطور ضمانت کے حاضر رہا کرتا تھا۔ اس نے تبت کے فرمانروا کو اپنا مطیع کیا۔ شمالی ہند کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے ان سے خراج وصول کیا۔ گورچرویش بھوپاولی میں لکھا ہے۔ کہ گجرات کاٹھیاوار کا ملک بھی چار سال تک اس کا صوبہ رہا۔ کنشک نے بلوچستان۔ ایران۔ افغانستان اور چینی تاتار کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کیا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سلطنت کرنے کے بعد اس نے بودھ دھرم اختیار کیا۔ اور ہون ویش کی بجائے پشاور شہر آباد کر کے اسے اپنی صدرگاہ قرار دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ مہاراجہ کنشک سے پہلے یہاں ایک لق و دق جنگل تھا۔ راجہ کنشک اس جنگل میں اکثر اوقات شکار کھیلنے آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راجہ ایک ہرن کے پیچھے اس جگہ آنکلا۔ راجہ کی نظر اتفاقاً ایک سادھو پر پڑی۔ جو چند اینٹوں کے ڈھیر کے پاس بیٹھا ہوا ایک چبوترہ تیار کر رہا تھا۔ راجہ نے اس سے ہرن کی بابت

اور اسکے عہد میں بدھ مذہب کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ تبت۔ چین اور چینی تاتار وغیرہ ملکوں میں جہاں بودھ دھرم آج تک موجود ہے۔ مہاتما بدھ کی طرح مہاراجہ کنشک کا نام بھی شہرت کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب کی مانند چمک رہا ہے۔ اور اس کے متعلق بہت سی کہانیاں ہر خاص و عام کے زبان زد چلی آتی ہیں۔ مہاراجہ کنشک کے عہد معدلت مہد تک بدھ کو نروان حاصل کئے ڈیڑھ سو برس گذر چکے تھے اور ان کا تیرھواں جانشین ناگ ارجن سدھ دنیا بھر کے تمام بودھوں کے مذہبی پیشوا اور دینی بادشاہ کی حیثیت سے سدراوون میں رہتا تھا۔ ہندوستان کی طبی تواریخ میں سدھ ناگ ارجن کا نام بھی خاصی شہرت حاصل کئے ہوئے ہے۔ اس نے علم معدنیات پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن کے حوالے سنسکرت کتب میں پائے جاتے ہیں۔

سدراوون کے لفظی معنی چھ رشیوں کے بن کے ہیں۔ ایک فاضل نے اس کا نام ہرون گرام لکھا ہے۔ جسکو آج کل ہارون کہتے ہیں۔ جو سرینگر کے قریب شالامار باغ کے شمالی مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر فاصلہ پر واقعہ ہے۔ ہاروں کے دکن کی طرف ایک پہاڑی کے دامن میں قدیم زمانہ کی اینٹوں کے فرش کے نشان پائے گئے ہیں جن پر عمدہ نقش کاری کی ہوئی تھی۔ اور یہ اس وقت برآمد ہوئے تھے۔ جب موجودہ سرینگر میں پانی کی بہم رسانی کے لئے واٹر ورکس کی کھدائی ہو رہی تھی۔ خیال کیا گیا ہے۔ کہ اس چبوترہ پر بیٹھ کر سدھ ناگ ارجن بودھوں کی مذہبی دنیا کا بطور ایک بادشاہ کے انتظام کیا کرتا تھا۔

کنشک کے بیٹے ابھمنیو کے عہد میں سدھ ناگ ارجن اور چندر آچاریہ ویدک دھرم کے ایک فاضل کے درمیان زبردست مباحثے ہوئے

اور دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا۔ رات کے وقت اس مندر میں جواہرات کی چمک سے ہی روشنی ہوتی تھی۔ اور اس کی دیواروں میں جواہرات سے جڑے ہوئے برتن اس مطلب سے رکھے گئے تھے۔ کہ اگر بعد کے زمانہ میں اس کو کسی طرح کا گزند پہنچے تو ان جواہرات کی قیمت سے اسے پھر مرمت کر دیا جاوے۔ افسوس کا مقام ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی نے مذہبی تعصب کے جوش سے اس مندر کو توڑوا دیا۔ محمود کے جانے کے بعد پھر اسے تعمیر کروایا گیا۔ لیکن اس نے دوسری دفعہ پھر اسے مسمار کر دیا۔ اور آگ سے جلا کر اس عجوبہ روزگار عمارت کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ صدیوں تک یہ جگہ مٹی کا ایک تودہ بنی رہی۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا۔ کہ اس کے نیچے دنیا کے سب سے بڑے ریلیف مرکی ہڈیاں دبی پڑی ہیں۔ آخر کار محکمہ آرکیالوجی کی کوششیں اس کا پتہ لگانے اور اشیاء کی تاریخی دنیا پر ایک اور روشن شعاع ڈالنے میں کامیاب ہوئیں شہر پشاور سے ۱۰ میل جانب مشرق اس مندر کے کھنڈرات برآمد ہوئے ہیں۔ دیواروں کے زیریں حصے میں ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ مورتیاں اگرچہ شکستہ حالت میں برآمد ہوئیں۔ لیکن اپنی گذشتہ عظمت اور شان و شوکت کا بخوبی اظہار کر رہی ہیں۔ بدھ کے دو سنگین مجسمے بھی شکستہ حالت میں نکلے۔ اور جلی ہوئی لکڑیوں سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ اس مندر کو مسمار کرنے سے پہلے آگ لگائی گئی تھی۔

شہر پشاور کا اصلی نام پرشاپور تھا۔ کنشک نے اسے آباد کر کے اپنی دارالقیام قرار دیا۔ کنشک نے بدھ مذہب قبول کرنے کے بعد غیر ملکوں میں اس کی اشاعت کے لئے واعظ بھیجے۔

ہون ویش کے تخت سلطنت پر اپنا قدم رکھا۔ اب ہون قوم پھر اٹھی چونکہ شاہان اٹلی کی طاقت کمزور ہو جانے کے باعث ہون قوم کی سپاہ کا سامنا کرنے والا کوئی نہ رہا۔ اس لئے یہ قوم گرد و غبار کی طرح یورپ کے انتہائے مغرب تک جا پہنچی۔ تنزل سلطنت روم کے وقائع نگاروں نے ہون قوم کے داخلہ یورپ کے جو حالات زیب قلم کئے ہیں۔ وہ نہایت ہی دلچسپ ہیں۔ جن کو مزید افادیت بہم پہنچانا مطلوب ہو۔ وہ مانتے برن کا جغرافیہ مطالعہ فرما کر مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں

اس خاندان کے راجہ بالادت کے ایک لڑکی انگ لیکھا نامی پیدا ہوئی۔ جو اس زمانہ میں اپنے حسن اور خوبصورتی کے لحاظ سے عجوبہ روزگار سمجھی جاتی تھی۔ اس کی پیدائش کے وقت جوتشیوں نے بتلایا۔ کہ یہ لڑکی ملک کشمیر کی ملکہ ہوگی۔ بالادت [illegible] کہ اس کی اولاد تخت و تاج سے محروم ہو اور اس کا داماد حکومت کرے۔ چنانچہ اس نے کارکنان قضا و قدر کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور کرکوٹک خاندان کے ایک کم حیثیت شخص دوبھ بردھن سے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ جس کے باپ دادا ؤں نے کبھی تخت و تاج کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ لیکن جب بالادت مر گیا۔ تو کھنکھ وزیر نے اسی دوبھ بردھن کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کر دیا۔ اور بالادت کا بیٹا سنار دت ہون ویش میں حکومت کے ڈنکے بجانے لگا۔

سنار دت کی اولاد بارہ پشت تک یا قندھار میں حکومت کرتی رہی۔ اس زمانہ میں ایک خانیوں نے جن کو غورخانی بھی کہتے تھے مذہب اسلام قبول کر کے سیاست کے میدان میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور اکشوا کو خاندان کے آخری راجہ بھاؤ دیو کو

چندر آچارج نے بودھوں کو شکست دے کر ان ملکوں میں
از سر نو ویدک دھرم کی اشاعت کی۔ اجمیر کے بعد بھی اس ملک
میں جو بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوتے رہے۔ وہ سب کے
سب دانشمند۔ مدبر۔ فاتح اور جنگجو ہوئے۔ یورپین محققوں نے اپنی
تحقیقات کے ذریعہ پتہ لگایا ہے۔ کہ اس زمانہ میں یہ خاندان بحر الکاہل
کے سواحل سے لے کر یورپ کے انتہائے مغرب تک پھیلا ہوا تھا۔
ایشیا اور یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ ان کی تعظیم میں سر تسلیم خم
کرتے تھے۔ ہرکل۔ بسوکل۔ ہرنیہ کل وغیرہ اس خاندان کے فتح مند
راجاؤں کے نام سے زمانہ حال کے مورخ ناآشنا نہیں ہیں

یورپین محققوں نے تحقیقات سے یہ امر پایۂ تصدیق تک پہنچا دیا ہے
کہ سن عیسوی کے آغاز کے قریبی زمانہ میں ہون قوم کے مقبوضات
ساحل ارتش محازی کوہ الطائی سے لے کر بحرہ زرد تک پھیلے ہوئے
تھے۔ اور یورپ میں اس زمانہ میں شاہاں اٹلی کا ڈنکہ بج رہا تھا۔ مسیح
سے ۷۲ برس پہلے مہاراجہ بکرماجیت اجین کے تخت پر جلوہ افروز
ہوا۔ اور ۱۵ برس کے قلیل عرصہ میں اس نے ایشیاء کے قریباً
چھ سو راجاؤں کو اپنا مطیع اور باجگزار بنا لیا تھا۔ اُدھر یورپ میں
روم کے شہنشاہ جولیس قیصر نے مغربی دنیا کے تمام تاجداروں کو
فتح کر لیا تھا۔ اس وقت کچھ عرصے کے لئے ہون قوم کی طاقت پست
ہو گئی۔ بلکہ قریباً ۵ سال تک یا قندار کشمیر کے تخت سلطنت سے
بھی محروم رہی مہاراجہ بکرماجیت نے جولیس قیصر کو شکست دے کر
مسیح سے ۵۷ برس پہلے اپنا سمت چلایا۔ جو آج تک بکرمی سمت
کے نام سے ہندوستان میں مروج چلا آتا ہے۔ بکرماجیت کے
مرنے پر راجگان اجین کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اسی سال پرودسین نے

جس نے ہزاروں سال تک ترکستان میں حکومت کے ڈنکے بجائے اور جس کے مورث اعلیٰ اگنی گرہ نے اجودھیا سے چل کر ہون دیش میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔ جو سورج بنشی خاندان کا ایک شاہزادہ تھا۔

ایلک خانیہ خاندان کے حالات مسلمانوں کی تواریخوں میں بھی بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔ کشمیر کی تواریخ میں ذکر آتا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ شنکر ورمن نے غور پر حملہ کیا۔ ال خان نے جس نے ترکستان میں بہت کچھ طاقت حاصل کرلی تھی۔ راجہ شنکر ورمن کو تنک دیش کا علاقہ دے کر اس سے اپنے آپ کو بچایا۔ تاریخ کشمیر کے مترجم گورجر سے مراد گجرات پنجاب لیتے ہیں۔ لیکن یہ خیال نہیں کرتے۔ کہ دسویں صدی عیسوی کے آغاز میں پنجاب میں ابھی مسلمانوں نے قدم نہ رکھا تھا۔ تو گجرات پنجاب میں مسلمانی حکومت کا قائم ہونا کس طرح سے قرین قیاس ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گورجر سے مراد غورخاں سے ہے۔ اور ال خان دراصل ایلکخان ہے۔ جو گجرات میں نہیں۔ بلکہ ترکستان کے علاقہ جات بخارا وغیرہ میں حکومت کرتا تھا۔ اور گنگھم صاحب نے تنک دیش کا مطلب ریاست شیہ کیا کیا ہے۔ جس کی حدود دریائے بیاس سے دریائے سندھ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ صاحب موصوف کا یہ خیال بھی غلط واقعات کی بنا پر قائم ہے۔ کیونکہ سلطان محمود غزنوی سے پہلے پنجاب میں مسلمانوں کی کوئی ریاست قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے تنک دیش بھی ترکستان کے ہی ایک حصہ کا نام تھا۔

مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ایلک خانیہ خاندان کے حالات مسلمانوں کی تواریخوں میں بھی بہت کم پائے جاتے ہیں معلوم

تخت و تاج سے بیدخل کرکے یارقند اور خیوا کے علاقہ جات پر قابض ہوگئے بھاؤ دیو ہون دیش کو چھوڑ کر کشمیر میں چلا آیا۔ اور کچھ عرصہ رینہ واڑی میں رہ کر جموں کیطرف روانہ ہوا۔ علاقہ کلیٹھ پر قبضہ کرکے اس نے سہارنپور کی ریاست قائم کرلی۔ چنانچہ اسکی اولاد آج تک اس علاقہ میں سکونت پذیر ہے۔ اور بھاؤ راجپوت کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

بالادت کے مرنے پر اکشو لکو خاندان پر زوال آنا شروع ہوا۔ کشمیر کے ملک پر ورلھ بردھن نے قبضہ کرلیا۔ اور دور دراز کے ملک اس خاندان کے قبضہ سے نکل گئے۔ یورپ میں اس قوم کے جو افراد رہ گئے۔ وہ جرمنی میں آباد ہوئے۔ اور وہاں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اہل جرمن اسی ہون قوم کے خاندان یورپ کی بقایائے یادگار ہیں۔ جنہوں نے یورپ کے انتہائے مغرب تک اپنی فتوحات کا سکہ بٹھایا تھا۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی تحقیقات سے جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ وغیرہ ملکوں میں ہون قوم کے مشاہیر کی قبریں برآمد ہوئی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔

اکشو لکو خاندان کا دوسرا گروہ جو ترکستان میں ہی رہ گیا۔ بعد کے زمانہ میں اس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ اور یہ لوگ مغلوں کے عروج کے زمانہ میں ان میں ملکر ادہون قوم کے مغل کہلانے لگے جن کی تھوڑی بہت تعداد آج کل بھی ترکستان میں موجود ہے۔

بھاؤ دیو جو ایلک خانیوں سے شکست کھاکر پنجاب کی طرف بھاگ آیا۔ اس کی اولاد بھاؤ راجپوت کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس لئے پنجاب کے بھاؤ راجپوت۔ ترکستان کے ادہون قوم کے مغل اور یورپ کے اہل جرمن ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں

ملک میں غزنوی سپاہ کے ساتھ سخت خونریز جنگ کرکے سنہ ۱۲۱۰ میں ایران کا بہت سا حصہ چھین لیا۔ اور بخارا و سمرقند کو تسخیر کرکے غور خاں کے ملک قرا کہتیے پر دھاوا کر دیا۔ اور اسکے صدر مقام نزار پر اپنا تسلط جمایا سنہ ۱۲۱۴ میں اس نے افغانستان میں داخل ہوکر غزنی کو فتح کیا۔ بعد ازآں اپنا مذہب بدل کر شیعہ ہوگیا۔ اس کے بعد اس عالی حوصلہ بادشاہ نے خلافت نیست و نابود کر دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن چنگیز خانی مغلوں کے شمالی سرحد پر دفعتہً نمودار ہو جانے سے اس کی فتوحات کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ محمد مغلوں کے اس سیلاب کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ اور بحرہ کسپین کے ایک جزیرہ میں جا کر مر گیا۔ اس کے تین لڑکے کچھ عرصہ تک ایران کے صوبجات میں آوارہ پھرتے رہے۔ ان میں سے ایک کا نام جلال الدین تھا۔ جو ہندوستان میں دو سال تک رہ گیا۔ اور بعد ازآں بڑی جد و جہد کے بعد آذربائیجان پر متسلط ہوا ایک زمانہ تھا۔ کہ خیوا کے ان بادشاہوں کی سلطنت وسعت کے لحاظ سے سلجوقیوں کی قلمرو کے برابر ہوگئی تھی۔ لیکن یہ عظمت و شوکت بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی۔

اس کے بعد مغلوں کی باری آئی۔ اور انہوں نے بھی ہون دیش میں حکمرانی کے ڈنکے بجائے۔ دسویں صدی عیسوی کے اختتام تک مغلوں کا نام ایشیا کی تواریخ میں کسی کو معلوم نہ تھا۔ چنگیز خاں نے اس قوم کی رگوں میں زندگی کی روح پھونک دی۔ اور اس قوم نے سیاست کے میدان میں ایسی شہرت حاصل کرلی۔ کہ گذشتہ آٹھ صدیوں میں ایشیا کے براعظم کا شاید ہی کوئی ملک ان کے سیاسی اثر سے باقی رہ گیا ہوگا۔

مغلوں کی ابتدائی تواریخ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ اس

ہوتا ہے۔ کہ دسویں صدی کے آغاز میں مشرق فرغانہ کے ترکی قبائل کو جو سلطان ہو چکے تھے۔ مغلوب کرکے صاحب تخت و تاج بن گئے ان کی دارالحکومت کاشغر نامی شہر میں تھی۔ پھر سامانیوں سے ماوراالنہر کا ملک فتح کرکے انہوں نے بخارا کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اس خاندان نے یارقند۔ خیوا کو فتح کرکے مغرب کی جانب اپنی عنان عنان توجہ پیری اور بیجوں کے جنوبی صوبجات تک بھی پہنچ گئے۔ لیکن ۱۰۰۰ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس خاندان کو شکست دے کر آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور ان کی حکومت ماوراالنہر۔ کاشغر اور یارقند میں ہی محدود رہی۔ اس خاندان کے دور حکومت میں البیرونی نامی ایک فاضل خیوا میں پیدا ہوا۔ اور سلطان محمود غزنوی کے دربار میں جا پہنچا۔ اس نے ہندوستان کی ایک عمدہ تواریخ زیب قلم کی ہے۔ جو انڈیا بائی البیرونی کے نام سے ملتی ہے۔

ایلک خانیہ خاندان کو شکست دے کر سلجوقیوں نے یارقند کو فتح کرلیا اور سلجوقیہ خاندان کے سلطان ملک شاہ نے اپنے ساقی انوشتگین کو جو غزنی کا ایک ترکی غلام تھا۔ خیوا کا گورنر مقرر کرکے بھیجا۔ اس کا لڑکا قطب الدین محمد اپنا نام خوارزم شاہ رکھ کر باپ کا جانشین مقرر ہوا۔ انوشتگین کے پوتے اتسیز کے دماغ میں خودسری کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس نے ۱۱۳۸ء میں بغاوت کی۔ اس لئے سلطان سنجر سلجوقی نے اسے خیوا سے نکال دیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد اتسیز پھر واپس آیا۔ اور یہ خاندان سلاجقہ کی اطاعت سے آزاد ہوگیا۔ اس نے دریائے بیجوں تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ تو کوشش نے خراسان۔ رے اور اصفہان کے صوبجات بھی اپنی قلمرو میں شامل کئے۔ اسکے نامور بیٹے علاؤالدین محمد نے خراسان کے

بدل کر چنگیز خاں رکھا۔ اور کہا۔ کہ درگاہ الٰہی سے اس کو سب سے بڑا بادشاہ چنگیز خاں کا خطاب ملا ہے۔ اس وقت سے اس کی فتوحات کا آغاز ہوا۔ تین سال کے عرصہ میں اس نے غور کے قبائل کو اپنا مطیع کیا۔ اسکے بعد یہ چین پر حملہ آور ہوا۔ اگرچہ اس وسیع مملکت کی کامل فتح اسکے پوتے قبلائی خاں کی قسمت میں لکھی تھی۔ لیکن چنگیز خاں نے شمالی صوبجات کا بہت بڑا حصہ فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ اور یوٹانگ وہیا کی قدیمی سلطنتیں بھی اس کی باجگزار بن گئیں۔ اس کے بعد قراکیتے کی ترکی سلطنت کے فرمانرواؤں کے ساتھ اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جو غور خانی خاندان سے تھے۔ اور ان کی حکومت تمام ترکستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان کا دارالخلافہ نزار تھا غور خانی بادشاہ ایران کے سرحدی صوبجات اور ماوراالنہر سے بھی خراج وصول کرتے تھے۔ چنگیز خاں نے غور خانیوں کا سارا ملک فتح کر لیا۔ جسمیں کاشغر۔ ختن اور یارقند کے بڑے بڑے علاقے شامل تھے۔ اس فتح سے اس کی قلمرو کی حد شاہان خیوا سے جا ملی۔ اور اس رکاوٹ کو دور کرنا بھی اس کے لئے لازم ہو گیا۔ چنانچہ مغلیہ سپاہ کئی حصوں میں منقسم ہو کر تین طرف حملہ آور ہوئی۔ ایک بریگیڈ نے ہون دیش خراسان اور افغانستان پر حملہ کیا۔ دوسرا آذربائیجان اور جارجیہ میں ہوتا ہوا جنوبی روس میں جا داخل ہوا۔ تیسرا حصہ چین میں جا گھسا۔ ان معرکہ آرائیوں میں مغلوں نے ایشیائی ممالک میں طوفان برپا کر دیا۔ اور انہیں ایام میں ۱۲۲۷ء یہ بہادر جرنیل مر گیا۔ اس کی موت کے وقت اسکی مملکت کی حدود پورانن سے بحرہ زرد تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اس میں چینی۔ تنگوت۔ ترک۔ افغان اور ایرانی قومیں آباد تھیں۔ اس کی وفات کے بعد اسکے بیٹوں نے یہ وسیع

بڑے تجربہ خانہ بدوش گروہ کا ایک فرقہ ہے۔ جو گوبی کے شمالی صحرا میں پانی اور چراگاہوں کی تلاش میں آوارہ پھرا کرتا تھا۔ اہل ختن اہل چین اور ترکوں کے ساتھ مویشیوں کی خرید و فروخت ان کی تجارت تھی اور اسی پیشہ سے اپنی گزراوقات کرتے تھے۔ اس قوم میں سب سے پہلے عیسوغائی کو اپنی قوم کی آزادی کی فکر ہوئی۔ اور اس نے اپنے اہل قوم کو چینیوں کی زنجیر اطاعت سے آزاد کرایا۔ عیسوغائی کی فتوحات والی ثابت کے بعد اس کی رعایا کا تخمینہ چالیس ہزار خیموں پر کیا گیا تھا۔ عیسوغائی کے بیٹے تموجن نے اسی حکومت کو اپنے کام کی بنیاد قرار دے کر بیس سال کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت قائم کرلی جس کی نظیر دنیا کی تواریخ میں مشکل سے مل سکتی ہے۔

۱۱۷۵ء میں عیسوغائی کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا تموجن تیرہ سال کی عمر میں مغلوں کی اقوام کا جو دریائے اونون کے کناروں پر پھیلی ہوئی تھیں حکمران ہوا۔ تیس سال کی جنگ و جدل کے بعد خانگی دشمنوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوکر اس نے اپنی حکومت مغلوں اور ہمسایہ قوموں پر اچھی طرح قائم کرلی۔ اس عرصہ میں اسکے غلاف بے شمار سازشیں پیدا ہوئیں۔ اور اس باحوصلہ بہادر نے بڑی دلیری اور جوانمردی کے ساتھ تمام سازشوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ خانگی جھگڑوں سے فرصت پاکر اس نے دریائے گوبی کی جنوبی اقوام کو چراکش سے کہنگال تک پھیلی ہوئی تھیں۔ مطیع کرکے کرغیس کو بھی آزادی سے محروم کر دیا۔ کیونکہ وہاں کے بادشاہ ونگ خاں نے تموجن کے خلاف سازش کی تھی۔ تموجن نے ۱۲۰۲ء میں تاتار قوم کی ایک شاخ کی اس سے پہلے تموجن اور اس کی رعایا بدھ مذہب کی پیرو کار تھی۔ اس ریاست میں اس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ قاضی نے اس کا نام

بگاڑ پیدا کرکے اپنی حکومت ہمیشہ کے لئے برباد کرلی۔ ۱۳۹۱ء میں تیمور نے تکتمش کو کامل شکست دے کر ہون ویش پر اپنا قبضہ جمایا چنگیز خان کی اولاد میں سے یہ بھی ایک فتحمند بادشاہ ہوا ہے۔ چین کی مغربی حدود سے لے کر ایشیا کوچک تک اور جنوب میں دہلی تک اس نے تمام ملک تاخت و تاراج کر ڈالے۔ لیکن اس کی اولاد وسیع مملکت پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے قابل نہ تھی۔ عثمانیہ فرمانروا ؤں نے اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات پھر واپس لے لئے ایران میں اسکے خاندان کی حکومت اگرچہ ایک صدی تک رہی لیکن صفویوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو تیموریہ بادشاہ روک نہ سکے سولہویں صدی میں خاندان شیبانی کی ایک شاخ نے صدر مقام سمرقند کو فتح کرلیا۔ تو تیموریہ خاندان کی حکومت صرف بخارا میں ہی محدود رہ گئی اس خاندان کی باہمی خانہ جنگیاں اور رقیبوں کی معرکہ آرائیاں اس خاندان کی عظمت کو تباہ کرنے کا باعث بن گئیں۔ شاہ رخ اگرچہ کسی قدر عالی ہمت بادشاہ ہوا۔ لیکن خانگی جھگڑوں کو مٹانے میں ہی اس کی طاقت خرچ ہوگئی۔ اس کے مرنے پر پھر سلطنت کے ٹکڑے ہوگئے۔ اور شیبانی خاندان نے ترکستان میں اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کردیا۔

جب تیموریہ خاندان کے آخری بادشاہ محمود کے تین بیٹے آپس میں لڑنے لگے۔ تو خاندان محمد شیبانی کے ازبک ان کو مغلوب کرکے ماوالنہر کے علاوہ خیوا پر قابض ہوگئے۔ ۱۵۱۵ء میں البرز نے ہون ویش میں اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان کی ابتدائی تاریخ تاریکی میں پڑی ہوئی ہے۔ شاہان بخارا کے ساتھ ان کی ہمیشہ لڑائی جاری رہی ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ درانی نے حملہ کرکے اس ملک کو

مملکت آپس میں تقسیم کرلی۔ چنانچہ جوجی کو جو علاقہ ملا۔ اس میں ہون ویش بھی شامل تھا۔ اسی طرح سے جوجی کے بیٹوں نے بھی اپنا ملک باہم تقسیم کرلیا۔ تو اروا کو اس ملک کی حکومت ملی۔ اس خاندان کے ابتدائی فرمانرواؤں کا حال کچھ ایسا دلچسپ نہیں ہے عموماً باپ کے بعد بیٹا تخت نشین ہوتا رہا۔ البتہ یہ ظاہر کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوجی بادشاہ نے غزنی اور بامیان پر بھی قبضہ کرلیا۔ جو ایلک خانی یا چغتائی خاندان کے ماتحت تھے۔ اس خاندان کے بادشاہ ارس نے کئی مرتبہ تیمور کو شکست دے کر ناموری حاصل کرلی۔ تیمور بھی ہوشیار تھا۔ اس نے اس خاندان کے ایک اور شاہزادہ تکتمش کو ارس کے بالمقابل سلطنت کا دعوے دار کھڑا کرکے ان کے گھر میں ہی تنازعہ پیدا کردیا۔ اس نے اس کے باپ کو قتل کرکے تکتمش کو ملک سے باہر نکال دیا تھا۔ اس لئے وہ ارس کے خلاف بڑی خوشی سے کھڑا ہوگیا۔ لیکن ارس نے اسے بہت سی شکستیں دیں۔ تکتمش اس جدوجہد میں مصروف رہا ارس کے انتقال اور اس کے بیٹے تکیکیہ کے قلیل عہد حکومت کے بعد تیمور ملک سے ہون ویش کی سلطنت چھین لینے میں کامیاب ہوگیا۔ اور تیمور لنگ کی امداد کی اسے ضرورت نہ پڑی۔ جس کی تحریک اور ترغیب سے یہ دعوے دار اسلطنت بنا تھا۔ تکتمش نے تخت نشین ہوکر مغربی قبچاق کی نیلگوں قوم پر حملہ کردیا۔ اور وہاں کے بادشاہ کو شکست دے کر اس کا ملک اپنی قلمرو میں شامل کرلیا اور تاخت و تاراج کرتا ہوا ماسکو تک جا پہنچا۔ شہر کو آگ لگا کر پھونک ڈالا۔ حاصل کلام تکتمش کے عہد میں اس سلطنت کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے اس نے اپنے محسن تیمور لنگ کے ساتھ

۱۳	کھمب	۲۴	تخت مل
۱۴	لدھا سنگھ	۲۵	سمیل
۱۵	پھیرن سنگھ	۲۶	سولکشن
۱۶	جمن دیو	۲۷	سین
۱۷	جیر دیو	۲۸	ماندھاتا
۱۸	اوے راؤ	۲۹	راج روپ
۱۹	مرون	۳۰	اوار سنگھ
۲۰	بھوپال	۳۱	دیا سنگھ
۲۱	بھونڈر	۳۲	گھمنڈ چند
۲۲	لاڈم چند	۳۳	گرداہ چند
۲۳	سنگر چند		

اکشوا کو خاندان کے آخری راجہ بھاؤ دیو کو جب سلطنت فراکھنے کے ایلک خانیوں نے شکست دیکر ہون دیش کی سلطنت چھین لی تو وہ کشمیر میں چلا آیا اور کچھ عرصہ یہاں قیام پذیر رہ کر جموں میں چلا آیا بھاؤ دیو کے پوتے سارن دیو نے اپنے نام پر سارن پور آباد کرکے اپنی ریاست قائم کی۔ اس کی اولاد بجائے راجہ کے راؤ کہلانے لگی۔ راؤ جیر دیو نے سارن پور کے ساتھ علاقہ کلیٹھ بھی شامل کر لیا اس وقت اسکی حکومت قریباً ۸۴ دیہات پر مشتمل ہو گئی۔ اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً یہاں قابض رہی۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کو جموں و کشمیر کی ریاست ملی۔ تو اس نے یہ جاگیر ضبط کر لی۔ اگرچہ سارن پور کے راؤ چند ان طاقتور نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی انہوں نے سیاست کے میدان میں کوئی معرکہ سر کیا۔ بلکہ ان کی حکومت

فتح کیا۔ اور تاگیر کو یہاں کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ جو صرف ایک سال رہا اصلی وارثوں نے پھر آزادی حاصل کر لی۔ ۱۸۷۲ء میں جنرل کمان نے ہون دیش کے فرمانروا سید محمد رحیم کو شکست دیکر سلطنت روس کا باجگزار بنایا۔ اب اس کا بیٹا یا پوتا اس ملک میں سلطنت روس کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کر رہا ہے۔ جو خیوا کا خان کہلاتا ہے

مذکورہ بالا سطور میں جو حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ ہون دیش کے حکمران ہر ایک زمانہ میں صاحب اقتدار رہے ہیں۔ قدیم زمانہ میں یہاں ایک زبردست آریہ سلطنت تھی۔ اور یہاں کے مہاراجے فتوحات ملکی کے ذریعے بحر الکاہل سے لے کر یورپ کے انتہائے مغرب تک پہنچ گئے تھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی باری آئی تو ان کے بادشاہوں نے بھی ایشیا میں اپنی فتوحات کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ اب قریباً نصف صدی سے اس ملک کے فرمانرواؤں کی آزادی منسوخ ہو چکی ہے۔

۹۹ سارن پور

۱	بھاؤ دیو	۷	آسادت
۲	گندھرب دیو	۸	بشن دت
۳	سرن دیو	۹	جتی
۴	بھراوڑ	۱۰	لوٹھڑ
۵	بھرت	۱۱	بھاگ دت
۶	شمبھو	۱۲	جج

گمنام ہی رہی۔ راجہ سنگرا ج نے جو افغانستان کے حکمران بھیم شاہی کا داماد تھا۔ اپنی لڑکی ردوا کی شادی کشمیر کے راجہ کشیم گپت سے کردی۔ اس تعلق رشتہ داری نے دارد ابھیسار کے حکمرانوں کو یکایک گمنامی سے باہر نکالا۔ اور ہوتے ہوتے یہ خاندان تخت و تاج کشمیر کا بھی مالک بن بیٹھا۔

اس ریاست کا صدر مقام قلعہ لوہر کوٹ ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ تھا۔ اور ایسی جگہ واقعہ تھا۔ جہاں دشمن کی رسائی کسی طرح بھی ممکن نہ تھی۔ کشمیر کے راجگان اور شاہزادے مشکل کے وقت اس قلعہ میں پناہ لیتے تھے۔ کشمیر کا راجہ کشیم گپت مر گیا۔ تو اس کی رانی ردوا نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بھی ٹھکانے لگایا اور خود حکومت کرنے لگی۔ بڑھاپے کی عمر میں اس نے اپنے بھائی اوے راج کے بیٹے سنگرام راج کو اپنا جانشین منتخب کیا۔ اور لوہر اس کے بھتیجے دگرہ راج کے قبضہ میں رہا۔ یہ بات معلوم نہیں ہو سکی۔ کہ دگرہ راج اوے راج کا بیٹا تھا۔ یا سنگرا ج کے بہت سے بیٹوں میں سے کسی دوسرے کا فرزند تھا۔

مہارانی ردوا نے اپنے کنبہ کو بتاہ کرکے ملک کشمیر کی مہان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ تو اس نے وزیر تنگ کو تمام اختیارات دے دئیے۔ دوسرے وزیروں نے اس فعل سے ناراض ہوکر سازش کی اور ردوا کے بھائی دگرہ راج کو جو لوہر کوٹ کا حکمران تھا۔ ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ یہ بڑا بہادر اور عقلمند تھا۔ اس نے کشمیر میں پہنچکر بڑی دانائی سے کام لیا۔ تمام برہمنوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ملک کے اندر بدامنی پھیلانے کے لئے فاقہ کشی شروع کردیں جب برہمن متفق ہو گئے۔ تو ساری رعایا میں ایک کہرام مچ گیا۔ رانی نے

ایک تخصیل سے زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ تاہم سلسلہ حسب و نسب قائم کرنے کے لئے ہم نے ان کا نسب نامہ درج کتاب ہذا کر دیا ہے۔ اس خاندان کے بھاؤ راجپوت علاقہ جموں میں آباد ہیں ان کی رگوں میں اب تک بھی ہُون قوم کا خون موجود ہے۔ اور ان کی جسمانی بناوٹ و خط و خال پنجابیوں سے نہیں۔ بلکہ ترکوں سے ملتے جلتے ہیں۔

(۱۰۰) وارد ابھیسیار

۱	نر	۱۰	کشتی راج
۲	نرباہن	۱۱	اتکرش
۳	پھل	۱۲	ہرش
۴	سات باہن	۱۳	سسل
۵	چندر	۱۴	لوتھن
۶	چندر راج	۱۵	ملارجن
۷	سنگراج	۱۶	جے سنگھ
۸	اودے راج	۱۷	گلہن
۹	وگرہ راج		

یہ ریاست ملک کشمیر میں مدت سے چلی آتی تھی۔ راجگان بلخ۔ کابل۔ بخارا۔ قندھار وغیرہ کے ساتھ اس ریاست کے تاجدارن کے تعلقات رشتہ داری قائم تھے۔ لیکن عام طور پر یہ ریاست

مدت بعد ہرش کے طرفداروں نے بغاوت کردی اور اتکرش کو تخت وتاج سے بیدخل کرکے ہرش کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ یہ راجہ بھی کشمیر اور دارد ابھیار دونوں کا مالک بن گیا۔

ہرش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں اچل اور سسل میں پھر جھگڑا پیدا ہوگیا۔ بہت سی کشمکش کے بعد اچل کشمیر کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور سسل نے دارد ابھیار پر اپنا قبضہ جمایا۔ اس وقت دونوں سلطنتیں پھر جدا جدا ہوگئیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد سسل نے اپنے بڑے بھائی اچل کو ملک کشمیر سے بیدخل کردینے کی غرض سے اس پر فوجکشی کردی۔ جب وہ سرینگر کیطرف کوچ کر رہا تھا۔ تو سیلیہ پور کے قریب مغلوب ہوا۔ اور اسے دردوں کے ملک میں بھاگ جانا پڑا۔ اور دشوار گذار پہاڑی رستوں سے لوہرکوٹ پہنچا۔ جب اچل نے کشمیر سازش کا شکار ہوا۔ اور اون کے اور سسل کو اس کی اطلاع مل گئی۔ تو وہ تخت کشمیر پر قابض ہونے کے لئے سرینگر کیطرف روانہ ہوا۔ اس موقعہ پر ناکام رہ کر سسل بڑی مشکل سے ان راستوں سے ہوتا ہوا لوہر پہنچا۔ جہاں برف بڑی شدت کے ساتھ گر رہی تھی۔ اور راستہ میں غارت گر قصوں سے بھی اس کا مقابلہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے چند ماہ بعد سسل اپنے سوتیلے بھائی سہن سے کشمیر حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اسکے عہد میں قلعہ لوہر خطرناک رشتہ داروں کو نظر بند کئے جانے کے کام آتا تھا۔ یا جابرانہ طریق حکومت سے کمایا ہوا روپیہ اس جگہ جمع رکھا جاتا تھا۔

جب بھکشاچر کی باغی فوج کے حملہ سے سسل کو ملک کشمیر معرض خطر میں نظر آیا۔ تو اس نے حفاظت کے خیال سے اپنا سامان کنہ لوہرکوٹ میں بھیج دیا۔ اور آپ بھی وہاں جاکر پناہ گزیں ہوگیا۔ تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہونے کے وقت سسل نے جن شاہزادوں کو لوہر میں قید

اس بغاوت سے ڈر کر برہمنوں کو رشوتیں دیں۔ انہیں فاقہ کشی سے روکا۔ وگرہ راج کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اور وہ ناکام لوہر کوٹ کو واپس چلا آیا۔

راجہ ہری راج والی کشمیر کے مرنے پر ارکان سلطنت نے جب اس کے خورد سال بیٹے انمنت کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کیا۔ تو وگرہ راج نے پھر ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کیا۔ وہ لوہر کوٹ سے روانہ ہوا۔ دوار کو جلا ڈالا۔ اور اڑھائی دن کے عرصہ میں دارالسلطنت کے اندر داخل ہوا۔ اس نے بوتھکا مٹھ میں ڈیرہ لگایا۔ لیکن رانی سری لیکھا کی بھیجی ہوئی فوجوں نے مکان کو آگ لگا کر وگرہ راج اور اس کے ہمراہیوں کو جلا دیا۔

وگرہ راج کے بعد اس کا بیٹا کشتی راج لوہر کوٹ کا حکمران ہوا اسکے بیٹے بھون راج نے اپنے باپ کو بہت دق کر دیا اور تخت سلطنت پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے نیل پور کے راجہ کے پاس گیا۔ اس کی فوج ہمراہ لے کر لوہر کوٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا کشتی راج خوف زدہ ہو کر کشمیر میں گیا۔ اور راجہ کلش کے چھوٹے بیٹے ات کرش کو جو ابھی شیر خوار تھا۔ اپنا راج دے دیا۔ اور تونگ کو اس کا سرپرست مقرر کیا۔ تونگ نے اس ریاست کو خوب رونق دی۔ ات کرش بالغ ہو گیا۔ تو ریاست کا انتظام اس کے سپرد کر کے خود کشمیر کو چلا گیا۔

اس کے بعد جب کشمیر کے راجہ کلش اور اس کے بیٹے ہرش میں فساد پیدا ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے ہرش کو قید کر کے کلش کے مرنے پر لوہر کوٹ کے راجہ ات کرش کو کشمیر کا راجہ بنایا۔ اور وہ کشمیر و دارد ابھیسار دونوں ملکوں پر حکومت کرنے لگا۔ لیکن کچھ

بہت سی فوج تباہ کرکے غزنی کو واپس چلا گیا۔

قلعہ لوہر زمانہ حال میں بھی ایک اور حملہ آور کی ناکامی دیکھ چکا ہے سنہ ۱۸۱۴ء کے موسم گرما میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب سکھ فوج کا ایک دستہ لے کر خود اس غرض سے اس وادی میں پہنچا تھا۔ کہ درہ توشہ میدان کے رستہ سے کشمیر میں داخل ہوا۔ لیکن اس جگہ پہنچنے پر کچھ تو پٹھانوں نے مقابلہ کیا اور کچھ پہاڑی علاقہ کی قدرتی تکالیف اس کے عزم میں سدراہ ثابت ہوئیں۔ اس علاقہ کے باشندوں میں ایک روایت مشہور ہے۔ کہ سید حسن نامی ایک فقیر کے معجزہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو شکست ہوئی۔ اس کے مزار سے مہیب آوازیں آنے لگیں جس سے سکھوں کی فوج ہراسان ہوکر بھاگ گئی۔ لیکن یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رنجیت سنگھ کی واپسی زیادہ تر قدرتی بوامث سے واقعہ ہوئی تھی۔ توشہ میدان کی سطح مرتفع کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی فوجیں کچھ تو بیماری اور کچھ سپاہیوں کی فراری سے بہت گھٹ گئی تھیں۔ اور جب اس کی ہراول فوج توشہ میدان میں پہنچی۔ تو سکھوں کے پاس سامان رسد بالکل نہ رہا تھا۔ اور مقابلہ میں کشمیر کا افغان گورنر عظیم خاں ایک مضبوط سپاہ لے کر ڈٹا کھڑا تھا۔ چند روز تو فوجیں چپ چاپ ڈیرہ ڈالے پڑی رہیں۔ لیکن بعد ازاں رنجیت سنگھ کو اس امر کی اطلاع مل گئی۔ کہ جرنیل رام دیال جو تھوڑی سی فوج لے کر درہ پیر پنجال کی طرف بڑھا تھا۔ شوپین کے قریب مغلوب ہو گیا ہے۔ یہ سنکر رنجیت سنگھ کو واپس لوٹنا پڑا۔

اس کے بعد جب راجہ پونچھ کے پہاڑی آدمیوں نے واپس جاتی ہوئی فوج پر حملہ کیا۔ تو رنجیت سنگھ کے رہے سہے ہوش بھی اڑ گئے

کیا تھا۔ ان میں لوتھن بھی شامل تھا۔ ایک دن قلعہ کا محافظ پریمن کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ تو لوتھن نے سپاہ کے ساتھ سازش کر کے اپنی تاجپوشی کی رسم ادا کر دی۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اور پونچھ کوٹ کا راجہ بن کر حکومت کرنے لگا۔ پریمن واپس آیا۔ تو اسے شکست دے کر بھگا دیا۔

راجہ جے سنگھ والی کشمیر کو اس بغاوت کی اطلاع ملی۔ تو اُس نے پونچھ کوٹ کو دوبارہ حاصل کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی۔ یہ فوج آنالکا میں جا کر گھر گئی۔ راجوری کے راجہ نے اس فوج پر دھاوا کر دیا اور یہ سپاہ تباہ ہو گئی۔ کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد لوتھن کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ تو سپاہ کے ساتھ سازش کر کے ملارجن نے پونچھ کوٹ اور اس کے متعلقہ ملک پر اپنا قبضہ جما لیا۔ لوتھن نے واپس آ کر دیکھا۔ تو نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ قلعہ کے باہر رہ کر کچھ عرصہ تک وہ ملارجن کو تنگ کرتا رہا۔ آخر کار دونوں میں صلح ہو گئی۔ کچھ مدت بعد مہاراجہ جے سنگھ والی کشمیر نے ملارجن کو شکست دے کر پونچھ کوٹ پر اپنا تسلط جما لیا۔ اور اپنے بیٹے گلہن کو جس کی عمر ابھی صرف سات سال کی تھی۔ جداگانہ طور پر پونچھ کوٹ کا حکمران بنا لیا۔ اس سے بعد کے حالات اس ریاست کے متعلق معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

قلعہ پونچھ کوٹ کی مضبوطی اور اسکے محفوظ مقام پر واقعہ ہونے کے متعلق مختلف تواریخی کتابوں میں بہت سے واقعات درج پائے جاتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے اس قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا کہ برف باری شروع ہو گئی۔ اور موسم میں بے حد سردی آ گئی۔ راجہ پونچھ کوٹ کو کشمیر سے بھی کمک پہنچ گئی۔ اس لئے سلطان کو مجبوراً اپنے منصوبہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور وہ

۲۶	بھدر رتھو	۴۴	دیومتر
۲	برہدرتھو	۴۵	سونت پال
۲۷	برہت کرما	۴۶	برج پال
۲۸	برہت ورہو	۴۷	جے پال
۲۹	برہد بھانو	۴۸	نرندر پال
۳۰	برہت منا	۴۹	بھرت روپ
۳۱	جیدرتھو	۵۰	بندو پال
۳۲	درڑھ رتھو	۵۱	ہری سکھ
۳۳	وشوجت	۵۲	میندر پال
۳۴	کرن	۵۳	برہم پال
۳۵	بکرن	۵۴	یون پال
۳۶	لو	۵۵	اودین پال
۳۷	دھرونت پال	۵۶	کشدر دھام
۳۸	چرپال	۵۷	دیویندر
۳۹	سننگ پال	۵۸	چھتر پال
۴۰	سہسر پال	۵۹	سوبل پال
۴۱	سوہن پال	۶۰	لنگ پال
۴۲	نارائن پال	۶۱	ہینول پال
۴۳	شبھ پال		

پریاگ کے چندربنسی راجہ رودراشو کے دس بیٹوں میں سے تیسرے کا نام ککشیئو تھا۔ اس نے ترکستان میں جاکر اور اس ملک کے تاجداروں کو زیر کرکے ایک زبردست آریہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم الشان سلطنت کی موجودگی کا مختلف تواریخی شہادتوں سے

آخر کار ۳۰ جولائی ۱۸۱۳ء کو رنجیت سنگھ تمام مال و اسباب اور اپنی فوج کا بہت سا حصہ ضائع کر کے منڈی کی طرف بھاگ گیا۔ غرض کہ یہ قلعہ ایسا مضبوط تھا۔ کہ کوئی دشمن جس کے پاس توپیں نہ ہوں اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن زمانہ کی گردش سے وہ قلعہ جو اس قدر مضبوط تھا۔ پتھروں کے ناہموار ڈھیر اور ایک چھوٹی سی روایت کی صورت میں باقی رہ گیا ہے۔

۱۰۱۔ سلطنت باختر

(بیکٹریا۔ ترکستان)

۱	ککشیئو	۱۳	سوپتا
۲	سبھانر	۱۴	بلی
۳	کالانل	۱۵	انگ
۴	سرنجے	۱۶	ودھی باہن
۵	پرنجے	۱۷	پار
۶	جنیجے	۱۸	ودھی رتھ
۷	مہاشال	۱۹	دھرم رتھ
۸	مہامنا	۲۰	روم پاد
۹	مہاگن	۲۱	چترنگ
۱۰	تتکشو	۲۲	پرتھولاکش
۱۱	اپدرتھ	۲۳	چنپ
۱۲	پھین	۲۴	ہریگیہ

اس ملک کی قدیم تواریخ کے متعلق تمام حالات روشنی میں آجاتے ہیں
سلطنت پریاگ کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ رودراشو
والی پریاگ کے حسب ذیل بیٹے تھے۔ رچیٹو۔ کرکشیٹو۔ گکشیٹو
ستھنڈلیٹو۔ سنیتیٹو۔ وشارنیٹو۔ جینیٹو۔ ستھیٹو۔ مہابلواں نتانیٹو
یہ دس بھائی بڑے عالم اور شجاع ہوئے۔ ان میں سے سب سے
بڑا رچیٹو اپنے باپ کے بعد پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز
ہوا۔ اور باقی بھائیوں نے مختلف ملکوں میں پھیل کر اپنی اپنی جداگانہ
حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ گکشیٹو نے پنجاب کے دریاؤں
کو عبور کرکے کوہ ہندوکش کی رہ گذر کر اس ملک میں اپنے پائے
استقامت جمائے۔ جس کو آج کل ترکستان کہتے ہیں۔ اس ملک
کے فرمانرواؤں کو زیر کرکے ایک زبردست آریہ سلطنت کی بنیاد
ڈالی۔

مہاراجہ گکشیٹو کے بھانز۔ چاکشش اور پرنتھو تین بیٹے
تولد ہوئے۔ جو اپنے باپ سے بھی بڑھکر دلاور اور جنگجو تھے۔ انہوں
نے اپنے مقبوضات کو بہت کچھ وسعت دی۔ بھانز کی اولاد میں کئی
پشت بعد مہاراجہ مہامنا نہایت ہی دانشمند۔ مدبر اور صاحب اقبال
ہوا۔ اس نے رسوخ پیدا کرکے ایشیائی ممالک کے تمام تاجداروں
کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھائے اور سب کو ایک ہی رشتہ یگانگت
میں گانٹھ دیا۔ ایشیا کے تمام حکمران اس کی بڑی عزت کرتے۔ اور اس
کی دانشمندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امراوتی
کا فرمانروا اندر بھی اس کا مربی اور دوست بن گیا۔ اس نے اپنی سلطنت
کو بہت کچھ وسعت دی۔ افغانستان۔ [illegible] کو
فتح کرکے اس نے پنجاب کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اس کے

سن عیسوی کے آغاز کے قریبی زمانہ تک ثبوت ملتا ہے۔

مسلمان مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ترکستان قدیم زمانہ میں توران۔ باختر اور سوغدی کے نام سے مشہور رہ چکا ہے۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ اس ملک کو زمانہ ماسبق میں تنکشو استہان بترک ولیش اور انگ ولیش وغیرہ ناموں سے نامزد کیا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تنکشو استہان کا تلفظ بگڑ کر ترکستان اور بترک کا باختر مشہور ہو گیا۔ اس عظیم الشان سلطنت کی دارالحکومت پہلے مالنی نامی شہر میں تھی۔ راجہ چمپ نے اس شہر کا نام بدل کر چمپا رکھا۔ لیکن عام لوگ چمپا اور مالنی کو ملا کر چمپا مالنی کہنے لگے اور یہی نام مدت مدید تک شہرت پذیر رہا۔ بہت سے محقق انگ ولیش کو آسام یا بنگال کے ایک حصہ کا نام قرار دیتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ شہر چمپا مالنی بھاگلپور کے قریب واقعہ تھا۔ لیکن ان کا یہ خیال صحیح واقعات کی بنا پر قائم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ محض قیاس ہے۔ کوئی تواریخی شہادت ایسی نہیں ملتی۔ جس سے یہ امر پایہ تصدیق تک پہنچ سکے برخلاف اس کے انگ ولیش ترکستان کا قدیم نام ہونے کے بیشمار شہادتیں سنسکرت لٹریچر میں موجود ہیں

سلطنت باختر کے متعلق یورپین محققوں نے بھی بہت سے حالات کا سراغ لگایا ہے۔ لیکن اس کے حکمران خاندان کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے انہوں نے بہت سی غلطیاں کھائی ہیں۔ ان کے خیال میں باختر کے حکمران بھارت کے راجپوت نہیں۔ بلکہ یونانی تھے۔ یہ خیال بھی محض وہم و قیاس پر مبنی ہے۔ ان چند تمہیدی ایمار کس کے بعد اب ہم پورانوں کی تحریرات کے مطابق اس قدیم عظیم الشان سلطنت کے تواریخی واقعات معرض تحریر میں لاتے ہیں۔ جن سے

بیٹے تولد ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنے باپ کے ملک کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی جداگانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی۔ برہدرتھ کو سوات اور دوآبہ سندھ ساگر کا شمالی حصہ ملا۔ برہدرتھ کا بیٹا سوبرت اور سوبرت کا انبشٹ ہوا۔ اس کے نام پر خاندان کا نام انبشٹ مشہور ہوا۔ اسکو بعد میں انبھی کہنے لگے۔ طوفان نوح کے بعد کے زمانہ میں انبھی خاندان نے تکشلا کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ چنانچہ جب سکندر اعظم ایران پر حملہ آور ہوا۔ تو انبھی خاندان کا راجہ جو ٹکسلا میں حکومت کرتا تھا۔ سکندر کو راجہ پورس پر حملہ کرنے کی ترغیب دے کر لے آیا تھا۔ مدر کو پنجاب کا علاقہ دیا گیا۔ اس کے نام پر یہ ملک مدر دیش کہلایا سوبیر کو دوآبہ سندھ ساگر کا جنوبی علاقہ ملا۔ اس کے نام پر یہ ملک سوبیر دیش کہلایا۔ کیکے کو افغانستان کا ملک ملا۔ اس کے نام پر اس ملک کا نام کیکے دیش پڑ گیا۔ اور اس کی اولاد کیکے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ رام چندر جی کے زمانہ میں یہ خاندان بہت مشہور تھا۔ یہ علاقہ بعد میں ہرات کے نام سے مشہور ہوا

تکشو کو ترکستان کا ملک حصہ میں آیا۔ اور وہ اپنی آبائی دارالحکومت مالنی میں رہ کر وسط ایشیا پر حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ بلی ہوا۔ اس نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر اپنی سپاہ کو آراستہ کیا۔ اور دیارد امصار کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ پورانوں کی تحریرات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ مغربی ترکی اولاد کی آٹھ مشہور سلطنتوں کے تاجدار جن کے علاقہ جات دریائے بیاس سے لے کر ایشیا کوچک تک پھیلے ہوئے تھے۔ حسب دستور فرمانروایان مالنی کو اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اور یہ سب مہاراجہ بلی کے بخت اور

مقبوضات دریائے بیاس سے شروع ہو کر ایشیا کوچک تک پھیلے ہوئے تھے۔

مہامنا کے بیٹے مہاگن نے تمام مملکت اپنے دو بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ تتکشو کو ترکستان کا ملک دیا۔ جہاں اس کی آبائی دارالحکومت مالنی واقعہ تھی اور اُشی نر کو جنوبی مغربی ایشیائی ممالک کا حکمران بنایا۔ اشی نر نے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مختلف ممالک کے راجاؤں کی بیٹیوں سے پانچ شادیاں کیں۔ اسکی رانیوں کے نام یہ تھے۔ نرگا۔ کری۔ نوا۔ وربا۔ ورکھدولی۔ ان کے بطن سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ان لڑکوں کی اولاد کا نام والدہ کے نام پر مشہور ہوا۔ راجہ اُشی نر نے اپنے مقبوضات پانچ حصوں میں تقسیم کر کے اپنے بیٹوں میں بانٹ دیئے۔ ان ملکوں کے نام اور خاندان ان کے ہی نام پر شہرت پذیر ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) رانی نرگا کا بیٹا نرگ ہوا۔ اس کی اولاد نرگ خاندان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور اس کا ملک نرگ ویش کہلایا۔

(۲) کریا کا فرزند کری تھا۔ اس نے اپنے نام پر کرمیا پوری شہر بسا کر وہاں اپنی حکومت قائم کی۔ یہ علاقہ بعد میں کرمان کے نام سے شہرت پذیر ہوا

(۳) نوا کا بیٹا نوہو اس کی ریاست کا نام نو ویش مشہور ہوا۔

(۴) وربا کے بیٹے وارب کے نام پر اسکے مقبوضات وارب ویش کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ اسکو آجکل بلوچستان کہتے ہیں۔ اجودھیا کے راجہ سگر کے زمانہ میں وارب قوم بہت زبردست تھی۔

(۵) رانی ورکھدولی کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام شوی تھا اسکے نام پر اس کے ملک کا نام سوات مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام برقرار چلا آتا ہے۔ شوی کے برہدورتھ شوبیر کیلئے۔ اور [illegible] چار

راجہ اندر کے ساتھ سوم پان کیا۔ اور یہ فخر بہت ہی کم آرایہ راجاؤں کو نصیب ہُوا ہوگا۔

دھرم رتھ کا بیٹا چترتھ بھی ایک عقلمند اور صاحب اقبال حکمران ہُوا۔ اسی کا دوسرا نام روم پاد بھی تھا۔ یہ اجودھیا کے راجہ دسرتھ کا دلی دوست تھا۔ اس کے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ اس لئے بہت فکرمند اور اداس رہتا تھا۔ راجہ دسرتھ نے اپنی اکلوتی بیٹی شانتا اس کی گود میں دی۔ تاکہ اس کی پرورش کرکے اپنا غم غلط کرے روم پاد کے عہد حکومت میں ترکستان (انگ دیش) میں کئی سال تک مینہ نہ برسا۔ رعایا قحط سالی سے تکلیف اٹھانے لگی۔ امرائے سلطنت کے مشورہ سے اس نے بھانڈک رشی کے بیٹے شرنگی کو بلا کر یگیہ کروایا۔ بھانڈک رشی کا آشرم ہندوستان میں چترکوٹ پربت کے پاس دریائے گنگا کے جنوب میں واقعہ تھا۔ اور اس کا بیٹا شرنگی رشی یگیہ کے علم و عمل میں کمالیت کا درجہ حاصل کئے ہوئے تھا۔ رامائن میں لکھا ہے۔ کہ شرنگی رشی جب اپنے آشرم سے انگ دیش کی طرف روانہ ہُوا۔ تو اُس کا یہ سفر ایک سال میں ختم ہُوا۔ مالنی میں پہنچکر شرنگی نے یگیہ کیا۔ جس سے بارش ہو کر قحط سالی دور ہوئی۔ اس کے بعد روم پاد نے اپنی لے پالک بیٹی شانتا کی شادی رشی سے کردی۔ اور شرنگی نے پتر اشٹی یگیہ کے ذریعہ روم پاد کے ہاں چترنگ نامی بیٹا پیدا کیا۔ جس سے راجہ کے دل سے لاولدی کا غم دور ہُوا۔ شرنگی نے ترکستان میں ہی سکونت اختیار کی اور اس ملک میں اپنے نام پر ایک نئے آشرم کی بنیاد ڈالی۔ اسی شرنگی رشی نے راجہ رام پاد کی سفارش سے اجودھیا میں جاکر مہاراجہ دسرتھ کے لئے پتر ریشٹی یگیہ کیا۔ جس سے سری رام چندر

باجگزار تھے۔ اس لئے اس راجہ نے ایشیا کے مشرقی اور شمالی ممالک کو فتح کر کے ملک ہندوستان کی تسخیر کا عزم کیا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ یہ اقتدار مند راجہ آریہ ورت کے تاجداروں کو فتح کرتا ہوا خلیج بنگالہ تک جا پہنچا۔ اور مفتوحہ ممالک میں اپنی حکومت کو پایدار اور مستحکم بنانے کے لئے ہمالیہ پربت سے لے کر راس کماری تک مشرقی ہندوستان چار حصوں میں تقسیم کر کے اپنے چار چھوٹے بیٹوں کو وہاں کا حکمران بنایا۔ مہاراجہ بلی کے پانچ بیٹے تھے۔ ترکستان میں اس نے اپنے سب سے بڑے بیٹے انگ کو مالنی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ مہاراجہ انگ کے نام پر ملک ترکستان انگ دیش کہلانے لگا۔ دوسرے بیٹے بنگ کو مشرقی ہند میں جو ملک دیا۔ اس کے نام پر یہ ملک بنگ دیش یا بنگال کہلایا۔ تیسرے بیٹے سوہم کو بنگال کے جنوب میں خلیج بنگالہ کے مغربی ساحل کا حکمران بنایا۔ اس کے نام پر یہ ملک سوہم دیش کہلاتا۔ اس کے جنوب میں کلنگ اور پنڈر کو جو علاقے دئے۔ وہ کلنگ دیش اور پونڈرو دیش کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بلی کے بیٹے مہاراجہ انگ کے نام پر ترکستان کا نام انگ دیش مشہور ہوا۔ اور اس کی اولاد انگ یا انگال خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی انگ کی کئی پشتوں کے بعد اس خاندان میں مہاراجہ دھرم رتھ ترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ راجہ زبردست جنگجو۔ اعلیٰ درجہ کا منتظم اور فتح مند ہوا۔ ہری بنش پوران میں لکھا ہے۔ کہ اس راجہ نے بشنو پد پربت پر امراوتی کے فرمانروا

بجے نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ بجے کا بیٹا دھرتی۔ اس کا دھرت برت اور اس کا فرزند ست کرما ہوا۔ یہ ست کرما ترکستان کو چھوڑ کر ہندوستان میں چلا آیا۔ اور ہستنا پور میں آکر مہاراجہ دھرت راشٹر کی رکھوالی کرنے لگا۔ اس کا بیٹا اودھی رتھ بھی اسی عہدہ پر مامور رہا۔ اودھی رتھ کا فرزند کرن بہت مشہور جنگجو تھا۔ اور اس نے مہابھارت کی لڑائی میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دئے۔ بہت سے مورخ جنگ مہابھارت کی ساری ذمہ داری کرن پر ہی عاید کرتے ہیں۔ کیونکہ دریودھن والی ہستنا پور ارجن اور بھیم سے ڈرتا تھا۔ اور ان کے مدمقابل کا کوئی جوان اس کے پاس موجود نہ تھا۔ کرن کے بھروسہ پر اس کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اگر کرن اس کی مدد پر نہ ہوتا۔ تو اس لڑائی کا وقوع میں آنا امکان سے باہر تھا۔

مہاراجہ جیدرتھ والی ترکستان کے خاندان کا آخری راجہ بکرن جنگ مہابھارت میں مارا گیا۔ کرن اور اس کے چھ بیٹے برکھ سین۔ پرسین۔ سکھین۔ چترسین۔ ست سین۔ بھانو سین سب کے سب اسی لڑائی میں دریودھن کی مدد کرتے ہوئے ارجن کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ برکھ سین کا ایک خورد سال بیٹا تو باقی بچا۔ مہابھارت کی لڑائی فتح کرکے مہاراجہ یدھشٹر ہستنا پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور ایشیائی ممالک کے مقتول راجاؤں کے وارثوں کو اس نے ان کے ملکوں کی حکومتیں عطا کیں۔ تو کرن کے پوتے کو کو اس نے ہترک دیش (ترکستان) کی حکومت بخشی۔ جو ان کا آبائی ملک تھا۔

مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ترکستان کا نام پہلے پہل انگ دیش تھا۔ لیکن مہابھارت کے مطالعہ سے معلوم

پچھمن۔ بھرت اور شترو گھن یہ چار بیٹے تولد ہوئے۔ شرنگی آشرم کے برہمنوں نے ترکستان کی مذہبی اور اخلاقی تواریخ میں بعد کے زمانہ میں بڑے بڑے کام کئے۔

روم پاد کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ چنپ ترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنے نام کی یاد تازہ رکھنے کی خاطر اپنی دارالحکومت مالنی کا نام تبدیل کر کے چمپا رکھا۔ اور عام لوگ اسے چمپا مالنی کہنے لگے۔ چنپ کے خاندان میں مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد مشہور راجہ ہریگیہ ترکستان کا فرمانروا ہوا۔ جس کے ایماء سے شرنگی آشرم کے گدی نشین نے اندر والی امراوتی کا ایراوت ہاتھی زبردستی چھین لیا۔ اور اندر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

طوفان نوح سے قریباً چار صدی پہلے اس خاندان کا راجہ برہت مناترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے یشودتی اور سیتا نامی دو رانیاں تھیں۔ یشودتی کے بطن سے جیدرتھ بیٹا تولد ہوا۔ جو اپنے باپ کے بعد چمپا مالنی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر ترکستان میں حکومت کرنے لگا۔ اور راجہ بکرن تک اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً اس ملک میں حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ راجہ بکرن مہابھارت کی مشہور لڑائی میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔

برہت مناکی دوسری رانی سیتا صحیح النسب نہ تھی۔ بلکہ برہمن خاندان کی والدہ۔ اور کشتری خاندان کے والد کے اختلاط سے پیدا شدہ تھی۔ ہندو شاستروں میں ایسی اولاد کو سوت قوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لئے سیتا اور اسکے بطن سے پیدا شدہ اولاد سوت کہلائی۔ راجہ برہت مناکے ہاں سیتا کے بطن سے

دریائے سندھ سے لے کر یونان تک پھیلی ہوئی تھی۔ پنجاب کے راجاؤں اور یونان کے بادشاہوں سے بھی وہ خراج وصول کرتا تھا۔ فیلقوس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سکندر نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور بہت بڑی جمعیت لے کر وہ ایران کو فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ دارا نے بھی اپنے ماتحت حکمرانوں کی امداد لے کر سکندر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ اس لڑائی کا سلطنت ہا عنز کی تباہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لئے اس کے تفصیلی حالات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

دارا اور سکندر کا سب سے پہلا مقابلہ دریائے گرنیکس پر ہوا جو بحرہ مارمورا میں گرتا ہے۔ دارا کے سردار یمنن نے منع کیا۔ کہ یہ مقام لڑائی کے لئے غیر موزوں ہے۔ کیونکہ ایرانی فوج یہاں غیر محفوظ تھی۔ سکندر نے دریا کو عبور کر کے لڑائی شروع کی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد دارا شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور سکندر کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد دوسرا حملہ بلیکار نیس پر کیا۔ لیکن دارا کے شیر جنگی یمنن نے یہ مقام بغیر لڑائی کے ہی چھوڑ دیا۔ اس کے پاس فوج کم تھی۔ اور قبضہ بحال رکھنا اسے ناممکن دکھائی دیا۔ بلذا سکندر نے ملیٹن کے قلعہ پر بھی بغیر لڑائی کے ہی قبضہ کر لیا۔ سچ سے ۳۳۳ برس پہلے ایک مشہور مقام گورڈم پر بھی بغیر جنگ کئے اس نے اپنا تسلط کر لیا۔ اور اسی طرح سے شہر طرطوس میں بلا مزاحمت داخل ہو گیا۔ اصل بات یہ تھی۔ کہ جنگ گرنیکس کے بعد دارا کا جنگی شیر ایک شکر جرار اکٹھا کرتا ہوا۔ یونان کی ایک آزاد ریاست لیس ڈیمون کیطرف جا رہا تھا۔ تاکہ وہاں کے حکمران کی امداد حاصل کر کے مقدونیہ پر حملہ کر دے اور سکندر کو ایران پر حملہ کرنیکا

ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس کا نام بترک ذیش مشہور ہو چکا تھا اور یہی لفظ بدل کر بعد کے زمانہ میں باختر کے نام سے مشہور ہوا یونانیوں نے اسے بیکٹر یا لکھا ہے۔

کرن کا پوتا کو سیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے مہاراجہ بیدھشٹر کے حکم سے باختر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور اس خاندان کا آخری راجہ سوبل ۳۲۰۸ برس قبل سیح میں سکندر اعظم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ راجہ سوبل کی موت کے ساتھ ہی باختر کے ملک سے اس خاندان کی حکومت اٹھ گئی۔ اس لئے طوفان نوح سے ۲۸۱۲ برس بعد تک یہ خاندان ترکستان میں حکومت کرتا رہا۔ مہاراجہ نیندر کے عہد عدلت مہد تک وسط ایشیا میں ان کے اقبال کا ڈنکہ بجتا رہا۔ یورپین محققوں نے تحقیق کیا ہے۔ کہ نیندر نے وسط ایشیا کے بہت سے تاجداروں کو فتح کر کے اس نے اپنا باجگزار بنایا۔ اور ہندوستان پر بھی اس نے یورش کی۔ تمام راجاؤں کو مطیع اور باجگزار بناتا ہوا متھرا تک جا پہنچا۔ اور پھر باختر کو واپس چلا گیا۔

نیندر کے مرنے کے بعد باختر کے انگ خاندان کی حکومت کو زوال آنا شروع ہوا۔ ایران کے فرمانرواؤں نے زور پکڑا۔ اور انہوں نے باختر کے حکمرانوں کو اپنا مطیع اور باجگزار بنا لیا۔ یونانی مورخ ایرین کی تحریرات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ اہل باختر ایرانیوں کی اطاعت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے رہے اور اسی کوشش میں اپنی سلطنت کھو بیٹھے راجہ سوبل جسکو یونانیوں نے بل سیس لکھا ہے۔ دارا بادشاہ ایران کا ہمعہد اور اس کا باجگزار تھا۔ اور اس زمانہ میں دارا کی حکومت

ہووارا کی طرف سے وہاں حکومت کرتا تھا۔ خود بخود ملک سکندر کے حوالے کر دیا۔ اس پر اپنا قبضہ جما کر سکندر پھر ایشیا کی طرف چلا۔

دارا نے تیسری لڑائی گوگامیلا میں کی۔ لیکن یہاں بھی اسے شکست ہی نصیب ہوئی۔ اور وہ باختر کی طرف بھاگ گیا۔ تاکہ راجہ سبیل سے امداد لے کر سکندر کا مقابلہ کرے۔ لیکن رستہ میں ہی راجہ سبیل نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اہل باختر شاہان فارس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے مدت سے کوشاں تھے۔ سبیل کو یہ موقعہ از خود ہاتھ آگیا اس نے یہ سوچکر کہ سکندر واپس چلا جائیگا۔ اور وہ نہ صرف آزادی ہی حاصل کریگا۔ بلکہ سلطنت فارس پر بھی قبضہ کر لینے کا موقعہ مل جائیگا۔ دارا کو پابہ زنجیر کر دیا۔

گوگامیلا کی فتح کے بعد سکندر نے اربیلا تک دارا کا تعاقب کیا۔ اس لئے یہ لڑائی جنگ اربیلا کے نام سے مشہور ہے۔ اس فتح سے سکندر نے قریباً تمام سلطنت ایران پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ایران کی دارالحکومت شہر پرسی پولس (پارس پور) میں پہنچکر سکندر نے دارا کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور وہاں سے دارا کے تعاقب میں شہر ہمدان میں پہنچا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا۔ کہ باختر کے فرمانروا سبیل نے اسے قید کر رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ راجہ سوبل جنگ اربیلا میں دارا کے ساتھ تھا۔ اور بطیس کے مرنے کے بعد دارا نے اسے اپنی رہی سہی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ جب جنگی طاقت اس کے ہاتھ آگئی۔ تو دارا کو قید کر لینا اس کے لئے بائیں سبیل ہو گیا تھا۔

پرسی پولس سے روانہ ہو کر سکندر رے سے ہوتا

خیال چھوڑ کر گھر کو بچانے کے لئے واپس لوٹنا پڑے عنقریب تھا کہ میمنن بوبو اپر حملہ کر دے۔ اس کی اجل آپہنچی اور اپنے دل کے ارادوں کو دل میں ہی لے کر عالم بقا کو سدھار گیا۔

میمنن کے مرنے کے بعد دارا نے انیطس کو اپنا جنگی مشیر مقرر کیا۔ یہ بھی میمنن کی طرح بڑا تجربہ کار تھا۔ اس نے انطاکیہ کے میدان میں بہت سی فوج جمع کر لی۔ تاکہ یہاں سکندر کا مقابلہ کیا جائے۔ اگرچہ دارا اس مقام کو لڑائی کے لئے موزوں نہ سمجھتا تھا۔ اور وہاں سے فوجیں اٹھا کر کسی دوسری جگہ جانے کے لئے اصرار کرتا تھا۔ لیکن انیطس نے پرواہ نہ کی۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو طرفین نے اپنی اپنی سپاہ کے دو دو حصے کر کے لڑنا شروع کیا۔ انیطس کا دستہ یونانیوں پر غالب آرہا تھا۔ اور دوسرا دستہ جس کی کمان خود دارا کے اپنے ہاتھ میں تھی یونانیوں سے مغلوب ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں دفعتہً دارا میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس کی سپاہ بھی بھاگنے لگی۔ لیکن انیطس برستور ڈٹا رہا۔ آخرکار جب اس کے پاس فوج ہی نہ رہی۔ تو وہ بھی میدان جنگ میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ دارا کے سامان حرب و ضرب اور مال و اسباب پر سکندر نے قبضہ کر لیا۔ اس فتح سے سکندر کے لئے بابل اور مصر دونوں طرف کے رستے کھل گئے۔

سکندر نے اس خیال سے کہ اس کی غیر حاضری میں اہل مصر یونان پر حملہ نہ کر دیں۔ دوسرے یہاں سے دارا کو فوجی امداد نہ مل سکے پہلے مصر کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب خیال کیا۔ راستہ میں فلسطین تھا۔ وہاں کے تجارتی شہر صور کو سات ماہ میں اور غازا کو دو ماہ میں فتح کر لیا۔ اہل اور شلیم بغیر لڑائی کے ہی مطیع ہو گئے۔ مصر کے صوبہ دار نے

اسے قتل کر ڈالا۔ اور سمرقند و ماوراالنہر کے صوبوں پر بھی قبضہ کر لیا جو راجہ سوبل کی قلمرو میں شامل تھے۔ اس طرح سے سکندر نے سلطنت باختر کو نیست و نابود کر دیا۔ اور راجہ سوبل جو ایرانیوں کی اطاعت کا جوا اپنے کندھوں سے اتار کر پھینک دینا چاہتا تھا اس کی یہ کوشش سابقہ اقتدار کو ملیا میٹ کر دینے کا باعث ثابت ہوئیں۔ جب راجہ سوبل مارا گیا۔ اور سلطنت باختر پر سکندر نے قبضہ حاصل کر لیا۔ تو انگ خاندان کے راجپوتوں پر تباہی آئی۔ یہ لوگ جوق در جوق دوسرے ملکوں کی طرف بھاگ گئے۔ ایک گروہ نے یورپ کا رخ کیا۔ یہ لوگ جرمنی کے اس حصہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ جہاں سیکسن (ساکاسینی) اور جوٹ (جیتی) قومیں سکونت پذیر تھیں۔ انگ ویش سے جات اور انگ خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ انگ وال یا انگل کہلاتے رہے۔ بہت عرصے تک جرمنی میں قیام پذیر رہ کر انہوں نے برطانیہ پر قبضہ کیا۔ اور اپنی قوم کے نام پر اس ملک کا نام انگلینڈ رکھا۔ بعد کے زمانے میں انہوں نے ہندو دھرم کو چھوڑ کر عیسائی مذہب قبول کر لیا۔

اس قوم کے بچے کھچے افراد جو ترکستان میں رہ گئے۔ یہ انگت سی یا انگتی قوم کے نام سے مشہور ہوئے۔ بہت عرصہ بعد جب ترکستان میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو گیا۔ اور مغلوں نے زور پکڑا۔ تو انگتی قوم مغلوں میں ہی مل جل گئی۔ مشہور مورخ ابوالغازی تاتاری نے اپنی تحریرات میں انگتی قوم کا وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ سکندر کے بعد اس قوم نے پھر بھی تھوڑا بہت اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ اور کچھ عرصہ تک چین کی دیوار قفقہہ کی حفاظت پر بھی یہ قوم مامور رہ چکی ہے۔

ہُوا کوہ البرز کی ایک تنگ گھاٹی میں سے گذر کر راجہ سسبل پر حملہ آور ہُوا۔ اگرچہ سکندر کے پاس اس وقت فوج بہت ہی تھوڑی تھی۔ لیکن سسبل نے غلطی سے یہی خیال کیا۔ کہ یونانی سپاہ ساری کی ساری اس پر ٹوٹ پڑی ہے۔ وہ بھاگنے پر تیار ہُوا جاتے وقت اس نے دارا کو بھی ہمراہ لے جانا چاہا۔ لیکن اس نے کہا۔ تیری قید سے میں سکندر کی قید کو اچھا خیال کرتا ہوں۔ جانے سے انکار کر دیا۔ اس پر سسبل نے دارا کو زخمی کر دیا۔ اور مردہ سمجھکر اسے سڑک کو ڈال کر چھ سو سواروں کے ہمراہ بھاگ نکلا۔

جب سکندر دارا کے پاس پہنچا۔ تو اس کو مرا ہوا پایا۔ اور اسکی تجہیز و تکفین کی رسم ادا کر کے سسبل کے تعاقب میں بخارا کی طرف روانہ ہُوا۔ لیکن اس سے پہلے سوبل سلطنت ایران کے شہنشاہ کی حیثیت سے تخت نشینی کی رسم ادا کر کے دارا کا تاج اپنے سر پر رکھ کر اس کی تمام قلمرو کا مدعی بن بیٹھا ابھی سکندر بخارا میں پہنچنے نہیں پایا تھا اور راستہ میں ہی اطلاع ملی۔ کہ صوبہ ایریا کا حاکم جسے وہ خود مقرر کر آیا تھا۔ باغی ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ واپس لوٹ آیا۔ اور مشہد و نیشاپور ہوتا ہُوا ہرات میں آیا۔ جو صوبہ ایریا کا صدر مقام تھا۔ وہاں کی بغاوت کو فرو کیا اس کے بعد چند چھوٹی چھوٹی قوموں کو مطیع کر کے سکندر باختر کی طرف روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں سوبل نے رستہ کے دیہات کو اجاڑ دیا۔ تاکہ دشمن کو جو اس کے پیچھے پڑا ہُوا ہے۔ سامان خورش نہ مل سکے۔ اور خود دریائے جیحوں کو عبور کر کے صوبہ سوغدی کے شہر نوطیکا میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ سکندر نے بعد مزاحمت ارنوس اور باختر کے صوبجات پر اپنا تسلط کر لیا۔ بعد ازاں بڑی مشکل سے راجہ سوبل کو شکست دیکر

۷	دھرم	۱۱	سنام
۸	دھرت	۱۲	شل
۹	دُرگم	۱۳	شکنی
۱۰	پرچیتا		

صدر مقام ولیعہد

۱	لگتورماں	۵	بھیم
۲	کلر	۶	انند پال
۳	للیہ	۷	ترلوچن پال
۴	کملک		

صدر مقام غزنی

۱	الپ تگین سنہ ۹۶۲	۱۰	مودود سنہ ۱۰۴۰
۲	اسحاق سنہ ۹۶۳	۱۱	مسعود ثانی سنہ ۱۰۴۸
۳	بلک تگین سنہ ۹۶۶	۱۲	علی ابوالحسن سنہ ۱۰۴۸
۴	پیری سنہ ۹۷۲	۱۳	عبدالرشید سنہ ۱۰۴۹
۵	سبک تگین سنہ ۹۷۶	۱۴	طغرل سنہ ۱۰۵۲
۶	اسمعیل سنہ ۹۹۷	۱۵	فرخ زاد سنہ ۱۰۵۲
۷	محمود سنہ ۹۹۸	۱۶	ابراہیم سنہ ۱۰۵۹
۸	محمد جلال الدولہ سنہ ۱۰۳۰	۱۷	مسعود ثالث سنہ ۱۰۹۰
۹	مسعود سنہ ۱۰۳۰	۱۸	شیرزاد سنہ ۱۱۱۴

راجہ سبل کے قتل ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا لنگ پال بھاگ کر پنجاب میں چلا آیا۔ اس کی اولاد لنگیہہ راجپوتوں کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور آج تک پنجاب میں موجود ہے۔ لنگ پال کے بیٹے ہنیول نے جس کو بعض مورخ ہرماؤں بھی کہتے ہیں۔ پنجاب میں کچھہ جمیعت فراہم کر کے سلطنت باختر کو واپس حاصل کرنے کی غرض سے پھر ترکستان پر حملہ کیا۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا اس کی اولاد پنجاب میں رہنے لگی۔ جب نوشیرواں نے پنجاب پر حملہ کر کے بھاٹی راجپوتوں کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ تو لنگیہہ راجپوتوں نے ملتان پر اپنا قبضہ جمایا۔ اور بہت عرصہ تک جنوبی پنجاب میں حکومت کرتے رہے۔ بعد ازآں مسلمانوں نے ان کی حکومت تباہ کر دی۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ پنجاب کے لنگیہہ راجپوت۔ ترکستان کے انگتی خاندان کے مغل اور برطانیہ کے انگریز ایک ہی نسل سے ہیں۔ جو نسلی طور پر پرپاگ کے چندر بنسی خاندان کے راجپوتوں کی ہی شاخیں ہیں۔

---

۱۰۲ افغانستان

صدر مقام قندھار

۱	دردہیو	۴	آرو واں
۲	بھرو	۵	انگار
۳	سیتو	۶	گندھار

۱۱ یعقوب خاں ۱۸۷۹ء ۱۲ عبدالرحمن خاں ۱۸۸۰ء

۱۳- امیر حبیب اللہ خاں ۱۹۰۱ء

سلطنت پریاگ کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ اجاتی نے اپنے چار بڑے بیٹوں کو جلاوطن کر کے سب سے چھوٹے پرو کو اپنا ولیعہد سلطنت بنا لیا تھا۔ انہیں جلاوطن شدہ شاہزادوں میں سے ایک کا نام دردو ہیو تھا۔ اس نے افغانستان پر قبضہ کر کے یہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد میں سے کئی پشتوں کے بعد مشہور راجہ آردوان ہوا۔ جس نے اپنی سلطنت کو بہت زیادہ وسعت دی افغانستان کا راجہ انگار اجودھیا کے راجہ یودناشو کا ہمعصر تھا۔ پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ یودناشو اور انگار میں چودہ ماہ تک ایک خونریز جنگ جاری رہی۔ آخر کار صلح ہو گئی۔ اس کے بیٹے گندھار نے اپنے نام پر گندھار شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ یہ شہر آج کل قندھار کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ راجہ اگر سین والی دوارکا نے راجسو یگیہ کیا اور سری کرشن کا بیٹا پردومن فتوحات عالم کے لئے روانہ ہوا۔ تو افغانستان میں بھی اس کا گزر ہوا۔ ان ایام میں یہاں راجہ سنام قندھار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر حکومت کر رہا تھا۔ اسکے جانشین شل اور شکنی مہاراجہ ہستناپور (دہلی) کے ہمعصر تھے۔ اسی شکنی والی قندھار نے جو دریودھن والی ہستناپور کا ماموں تھا۔ سلطنت دہلی مہاراجہ یدھشٹر سے جوئے میں جیت کر دریودھن کو دلوائی تھی۔ یدھشٹر اور اسکی بیوی دروپدی بارہ برس تک جنگلوں کی خاک چھانتے رہے

مسیح سے ۱۲۹۲ برس پہلے تک یہ خاندان قندھار میں حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں انہوں نے دیبند نامی ایک شہر آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا۔ یہ شہر کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھا۔ اس شہر کو مختلف تواریخوں میں اوک ہانڈ اوجانڈ۔ اُوبند اور

۱۹ ارسلان ۱۱۶۰ء ۲۱ خسرو شاہ ۱۱۵۲ء
۲۰ بہرام شاہ ۱۱۳۸ء ۲۲ خسرو ملک ۱۱۸۶ء

صدر مقام غور

۱ محمد بن سوری ۵ غیاث الدین ۱۱۹۰ء
۲ قطب الدین سوری ۶ شہاب الدین ۱۲۰۲ء
۳ سیف الدین سوری ۱۱۶۵ء ۷ محمود ۱۲۳۶ء
۴ علاؤ الدین ۱۱۶۵ء ۸ بہاؤ الدین ۱۲۴۹ء

صدر مقام ہرات

۱ شمس الدین ۱۲۴۵ء ۵ شمس الدین ۱۳۲۸ء
۲ رکن الدین ۱۲۷۸ء ۶ حافظ ۱۳۳۹ء
۳ فخر الدین ۱۲۸۵ء ۷ معز الدین ۱۳۴۱ء
۴ غیاث الدین ۱۳۰۸ء ۸ غیاث الدین ۱۳۸۹ء

جانشین ایرانی و مغل ہندوستانی

درانی صدر مقام کابل

۱ احمد شاہ ۱۷۴۷ء ۶ شاہ شجاع ۱۸۰۳ء
۲ تیمور شاہ ۱۷۷۳ء ۷ علی شاہ ۱۸۱۷ء
۳ زمان شاہ ۱۷۹۳ء ۸ دوست محمد ۱۸۲۶ء
۴ شاہ شجاع ۱۸۰۱ء ۹ شجاع ۱۸۳۹ء
۵ محمود شاہ ۱۸۰۱ء ۱۰ شیر علی ۱۸۶۳ء

لکھتا ہے۔ کہ بعد کے زمانہ میں کلر کی اولاد کے بہت سے بھاٹی راجپوت اپنا ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہوگئے۔ اور افغانوں میں مل جل گئے۔ چارن رام ناتھ ارتن کے علاوہ ٹھاکر کاہن سنگھ صاحب بلوریہ بھی اپنی کتاب تواریخ راجپوتاں میں کلر کو بالند کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ یہ خیال بالکل درست واقعات کی بنا کر قائم ہے۔

دروہیو کی اولاد کے پندرہ بنسی راجگان قندھار اور ولیہند میں شاہی یا شاہیہ کے خطاب سے مخاطب کئے جاتے تھے۔ اس خاندان کی ایک شاخ نے قندھار سے اٹھ کر گجرات کاٹھیاواڑ میں حکومت کی۔ جس کا مورث اعلیٰ نہ پان (پتن) تھا۔ اس کی اولاد کے حکمران بھی گجرات میں شاہی کے خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ لگتورمان کو قتل کرکے جب کلر افغانستان کا حکمران بنا۔ تو اس کی اولاد بھی شاہی یا شاہیہ کے ہی نام سے مخاطب کی جاتی رہی۔

کلر کی اولاد میں سے راجہ للیہ کا ذکر کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں آتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب شنکر ورمن راجہ کشمیر نے ترکستان کی ریاست قراکیتے کے حاکم ایلک خاں کو جس کی دارالحکومت نزار میں تھی۔ شکست دے کر اس کا علاقہ تک دیش چھین لیا۔ تو ان ایام میں ولیہند کا راجہ للیہ ایلک خاں کا مددگار تھا۔ اور اس زمانہ میں ریاست ولیہند گردونواح کے شکست یافتہ حکمرانوں کی جائے پناہ ہوتی تھی۔ راج ترنگنی میں لکھا ہے۔ کہ ولیہند کے حکمران شرافت اور مہمان نوازی میں گردونواح کے تمام فرمانرواؤں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے ہر ایک راجہ ان کی دل سے عزت کرتا تھا۔ پنڈت کلہن لکھتا ہے۔ کہ ولیہند کا راجہ للیہ شاہی دردوں اور ترکوں سے

اہند وغیرہ کئی ایک ناموں سے نامزد کیا گیا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار کا مشہور مورخ البیرونی بیان کرتا ہے۔ کہ ۲۹۲ قبل مسیح سے لے کر لگتورمان تک جو اس خاندان کا سب سے آخری آریہ راجہ ویہند کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس خاندان کے ساٹھ تاجداروں نے مسلسل طور پر حکومت کی ساٹھویں راجہ لگتورمان کو میدان جنگ میں قتل کر کے کلر نے ویہند کے تخت سلطنت پر ۸۵۰ بکرمی میں قبضہ کیا۔

کلر کے خاندان کی نسبت مورخوں کی آرا میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ البیرونی کہتا ہے۔ کہ وہ برہمن نسل سے تھا۔ لیکن اس کی یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی اولاد میں سے راجہ بھیم پال کی بیٹی وارو انجلیسار کے راجہ سنگھ راج کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ جس کے بطن سے کشیم گیت فرمانروائے کشمیر کی رانی دوا پیدا ہوئی۔ چونکہ کشمیر اور وارو انجلیسار کے راجے راجپوت تھے۔ اس لئے ویہند کا راجہ بھیم پال اور اس کا بزرگ کلر بھی راجپوت ہی تھے کیونکہ اس زمانہ میں برہمنوں اور راجپوتوں میں تعلقات رشتہ داری قائم نہ تھے۔

چارن رام ناتھ رتن اپنی کتاب انتہاس راجستان میں لکھتا ہے۔ کہ حصار کے راجہ بالند جی کے بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام کلر یا کلور راؤ تھا۔ بالند کا بیٹا بھائی حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور اس کے گیارہ بھائیوں نے پنجاب افغانستان اور سندھ میں پھیل کر اپنی اپنی جداگانہ ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ چنانچہ کلر نے ویہند (افغانستان) کے راجہ لگتورمان کو شکست دے کر اور میدان جنگ میں اسے قتل کر کے ریاست ویہند پر قبضہ کر لیا تھا۔ چارن رام ناتھ رتن

کہا۔ جب تک تم مسلمانوں کے طریق جنگ سے بخوبی واقف نہ ہو جاؤ بہتر ہے۔ کہ اس پہاڑی کی چوٹی پر ٹھہر کر حسب خواہش آرام کریں لیکن تنگ نے یہ نیک نصیحت نہ مانی۔ اور لڑائی کا منتظر رہا۔

تنگ تھوڑی فوج لے کر توشی کے دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ اور محمود کے بھیجے ہوئے ایک دستہ فوج کو اس نے مغلوب کر لیا صبح کے وقت مسلمانوں کی فوج کا سپہ سالار جو فن حرب سے اچھی طرح واقف تھا۔ جوش میں بھرا ہوا میدان جنگ میں نکلا۔ کشمیری فوج تتر بتر ہو کر بھاگ گئی۔ اور ان میں سے صرف جے سنگھ۔ سری بردھن اور برمارک لڑتے رہے۔ ترلوچن پال کی فوج تعداد میں بہت کم تھی۔ اس نے شکست کھائی۔ مسلمان سارے افغانستان میں پھیل گئے۔ اور اس ملک سے آریوں کی حکومت کا چراغ اقبال ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔ دریائے سندھ کے پار ترلوچن پال سب سے آخری ہندو راجہ تھا۔ جو سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

کیکے خاندان دروہیو خاندان کے بعد ترکستان (باختر) کے گاشیو خاندان کے ایک شاہزادہ اشی نرکی اولاد میں سے راجہ شوی کے بیٹے کیکے نے سری رام چندر جی کے زمانہ سے کچھ عرصہ پہلے مغربی افغانستان میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلطنت مہاراجہ سگر کے عہد میں کمزور حالت میں تھی کیونکہ سگر کی فتوحات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن بلوچستان کی وارب قوم کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ وارب اور کیکے دونوں خاندان ایک ہی وقت میں پیدا ہوئے۔ اس لئے قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ مہاراجہ سگر کے عہد معدلت مہد میں یہ خاندان افغانستان میں حکومت کرتا تھا لیکن

درمیان اس طرح اپنے آپ کو بچائے ہوئے تھا۔ جس طرح دو شیروں کے درمیان ریچھ کیونکہ اس زمانہ میں ورد اور ترک غاصب تند خو اور خونخوار قومیں بنی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد راج ترنگنی میں ویہند کے راجہ کملک کا ذکر آتا ہے بیان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ گوپال برمن نے اوبھانڈپور (ویہند) کے مقام پر شاہیہ خاندان کے راجہ للیہ کو شکست دے کر اور اسے تخت سلطنت سے علیحدہ کرکے اس کے بیٹے تورمان کو تخت نشین کیا اور خود ہی اس کا نام کملک رکھا۔

کملک کے بعد ویہند کے راجہ بھیم پال شاہی کا ذکر راج ترنگنی میں آتا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کشمیر گیتا والی کشمیر کی رانی ردا کے نانا مشہور معروف بھیم شاہی نے کشمیر میں بھیم کیشو کا مندر بنوایا۔

ویہند کا قلعہ ہندوستان کا پھاٹک سمجھا جاتا تھا۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں کے آریہ فرمانرواؤں نے مغربی ممالک کے بادشاہوں کے حملوں کو روکے رکھا۔ لیکن بھیم پال کے پوتے ترلوچن پال کے عہد میں سلطان محمود غزنوی نے اس ریاست پر حملہ کر دیا۔ اور ترلوچن پال کو میدان جنگ میں قتل کرکے اس پھاٹک کو توڑ دیا۔ اور ترکوں و مغلوں کے لئے ہندوستان کا دروازہ کھول دیا۔ راج ترنگنی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ سنگرام راج نے تنگ وزیر کی زیر سرکردگی اپنی فوج راجہ ترلوچن پال کی امداد کے لئے روانہ کی کشمیری فوج کو ویہند میں گئے چھ دن گذر گئے۔ اور ترلوچن پال نے دیکھا۔ کہ یہ لوگ رات کے پہروں۔ جاسوسوں کی تعینا تی۔ فوجی قواعد اور حملہ کی دیگر تیاریوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ تو اس نے تنگ سے

جو ترکستان کے شاہزادہ اشی نر کی اولاد میں سے تھا دریائے سندھ کے مغرب کی طرف اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ راجہ شوی کے حالات سے پورانوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اس کے نام پر اس ریاست کا نام سوات مشہور ہوا۔ اور یہی نام اس علاقہ کا اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

جادو بنسی خاندان۔ پدبھاس کشیتر تیرتھ پر جادو بنسی خاندان کی تباہی کے بعد ۳۱۴۰ برس قبل مسیح میں مہاراجہ یدھشٹر والی دہلی نے سری کرشن کے پڑپوتے بجرناھو کو متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور پنجاب و افغانستان کی حکومت بھی اسے دیدی۔ یہ خاندان ۳۱۴۰ برس قبل مسیح سے ۷۹ء تک افغانستان میں حکومت کرتا رہا۔ اس خاندان کے آخری راجہ گجوجی کو شکست دے کر نوشیروان کے بیٹے نوشیزاد اور سپہ سالار حسین شاہ نے اسکی حکومت تباہ کردی۔ لیکن بعد ازاں جادو بنسی خاندان کی ایک شاخ چکیتائی کے سرداروں کو اس ملک کی حکومت دیدی۔ جادو بنسی خاندان کے راجہ گج نے قریباً ۲۷۰۰ برس قبل مسیح میں اپنے نام پر قلعہ گجنی تعمیر کروا کر شہر گجنی آباد کیا۔ جو آج تک غزنی کے نام سے افغانستان میں آباد چلا آتا ہے۔ جادو بنسی خاندان کے حالات سلطنت متھرا اور لاہور کے ضمن میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ حاصل کلام ۸۶۸ء تک افغانستان میں ہندو عملداری تمام ملک پر قائم رہی اسکے بعد ایک سو تیس برس کے عرصہ میں یہاں مسلمان سارے ملک پر حاوی ہو گئے۔ ہندوؤں کا بستر ا بوریا اٹھا کر اپنا قبضہ جما لیا۔

صاحب اقتدار نہ تھا۔

مہاراجہ دسرتھ والی اجودھیا کے عہد میں اس ریاست نے کسی قدر عروج حاصل کر لیا تھا۔ یہاں کے راجہ کی بیٹی سُودیشا جو کیکئی کے نام سے مشہور تھی۔ مہاراجہ دسرتھ کی رانی تھی۔ رانی کوشلیا کے بطن سے جب کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ تو راجہ کیکے نے اپنی لڑکی اس شرط پر بیاہی تھی۔ کہ اس کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ اجودھیا کے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ اسی لئے کیکئی بھرت کو ولیعہد سلطنت قرار دینے کے متعلق جو اصرار کر رہی تھی۔ وہ حق بجانب تھی۔ اور سری رام چندر جی نے بھرت کے سامنے یہی عذر پیش کیا تھا۔ جب وہ چترکوٹ پربت پر رام کو واپس لے جانے کے لئے تقاضا کر رہا تھا۔

اس کے بعد ہندوستان کی ہر ایک زمانہ کی تواریخ میں ریاست کیکے کا ذکر آتا ہے۔ لیکن مہابھارت کے زمانہ میں کیکے خاندان کی حکومت کا ذکر افغانستان میں نہیں۔ بلکہ مغربی بنگال میں آتا ہے۔ گرگ سنگھتا میں آسام کے علاقہ ابھر کا محل وقوع افغانستان میں اور افغانستان کے کیکے دیش کا محل وقوع بنگال میں بیان کیا ہے۔ یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے۔ کہ مہابھارت کے زمانہ سے کچھ عرصہ پہلے ان دونوں قوموں نے اپنی جائے سکونت تبدیل کر لی تھی۔ یا گرگ سنگھتا میں ہی غلطی سے لکھا گیا ہے۔ افغانستان میں کیکے خاندان کی دارالحکومت گربرج پور اس جگہ واقعہ تھی۔ جہاں آجکل شہر ہرات آباد ہے۔ اس خاندان کے تاجداروں کا نسب نامہ اور ان کے واقعات عہد پورانوں میں کہیں نظر سے نہیں گزرے۔

سوات خاندان۔ کیکے خاندان کے قریبی زمانہ میں مہاراجہ شومی نے

ہیں چلا گیا۔

سامانیہ۔ اس خاندان کا بانی مبانی سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تھا۔ خراسان کے گورنر اسد کی ترغیب سے زردشتی مذہب چھوڑ کر یہ مسلمان ہوگیا۔ اسکے بیٹے اسد کے چار لڑکے تھے جو خلیفہ مامون کی ملازمت میں ناموری حاصل کرکے چار صوبوں کے گورنر مقرر ہوگئے۔ چنانچہ الیاس ہرات کا حاکم مقرر ہوا۔

الیاس کے بھائی نوح نے جو خلیفہ بغداد کی طرف سے سمرقند کا گورنر مقرر ہوا تھا۔ بہت کچھ عروج حاصل کر لیا۔ اور اس نے خلیج فارس کے متصلہ صحراے پر بغداد تک قبضہ کرکے سامانیہ خاندان کی آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی۔ سمرقند اور بخارا اس خاندان کی دارالحکومتیں رہیں۔ اور ہرات میں ان کی طرف سے گورنر حکومت کرتے رہے۔ خاندان بو یہ کی روز افزوں ترقی سے سامانیہ خاندان کو زوال آنا شروع ہوا۔ جب یہ سلطنت کمزور ہوگئی۔ تو صوبوں کے گورنر خود مختار بن بیٹھے۔ جو زیادہ تر ترکی غلام تھے۔

غزنوی ان ترکی غلاموں سے جو بخارا کے سامانیہ خاندان کی طرف سے معزز عہدوں پر ممتاز تھے۔ ایک کا نام الپ تگین تھا۔ عبدالملک کی قدردانی سے یہ افواج خراسان کا سپہ سالار مقرر ہوگیا تھا۔ لیکن اپنے مربی کے مرتے ہی یہ اپنے عہدوں سے معزول ہوگیا۔ ۹۶۲ء میں یہ غزنی چلا آیا۔ یہاں اس کا باپ گورنر رہ چکا تھا۔ اس لئے الپ تگین کو اس ملک پر قبضہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور اس علاقہ کے کوہستانی دروں کا انتظام کر لینے سے یہ اپنے آقاؤں کے بُرے ارادوں کا بخوبی مقابلہ کر سکتا تھا۔ اس نے غزنی پر قابض ہوکر افغانستان میں سب سے پہلے ایک آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن موت نے اسے

خاندان صفاریہ:- مسلمانوں میں سے سب سے پہلا حملہ عربوں نے ۶۶۴ء میں افغانستان پر کیا۔ ہرات کو فتح کرکے اسی سال کابل پر چڑھائی کی۔ لیکن اس حملہ سے مسلمانوں کی کسی مستقل حکومت کی بنیاد نہیں پڑی۔ بعد ازاں قریباً دو سو سال تک عرب اور بغداد کے مسلمان سندھ کے راستہ ہندوستان پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اور سندھ سے ملتان تک کچھ علاقہ اپنے قبضہ میں بھی رکھا۔ لیکن افغانستان کی طرف انہوں نے رخ نہیں کیا۔ سجستان کے خاندان صفاریہ کا نامور فرمانروا یعقوب بن لیث پہلا شخص تھا۔ جس نے کابل میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ شخص تانبے کے برتن بنا کر فروخت کیا کرتا تھا۔ قسمت کی یاوری سے غارت گروں کی سرداری سے خلیفہ بغداد کے گورنر سیستان کا قائم مقام بنا ۸۶۸ء میں اس نے ہرات کا الحاق کیا

گورنری کی حالت میں اس نے شیراز۔ بلخ۔ طخارستان خراسان۔ طبرستان وغیرہ علاقہ جات فتح کرکے صوبہ سیستان کو وسعت دی۔ بعد ازاں خلیفہ معتمد کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرکے ڈنکے کی چوٹ اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اور خلافت بغداد پر بھی دندان آز تیز کرکے بڑھا۔ لیکن سپہ سالار موافق سے شکست کھا کر ۸۷۸ء میں یہ مارا گیا۔ بعد ازاں اس کا بھائی عمر سیستان کا بادشاہ ہوا۔ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے ڈر کر خلیفہ نے اسمٰعیل سامانی کو اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ اس نے عمر کو شکست دیکر قید کر لیا۔ اس کا پوتا طاہر بادشاہ بنا۔ وہ بھی اپنی سلطنت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہوا پکڑا گیا۔ ۸۹۶ء میں سیستان کا علاقہ خلفائے بغداد نے سامانیوں کو عطا کر دیا۔ اور اس طرح سے ہرات بھی ان کے ہی قبضہ

قیرات اور نارین کے ہندوؤں کو جو باقی رہ گئے تھے۔ جبراً مسلمان بنایا۔ اور اس ملک سے بھی ہندوؤں کا نام و نشان مٹا دیا۔ ہندوستان کی بے شمار دولت لوٹ کر غزنی کے بازار پُر کر دے۔ پنجاب کا مستقل طور پر افغانستان کے ساتھ الحاق کر لیا۔ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کے صلہ میں خلیفہ بغداد کی طرف سے اس کو امین الملت و یمین الدولہ کا خطاب ملا۔

فتوحات ملکی اور اشاعت اسلام کے علاوہ اس نے علوم و فنون کی اشاعت اور افغانوں کی وحشت دور کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ اس کا دربار مشہور شعرا اور ارباب علم و فضل سے بھرا رہتا تھا۔ اسکے عہد میں فردوسی نے شاہنامہ لکھا۔ عتبی نے تاریخ یمینی اور البیرونی نے ہندوستان کی تواریخ زیب قلم کی۔ یہ کتابیں نہایت ہی نیک پایہ کی شمار کی جاتی ہیں۔

اس کی سلطنت لاہور سے اصفہان اور سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی لیکن محمود کے بعد اس سلطنت کے مغربی اعضا کمزور ہو گئے۔ سلجوقیوں نے مرو کے قریب مسعود کو شکست دے کر ایران اور ماوراء النہر کے بیشتر ملک خوارزم۔ اصفہان اور رے وغیرہ چھین لئے۔ ۱۱۶۱ء میں غوریوں نے غزنی چھین لیا۔ اور اس خاندان کے بادشاہوں کو افغانستان کی سرزمین سے نکال کر پنجاب کی طرف دھکیل دیا۔ ۱۱۸۶ء میں غوریوں نے پنجاب بھی ضبط کر لیا۔

غوری کچھ عرصہ سے غور (گور) کے پہاڑی علاقہ میں جو ہرات اور غزنی کے مابین واقع ہے۔ افغانوں کی ایک آزاد قوم کی حکومت چلی آتی تھی۔ جس نے فیروز کوہ کو اپنا مسکن بنایا۔ اور محمد کے جانشین جنہوں نے رشتہ داری کے ذریعہ غزنویہ خاندان کے ساتھ تعلقات

توسیع حکومت کی مہلت نہ دی۔ ایک سال بعد یہ مر گیا۔ اس کے جانشیں اسحاق اور بلک تگین بھی ترقی دینے میں ناکامیاب ثابت ہوئے۔ غزنویہ حکومت کو تقویت دینے والا سبک تگین تھا۔ اس نے دونوں طرف اپنے ملک کو بڑھایا۔ مشرق میں پنجاب کے راجپوتوں کو شکست دے کر پشاور کا الحاق کر لیا۔ اور مغرب میں خراسان پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کے عہد میں صرف ہندو ریاست افغانستان میں باقی رہ گئی تھی۔ جو دشوار گزار پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔ اور اس کے چاروں طرف مسلمان باز اور شکرے کی طرح اس پر منڈلا رہے تھے۔

۹۹۲ء میں ماوراالنہر میں ایک بغاوت کو فرو کرنے کے صلہ میں سامانیہ امیر نوح کی طرف سے سبک تگین باقاعدہ طور پر خراسان کا گورنر تسلیم کر لیا۔ اگرچہ ظاہرا طور پر یہ سامانیہ حکومت کی بزرگی تسلیم کر رہا تھا۔ لیکن درحقیقت یہ اپنے کاروبار میں بالکل آزاد تھا۔ اور سامانیہ خاندان کی نسبت اس کی طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ سبک تگین کا بیٹا محمود مسلمانوں کی تواریخ میں ایک عظیم الشان بادشاہ ہوا ہے۔ اپنے چھوٹے بھائی اسمٰعیل کو معزول کر کے غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ اپنے طاقتور ہمسایہ ایلک خانیہ کی طرف سے بے فکر ہو کر اس نے ہندوستان کی طرف اپنی توجہ مبذول کی ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۴ء تک اس نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے۔ اور قنوج۔ متھرا و انہلواڑہ تک سارا ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ جن میں ہزاروں عالیشان مندر گرائے۔ لوٹ کھسوٹ قتل و غارت گری۔ ہندوؤں کو جبراً لونڈی غلام اور مسلمان بنانا جاری رکھا۔ اس نے ویہند کے راجہ تریوچن پال کو شکست دے کر افغانستان سے ہندو سلطنت کا نام و نشان مٹا دیا۔ ترکستان کے ایک کونہ میں

گھکڑوں نے قتل کر دیا۔ گھکڑ کھوکھروں کے سر الزام دیتے ہیں۔ چند کو قید کیا ہے۔ پھر تھوی راج چوہان نے شہید بید بھی تیر سے اس کا کام تمام کیا۔ جب کہ وہ غزنی میں قید تھا۔

شہاب الدین کے بعد محمود تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں صوبہ دار باغی ہو گئے۔ قطب الدین ایبک نے دہلی پر قبضہ کر لیا ناصر الدین قباچہ نے سندھ دبا لیا۔ یلدز نے غزنی پر تسلط کیا اور محمد کے پاس وہی اصلی ملک فیروز کوہ۔ غور۔ ہرات اور کچھ حصہ خراسان باقی رہ گیا۔ لیکن یہاں سے بھی خوارزم شاہیوں نے انہیں نکال دیا کچھ عرصہ کے بعد محمدی اولاد نے ہرات پر پھر اپنا قبضہ جمایا۔ جن کو کارت خاندان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کارت خاندان غور کا کارت گروہ متعلیہ سلطنت ایران کے ابتدائی زمانہ میں ہرات میں اپنی حکومت قائم کر چکا تھا۔ جوں جوں سلجوقی کمزور ہوتے گئے۔ کارت کی طاقت بڑھتی گئی۔ جب تیمور نے ہرات فتح کر لیا۔ تو کچھ عرصہ تک کارت باجگزار رہ کر اپنی حکومت کھو بیٹھے

ایرانی ہندوستانی غوریوں کے انتزاع حکومت کے باعث افغانستان اپنی حکومت سے محروم ہو گیا۔ اگرچہ غوری خاندان کی ایک شاخ کارت کچھ عرصہ تک حکمران رہی لیکن اس کی حکومت محض ہرات میں بھی محدود رہی۔ ایران کے ایلک خانیوں نے افغانستان کو فتح کر کے اپنا صوبہ بنایا۔ پھر خاندان تیموریہ کے تسلط میں آیا۔ جب ہندوستان میں مغلیہ سلطنت قائم ہوئی۔ تو افغانستان کبھی ہندوستان اور کبھی ایران کے ماتحت رہا۔ اور کبھی دونوں باشندے لیتے رہے۔ لیکن شاہ طور پر کابل و قندھار اور بلخ کی موت تک مغلیہ شاہان ہند اور ہرات فرمانروایان ایران کا صوبہ رہا۔ ۱۷۳۷ء میں نادر شاہ افشار نے کابل

پیدا کرتے تھے۔ فیروز کوہ اور بامیان کے حاکم بنے رہے۔ جب بہرام شاہ غزنوی نے اپنے داماد قطب الدین محمد سوری کو قتل کروا دیا۔ تو اسکے بھائی سیف الدین سوری نے غزنی کو فتح کر کے بدلہ لیا۔ لیکن دوسرے سال بہرام شاہ نے پھر غزنی میں داخل ہو کر حملہ آور کو ایسی سخت اکلیفیں دیں۔ کہ وہ مر گیا۔ سیف الدین سوری کے بھائی علاؤ الدین حسن نے غزنی پر حملہ کر کے قتل عام کا بازار گرم کیا۔ شہر غزنی کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنایا۔ اس لئے اس کا نام علاؤ الدین جہانسوز مشہور ہوا علاؤ الدین جہانسوز کو خراسان کے حاکم سلطان سنجر سلجوقی نے قید کر کے مار دیا۔ اس عرصہ میں گز ز کسان تمام افغانستان پر چھا گئے۔ اور انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے غزنوی اور غوری دونوں خاندانوں کو حکومت افغانستان سے بیدخل کر دیا۔ جب گز ایران کو واپس چلے گئے تو علاؤ الدین جہاں سوز کے دو بھتیجوں نے غور کی حکومت اپنے ہاتھ میں لی غیاث الدین بادشاہ بنا اور شہاب الدین سپہ سالار انہوں نے ۱۱۷۳ء میں گز قوم سے غزنی چھین لی۔ دو سال بعد ہرات لے لیا پھر سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ لے کر ہندوستان کی طرف توجہ کی۔ پہلے سندھ اور ملتان کو فتح کیا۔ جہاں کے باشندوں کو ابتدائی عربی حملہ آور مسلمانوں کی حکومت کا عادی بنا چکے تھے۔ پھر لاہور سے غزنوی خاندان کو علیحدہ کر کے دہلی کی طرف بڑھا۔ چوہان راجپوتوں کے سرتاج مہاراج پرتھوی راج چوہان سے پہلی دفعہ شکست کھائی۔ دوسرے سال اسے فتح کر لیا۔ اسکے بعد قنوج۔ بندیل کھنڈ بہار اور بنگال کو شہاب الدین کے سپہ سالاروں نے فتح کیا۔ غیاث الدین کے بعد ... شہاب الدین غور کا بادشاہ بنا۔ وہ خوارزم شاہ کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ کہ اجل آ پہنچی۔ بعض کہتے ہیں

اگرچہ دوست محمد نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا تھا۔ لیکن اس کا بیٹا اکبر خان بدستور انگریزوں کی مخالفت پر اڑا رہا ۱۸۴۱ء میں میگنائن اور برنس دغابازی سے قتل کئے گئے۔ اور سولہ ہزار انگریزی سپاہ و شاگرد پیشہ جن سے مزاحمت نہ کرنے کا عہد کیا تھا۔ سب کے سب قتل کر دئے گئے صرف ایک آدمی زندہ بچ کر آیا۔ اور اس نے دردناک داستان بیان کی۔ اس پر جنرل پالک کی فوج نے اس کشت و خون کا بدلہ لیا۔ اس کے بعد افغانستان کو اپنے کاروبار سلطنت بلا مداخلت غیر سے انجام دینے کی اجازت مل گئی۔ دوست محمد مر گیا تو اس کے بیٹوں اور پوتوں میں تخت و تاج کے لئے تنازعہ ہوتا رہا۔ روسی اثر کو روکنے کے لئے انگریزوں نے مسٹر کوکناری کو سفیر مقرر کر کے کابل بھیجا لیکن افغانوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس لئے سٹوارٹ اور لارنس کو فوجکشی کرنی پڑی۔ چنانچہ شیر علی کو شکست دے کر اسے حوالہ کیا گیا۔ اور سید عبدالرحمن خان کو افغانستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اس نے بڑی ہوشیاری اور قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے نہ صرف انتظام ہی اچھا رکھا بلکہ کافرستان کو فتح کر کے اپنی مملکت کو وسعت دی۔ اس نے افغانوں کی وحشت دور کرنے اور ملکی ترقی کے لئے بہت کوشش کی۔ کئی کارخانے جاری کئے۔ ۱۹۰۱ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کا بڑا لڑکا امیر حبیب اللہ خاں افغانستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہے

(۱۰۳) پراگ جیوتش پور

سلطنت چین

۱ بھوم ۲ نرگ

کو فتح کیا۔ اور دس سال اپنے قبضہ میں رکھا۔

درانی ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ کے مرنے پر افغانوں نے اپنی آزادی کے لئے حکومت ایران سے بغاوت کی۔ احمد شاہ درانی کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور وزارت کا عہدہ بارک زئی خاندان کے موروثی سردار جمال خان کو عطا ہوا۔ سو سال تک یہی حالت رہی۔ کہ بادشاہ درانی اور وزیر بارک زئی ہوتے تھے۔ احمد شاہ درانی نے تمام افغانستان اپنے قبضہ میں کر لیا ہرات اور خراسان بھی اس کے ماتحت ہو گئے۔ اس نے پنجاب، سندھ اور کشمیر کا بھی الحاق کر لیا۔ لیکن اس کے پنجابی مقبوضات آہستہ آہستہ سکھوں نے دبا لئے۔ احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے بارک زئیوں کا اثر کم کرنے کے لئے ان کے چیدہ چیدہ آدمی مروا دئے۔ لیکن اس کارروائی کا نتیجہ الٹا نکلا۔ چنانچہ محمود شاہ اور شاہ شجاع کے ابتدائی عہد حکومت میں دراصل افغانستان کے یہی فرمانروا تھے۔ ۱۸۱۸ء میں بارک زئی سردار فتح خاں کو پہلے اندھا کرنے پھر قتل کروا دینے سے سلطنت درانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

بارک زئی۔ چند سال کے کشت و خون کے بعد مقتول وزیر کا بھائی دوست محمد ۱۸۲۶ء میں بطور پہلے بارک زئی امیر کے افغانستان کا بادشاہ بن گیا۔ آخری درانیوں کے عہد میں ایرانی سپاہ نے ہرات کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کی اس لئے ایرانی کامیاب نہ ہو سکے۔ جب دوست محمد نے روسیوں کی طرف میلان ظاہر کیا۔ تو گورنمنٹ ہند نے اس کے ہوش و حواس درست کرنے کے لئے اس کے خلاف اعلان جنگ دے دیا۔ جو ۱۸۳۹ء کی مصیبتوں کا باعث ہوئی۔ خاندان درانیہ کا رکن شاہ شجاع افغانستان کے تخت پر بٹھایا گیا۔ اور سر ولیم میگنائن ریزیڈنٹ کابل مقرر کئے

پراگ جیوتش پور کا ذکر پایا جاتا ہے۔ پورانوں میں مہابھارت اور گرگ سنگھتا میں اور ایسے ہی رگھوبنش اور راج ترنگنی میں اس ریاست کے تاجداروں کے حالات اور واقعات بہ مرقوم ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ریاست کے حکمرانوں کا ہندوستان کے راجاؤں کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل سطور سے واضح ہو جائیگا۔

اس کتاب کے پہلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش میں ملک تبت کے دیوتاؤں نے برہما۔ وشنو اور مہادیو کو روئے زمین کی حکمرانی کے لئے منتخب کیا۔ ان میں سے وشنو کو جو مہرشی کشیپ کا فرزند تھا۔ اور ادنی کے بطن سے تولد ہوا تھا۔ چین۔ چینی تاتار۔ روس اور امریکہ [illegible] گئی۔ وشنو پوران میں لکھا ہے۔ کہ وشنو جی کے بیٹے [illegible] یا بھوم نے اس ملک میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی جسے آج کل منگولیا کہتے ہیں۔ پراگ جیوتش پور کے چوراسی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان میں بھی منگل کو وشنو پوری کے ایک گدی نشین آدیا راہ کا فرزند بیان کیا ہے۔ چنانچہ منگل کی اولاد نسلاً بعد نسلاً منگولیا میں رہ کر حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ . . . . . .

. . . . . اور قدیم زمانہ کے رواج کے مطابق منگولیا کی حکومت پر جو راجہ گدی نشین ہوتا رہا۔ وہ منگل کے ہی خطاب سے مخاطب کیا جاتا رہا۔

سلطنت منگولیا میں سے بعد کے زمانہ میں دو شاہزادوں نے ہمالیہ کے سلسلہ کوہ میں دو حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ ان میں سے ایک ریاست کانگڑہ ہمالیہ پربت کے مغربی حصہ میں اب تک

۳	بھگ دت	۱۴	بیر باہو
۴	بجروت	۱۵	بل برمن
۵	راوں	۱۶	برہم پال
۶	جت بک	۱۷	رتن پال
۷	سال ستنبھ	۱۸	پرندر پال
۸	پالک	۱۹	سرندر پال
۹	بجے	۲۰	اندر پال
۱۰	پرانب	۲۱	تنگ دیو
۱۱	ہرجر	۲۲	یوگ دیو
۱۲	بن بلل	۲۳	بودھ دیو
۱۳	بجھاں	۲۴	وید دیو

کامروپ (آسام) کے شمال کی طرف ہمالیہ پربت کے سلسلہ کوہیں پراگ جیوتش پور نامی ایک ریاست واقعہ تھی۔ جس کے مقبوضات ہمالیہ کے شمال میں پھیلے ہوئے تھے۔ جنہیں آج کل سلطنت چین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سلطنت کے فرمانرواؤں نے اکثر اوقات ہمالیہ سے اتر کر ملک آسام کے کچھ حصہ پر اپنا تسلط جمایا۔ چنانچہ بعض راجاؤں کے نصب کئے ہوئے کتبے آسام کی شمالی پہاڑیوں میں برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں سے چار کتبہ جات کی نقل جرنل بنگال ایشیاٹک سوسائٹی میں درج کردی گئی ہے۔ ان کتبہ جات کی بنا پر لاسن صاحب نے پتہ لگایا۔ کہ یہ ریاست ہمالیہ پربت کے شمالی حصہ میں موجود تھی۔ اور دیگر یورپین مورخوں نے بھی پراگ جیوتش پور کی نیم روایتی ریاست کی موجودگی کو درست تسلیم کرلیا۔

برہمانڈ اس کے ہندوستان کی ہر ایک زمانہ کی تواریخ میں

اور مستحکم قلعہ تعمیر کروایا۔ کہ اس کی مانند روئے زمین پر دوسرا تعمیر نہیں ہوا
کئی میل لمبی چوڑی ایک چٹان کو باہر سے کاٹ کر ہی دیوار بنائی گئی۔
جس کے چاروں طرف اندر کی جانب چھاونیاں اور اسلحہ جات جنگ کے
مکانات بنوائے۔ اس کے اندر پانی سے بھری ہوئی گہری نہر تھی۔ تاکہ
اگر کوئی دشمن کو ہی دیوار سے گزر کر اور فوج کو شکست دے کر
آگے بڑھنے کا قصد کرے۔ تو نہر کا بل توڑ کر اس کا گزرنا ممکن بنا دیا جائے
پانی کی کھائی کے اندر لکڑی کے مکانات بنوا کر بھک سے اڑ جانے
والا بارود اور اشیا گندھک وغیرہ ان میں بھر دیں۔ اس آگ کے
قلعہ کے اندر کی طرف ہوا کا قلعہ بنایا۔ اور آندھی و گرد و غبار فوراً
پیدا کر دینے کا اس میں انتظام کیا گیا۔ اس کے اندر کی طرف دھاتوں
کو گلا کر ایک مضبوط فصیل تیار کی گئی۔ جو کوہی دیوار کی طرح مستحکم اور
مضبوط تھی۔ جس پر گولہ بارود کا اثر نہ ہو سکے

اس مضبوط قلعہ کے اندر ایک وسیع میدان میں محلات خزانہ اور
دربار تعمیر کروائے۔ اپنی دارالحکومت کا اس طرح سے انتظام
کر کے راجہ جرگ نے گرد و نواح کے ملکوں میں لوٹ مار اور غارت گری
کا بازار گرم کیا۔ یہ قلعہ زر و جواہر اور دولت سے بھر دیا۔ پورانوں
میں لکھا ہے۔ کہ اس نے جزیرہ نما ہند چینی۔ چین۔ جاپان وغیرہ ملکوں کو
فتح کر کے اپنے قبضہ میں کیا۔ مغرب کی طرف سمیر و پرت کے نزدیک
دیوتاؤں [illegible] نے جانے والے رستہ دیویاں تک کل ملک اپنی
قلہ [illegible] سلطنت امراوتی کو پتا جیت و تاراج کر کے دولت
[illegible] لے گیا۔ اس نے کنواری لڑکیاں جمع کرنی
[illegible] کہ بیس ہزار لڑکیوں کے ساتھ ایک ہی
[illegible] تعداد دو ہزار ایک سو تک پہنچ گئی

مرتبہ

موجود ہے۔ اور دوسری پراگ جیوتش پور ہمالیہ پربت کے مشرقی حصہ میں تھی۔ جو چند صدیاں گزریں۔ نیست و نابود ہو گئی۔ پراگ جیوتش پور کا ذکر ہندوستان کی تواریخ میں سب سے پہلے مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے حالات میں آتا ہے۔ جب رگھو ایشیائی ممالک کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ تو پراگ جیوتش پور میں بھی اس کا گزر ہوا۔ اور یہاں کے فرمانروا کو میدان جنگ میں شکست دے کر اس سے خراج وصول کیا۔

طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے منگل کے خاندان کا راجہ نرگ پراگ جیوتش پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا اولوالعزم۔ شہ زور اور بہادر تھا۔ گرگ سنگھتا میں لکھا ہے۔ کہ جب متھرا کے شاہنشاہ کنس نے فتوحات ملکی کے لئے فوجکشی کی۔ تو اس نے پراگ جیوتش پور پر بھی حملہ کیا۔ راجہ نرگ نے بہادری کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ اس کے سپہ سالاروں پرلنپ۔ مرگیندر سرگیندر وہینک اور بک وغیرہ نے باری باری سے کنس کے ساتھ لڑائی کی۔ لیکن شکست کھائی۔ اس کے بعد بک سپہ سالار کی بہن پوتنا میدان جنگ میں لڑائی کے لئے آئی۔ لیکن کنس نے عورت ذات سمجھکر اس کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا۔ راجہ نرگ نے صلح کر لی۔ اور اپنی شکست مان کر خراج ادا کر دیا۔ کنس واپس آتے ہوئے بک۔ دھینک اور پوتنا کو اپنے ساتھ متھرا میں لے آیا۔ اور یہ جاسوسی کا کام سرانجام دیتے رہے کنس کے یہ پرائیویٹ اہلکار تھے۔

ہری بنش اور بھاگوت وغیرہ پورانوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ راجہ نرگ نے اپنی دارالحکومت میں ایک ایسا عجیب و غریب

کرنے لگا۔ سری کرشن جی اور مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں وہ ہمیشہ حاضر ہوتا رہا۔ بھگ دت کی بیٹی بربری کے ساتھ مہاراجہ یدھشٹر فرمانروائے دہلی کے بھائی بھیم سین کے بیٹے گھٹوت کچھ نے شادی کی اور اس کے بطن سے بربرنامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے شمالی افریقہ پر اپنا قبضہ کیا۔ اس لئے اس علاقہ کا نام ہی بربرویش مشہور ہوگیا۔

مہاراجہ اگرسین والی دوارکا کے راجسو یگیہ کی تکمیل کے لئے پرودمن فتوحات عالم کے لئے روانہ ہوا۔ اور دکن کی ایک ریاست راج پور میں گیا۔ تو راجہ شالب مقابلہ کے لئے آیا۔ اس نے شکست کھاکر خراج ادا کردیا۔ لیکن اس کا ایک باجگزار راجہ دوبد بازجاکم کشکندھا میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اس نے ریاست پراگ جیوتش پور میں جاکر پناہ لی۔ راجہ بھگ دت نے اسے جاگیر عطا کردی کیونکہ دوبد بازراجہ نرگ کا دوست تھا۔ بعد ازاں پرودمن دنیا کے تاجداروں سے خراج وصول کرتا ہوا پراگ جیوتش پور میں پہنچا تو بھگ دت نے خراج ادا کردیا لیکن دوبد نے عداوت کی وجہ سے مقابلہ کیا۔ اور شکست کھاکر پھر کشکندھا کو واپس چلا آیا۔ پراگ جیوتش پور کی ریاست میں گوپور کی جاگیر اسے ملی تھی۔

بھگ دت کے بہت مدت بعد اس خاندان میں مشہور راجہ راون پراگ جیوتش پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں مہکاوتی کا راجہ اجے پال ہندوستان کے تمام حکمرانوں کو تسخیر کرتا ہوا کامروپ کی شمالی سرحد پر جا پہنچا۔ پراگ جیوتش پور پر حملہ کیا۔ تو راون اپنے باجگزار راجاؤں بیڈال بیڈال اور بڈسب وغیرہ کو ہمراہ لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ اجے پال نے راون اور اس کے مددگار راجاؤں کو میدان جنگ میں تہ تیغ کیا۔ راون کے بعد

قلعہ میں بند کر کے سپہ سالار مُر کا اُن پر پہرہ لگا دیا۔

امراوتی کے راجہ اندر کی درخواست پر سری کرشن جی نے راجہ نرگ کو سزا دینے کے لئے فوجکشی کر دی۔ رانی ست بھاماں بھی اس زبردست جنگ کو دیکھنے کی غرض سے ہمراہ گئی۔ سری کرشن جی گرڑ بوان پر سوار ہو کر قلعہ کے عین درمیان میں جا اترے۔ چھ قلعوں کے دروازوں پر پہرہ داروں کو قتل کر کے جادو بنسی سرداروں کو ان کی جگہ تعینات کر دیا۔ اور اس طرح سے بیرونی امداد پہنچنے کا رستہ بند کر دیا۔ بعد ازاں سپہ سالار مُر کی چھ ہزار سپاہ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ پھر نسنہ ہے گریو پنچ نہ سپہ سالاروں کو بمعہ ان کی فوج کے تہ تیغ کیا جب درمیان قلعہ کے اندر مقیم تمام جرنیل مارے گئے۔ تو نرگ خود میدان میں آیا۔ لیکن سری کرشن جی نے سدرشن چکر سے اس کا سر تن سے جدا کر کے کیفر کردار کو پہنچایا۔ نرگ کے مرتے ہی اس کی بوڑھی ماں اپنے پوتے بھگ دت کو جو ابھی کم سن تھا۔ اور سری کرشن کے قدموں پر ڈال کر معافی کی خواستگار ہوئی۔ کرشن جی نے جادو بنسیوں کے منع کرنے پر بھی بھگ دت کی جان بخشی کی اور اس کے راج تلک کی رسم ادا کر کے پراگ جیوتش پور کا حکمران بنا دیا۔ چونکہ وہ نابالغ تھا۔ اس لئے اس کے چچا نیل کو سرپرست مقرر کیا۔ سولہ ہزار ایک سو لڑکی کو قید سے چھڑ دیا اور انہیں اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن ان لڑکیوں نے جو جوان ہو چکی تھیں۔ بطور اظہار شکریہ کے دوارکا میں جانا پسند کیا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ان سب نے سری کرشن جی سے شادی کر لی۔ لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادو بنسی شاہزادوں کے ساتھ ان کی شادیاں کر دی گئی ہونگی۔

راجہ بھگ دت سلطنت دوارکا کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت

خوش کیا۔ چنانچہ کمار پال نے وید دیو کو پراگ جیوتش پور کی ریاست واپس دیدی اور تنگ دیو کے عہد میں جتنا علاقہ اس کے قبضہ میں تھا۔ سب وید دیو کو عطا کر دیا۔ یہ بات ایک دان پتر سے معلوم ہوئی ہے۔ جو پراگ جیوتش پور کے مہاراجہ ادھراج وید دیو نے مراری کے بیٹے منورتھ کو کموں میں عطا کیا تھا۔ اور آج کل لکھنؤ کے میوزیم میں موجود ہے۔ وید دیو سے بعد کے حالات پراگ جیوتش کے متعلق معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

ایشیائے روم

واقعات قبل از طوفان نوح

سلطنت بابل

۱	ہرمنیہ کشپ	۲	بردچن
۳	پرہلاد	۵	بلی
۴	[illegible]		

سلطنت [illegible]

۱	[illegible]	۶	[illegible]
۲	[illegible]	۷	[illegible]
۳	[illegible]	۸	[illegible]
۴	[illegible]	۹	[illegible]
۵	[illegible]	۱۰	[illegible]

اس کا بیٹا جٹ بک پراگ جیوتش پور کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے اجے پال کے بیٹے بھٹ ولن کے ساتھ لڑائی کی جس میں بھٹ ولن اور اس کے ۱۲ بھائی جٹ بک کے ہاتھ سے مارے گئے۔ بھٹ ولن کے بعد اس کا بیٹا انگ راج بھی بمعہ اپنے دو بھائیوں کے جٹ بک کے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔

انگ راج کے بعد اسکا بیٹا بھیم مہکاوتی کا حکمران ہوا۔ وہ بھی پراگ جیوتش پور کے راجہ جٹ بک کے ہی ہاتھ سے بمعہ اپنے بیس بھائیوں کے اس طویل جنگ میں کام آیا۔ لیکن بھیم کے بعد اس کے بیٹے گوگا چوہان نے جٹ بک اور اس کے بھائیوں کو میدان کارزار میں تہ تیغ کر کے اس طول طویل جنگ کا خاتمہ کیا۔ جو چار پشتوں سے فرمانروایان پراگ جیوتش پور کے ساتھ چلی آتی تھی۔ گوگا نے پراگ جیوتش پور والوں کی ساری طاقت توڑ دی۔ اور شکستوں سے انہیں ایسا کمزور کر دیا۔ کہ پھر وہ ہندوستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے۔

جٹ بک کی اولاد مدت مدید اور عرصہ بعید تک پراگ جیوتش پور میں حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں بنگال کے پال خاندان کے راجہ رام پال نے زور پکڑا۔ اس نے متھلا پور کے راجہ کو شکست دے کر اس ریاست کا اپنی قلمرو میں الحاق کر لیا۔ اس کے بعد اس نے پراگ جیوتش پور کے راجہ تنگ دیو کو بھی قتل کر کے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اور بھوم خاندان کے ہاتھ سے یہ ریاست چھن گئی۔ تنگ دیو کے بیٹے یوگ دیو نے رام پال کے بیٹے کمار پال والی بنگال کی ماتحتی اختیار کی اور عہدہ وزارت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ یوگ دیو کے بیٹے بودھ دیو اور اس کے فرزند وید دیو نے اپنی خدمات حسنہ سے راجہ کمار پال کو

اور ایشیائی روم میں جاکر ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جسکو قدیم نوشتہ جات میں سلطنت بابل کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ پورانوں میں اس سلطنت کے فرمانرواؤں کے واقعات عہد وضاحت کے ساتھ قلمبند کئے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

ایشیا کے مغربی ممالک کی تواریخ سے بھی بابل کی قدیم عظیم الشان سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ جو اپنے عروج و اقبال کے زمانہ میں مغربی ایشیا اور یورپ کے ممالک پر بھی حاوی ہو رہی تھی۔ یہاں کے بادشاہ بڑے بہادر اور جنگجو ہوتے تھے۔ ان کے محلات بڑے عظیم الشان تھے۔ جن کے کھنڈرات آج کل بھی دنیا کے عجائبات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں کو متعجب کرتے ہیں۔ اگرچہ سکندر اعظم کے زمانہ سے ہزاروں برس پہلے یہ سلطنت غارت ہو چکی تھی۔ لیکن شہر بابل اس وقت بھی اچھی رونق پر تھا۔ جب سکندر اس شہر میں داخل ہوا۔ تو یہاں کے پوجاریوں نے اس وقت سے چار لاکھ برس پہلے کے لکھے ہوئے نجوم کے زائچے دکھلائے۔

پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ہرینہ کشیپ اور ہرنیاکش نے ملک کشمیر سے جلاوطن ہو کر اس سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ مصر کی حکومت اس سے پہلے قائم ہو چکی تھی۔ اس لئے ہرینہ کشیپ اور ہرنیاکش نے اپنی بہن سنگھ کا کی شادی بپہ چت شاہ مصر کے ساتھ کر کے اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے۔ اور اہل مصر کی امداد حاصل کر کے امراوتی کے راجہ اندر کے خلاف ملک تبت پر فوجکشی کر دی۔ اس معرکہ آرائی کا جو کچھ حال سنسکرت لٹریچر میں کھینچا گیا ہے۔ اس سے ہرینہ کشیپ کی بہادری اور شجاعت۔ دانشمندی اور فن جنگ میں کمالیت کا پورا پورا پتہ ملتا ہے۔ اس نے انکا پوری۔ سنیمنی پوری

۱۱	ایل بل	۲۰	ہما بیرہ
۱۲	خرم	۲۱	کلپ بیرہ
۱۳	انجک	۲۲	چکر
۱۴	نرک	۲۳	دکھیات
۱۵	کال	۲۴	بودھی
۱۶	نابھ	۲۵	مہابل
۱۷	پرمان	۲۶	شنگ
۱۸	راہو	۲۷	پوترن
۱۹	سورجھانو	۲۸	بجرناتھ

سلطنت حباب

۱ برہم دت ۲ ہنس
۳ جمنار دھن

بابل اس کتاب کی ابتدا میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ملک کشمیر میں مہرسی کشیپ کا ایک آشرم واقعہ تھا۔ اس آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت دتی کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ دیت قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس قوم کے سورثان اعلیٰ ہرنیکشیپ اور ہرنیاکش نے سلطنت امرادتی کے فرمانروا راجہ اندر کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس لیے ان کو ملک بدست اور کشمیر کی سرزمین سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے سید عا مغرب کا رخ کیا

کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہرنیاکش کے بیٹے پرہلاد نے وشنو دھرم کی تعلیم سے بہرہ یاب ہوکر اس مذہب کو قبول کرلیا۔ اور ہرنیاکش کو یہ بات سخت ناگوار معلوم ہوئی۔ چنانچہ اس نے پہلاد کو اپنے خیالات ترک کر دینے کی ہدایت کی۔ پرہلاد کے دل میں یہ تخم جڑ پکڑ چکی تھی۔ اس نے جب اس مذہب کو نہ چھوڑا تو ہرنیاکش نے اسے نوع بنوع کی اذیتیں دینی شروع کیں۔ ہرنیاکش نے پتیہ آگرہ کیا۔ اور تمام تکالیف کو جو اس کے باپ نے اسے دیں خندہ دل سے برداشت کیا۔ لیکن اپنے دھرم کو نہ چھوڑا۔

پرہلاد کے سیتیہ آگرہ کی کہانیاں گھر گھر دہرائی جانے لگیں اسکی ایثار نفسی اور قوت برداشت اس کے اعتقاد اور وشواس کا شہرہ دنیا میں بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گیا۔ اور ہرنیاکش کے ظلم و ستم کا کہرام مچ گیا۔ وشنو دھرم کے پیشوا بھگوان بارائن سوامی سنگھ جی ان ایام میں وشنو پوری کی گدی پر رونق افروز تھے۔ جب ان کو ان واقعات کی اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے بابل پر فوجکشی کردی اور اپنے سدرشن چکر سے ہرنیاکش کو قتل کرکے اس کے ظلم و تعدی کا خاتمہ کیا۔ پرہلاد کو قید سے چھڑا کر بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیکر وشنو پوری کو واپس چلے آئے۔ پورانوں میں ان واقعات کو مبالغہ آمیز پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا نفس مطلب یہی ہے۔ جو ہم نے مذکورہ بالا الفاظ میں بیان کر دیا۔ پرہلاد نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر مغربی ایشیا میں وشنو دھرم کی خوب اشاعت کی۔ اس نے اپنی مملکت میں ویدک تہذیب اور شائستگی کو بہت کچھ درجہ کمال تک پہنچایا۔

کرشنا گنگا۔ وغیرہ سلطنت امرادتی کی ماتحت ریاستوں کے حکمرانوں کو اسیر کرکے راجہ اندر کی طاقت کو بالکل کمزور کردیا اور ان ریاستوں پر اپنے گورنر مقرر کرکے امرادتی کا محاصرہ کرلیا۔ ایک خونریز جنگ کے بعد اندر نے بھی شکست کھائی۔ اور وہ بھی تخت و تاج سے محروم ہوکر ہرنیہ کشیپ کے اسیران سلطانی کے زمرہ میں داخل کیا گیا۔ اس فتح سے ہرنیہ کشیپ تمام روئے زمین کا چکروالی فرمانروا بن گیا۔ اس کے دل میں غرور اور تمکنت کا مادہ پیدا ہوگیا امرادتی کے تخت سلطنت پر جلوس فرماکر اس نے راگ رنگ کی محفلیں گرم کیں۔ بعدازاں اپنے ملک کو واپس جانے لگا۔ لیکن شمالی ہند کی سرزمین میں دشنو پوری کے حکمران بھگوان باراہ کے ساتھ اسکی مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد باراہ نے ہرنیہ کشیپ کو سدرشن چکر سے ساتھ قتل کرکے امرادتی کے راجہ اندر اور اس کے ماتحت سرداروں کو قید سے آزاد کرکے ان کی اپنی اپنی حکومتوں پر بحال کردیا۔ اور دیتوں کی سپاہ کو مار مار کر بھگا دیا۔

ہرنیہ کشیپ کے مرنے کے بعد بابل کے دیتوں نے اس کے بھائی ہرنیاکش کو اپنا فرمانروا تسلیم کیا۔ اس نے بہت سی جمعیت فراہم کرکے ہندوستان پر فوجکشی کردی۔ لیکن آریوں کے سپہ سے پہلے راجہ سوبھوسنو نے اسے شکست دے کر واپس بٹھا دیا اس کتاب کے آغاز میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں وشنو اور ویشنو ویدک دھرم کی یہ دو شاخیں پیدا ہوچکی تھیں۔ اور دشنو پوری کے گدی نشین ویدک دھرم کے پیشوا راجہ اندر والی امرادتی کی حفاظت کے لئے اسکے مخالفوں کو ہمیشہ نیست و نابود کرتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ لوگ ویشنو دھرم کو نفرت اور حقارت

مقابلہ میں میدان جنگ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ لیکن دیدک دھرم کی حفاظت کی ذمہ داری کا سارا بوجھ اس کے ذمہ تھا۔ اس لئے کمال دانائی اور مصلحت وقت کو کام میں لا کر اس نے تمام دنیا کی حکومت رابہ بلی سے خیرات میں لے لی۔ اگرچہ سلطنت بابل کے ارکان اور امرا نے اپنے فرمانروا کو منع کیا۔ کہ اس فریب کے بچیں۔ لیکن بلی نے کہا۔ کہ میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اور ایفائے وعدہ سے گریز کرنا میرے جیسے سشہنشاہ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے باؤں کو دنیا بھر کی حکومت سپرد کر دی۔ اور ان کے ارشاد کے موجب اپنے اہل قوم کو ہمراہ لے کر جنوبی افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں شونت پور نامی شہر آباد کر کے اپنی دارالحکومت بنایا۔ اور اس کی اولاد ہوزان نوح کے زمانہ تک افریقہ میں جہانبانی کرتی رہی۔

اسیریا۔ مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بابا سب سے پہلے حکمران ہرنیہ کشیپ نے شاہان مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی غرض سے اپنی ہن سنگھ کالی شادی بیرجیت فرمانروائے مصر کے ساتھ کی اس کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ سنگھ کے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ ہرنیہ کشیپ نے اپنے بھانجے کو ایک جاگیر دے کر روم میں ہی اسے حکومت پذیر کر دیا اس نے نینوہ نامی شہر آباد کر کے شاہان بابل کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرنی شروع کی۔ اس سلطنت کے فرمانروا خاندان کو اسر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس لئے یہ حکومت اسیریا کہلائی صرف پورانوں سے ہی نہیں۔ بلکہ مغربی دنیا کے قدیم نوشتہ جات سے بھی اس قدیم سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس سلطنت کو برباد ہوئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں۔ لیکن اس کی روایات اب تک

پرہلاد کے بیٹے بروچن نے دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اپنی تعلیم میں روح کو نظر انداز کرکے مادی تعلیم کی اشاعت میں اپنی ساری طاقت صرف کردی۔ سنسکرت کی کتاب مقدسہ اپ نشدوں میں بروچن کی مذہبی اور فلسفانہ تعلیم کا واضح پیرایہ میں خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور مغربی ممالک کے مذاہب اخلاق اور تعلیم میں آج تک اس فلاسفی کا اثر موجود پایا جاتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مغربی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک میں بعد کے زمانہ میں اگرچہ کئی ایک آریہ راجاؤں نے بھی حکومت کی۔ اور بعض خاندان مسلسل طور پر جہانبانی کرتے رہے۔ لیکن تواریخ شاہد ہے۔ کہ ان آریہ راجاؤں کے مذہبی اور سوشل خیالات اور اعتقادات کچھ عرصہ قائم رہ کر بروچن کے مذہب میں ہی جذب ہوگئے۔ اس تعلیم کا ان ملکوں میں ہمیشہ عنصر غالب رہا۔

بروچن کے بعد اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ بلی بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا دانا۔ مدبر۔ منتظم۔ دھرماتما خوش اخلاق۔ عالم باکمال فاضل بے بدل اور ہمہ صفت موصوف تھا اس کے عہد میں سلطنت بابل کو وہ عروج حاصل ہوا۔ کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس نے روئے زمین کے تمام حکمرانوں کو زیر کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ امراوتی کے راجہ اندر کو تخت و تاج سے محروم کرکے اپنا تسلط جمایا۔ اس نے سلطنت بابل کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو حکومت سے محروم کرکے تمام دنیا کا چکرورتی بادشاہ اور تمام بنی نوع انسان کا مذہبی پیشوا بن گیا۔ یہ ایسا طاقتور۔ جنگجو اور فن جنگ میں ماہر کامل تھا۔ کہ وشنو پوری کے گدی نشین بامن جی کو بھی اس کے

مقابلہ میں میدان جنگ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ لیکن دیدک دھرم کی حفاظت کی ذمہ داری کا سارا بوجھ اس کے ذمہ تھا۔ اس لئے کمال دانائی اور مصلحت وقت کو کام میں لاکر اس نے تمام دنیا کی حکومت رابہ بی سے خیرات میں لے لی۔ اگرچہ سلطنت بابل کے ارکان اور امرا نے اپنے فرمانروا کو منع کیا۔ کہ اس فریب سے بچیں۔ لیکن بلی نے کہا۔ کہ میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اور ایفائے وعدہ سے گریز کرنا میرے جیسے مستمند شاہ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے باؤں کو دنیا بھر کی حکومت سپرد کر دی۔ اور ان کے ارشاد کے بموجب اپنے اہل قوم کو ہمراہ لے کر جنوبی افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں شونت پور نامی شہر آباد کر کے اپنی دارالحکومت بنایا۔ اور اس کی اولاد ہوزان نوح کے زمانہ تک افریقہ میں حکمرانی کرتی رہی۔

اسیریا۔ مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بابل سب سے پہلے حکمران ہرنیہ کشیپ نے شاہان مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی غرض سے اپنی بہن سنگھ کا کی شادی بسرجت فرمانروائے مصر کے ساتھ کی اس کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ سنگھ کے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ ہرنیہ کشیپ نے اپنے بھانجے کو ایک جاگیر دے کر روم میں ہی اسے حکومت پذیر کر دیا اس نے نینوہ نامی شہر آباد کر کے شاہان بابل کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرنی شروع کی۔ اس سلطنت کے فرمانروا خاندان کو اسر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس لئے یہ حکومت اسیریا کہلائی صرف پورانوں سے ہی نہیں۔ بلکہ مغربی دنیا کے قدیم نوشتہ جات سے بھی اس قدیم سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس سلطنت کو برباد ہوئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں۔ لیکن اس کی روایات اب تک

پرہلاد کے بیٹے بروچن نے دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اپنی تعلیم میں روح کو نظر انداز کرکے مادی تعلیم کی اشاعت میں اپنی ساری طاقت صرف کردی۔ سنسکرت کی کتاب مقدسہ اپ نشدوں میں بروچن کی مذہبی اور فلسفانہ تعلیم کا واضح پیرایہ میں خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور مغربی ممالک کے مذاہب۔ اخلاق اور تعلیم میں آج تک اس فلاسفی کا اثر موجود پایا جاتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مغربی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک میں بعد کے زمانہ میں اگرچہ کئی ایک آریہ راجاؤں نے بھی حکومت کی۔ اور بعض خاندان مسلسل طور پر جہانبانی کرتے رہے۔ لیکن تواریخ شاہد ہے۔ کہ ان آریہ راجاؤں کے مذہبی اور سوشل خیالات اور اعتقادات کچھ عرصہ قائم رہ کر بروچن کے مذہب میں ہی جذب ہوگئے۔ اس تعلیم کا ان ملکوں میں ہمیشہ عنصر غالب رہا۔

بروچن کے بعد اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ بلی بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا دانا۔ مدبر۔ منتظم۔ دھرماتما خوش اخلاق۔ عالم باکمال فاضل بے بدل اور ہمہ صفت موصوف تھا اس کے عہد میں سلطنت بابل کو وہ عروج حاصل ہوا۔ کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس نے روئے زمین کے تمام حکمرانوں کو زیر کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ امراوتی کے راجہ اندر کو تخت و تاج سے محروم کرکے اپنا تسلط جمایا۔ اس نے سلطنت بابل کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو حکومت سے محروم کرکے تمام دنیا کا چکرورتی بادشاہ اور تمام بنی نوع انسان کا مذہبی پیشوا بن گیا۔ یہ ایسا طاقتور۔ جنگجو اور فن جنگ میں ماہر بابل تھا۔ کہ وشنو پوری کے گدی نشین باون جی کو بھی اس کے

رواج ہٹا کر اس کی جگہ بادشاہ وقت کی پوجا کا رواج اپنی مملکت میں اپنی حکومت میں جاری کر رکھا تھا۔ بابل کا راجہ بل یا بلی کی عظمت اور شان و شوکت کا مختصر سا تذکرہ مذکورہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے عہد میں اس کی مورتی مندروں میں رکھی جاتی تھی۔ اور جب دیتوں کو اس ملک سے جلاوطن کیا گیا۔ تو بعد کے زمانہ میں بھی اس ملک کے باشندے بل کو دیوتا سمجھکر اس کی پرستش کرتے رہے۔

یورپین محققوں نے بیان کیا ہے کہ نینوا کے بادشاہ بڑے زبردست تھے۔ بعض اوقات ان کی حکومت تمام ایشیا میں پھیل گئی۔ مصر اور ہندوستان میں بھی ان کا لوہا مانا جاتا۔ راجہ [illegible] جدل کے وقت رتھوں پر سوار ہوتے اور تیر کمان باندھتے تھے۔ علم نجوم کی ان کے ملک میں بہت ترقی تھی۔ ان کے راجاؤں کے نام کے پیچھے لفظ اسر استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ بادشاہ بڑے خونخوار۔ بے درد اور ظالم تھے۔ ان کے نوشتہ جات سنسکرت [illegible] میں لکھے جاتے تھے۔ یون لوگوں کی فوج بھرتی کر کے فسیح فارس کی طرف بھیجی گئی۔ ایک نہر ہندیہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس ملک کا مشہور بادشاہ نینوا ہوا۔ جس نے نینوا شہر آباد کیا تھا۔ اس ملک کی ایک ملکہ سمی روس نے مصر اور ایشیائی ممالک کو فتح کر کے ہندوستان پر یورش کی۔ لیکن یہاں راجہ استھاور پتی سے شکست کھائی وغیرہ۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ سنگھ کا خاندان کے اسر پہلے تو شاہان بابل کے باجگزار کی حیثیت سے ایشیائی روم کے کسی قدر علاقہ پر حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں جب باون جی نے دیتوں کے راجہ بلی کو جلاوطن کر کے جنوبی افریقہ کی طرف بھیج دیا۔ تو میدان خالی پا کر نینوا کے اسر

لوگوں کے زبان زد ہر خاص و عام چلی آتی ہیں۔ صدر مقام شہر نینوا مٹی کے نیچے دبا پڑا تھا۔ اس کا نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ لیکن روایات مشہور تھیں۔ کہ فلاں موقعہ پر یہ شہر تھا۔ اور یہ سلطنت ایسی زبردست تھی۔ کہ اس کے فرمانروا اپنے زمانہ میں کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور اپنے سامنے کسی کی ہستی نہ سمجھتے تھے۔ یورپین محققوں نے سنہ ۱۸۴۲ء میں اس عظیم الشان دارالحکومت کی کھوج کرنی شروع کی مدت تک حیران ہونے کے بعد آخر کار رابرٹ صاحب نے اس موقعہ کو تلاش کر کے کھدائی شروع کی۔ اور اسکے نیچے دبے ہوئے عظیم الشان محلات کا پتہ لگایا۔ کسی قدر کھدائی کرنے پر پہلے دیواریں نظر آئیں۔ بعد ازاں دیر تک کھودنے کے بعد سالم مکانات برآمد ہوئے۔ اور ان میں ہزاروں سال کے رکھے ہوئے برتن۔ ہتھیار۔ پیسے اور شیشیاں وغیرہ جوں کی توں ہیں۔ دیواروں پر جو تحریرات کندہ تھیں۔ ان کو پڑھ کر سنی لگائے گئے۔ ان کھنڈرات میں سے جو اشیا برآمد ہوئیں۔ وہ سب لنڈن کے برٹش میوزیم میں محفوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ان سے جو حالات تواریخی معلوم ہوئے ان کا مفصل بیان لیئرڈ صاحب نے اپنی کتاب نینوا اینڈ بیبلن میں کیا ہے۔ اور دو کتابیں شہر نینوا کے قدیم کھنڈرات کے متعلق زیب قلم کی ہیں۔

یورپین محققوں کا بیان ہے۔ کہ اس ملک کا نام اسیریا تھا۔ اور اس سلطنت کا سب سے پہلا حکمراں اشر کے نام سے مشہور تھا۔ اس شہر میں ایک عظیم الشان مندر محل دیوتا کا تھا۔ جس میں سونے کی [illegible] صدی قبل مسیح نصب کر کے اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ پرانوں میں یہ قوم ہے۔ کہ بابل کے دیوت حکمرانوں نے خدا کی پرستش کا

دیدی۔ کچھ عرصہ بعد روم پر حملہ کرکے راہو خاندان کو بھی نیست و نابود کر دیا۔ اور اس ملک کی عنان حکومت بھی تال جنگھا خاندان کے ہی سپرد کر دی۔

حلب کچھ عرصہ تک تال جنگھا خاندان کے راجگان عرب میں رہ کر روم پر بھی حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ لیکن بعد ازاں اس خاندان کی ایک شاخ نے روم کا ملک الگ کرکے وہاں اپنی جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور شالب نامی شہر آباد کرکے اسے اپنی دارالقیام قرار دیا۔ یہی شالب آج کل حلب کے نام سے مشہور ہو رہا ہے۔ ایشیائی روم کے حکمران اس تال جنگھا خاندان کا مکمل نسب نامہ ابھی تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ تاہم تحقیقات بدستور جاری ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ پرانوں کی مزید ورق گردانی کرنے سے تال جنگھا خاندان کے اور بھی بہت سے حکمرانوں کے نام اور ان کے واقعات عہد دستیاب ہو جائیں گے۔

ہری بنش میں لکھا ہے۔ کہ بلخ کے مغرب کیطرف شالب ویشو واقعہ تھا۔ اور طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے وہاں راجہ برہم دت حکومت کر رہا تھا۔ مشرقی روم کے متصلہ یورپی ملکوں میں ودیاپتی اور بھی تھیں۔ جن کے حکمران بچکر اور ہیڈ نب نامی بادشاہوں کے ساتھ راجہ برہم دت کے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ ان تینوں ریاستوں کے مابین ایک عہدنامہ ہو چکا تھا۔ کہ اگر کوئی غیر طاقت ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ برسر پیکار ہو۔ تو باقی دونوں حکمران اس کی مدد کریں اور تینوں ایک ساتھ ملکر دشمن کو شکست دیں۔ اس عہدنامہ کی وجہ سے برہم دت راجہ حلب کو بہت زیادہ تقویت حاصل ہو گئی تھی۔ اور گرد و نواح کے تاجدار اس سے خوف

تمام ملک پر چھا گئے۔ اور بحیرہ روم سے لے کر عرب کے جنوب تک تمام ملکسان کی قلمرو میں شامل ہو گیا۔

اسیریا کا سب سے مشہور فرمانروا راہو تھا۔ اس زمانہ میں تبت کے راجہ اندرہ والی امراوتی کے ماتحت سرداروں نے تمام ممالک عالم کو آپس میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ سورج والی تیجو۔ تی چندرماں والی یشودتی اور ورن فرمانروائے سنیمنی پوری کے مقبوضات افریقہ میں بھی تھے۔ عرب اور روم پر اسروں کی حکومت تھی۔ راہو کے عہد میں سلطنت نینوا نے بہت عروج حاصل کر لیا۔ اور سورج و چندرماں کی آمد و رفت انہوں نے روک دی۔ پورانوں میں اس عداوت کا مفصل طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ راہو کے نام نے اس قدر شہرت حاصل کر لی۔ کہ یہ ملک ہی اس کے نام پر راہو دیش کہلانے لگا۔ اسیریا کے بادشاہ راہو کی سورج اور چندر ماں کے ساتھ ہمیشہ معرکہ آرائیاں جاری رہیں۔ اور راہو نے اپنے مخالفوں کو شکستوں سے کمزور کر دیا۔ سورج اور چندرماں نے وشنو پوری کے گدی نشین سے امداد طلب کی چنانچہ وشنو نے اسیریا پر حملہ کر کے راہو کو شکست دی۔ اور اس کی طاقت توڑ دینے کی غرض سے اس کی حکومت دو حصوں میں منقسم کر دی۔ پولیٹکل مصلحت سے روم کا ملک راہو کو دیا۔ اور عرب کا کیتو کو بخشا۔ جو راہو کا ہی دوسرا بھائی تھا۔ ان کی اولاد جداگانہ طور پر اپنے اپنے ملک میں حکومت کرتی رہی

مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد ہیشمتی داتھہ جنوبی ہند کے راجہ ایک بیر نے عرب پر حملہ کر کے کیتو خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ اور اس ملک کی عنان حکومت تالاج جنگھا خاندان کے راجپوتوں

سینہ دھانک ہمراہ لادین۔

اس پیغام کے سننے پر سری کرشن نے جرنیل ساتکی کو حلب میں بھیجا۔ اور یہ پیغام دیا۔ کہ تیروں کی نوک اور تلوار کی تیز دھار سے تمہاری خواہش پوری کر دی جائیگی۔ خراج وصول کرنے اور سینہ دھانک لینے کے لئے تم خود سپاہ کے سردار کا کو چلے آؤ۔ پشکر۔ پرپاگ۔ گوردھن اور متھرا کے میدان جنگ میں جہاں چاہو آجاؤ۔ چنانچہ پشکر میں لڑائی کی تجویز قرار پائی۔ اور دونو طرف کی فوجیں جمع ہوگئیں۔ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ اور اس گھمسان کا رن پڑا۔ کہ اپنا پرایا کچھ نہ سوجھتا تھا۔ مہرشی ویاس رقم طراز ہیں کہ اس جنگ میں طرفین کے ۸ ہزار ہاتھی۔ چالیس ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ رتھ تباہ ہوگئے۔ اس لڑائی میں یورپ کا راجہ ہیڈلب بلرام کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور مقتولوں کی لاشوں کی کثرت کے سبب لڑنے کے لئے جگہ نہ رہی۔ تو گوردھن کا میدان لڑائی کے تجویز ہوا۔

گوردھن کے میدان جنگ میں سری کرشن نے یورپ کے دوسرے حکمران بچکر کو بھی قتل کر دیا۔ ہنس اور ڈھک نے تلوار کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ جادو ہنسیوں کے بڑے بڑے جرنیل کانپ گئے آخر سری کرشن جی نے وشنو استر چھوڑا۔ تو ہنسوں کا دل گیا وہ خوف زدہ ہوکر بھاگا۔ اور دریائے جمنا میں کود کر غرق ہوگیا۔ بھائی کی موت کے غم میں ہیڈلب نے بھی جمنا میں ہی کود کر جان دیدی۔ یہ لڑائی مسیح سے ۹۲ ۳۱ سال پہلے واقعہ ہوئی۔ اسکے ۲ سال بعد مہاراجہ یدھشٹر نے دہلی میں راجسو یگیہ کیا۔ ہندوستان کے قدیم مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے بہادران کا زور

کھاتے تھے۔ راجہ برہم دت نے ایک راجسو یگیہ کرنا چاہا۔ اس کے دو بیٹے ہنس اور ڈھک جو بہادری اور شجاعت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے یگیہ کی تکمیل کے لئے رشیوں کو بلانے گئے۔ اس اثنا میں درباسا رشی کے ساتھ ان کا تکرار ہو گیا۔ رشی کا آشرم انہوں نے تباہ کر دیا اور درباسا اپنے شاگردوں کو ہمراہ لے کر جنہیں وہ علم اشراق کی تعلیم سے عملی طور پر بہرہ یاب کر رہا تھا۔ دوارکا میں سری کرشن جی کے پاس آیا۔ اور ان راجکماروں کے ظلم و تعدی کی شکایت کی۔ سری کرشن نے رشی کو تسلی دی۔ اور کہا کہ جلدی ہی وہ ظالم کیفر کردار کو پہنچایا جائیگا۔ اطمینان رکھیں۔

یگیہ کی تقریب پر رشی منی جمع ہوئے۔ ان میں راجہ برہم دت کے دوست مترسہ کا بیٹا جنار دھن بھی حلب میں آیا اس نے ہمدردی کے طور پر کہا۔ کہ اس خیال خام کو چھوڑ دو۔ راجہ بلخ ہستناپور کے جرنیل بھیشم۔ مگدھ کے راجہ جراسندھ اور دوارکا جادو بنسیوں کے سرتاج سری کرشن جی کی موجودگی میں تمہارا یگیہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیگا۔ راجکمار ہنس نے جواب دیا۔ راجہ بلخ ہم سے ڈرتا ہے۔ بھیشم بوڑھا ہو گیا ہے۔ جراسندھ ہمارا دوست ہے۔ باقی رہ گئے سری کرشن۔ ان کو میں میدان جنگ میں شکست دونگا۔

اس پر دربار حلب کیطرف سے ایشیا کے تمام تاجداروں کو چٹھیاں لکھیں۔ کہ اپنا اپنا خراج لے کر حاضر ہوں۔ اور جنار دھن برہمن کو دوارکا کی طرف یہ پیغام دے کر روانہ کیا۔ کہ یگیہ کی تکمیل کے لئے سری کرشن اور بلرام بذات خود حاضر ہوں۔ یگیہ میں جتنا نمک صرف ہوگا۔ وہ ریاست دوارکا کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ حسب ضرورت

۹	ہرد کیتو	۱۷	پلوم کیتو
۱۰	رکت کیتو	۱۸	نابھ کیتو
۱۱	سومک کیتو	۱۹	گردبھ کیتو
۱۲	شیل ناشک کیتو	۲۰	شول کیتو
۱۳	آدتیہ کیتو	۲۱	بجر کیتو
۱۴	چندر کیتو	۲۲	بیریہ کیتو
۱۵	بھوم کیتو	۲۳	کنبھ کیتو
۱۶	ارن کیتو	۲۴	کال کیتو

تال جنگھا خاندان

۱	تال جنگھ	۳	کال یون
۲	یون	۴	چنڈ یون

وجہ تسمیہ:- مسلمان وقائع نگار اور جغرافیہ نویس بیان کرتے ہیں کہ عربیوں کے رہنے کی وجہ سے اس ملک کا نام عرب مشہور ہوا۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کے باشندوں کا نام عربی کیوں مشہور ہوا۔ تو وہ کہینگے۔ کہ عرب میں رہنے کے سبب سے عربی کہلائے۔ اور یہ ایک منطقی نقص ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ طوفان نوح سے بہت عرصہ پہلے یہ ملک اربد دیش کہلاتا تھا۔ اربد لفظ بگڑ کر عرب مشہور ہوا۔ اور اس ملک کے باشندے عربی کہلائے مہابھارت۔ گرگ سنگھتا اور پورانوں میں اس ملک کا نام اربد دیش ہی لکھا گیا ہے۔ جب اس ملک میں تال جنگھا خاندان کے راجپوتوں

ور دلاوران ضیغم شکار میں تمام ایشیائی ممالک میں جراسندھ۔ بلرام ورو دیو دھن گرز اگنی میں۔ یدھشٹر کا بھائی سہیدیو اور راجہ بلمع شمشیر رانی میں بھیشم۔ ارجن اور یہ ہنس تیر اندازی میں لاثانی اور کیتائے روزگار تھے۔ سکھدیو رشی نے راجہ جنمیجے سے کہا۔ کہ اگر ہنس زندہ رہتا۔ تو تمہارے دادا مہاراجہ یدھشٹر کا راجسو یگیہ ہرگز پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا۔ یہ ضرور رکاوٹ پیدا کرتا۔ لیکن سری کرشن نے پہلے ہی اس کا خاتمہ کر دیا۔

ہنس کے مرنے اور لڑائی ختم کر لینے کے بعد سری کرشن جی نے ایشیائی روم کی حکومت جنار دھن برہمن کو عطا کی۔ جو پانچمبر بن کر لڑائی سے پہلے دوارکا میں آیا تھا۔ اس نے حلب کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر حکمرانی شروع کی۔ اس سے باون سال بعد مغربی ایشیا میں طوفان آیا۔ اور اس سے یہ سلطنت تباہ ہو گئی۔

۱۰۵ عرب

واقعات قبل از طوفان نوح

کیتو خاندان

۱	کیتو	۵	تال کیتو
۲	دھومر کیتو	۶	ہست کیتو
۳	جنتر کیتو	۷	کرال کیتو
۴	دھوج کیتو	۸	کپل کیتو

تھا۔ اسکے خوف سے کیتو خاندان کے افراد جو لڑائی سے زندہ بچے
عرب کے ملک سے غار طن [illegible] دوسرے ملکوں میں جا بسے۔ بہت
لوگ افریقہ کی طرف بھاگ گئے [illegible] کے آغاز میں
سے ۶۷۰۰ برس پہلے اس خاندان نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع
سورج بنسی اور چندر بنسی راجپوت اس زمانہ میں بہت کمزور ہو چکے تھے
وہ کیتو خاندان کے حملہ آوروں کا مقابلہ [illegible] تھے۔ اس واسطے ان
لوگوں نے ہندوستان کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔ لوٹ کھسوٹ اور
قتل و غارتگری کا بازار گرم کیا۔ [illegible] اپنی اور اپنے
دھرم کی حفاظت کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ [illegible] واقعہ ملک
[illegible] کے حکمران راجہ اگنی کے بہادر اور شورہ چار بیٹوں کو ہمراہ لائے
اور آبو پہاڑ پر یگیہ کر کے ہندوستان کی حفاظت کے لئے ان چاروں
کو دہلی۔ اجین۔ کاٹھیاواڑ اور دکن کی حکومتیں دیں۔ انہوں نے
حملہ آوروں کو شکست دے کر ہندوستان کی سرزمین سے باہر
نکالا۔ ان چار شاہزادوں کی اولاد اگنی کل راجپوتوں کے نام
سے شہرت پذیر ہوئی۔ یہ چاروں خاندان آرجنگ ہندوستان
میں موجود ہیں۔

تال جنگھ کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ یون عرب
کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بہت مشہور تاجدار تھا۔ اس کے
نام نے اس قدر شہرت پائی۔ کہ اس کا خاندان یون بنش اور ملک
عرب اس کے نام پر یون دیش مشہور ہوا۔ اس کی اولاد کے
جتنے تابعدار اس کے بعد عرب کے حکمران ہوئے۔ ان سب کے
ناموں کے آخیر پر لفظ یون ایک اعزازی خطاب کے استعمال
ہوتا رہا۔ طوفان نوح سے قریباً پونے دو سو برس پہلے اس خاندان کا

کی حکومت قائم ہوئی۔ اس خاندان کے مشہور فرمانروایوں کے نام
پر اس کی اولاد یون قوم کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور یہ ملک یون دیش
کہلایا۔ عربی زبان میں اس کو بت کی بجائے یونانی ہیماشا لکھا گیا ہے۔ یون دیش
کا لفظ بگڑ کر یمن مشہور ہوا۔ آج کل اس ملک میں ایک صوبہ کا نام ہے
تواریخی حالات سے اس ملک کی حکومت آغاز آفرینش سے ہابل
کے وشنوں کے ہاتھ میں رہی۔ لہذا اس بات سے یہ قوم روم کے جبار
دشمن کی گئی۔ اور شنوا کے اسروں نے زور پکڑا۔ تو یہ ملک بھی انکے
قبضہ میں آگیا۔ پھر جب وشنوں نے اسیریا کے حکمران راہو کو شکست
دے کر روب کی حکومت کو سپرد کر دی۔ تو عرب میں سب سے
پہلے آزاد اور مستقل حکومت قائم ہوئی کہ جو خاندان کے بے شمار راجاؤں
نے اس ملک پر حکومت کی۔ ان سب کے نام کے
ساتھ لفظ کینو بطور ایک اعزازی خطاب کے مستعمل ہوتا رہا۔ اس
خاندان کے آخری راجہ کال کینو کو مہیشتی واقعہ جنوبی ہند کے راجہ
ایک بیر نے قتل کر کے کنو خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال
گل کر دیا۔ پورانوں میں اس انقلاب سلطنت کے حالات اس طرح
پر بیان کئے گئے ہیں۔ کہ عرب کا بادشاہ کال کینو رمیہ نامی کسی
آریہ راجہ کی بیٹی ایکاولی کو بزور اٹھا لے گیا جب کہ وہ جنگل میں
اپنی سہیلیوں کے ساتھ سیر کر رہی تھی اسے شادی کے لئے
مجبور کرنے لگا۔ ایکاولی نے مہیشمتی کے راجہ ایک بیر سے اپنی
رہائی کے لئے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اس نے ایک
فوج جرار لے کر ملک عرب پر فوجکشی کر دی۔ ایک خونریز جنگ
کے بعد کال کینو کو میدان کارزار میں تلوار کے گھاٹ اتارا۔ اسکی
حکومت چھین کر اپنا جھنڈا سب پر کر دیا۔ جو اس کا چھوٹا بھائی

۷۵	ہرنیہ کشیپ	۷۹	نرسمہ
۷۶	شت مایا	۸۰	شلبھ
۷۷	شنبر	۸۱	پرچیت
۷۸	ہرنیاکش	۸۲	شنبر

اس کتاب کے آغاز میں بتلایا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے [illegible]
کشیپ کی ایک عورت دنو کے بطن کے جو اولاد پیدا ہوئی [illegible]
قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ بعد ازاں جب [illegible]
و کشمیر نے پہلے پہل نظام حکومت کی بنیاد ڈالی اور [illegible]
کو سب سے پہلے حکمران منتخب کیا۔ تو دانو قوم نے [illegible]
کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس قوم کے [illegible]
و بہادران ضخیم شکار بہت بڑی جمعیت میں اپنے سردار [illegible]
اور کیٹب کی زیر سرکردگی سری برہما جی کی [illegible]
حملہ آور ہوئے۔ اور برہما جی کو لڑائی کا چیلنج [illegible]
بہادرانہ اوصاف سے خالی ہونے کی وجہ سے [illegible]
سلطنت کے قابل نہیں ہو۔ اس لئے میدان جنگ میں آ کر
شجاعت کی داد دو یا گدی سے الگ ہو جاؤ۔ اور ملک کی حکومت
ہمارے لئے خالی کر دو۔ چنانچہ برہما جی نے اپنے آپ [illegible]
کی طاقت نہ دیکھکر وشنو جی کو اپنی امداد کے لئے طلب [illegible]
میں زہد و ریاضت میں مشغول تھے۔ وشنو جی نے آ کر [illegible]
سدرشن چکر سے ساتھ قتل کر دیا۔ اور دانوؤں کو مار [illegible]
کشمیر کی سرزمین سے باہر نکال دیا۔ دانوؤں [illegible]
مانو نہ کے جلاوطن ہو کر سمیدھا مغرب کا رخ کیا۔ اور [illegible]

۲۹	شت ہرو	۵۲	سوکشم
۳۰	اندر جت	۵۳	پچندر
۳۱	ستر گرہ	۵۴	ارن نابھ
۳۲	سرب جت	۵۵	مہاگری
۳۳	بجر ناتھ	۵۶	دیشورنر
۳۴	مہا نابھ	۵۷	اسلوما
۳۵	بکرانت	۵۸	کیشی
۳۶	بجر اکش	۵۹	شتھ
۳۷	کال نابھ	۶۰	بلک
۳۸	ایک چکر	۶۱	مد
۳۹	مہا باہو	۶۲	گگن
۴۰	تارک	۶۳	سوردھا
۴۱	مہابل	۶۴	کنھ نابھ
۴۲	دیشوانر	۶۵	پرتھ
۴۳	بلوم	۶۶	پلوم
۴۴	اسلوم	۶۷	شنبر
۴۵	بردان	۶۸	مے
۴۶	مہاشرا	۶۹	کونچھ
۴۷	بکردان	۷۰	ہے گریو
۴۸	سورپھانو	۷۱	ہے سرب
۴۹	مہاشر	۷۲	بروپ اکش
۵۰	برکھ پربا	۷۳	سو پتھ
۵۱	تنگ گنڈ	۷۴	ہراہر

روم کو مجبور کر کے اس ملک میں اپنے پائے استقامت جمائے جسے آجکل مصر کہتے ہیں۔ پورانوں میں اس ملک کا نام مشریان کیا گیا ہے۔ دانوؤں نے یہاں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈال کر دوے سودھا کو اپنا سب سے پہلا بادشاہ منتخب کیا۔

سلطنت مصر زمانہ قدیم میں بہت زیادہ شہرت اور عروج واقبال حاصل کر چکی تھی۔ جس طرح سے مشرقی دنیا میں دیوتاؤں کی سلطنت امرادتی دیوتاؤں اور آریوں کے لئے واجب التعظیم تھی۔ اور اسکے فرمانرواؤں کو مذہبی اور پولیٹکل دونوں قسم کے اختیارات حاصل تھے ٹھیک اسی طرح سے مغربی دنیا میں ان تمام قوموں کے لئے جو دیوتاؤں کی مخالف تھیں۔ سلطنت مصر ویسی ہی واجب التکریم تھی۔ اور یہاں کے بادشاہوں کو بھی مذہبی اور پولیٹکل دونوں قسم کے اختیارات حاصل رہے ہیں۔ گویا کہ امرادتی کے مقابلہ کی یہ دوسری بادشاہت تھی۔ اس سلطنت کا وزیر اعظم شکر آچاریہ وزارت کے فرائض کے علاوہ مذہبی امورات کی انجام دہی کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا

اس سلطنت کے حکمران خاندان کی بے شمار شاخیں افریقہ اور یورپ میں پھیل کر بڑی بڑی زبردست بادشاہتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔ لیکن یہ سب بادشاہتیں سلطنت مصر کو ہمیشہ اپنی مرکزی حکومت تسلیم کرتی رہیں۔ چونکہ شاہان مصر کی فرمانرواماں امرادتی کے ساتھ ہمیشہ معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ اس لئے ہر ایک لڑائی کے موقعہ پر تمام ماتحت حکومتوں کو روپیہ۔ فوجوں اور سامان حرب وضرب سے شاہان مصر کی امداد کرنی پڑتی تھی۔ تاریخ دنیا کے ابتدائی زمانہ میں مصر کے دیوتاؤں اور مصر کے داودر کو ایک جیسی شہرت اور ناموری حاصل رہی ہے۔